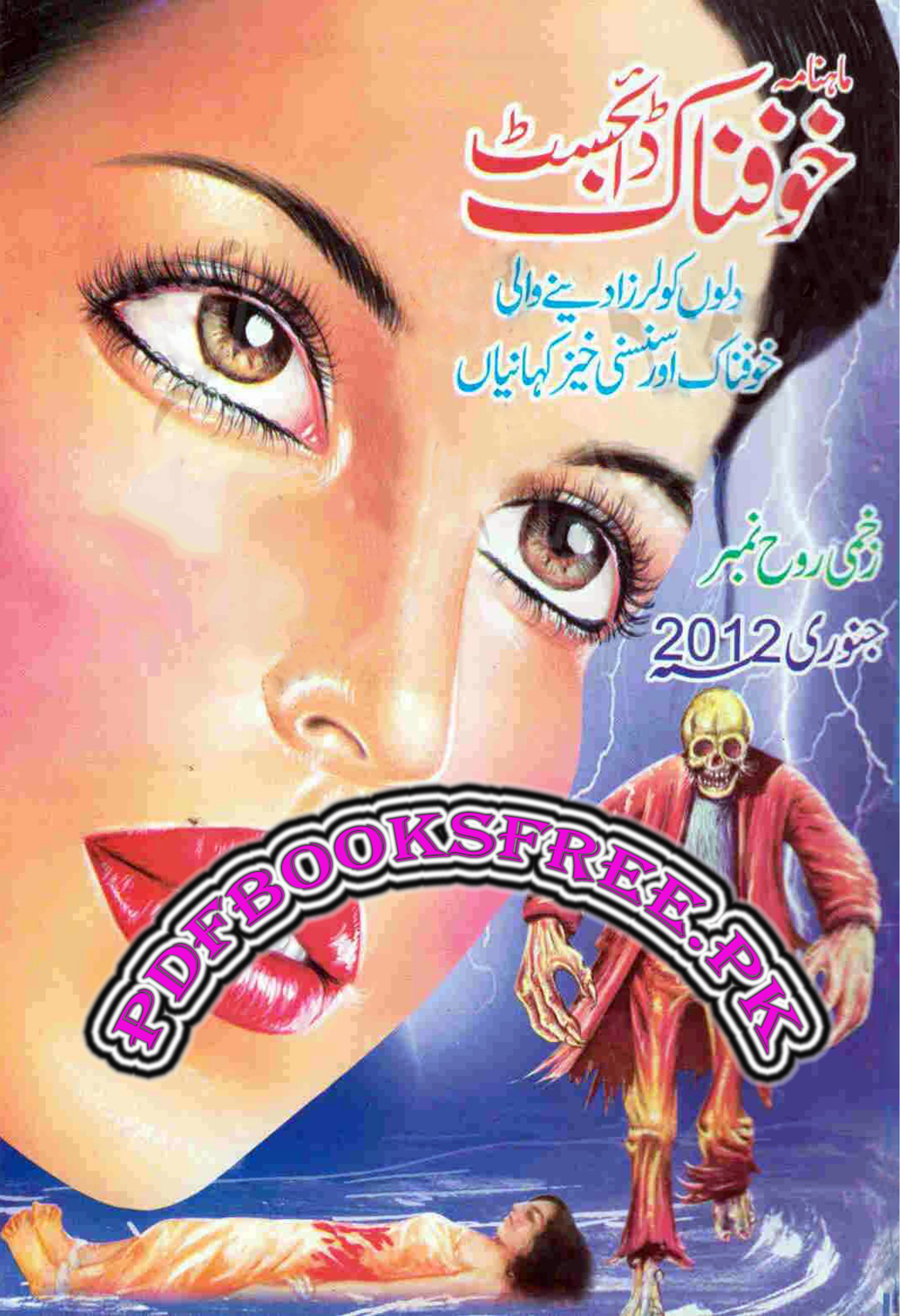

PDFBOOKSFREE.PK

بانی: شہزادہ عالمگیر

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور

ماہ جنوری ء کے شمارے زخمی روح نمبر کی جھلکیاں

خون آشام ناگن
قسط: 4

عمران رشید۔ راولپنڈی 6

میں نے چاقو سے اس پر وار کر دیا تھا لیکن یوں لگا تھا جیسے میری طرح اس کا جسم بھی دھواں کا بنا ہوا ہو...... ایک خوفناک کہانی

تارِ عنکبوت
قسط: 4

محمد خالد شاہان۔ صادق آباد 38

وہ چیختی ہوئی بھاگ رہی تھی بچاؤ بچاؤ اس کی درد اور خوف میں ڈوبی آوازیں سن کر وہ لڑکی کو بچانے کی غرض سے بھاگا پراسرار کہانی

کایا جل

سجاد حسین۔ ملتان 70

ہم اس جگہ جا پہنچے جہاں رات کو وہ سایہ مینار زمین میں سوراخ کرتا دکھائی دیا تھا۔ وہاں سوراخ بدستور دکھائی دے رہا تھا لیکن اس میں کا نشان تھا

مظلوم روحیں
حصہ اول

ایم زیڈ اختر۔ ہلاں، آزاد کشمیر 88

اسے ہر روز ڈراؤنے خواب آتے تھے جو حقیقت بن جاتے۔ ایک رات وہ گھر سے غائب ہوگئی، اسے جن اٹھا کر لے گیا تھا

مرڈر تھری

لٹل شاہ رخ خان۔ کرک 106

نورانی طاقتوں اور بدی کی طاقتوں کے درمیان ایک بہت ہی بھیانک اور خوفناک ٹکراؤ..... جیت کس کی ہوئی؟

آسیب

افضال احمد عباسی۔ راولپنڈی 125

ہمارے گاؤں سے روزانہ کوئی نہ کوئی غائب ہو جاتا تھا۔ لوگوں کو غائب کرنے والا ایک شیطان تھا...... ایک خوفناک کہانی

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، نا قابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشر ذمہ دار نہ ہوگا۔

(پبلشر شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ، لاہور)

بانی: شہزادہ عالمگیر

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور

ماہ جنوری ء کے شمارے زخمی روح نمبر کی جھلکیاں

شکاری

الیس امتیاز احمد۔ کراچی 134

وہ ایک جادوگر تھا جو تیس سال بعد ایک آفت بن کر ہمارے گاؤں پر نازل ہوتا اور تیس دنوں میں تیس نوجوانوں کا خون کرتا

تکون

ساحل دعا بخاری۔ بصیر پور 142

چہرے پر کسی جگہ گوشت تھا تو کسی جگہ ہڈیاں تھیں پھٹے پرانے سفید کپڑے کے اوپر خون کے گہرے نشان تھے ایک سنسنی خیز کہانی

سپنوں کا محل

احسان ساحر۔ میانوالی 157

ایک ایسی لڑکی کی کہانی جو کسی دوسری لڑکی کی ہم شکل تھی۔ ہم شکل لڑکی نے اس کی صورت سے فائدہ اٹھا کر اس سے دوستی کر لی

پُراسرار آدمی
قسط: 2

ریاض احمد۔ لاہور 179

آخر کرنا یوں ہوا کہ اس نے شہر سے دور ویرانے میں گاڑی کھڑی کر دی۔ جہاں سامنے کھنڈرات نظر آ رہے تھے ایک خوفناک کہانی

خونی زنجیر

ریحان خان۔ میرانشاہ 164

وہ ہر رات اسے جا کر ڈرایا کرے۔ بھوت نے اسے ڈرانا شروع کر دیا اور وہ اس قدر ڈر گئی کہ مرنے کے قریب ہو گئی

خوفناک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، نا قابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ خوفناک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائٹر، ادارہ یا پبلشر ذمہ دار نہ ہوگا۔

(پبلشر شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ، لاہور)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خون آشام ناگن

تحریر: عمران رشید راولپنڈی۔ قسط۔۴

گورکن نے قبروں کے پھٹنے کی آوازیں سنیں تو یہ دیکھنے کے لیے اپنے مکان سے باہر آ گیا اسے کچھ ڈھانچے قبروں سے باہر چلتے ہوئے نظر آئے تو خوف سے اس کا سانس خشک ہو گیا یہی منظرسٹی ہاسپٹل کا تھا جہاں مردہ خانے میں پڑے دو ڈھانچے خود بخود برف کے بند لاکس سے باہر نکل آئے مردہ خانے کا دروازہ کھلتے ہی نبیل چونکتے ہوئے خوفزدہ ہو گیا کیونکہ کسی عام آدمی کے اندر ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر جیسے ہی ایک سفید رنگ کے ڈھانچے کو باہر نکلتے دیکھا تو نبیل کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ ڈھانچہ اسے نظر بھر کر دیکھنے کے بعد راہداری میں چلتے ہوئے کھڑک کھڑک کی آواز پیدا کرنے لگا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ مردہ خانے سے دوسرا ڈھانچہ بھی باہر نکل آیا نبیل کی جیسے حلق سے چیخیں نکل گئیں کچھ نرسیں اور ڈاکٹر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آ رہے تھے کہ دو ڈھانچوں کو نیچے آتا دیکھ کر چیخیں مارنے لگے سٹی ہاسپٹل میں خوف سے افراتفری پھیل گئی واچ مین جو گیٹ پر اونگھ رہا تھا چیخوں کی آوازیں سن کر ہاسپٹل کے مین دروازے کی جانب دیکھنے لگا کچھ نرسیں اسے ہاسپٹل سے باہر چیخیں مارتی ہوئی دکھائی دینے لگیں پھر دو ڈھانچوں کو باہر آتے دیکھ کر اس کے ہاتھ سے رائفل چھوٹ گئی ان ڈھانچوں نے گیٹ کو اپنی مضبوط استخوانی ٹانگوں سے دھکا مار کر کھول دیا پھر وہ اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عدیل کی غیر ہوتی ہوئی حالت دیکھ کر صبا کے چہرے پر بھی پریشانی کے بادل چھا گئے وہ کچن سے سیدھی کمرے میں آئی تھی تا کہ عدیل ناشتہ کر کے ہاسپٹل جا سکے۔عدیل۔۔کیا ہوا۔۔کیا ہوا۔۔عدیل کے دل کی دھڑکن میں بتدریج جیسے اضافہ ہوتا چلا گیا اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ یہ خبر صبا کو کیسے گوش گزار کرے عدیل بتائیں ناں۔۔پلیز کیا ہوا صبا۔۔صبا۔۔وہ۔۔وہ نورینہ خالہ۔۔کیا ہوا نورینہ آنٹی کو۔۔صبا نے پریشان ہوتے ہوتے ہوئے کہا تو عدیل اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولا ۔نورینہ خالہ کی اچانک موت ہوگئی ہے کیا ۔۔یہ ۔۔یہ ۔۔ک۔۔کک۔۔کیسے ہوا کس طرح ہوا۔۔عدیل مجھے بتائیں صبا کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب اتر آیا پلیز عدیل کچھ تو بولیں نورینہ آنٹی کی موت کیسے ہوئی۔صبا۔۔صبا میں خود نہیں جانتا دو دن پہلے انہیں ہلکا سا بخار تھا شاید یہ وجہ ہو سکتی ہے مجھے سائرہ نے کھل کر نہیں بتایا۔م۔۔م۔۔میری بہن کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی شاید میں خود نہیں جانتا۔صبا ۔۔بچوں کو جلدی سکول چھوڑ کر میرے ساتھ چلو ہاں۔۔ہاں عدیل چلتے ہیں۔۔اب صبا نے بچوں کو گاڑی میں بٹھایا ان کا لنچ باکس کھول کر ناشتہ بھی اس میں پیک کر دیا۔

ممی جان۔۔ممی جان کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔کچھ نہیں عکاشہ بیٹی تم بھی سکول جاؤ دیر ہو رہی ہے اب عدیل اپنی گاڑی گھر سے نکال چکا تھا شکیلہ کا بھی غم سے برا حال تھا دروازے کو تالا لگا کر اب عدیل نے گاڑی فل سپیڈ میں سکول جانے والے راستے پر ڈال دی کچھ ہی دیر میں بچوں کو سکول چھوڑ کے.وہ اقبال ٹاؤن کی طرف اپنی کار کا رخ کر چکا تھا سمیر کے گھر کے باہر کچھ لوگوں کا ہجوم تھا عدیل نے گاڑی ایک جگہ کھڑی کر دی اب صبا عدیل اور شکیلہ تیز قدموں سے گھر کے اندر داخل ہو چکے تھے سامنے ہی کمرے کے دروازے پر سائرہ بری طرح سے رو رہی تھی بھیاء ۔۔بھیاء۔۔نورینہ خالہ کو دیکھو نجانے کس نے ان کی جان لے لی عدیل پھٹی پھٹی نظروں سے نورینہ کی لاش کو دیکھ رہا تھا گردن پر لال سرخ نشان دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا سائرہ۔۔سائرہ۔یہ۔۔یہ کس وقت ہوا۔۔بھیاء۔۔میں نہیں جانتی ہوں۔آ۔۔آہ۔۔میں تو انہیں ناشتے کے لیے جگانے کی غرض سے اوپر آئی تھی تو صوفے کے پاس نیچے قلین پر نورینہ خالہ کی۔۔آ۔۔آہ۔۔اس سے آگے کچھ بھی بولنے کے لیے الفاظ باقی نہ رہے سمیر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر عدیل کی طرف بھری آنکھوں اور سسکیوں کے ساتھ دیکھ رہا تھا عدیل اپنے دوست سے گلے مل کر خود بھی لاچار ہو گیا اشک اس کی آنکھوں سے تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے بڑی مشکل سے عدیل نے اپنے دوست سمیر کو دوسرے کمرے میں بیٹھا کر ناکام تسلیاں دے رہا تھا کیونکہ وہ خود بھی یہ خبر سن کر اندر سے ٹوٹ گیا تھا عدیل۔۔عدیل میری ماں کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی پھر نجانے کس نے انہیں جان سے مار دیا میں نے اس کے گردن پر لال رنگ کے نشان دیکھے ہیں ہاں سمیر میں نے بھی دیکھے ہیں تجھے ایسے نہیں لگتا کسی نے رسی کے ساتھ ان کی گردن کو دبا کر خون کیا ہے عدیل جو بھی ہو میں قاتل کو ضرور پکڑوں گا ابھی جا کر پولیس کو ٹیلی فون۔۔نہیں رک جاؤ سمیر۔۔معاملہ مزید بگڑ سکتا ہے عدیل نے سمیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو سمیر بے حال ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا تو عدیل بولا اب یہ کاروائی پولیس نہیں تمہارا دوست کرے گا میں ابھی ڈاکٹر شبانہ کو فون کرتا ہوں اگر تم اجازت دو تو کیا نورینہ خالہ کی ڈیڈ باڈی کا پوسٹمارٹم ہو سکتا ہے ہاں۔۔ہاں عدیل میں جاننا چاہتا ہوں امی جان کی موت کس طرح ہوئی اور وہ نشان کیسے تھے او کے ٹھیک ہے تم اپنے آپ کو سنبھالو میں ابھی فون کر کے آتا ہوں اتنا کہتے ہی عدیل ساتھ والے کمرے میں چلا گیا جہاں سے صبا اور سائرہ کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ہیلو۔۔ہیلو کون۔۔ڈاکٹر شبانہ۔۔

یس سر میں تمہیں ایک ایڈریس دیتا ہوں تم اس پتہ پر فوراً پہنچو ایک ڈیڈ باڈی کی ریسرچ کرنی ہے فرحان جمیل اور سراج کو ساتھ لے کر جلدی سے آؤ ٹھیک ہے سر ایڈریس بتائین۔اب عدیل نے سے سمیر کے گھر کا ایڈریس سمجھایا کچھ ہی دیر بعد سائرن کی آواز سنائی دی سفید رنگ کی ایک ایمبولنس وین سمیر کے گھر کے سامنے آ کھڑی ہوئی ڈاکٹر شبانہ

اپنے ساتھی ڈاکٹرز کے عملے کے ساتھ مطلوبہ سامان ہاتھوں میں پکڑے گھر کے اندر قدم رکھ چکے تھے۔ایکسکیوزمی۔ ۔راستہ دین پلیز ڈاکٹر شبانہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی تو صبا اور عدیل ان کی طرف متوجہ ہوئے سمیر کمرے کے اندر ڈاکٹر شبانہ کو دیکھ کر کچھ مطمئن ہو گیا کہ وہ ضرور قاتل کا سراغ لگا کر رہے گی اس کے پیچھے پیچھے ڈاکٹر فرحان جمیل اور سراج بھی آ گئے عدیل نے کہا۔

شبانہ اس کی گردن پر لال رنگ کے نشان ہیں ذرا غور سے دیکھو اور ہمیں یہ بتاؤ اس کی موت کیسے واقع ہوئی ڈاکٹر شبانہ یس سر کہتے ہوئے نورینہ کی لاش کو دیکھنے کی غرض سے آگے بڑھی وہ گردن کا جائزہ لے کر بولی سر لگتا ہے کسی نے ان کی گردن کو رسی یا کسی اوزار کی مدد سے دبا کر مارا ہے شبانہ بڑی حیرت کی بات ہے گھر کے اندر گھس کر ایسی حرکت کرنا دور کی بات قدم بھی نہیں رکھ سکتا کیونکہ باہر کھڑکی سے تو کوئی آ نہیں سکتا جبکہ گھر کے اندر داخل ہو کر اس کمرے میں آنے تک اسے ہال کے دروازے اور بچوں کے کمروں سے گزر کر آنا پڑتا ہے اتنے میں سمیر بولا ڈاکٹر صاحبہ ہال کا دروازہ اندر سے بند تھا پھر قاتل آیا کہاں سے۔۔ڈاکٹر شبانہ نورینہ کی گردن کو ہاتھ سے چیک کرتے ہوئے خوف سے بولی او نو۔کیا ہوا شبانہ۔۔عدیل حیرت سے بولا تو شبانہ کھڑی ہو کر مطمئن انداز میں بولی شاید آپ کو معلوم نہ ہو نورینہ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے۔کیا۔۔کیا۔۔صبا اور سائرہ حیرت سے چیخ کر بولیں تو عدیل کے چہرے پر خوف اور تجسس کے آثار واضح ہوتے چلے گئے شبانہ۔۔شبانہ کیا تم سچ کہہ رہی ہو جی ہاں سر۔۔قاتل نے رسی کی مدد سے پہلے نورینہ کی گردن کو اپنے مضبوط شکنجے میں لیا پھر گردن کی ہڈی توڑ کر فرار ہو گیا اب قاتل کہاں سے آیا اور کہاں گیا یہ اندازہ لگانا خاصل مشکل ہے بلکہ میں تو دوسرے لفظوں میں یوں کہوں گی ناممکن ہے شبانہ تمہیں کیا لگتا ہے یہ کام کسی انسان کا ہو سکتا ہے عدیل کی بات سن کر پیچھے کھڑے ہوئے ڈاکٹر سراج نے آگے بڑھ کر کہا ممکن ہے سر قاتل گھر میں چھپا ہو شٹ اپ۔۔کیا بکواس کر رہے ہیں۔۔سمیر نے غصے سے کہا تو عدیل نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کو کہا پھر عدیل بولا سراج کوئی بھی اندازہ لگانے سے پہلے اچھی طرح سوچ لیا کرو میں کیا کہنے جا رہا ہوں بلاوجہ کسی کو شک کی نگاہ سے دیکھنا میں بداخلاقی تصور کرتا ہوں اسے میرے دوست کا گھر نہیں بلکہ میرا اپنا گھر سمجھو کیونکہ معاملہ دوستی کا نہیں بلکہ رشتے داری کا ہے مجھے اپنوں کی پہچان بڑی اچھی طرح سے ہے قاتل کوئی معمولی انسان نہیں ہو سکتا ہے اس بات کو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں ڈاکٹر جمیل اور فرحان جوز میں پر قاتل کے قدموں کے نشان تلاش کرنے میں مصروف تھے کھڑے ہو کر ہاتھوں سے دستانے اتار کر عدیل کی جانب متوجہ ہوئے پھر ڈاکٹر فرحان بولا سر آپ کے اندازے کی میں درست تائید کرتا ہوں قاتل جو کوئی بھی تھا وہ کھڑکی سے ہی آیا تھا حالانکہ وہاں سے کسی انسان کا اوپر کمرے میں آنا ناممکن سی بات ہے ڈاکٹر شبانہ بولی سر کہیں ایسا تو نہیں یہ کام اسی سانپ کا ہو۔۔

شبانہ۔۔تم تو یہ بات ایسے کر رہی ہو جیسے وہ کوئی جادو کا سانپ ہے جو اڑ کر یہاں آ گیا ہے۔سر میں یہ تھوڑا کہہ رہی ہوں صرف اندازے سے کہہ رہی ہوں سراج۔۔فرحان ڈیڈ باڈی کو اٹھاؤ میں کفن دفن کا بندوبست کرتا ہوں اتنے میں سائرہ کے دونوں بیٹے بھی دادی اماں کہتے ہوئے لاش سے جدا ہو گئے۔۔شبانہ تم مجھ سے ملنے کے لیے شام کو میرے گھر آؤ تم سے کچھ بات کرنی ہے ٹھیک ہے سر میں چلتی ہوں اب ڈاکٹر شبانہ باقی ڈاکٹرز سمیت باہر چلے گئے جبکہ نورینہ کو شام کے وقت دفنانے کا فیصلہ ہو چکا تھا صبا اور شکیلہ سائرہ کے پاس ہی موجود رہے۔

❀❀❀

اچانک دروازے پر فلیٹ کے انچارج کے ساتھ صفائی والے عملے کو دیکھ کر یاسر کی آنکھ کھل گئی وہ بستر سے اٹھ کھڑا ہوا تو انچارج اس کے پاس آ کر بولا مسٹر یاسر شاید آپ کو جانوروں سے دلچسپی اور محبت اپنی حد تک ہوگی مگر میں یہاں فلیٹ میں رہنے والے گیسٹ اور دوسرے لوگوں کو موت کی دعوت نہیں دے سکتا کیا مطلب۔۔م۔۔مم۔میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ سمجھا نہیں یاسر نے حیرت و تجسس سے کہا تو وہ بولا آج صبح ہی ایک مرا ہوا سانپ نیچے والے فلور کے کمرہ نمبر سات میں سیڑھیوں کے بالکل سامنے پایا گیا اسے میرے گارڈ نے گولی مار کر ختم کر دیا ہے اور ساتھ میں آپ کو خبردار بھی کیا گیا ہے ایسے موذی جانوروں کا اس فلیٹ میں کوئی عمل دخل نہیں۔

ک۔۔کک۔کیا۔کیا کہا آپ نے۔۔م۔۔م۔میرے۔۔۔میرے ناگ راج کو آپ نے مار دیا۔نہیں۔۔نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ نہیں مر سکتا یاسر بے چینی سے یقین نہ کرنے والے انداز میں بولا تو انچارج بولا آپ کو یقین نہیں آتا جا کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجیے یاسر فوراً دوڑتے دوڑتے نیچے والے کمرے میں سیڑھیوں کے پاس ایک چھوٹے سے کچرے والے سٹیل کے ڈرم کو دیکھنے لگا اس ڈرم میں اس مردہ سانپ کو پھینک دیا ہے جو ابھی کچھ ہی دیر میں فلیٹ کے صفائی کا عملہ اپنے ساتھ گاڑی میں لے جائے گا۔یہ۔۔۔یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔یاسر اتنا کہتے ہوئے ڈرم کھول کر کچرے کے ڈھیر میں سب سے اوپر پڑے اس سبز رنگ کے سانپ کو اٹھا کر دیکھنے لگا اس کا پورا جسم زخموں سے چور تھا یاسر نے اسے ہلایا جلایا ناگ راج۔۔ناگ راج۔تم مر نہیں سکتے ناگ راج آنکھیں کھولو ارے بھائی یہ مر چکا ہے پورے دو انچ کا سوراخ شاید تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے ناگ راج۔۔ناگ راج میری خاطر۔۔میری خاطر اپنی آنکھیں کھولو اور ثابت کر دو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ختم نہیں کر سکتی ارے یہ مر چکا ہے شاید تم پاگل ہو گئے ہو مردے کبھی بھی زندہ ہوئے ہیں یہ ہمارے فلیٹ کے لیے سب سے بڑا خطرہ تھا ناگ راج۔۔ناگ راج اٹھو۔۔ناگ راج تمہیں اپنے جوگی بابا کی قسم رامیش چندر کے پیار کی قسم جس نے تمہیں اتنی طاقت دی اٹھو ناگ راج۔۔۔میں کہتا ہوں اٹھو۔۔۔یاسر نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو اس کی دم نے ہلکی سی حرکت پیدا کی جس نے سبھی کو چونکا کے رکھ دیا ناگ راج۔۔ناگ راج تم زندہ ہو۔۔تم زندہ ہو میں تمہیں ہاسپٹل لے کر جاؤں گا اتنا کہتے ہی اس نے سانپ کو اٹھایا اور انچارج کے پاس آ کر بولا دیکھ لیا میں جیت گیا اور آپ کا ہتھیار میرے ناگ راج کا کچھ نہیں بگاڑ سکا اگر اس نے کسی انسان کو ڈسنا ہوتا تو کبھی کا ڈس لیتا اپنے زہریلے دانتوں سے موت کی وادی میں لیجاتا مگر۔۔مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ یہ جانتا ہے میں نے کیا کرنا ہے یہاں کوئی اس کا دشمن نہیں تھا مگر آپ نے جس طرح اس بے رحم سانپ کے ساتھ سلوک کیا ہے مرتے دم تک کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گا آج شام کو میں یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلا جاؤں گا اور اپنا سامان لے جاؤں گا یاسر اتنا کہتے ہی تیز قدموں سے فلیٹ سے باہر آ گیا اس کا رخ جانوروں کے ہاسپٹل کی طرف تھا جہاں دو گھنٹے کی جدوجہد کے بعد ڈاکٹر نے دروازے سے باہر آ کر آواز دی مسٹر یاسر۔۔

جی ڈاکٹر صاحب بولیے میرے ناگ راج۔وہ اب خطرے سے باہر ہے آج تک اپنی پوری زندگی میں ایسا کوئی سانپ شاید پہلی بار دیکھا ہے جو ایک خطرناک گولی لگنے کے باوجود زندہ ہے اسے کرشمہ سمجھیے یا معجزہ۔ڈاکٹر صاحب مجھے اس سانپ سے محبت ہو گئی ہے سچ تو یہ ہے اس کے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتا بالکل سچ کہا آپ نے یاسر صاحب۔۔ہم نے سانپ کے جسم سے گولی نکال لی ہے اس کے جسم پر زخم کے گہرے نشان تھے ویسے ایسا کون سا واقعہ پیش آیا تھا جس سے اس کی اتنی نازک حالت ہو گئی یاسر لمبا سانس خارج کرتے ہوئے بولا ڈاکٹر صاحب انسان رحم دل ہونے کے باوجود بھی ایسا سنگدل قدم اٹھا لیتا ہے جو شاید ایک بے زبان جانور جو سمجھدار ہو وہ بھی نہ اٹھائے کچھ لوگوں نے اسے مار مار کر اتنا زخمی کر دیا تھا کہ جب تک گولی نہ ماری گئی کسی نے چین کا سکون نہ لیا مجھے افسوس ہوتا ہے بے رحم لوگ کسی جانور کے ساتھ اتنا بدترین سلوک کرتے ہیں جن کی توقع بالکل نہیں ہوتی میری تو قسمت اچھی تھی مجھے معلوم ہو گیا ورنہ ناگ راج نجانے کب کا گندگی کے ڈھیر میں اپنی آخری سانسیں گزار چکا ہوتا میں اسے کب تک ساتھ لے جا سکتا ہوں دیکھیے اسے ابھی کچھ دن لگ سکتے ہیں صحت یاب ہونے کے لیے زیادہ وقت نہیں لگے؟ ویسے تو دوا انجکشن بھی طاقت کے لگا دیئے ہیں آپ کل اسے لے جا سکتے ہیں۔۔جی بہت بہت شکریہ آپ کا۔میں چلتا ہوں اتنا کہتے ہی یاسر واپس آ گیا وہ سیدھا

ہمدرد بینک چلا گیا اور فلیٹ چھوڑنے کی درخواست کی یاسر یہ تم کیا کہہ رہے ہو سر یہ میرا آخری فیصلہ ہے میرے ناگ راج کے ساتھ اتنا برا سلوک کیا گیا مجھے یہ امید بالکل نہ تھی یہاں شہر میں کسی بھی رات گزارنے کے لیے مجھے ہوٹل مل سکتا ہے مجھے اجازت دیں اپنا سامان لے آؤں۔

ٹھیک ہے یاسر بھئی تمہاری مرضی۔۔اب یاسر واپس فلیٹ میں آ گیا اپنا سامان سمیٹنے لگا اس کے بعد بیگ میں ڈالا بیگ کو ہاتھوں میں پکڑ کر انچارج کے پاس آ کر بولا معاف کیجیے گا میں یہاں اب ایک پل نہیں رہوں گا میرے ناگ راج کو جس طرح آپ نے زخمی کیا ہے وہ بے زبان تو شاید معاف کر دے مگر میں کبھی معاف نہیں کروں گا مسٹر یاسر جاتے وقت میری بات بھی سنتے جاؤ فلیٹ کے چوکیدار کی زبانی جہاں تک مجھے یہ معلوم ہوا ہے وہ سانپ پہلے سے ہی بری طرح زخمی تھا اس نے ایک کالے رنگ کے سانپ کو فلیٹ سے باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے تبھی وہ فلیٹ کے اندر آیا اور سبز رنگ کے اس سانپ کو جسے تم ناگ راج کہتے ہو اس پر گولی چلا دی فلیٹ کے کسی بھی شخص نے اس سانپ پر حملہ نہیں کیا اس پر گولی چلانے کا حکم میں نے ہی دیا تھا یاسر بولا جو کچھ بھی ہے بہرحال میں یہاں نہیں رہوں گا گڈ بائے۔۔یاسر فلیٹ کو الوداع کر کے کسی ہوٹل کی تلاش میں نکل گیا جہاں وہ رہائش کا انتظام کر سکے۔

* * *

عدیل اور سمیر قبرستان سے واپس آ چکے تھے سمیر اب عدیل کے گھر میں موجود تھا دعا سے فارغ ہو کر کچھ دیر کے لیے خاموشی رہی پھر گھنٹی کی آواز سن کر صبا باہر کی طرف دوڑی سمیر نورینہ خالہ کی موت بڑے پراسرار انداز میں ہوئی ہے اگر انہیں اس سانپ نے ڈسا ہوتا تو لازمی بات تھی ان کے جسم میں بھی زہر پایا جاتا اور شاید وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی ہوتیں۔ہیلو سر۔۔ڈاکٹر شبانہ اور ڈاکٹر فرحان جمیل اور سراج اندر ہال میں آ گئے تو عدیل نے بیٹھنے کو کہا۔صبا کیسی ہو۔۔شبانہ نے صبا سے ہاتھ ملایا ہاں میں ٹھیک ہوں صبا نورینہ آنٹی کی موت ہمارے لیے سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے سر نورینہ کی میڈیکل رپورٹ میں پڑھ چکی ہوں ان کے جسم میں کسی قسم کا کوئی زہر نہیں پایا گیا جس سے ثابت ہو سکے کہ یہ کسی سانپ کی کارستانی ہے شبانہ بڑی عجیب سی بات ہے قاتل آیا کہاں سے۔۔۔سر میں تو رات سے ہی یہی سوچ کر پریشان ہوں مگر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکی صبا تم بچوں کی سناؤ وہ تو ٹھیک ہیں ہاں سب خیریت سے ہیں اتنے میں باہر کے گیٹ پر بیل بجی تو بچے دوڑے دوڑے گیٹ پر آئے اور دروازہ کھولا مس طاہرہ۔۔آپ ارے بچو کیا ہو رہا ہے ماما کہاں ہیں وہ اندر ہیں پلیز اندر آ جائیں اب طاہرہ گھر کے اندر داخل ہو چکی تھیں شبانہ کم از کم میں ان باتوں پر یقین کرتا یہ جن بھوت پریت والی احمقانہ باتیں سب ماضی کے قصے ہیں حقیقی زندگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔سلام ایوری باڈی۔طاہرہ نے اندر آتے ہوئے کہا تو شبانہ کھڑی ہو کر اس سے گلے ملی۔۔ہیلو طاہرہ۔۔شبانہ میں تمہارے لیب میں گئی تھی پتہ چلا تم ڈاکٹر عدیل کے گھر پر ہو ڈاکٹر صاحب آپ کی طبیعت کیسی ہے طاہرہ میں بالکل ٹھیک ہوں سناؤ کیسے آنا ہوا۔یہ صبا کہیں دکھائی نہیں دے رہی ہے اتنی دیر میں صبا اوپر سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آ چکی تھی بولی ہم یہاں ہیں جناب۔صبا آج تم سکول کیوں نہیں آئی طاہرہ کیا بتاؤں کل رات نورینہ خالہ کی موت ہو گئی۔۔اونو۔۔ویری سیڈ نیوز کب کیسے۔کس طرح۔۔مجھے کسی نے نہیں بتایا طاہرہ میں اس قدر پریشان اور ٹینشن میں آ چکی تھی کہ تمہیں فون کرنے کا موقع تک نہ مل سکا تم انڈیا کب جا رہی ہو صبا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو طاہرہ بھی صوفے پر بیٹھ گئی اور لمبا سانس لیتے ہوئے بولی تین دن بعد ہو سکتا ہے مجھے جانا پڑ جائے گھبراؤ نہیں تم سے مل کر جاؤں گی طاہرہ میں تمہارے لیے چائے بنا کر۔۔

نہیں نہیں صبا۔۔رک جاؤ۔میں ابھی ٹھنڈا پی کر ہی آ رہی ہوں ویسے نورینہ خالہ کے ساتھ کیا ہوا تھا وہ بیمار تھی کیا۔تو عدیل بولا نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے ہم خود نورینہ خالہ کی پراسرار موت پر بحث کر رہے تھے کچھ سمجھ نہیں آتی کیسے ان کی گردن توڑ کر زندگی کا خاتمہ کر ڈالا ایک بار قاتل کا پتہ چل جائے پھر میں اسے بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا سمیر بولا۔حرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک بار وہ سامنے آجائے میں اسے دردناک موت دوں گا تڑپا تڑپا کر ماروں گا اب وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔

❀❀❀

رات کی تاریکی پھیلتے ہی ناگن اپنے اگلے ہدف کے لیے تیار بیٹھی ہوئی تھی اس کا رخ یاسر کی جانب تھا وہ جیسے یاسر کی زندگی کا خاتمہ کرنے کے لیے پرعزم تھی وہ جانتی تھی یاسر کے زندہ رہنے تک اس کا شیطانی وار کبھی نہیں چل سکتا کیونکہ یاسر کی موت کے بعد یہ خون آشام ناگن اپنی شیطانی قوتوں اور ہزاروں ڈھانچوں کے ساتھ سرزمیں پر تباہی مچا دے گی یاسر ایک ہوٹل کے کمرے میں پرسکون نیند سویا ہوا تھا اچانک اسے اپنے کانوں میں نسوانی آواز سنائی دی بھیاء۔۔ بھیاء۔۔ آنکھیں کھولو۔ یاسر بھیاء۔۔ یاسر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اس کا دل سینے میں بری طرح سے دھڑک رہا تھا اسے اپنے چاروں طرف سے ایک لمحے کے لیے خوف محسوس ہوا یہ۔۔ یہ آواز۔۔ یہ آواز جانی پہنچانی سی تھی ایسے نہیں لگتا جیسے صبا نے مجھے ابھی ابھی پکارا ہے وہ اپنے آپ سے باتیں کرنے لگا ٹھک ٹھک ۔۔ ٹھک ٹھک۔۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو یاسر کی دھڑکن جیسے ساتھ چھوڑ گئی وہ پہلے ہی اس کشمکش سے دوچار تھا اچانک دروازے پر ہونے والی دستک سے وہ خوفزدہ ہو گیا اس نے خود کو سنبھالا اور کھڑا ہو کر دروازے کی طرف بڑھا عین اسی لمحے عقب میں اسے سرسراہٹ کی آواز سنائی دی لیکن اس نے آواز کو نظر انداز کرتے ہو۔۔ئے دروازے کی کنڈی کھول دی سامنے ہی ایک نوجوان کھڑا اسکی جانب دیکھ رہا تھا جی۔۔ آ۔۔ آ۔۔ آپ کون۔۔ وہ نو ج ان کوئی اور نہیں بلکہ عدیل کا بھائی وقاص تھا۔ آ۔۔ آ۔۔ آپ کے کمرے میں سانپ ہے۔ کیا۔۔ یاسر یہ سن کر سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا تو یاسر نے کمرے میں آکر جلدی سے لائٹ آن کی تو کھڑکی سے کالے رنگ کے ایک خوفناک سانپ کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا دونوں تیزی سے کھڑکی کی طرف لپکے لیکن باہر سانپ کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔ یہ۔۔ یہ۔۔ سانپ کہاں چلا گیا یاسر نے خوف وحیرت سے کہا تو وکی بولا مجھے لگتا ہے روشنی کی وجہ سے وہ باہر چلا گیا شکریہ میرے دوست ایک طرح سے تم نے مجھے نئی زندگی دی ہے نہیں ایسی کوئی بات نہیں ویسے آپ اس ہوٹل میں کب سے ٹھہرے ہوئے ہیں یاسر تحمل سے بولا میرا اپنا کوئی ذاتی مکان نہیں ہے ایک بہن تھی جسے بہت سال پہلے کھو دیا اور اب بینک میں جاب کر رہا ہوں لیکن آپ یہاں کیسے۔۔ میرا مطلب۔ میں اپنے دوست کے ساتھ یہاں آیا ہوں دراصل میں برطانیہ گیا ہوا تھا اب واپس پاکستان جانے کی تیاری ہے گھر والے بڑی شدت سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے عدیل بھیا سائرہ۔۔ بھابھی جان اور امی جان بس یہی میرا مختصر سا گھرانہ ہے یوں سمجھ لو پانچ سال بعد جا رہا ہوں ویسے آپ کو زندہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی شکریہ میرے دوست ۔اگر تم بروقت دروازے پر دستک نہ دیتے تو شاید میری زندگی کے یہ آخری لمحات ہوتے ۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔ یار ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں ویسے آپ کا نام۔۔ یار وکی کیا کر رہا ہے وقاص کے دوست نے درمیان میں آکر بات کاٹ دی اور یاسر نے اس سے ہاتھ ملایا یہ میرا دوست نبیل ہے بنگلور کافی عرصے سے رہائش پذیر ہے لیکن اب میں نے اسے اپنے ساتھ پاکستان لے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے یاسر بولا۔

تم نے شادی کر لی ہے وقاص ہنستے ہوئے بولا یار کمال بات کرتے ہو اگر شادی کی ہوتی تو اتنا عرصہ باہر اتنی آسانی سے تمہاری بھابھی گزارنے دیتی جواب میں یاسر بھی مسکراتے ہوئے بولا بہت خوب۔ کاش میں بھی تمہارے ساتھ چلتا مگر ابھی کچھ کام ہیں مجبوریاں ہیں بینک کے کام ہیں۔ ہاں ہاں ٹھیک ہے اچھا دوست اللہ حافظ اپنا خیال رکھنا اتنا کہہ کر وکی اپنے دوست کے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ یاسر دروازہ بند کر کے گہری سوچ میں کھو گیا۔۔ کیا وہی سانپ تھا جس سے ناگ راج مقابلہ کر رہا تھا فلیٹ کا انچارج بھی کچھ ایسا ہی کہہ رہا تھا آخر وہ کالے رنگ کا سانپ کہاں سے آگیا کہیں وہ میری جان کا دشمن تو نہیں بنا ہوا کیونکہ ناگ راج اس سے لڑ۔تے لڑتے زخمی ہو گیا تھا مجھے لگتا ہے یہ وہی

سانپ ہو سکتا ہے جو شاید مجھے جان سے مار دینا چاہتا ہے مجھے اس کا کوئی حل تلاش کرنا ہوگا یاسر نے کمرے کی لائٹ آف نہ کی اور ایسے ہی آنکھیں بند کر کے سو گیا۔

اگلے دن صبح ہی یاسر کو ایک سنسنی خیز خبر معلوم ہوئی کہ ناگ راج کی حفاظت کے لیے جس ڈاکٹر کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی اسے کسی سانپ نے ڈس لیا ہے یاسر فوراً ہاسپٹل کا رخ کر چکا تھا جہاں ایک کمرے میں اس ڈاکٹر کی گلی سڑی ہوئی لاش موت کا پیغام دے رہی تھی یاسر اس کے جسم سے اترتی ہوئی کھال اور گوشت پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اس کے گرد مزید ڈاکٹرز اکھٹے ہو چکے تھے ان میں سے ایک ڈاکٹر کی ٹانگ دیکھ کر گوشت علیحدہ کرتے ہوئے بولا دیکھو۔۔ یاسر نے جب ٹانگ کی ہڈی دیکھی تو خوف سے آنکھیں بند کر لیں کچھ ہی دیر میں اب ہڈیوں والا صحیح سالم ڈھانچہ سٹریچر پر پڑا دکھائی دے رہا تھا یاسر دوسرے کمرے میں گیا۔ جہاں ناگ راج کے جسم سے خون رس رہا تھا نرس یہ۔۔ یہ۔۔ یہ زخم کیسے آئے۔۔ دیکھیں مسٹر یاسر آپ کا یہ سانپ ہمیں راہداری سے باہر نظر آیا میں نے سرخ رنگ کے وہ بل کھاتے ہوئے نشن سیڑھیوں تک جاتے ہوئے دیکھے افسوس والی بات یہ ہے اس کالے رنگ کے سانپ کو کسی نے نہیں مارا اور شاید کسی کو بھی موقع نہیں مل سکا یاسر نے جب یہ سنا تو حیرتوں کے پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑے کیونکہ اس کے کمرے میں بھی کل رات کو ایک سانپ آیا تھا یاسر عجیب وغریب کشمکش میں پڑ گیا آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے وہ پریشانی میں گرفتار ہو چکا تھا مسٹر یاسر۔۔ اوں۔۔ ہاں۔۔ ہاں۔۔ یاسر سوچوں کے بھنور سے باہر نکلا تو نرس بولی آپ کی طبیعت ٹھیک تو ہے۔ جی۔۔ جی ہاں۔۔ آخر میرا ناگ راج باہر تک کیسے آیا یہ سمجھ نہیں آرہی مسٹر یاسر وہ ایک بے زبان جاندار ہے نہ ہم اس کی بولی جانتے ہیں نہ وہ انسانی آواز میں بول سکتا ہے جس سانپ نے ہمارے ڈاکٹر دوست کو کاٹا ہے اس کے زہر میں اتنی طاقت تھی اتنا اثر تھا کہ اس نے اس کی جان لے لی یاسر ناگ راج کے پاس آکر اسے پیار کرنے لگا اس کے جسم پر کسی کسی جگہ مرہم لگا ہوا تھا وہ اپنا پھن یاسر کے ہاتھ پر رکھ کر سہلانے لگا اور اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے دائیں بائیں دیکھنے لگا ناگ راج میں سمجھ سکتا ہوں کوئی ایسا دشمن تمہاری اور میری زندگی میں آگیا ہے جو نہ صرف ہمیں دھوکہ دے رہا ہے بلکہ جان لینے پر تلا ہوا ہے لیکن ہم اس کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیں گے آج ہی شام کو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا تمہاری حفاظت کرتے ہوئے ایک بے گناہ نسان کو اس ظالم سانپ نے ڈس کر مار دیا ہے میں جانتا ہوں تم نے ضرور اس سانپ سے مقابلہ کیا ہے کاش تم بول سکتے ہماری طرح انسانی آواز میں بات کر سکتے تو حقیقت معلوم ہو جاتی آخر وہ سانپ ہماری جان کے پیچھے کیوں پڑا ہوا ہے اتنا کہتے ہی یاسر نے ناگ راج کو ہاتھ سے سہلانا شروع ر دیا مسٹر یاسر ایک بات تو ثابت ہوتی ہے یہ سانپ آ پ ۔ کے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آرہی ہے ایسا کون سا سانپ ہمارے ہاسپٹل میں آگیا جس نے ہمار ۔ے ایک ڈاکٹر کی جان لے لی ہاسپٹل کے اندر کسی سانپ کا داخل ہونا بالکل ناممکن ہے ہاں یہی تو میں سوچ رہا ہوں آج میں اسے لے جاؤں گا میں چاہتا ہوں جب پاکستان کا چکر لگے میرا ناگ راج میرے ساتھ ہو مسٹر یاسر اسے کم از کم چار پانچ دن لگ سکتے ہیں ابھی زخم مندمل نہیں ہوئے میرے پاس بھی اس کا علاج ہے جو شاید میں بہتر طور پر کر سکتا ہوں شام کا اندھیرا پھیلتے ہی یاسر اپنے ناگ راج کے ساتھ ہوٹل میں آگیا اسے ناگ راج کی طرف سے بے فکری ہو چکی تھی کیونکہ اب وہ اس کے ساتھ تھا۔

❀❀❀

طاہرہ آج دوپہر کی ٹرین سے انڈیا جانے کا پروگرام بنا چکی تھی صبا سکول میں بچوں کو پڑھا رہی تھی تو طاہرہ اس سے ملنے کے لیے کلاس روم میں آگئی۔۔ ہیلو صبا۔۔ مس گڈ مارننگ۔۔ سبھی بچے کھڑے ہو گئے بچو بیٹھ جاؤ۔۔ شاباش۔ طاہر تم آج انڈیا جا رہی ہو۔ جی ہاں اب تم بچوں کو چھٹیوں میں لے کر جب کبھی کہیں سیر کے لیے گئیں تو مجھے لازمی بتانا ویسے تو میں نے سوچا ہے اگلے ماہ بچوں کو ساتھ لے کر انڈیا جاؤں ٹھیک ہے بابا اب مجھے پڑھانے دو۔ او کے صبا میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلتی ہوں۔گڈ بائے۔طاہرہ اپنے سامان کے ساتھ انڈیا جانے کے لیے روانہ ہوگئی اگلے دن صبح گیارہ بجے ٹرین نے بنگلور پہنچنا تھا شاید قسمت ہی کچھ ایسے مہربان ہوئی کہ یاسر بھی اسی روز پاکستان جانے کے لیے تیاری باندھ چکا تھا۔ہیلو میں جر صاحب۔ارے آؤ بھئی یاسر میاں۔۔آج تمہارا ناگ راج نظر نہیں آ رہا وہ میرے جالی والے بریف کیس میں ہے میں نہیں چاہتا سفر میں کسی کو ناگ راج کی وجہ سے خوف محسوس ہو میں آج شام کو دہلی جا رہا ہوں وہاں سے پاکستان ۔۔اور واپسی کب۔۔

یہی ہفتے دس دن بعد۔۔جب آپ کا بلاوا آ جائے گا اتنا کہتے ہی یاسر مسکرا کر اپنے مین جر کی طرف دیکھنے لگا تو اس نے کچھ پیسے کا انتظام کیا یہ رکھ لو۔ارے سر۔۔اس کی کیا ضرورت ارے کچھ نہیں ہوگا میں چاہتا ہوں تم وہاں آرام سے وقت گزار سکو بہت شکریہ آپ کا سر یہاں اس شہر میں آپ کے علاوہ کون میرا مددگار تھا جس نے مجھے روزگار دیا رات گزارنے کے لیے انتظام کیا اچھا بھئی آپ کی ٹرین کا اب وقت ہو رہا ہے سر مجھے اجازت دیں اب یاسر اپنے ساتھ ایک بریف کیس اور ہینڈ بیگ جو کندھے پر لٹکا رکھا تھا اس کے ہمراہ ریلوے اسٹیشن پہنچ گیا ایک ٹرین اسی لمحے بنگلور کے ریلوے اسٹیشن پر آ کے رکی تمام مسافر چڑھنے اور اترنے لگے یاسر بھی اپنے کولیگ کو ساتھ لے کر ٹرین میں سوار ہوا اس نے ممبئی جانا تھا وہ اس کے ساتھ بینک میں ہی ورکر تھا شاید وہ چھٹی پر جا رہا تھا تبھی یاسر کے ساتھ پروگرام بنا چکا تھا یاسر اپنی سیٹ کا نمبر دیکھنے لگا تبھی اس کی نظر ایک نیلے رنگ کے شاپر پر پڑی جس میں ایک فائل موجود تھی یاسر اس شاپر کو برتھ سے اٹھا کر دیکھنے لگا یار کوئی مسافر اپنا یہ فائل کور بھول گیا ہے کولیگ نے کہا شاید وہ پاکستان سے آیا ہے کیونکہ فائل کے اوپر جس سکول کا نام لکھا ہے وہ پاکستان میں ہے شاید احمد آباد سٹی ہے یاسر بھی اس مونوگرام کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا اب انجن کی وسل سنائی دینے لگی یاسر نے اس فائل والے شاپر کو کھولنا شاید مناسب نہیں سمجھا یہ ٹرین ممبئی شہر پہنچی تو اس کا کولیگ اس سے گلے مل کر بولا اگلے ہفتے ہم پھر ملتے ہیں اچھا یار ایسا کر۔۔یہ فائل تو اپنے پاس رکھ لے انجانے کس کی ہے اسے میری امانت سمجھ لینا میں چاہتا ہوں یہ اسے ضرور مل جائے وہ ضرور پریشان ہو رہا ہوگا اس نے وہ شاپر والا فائل کور اپنے بیگ میں رکھ دیا اور یاسر کو اللہ حافظ کہہ کر ٹرین سے اتر گیا عین اسی لمحے یاس کو بانسری بجنے کی آواز سنائی دی اس نے بریف کیس کی جالی سے ناگ راج کو بے چین ہوتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گیا اسے بانسری کی سریلی آواز پسند ہے اسے اپنے جوگی بابا کا خیال آیا وہ بھی لاٹھی بجا کر ناگ راج کو مستی میں گم کر دیتا تھا یاسر باہر اتر کر بانسری بیچنے والے آدمی کے پاس پہنچا اور اس سے ایک خوبصورت بانسری جو لال اور سفید رنگ کی تھی اسے خرید کر ٹرین میں سوار ہو گیا یاسر اب چائے کے گرم گرم کپ سے اٹھتے ہوئے دھوئیں کا مزہ لے رہا تھا اسی لمحے ٹرین اپنی منزل کی جانب روانہ ہوگئی اگلے ہی دن یاسر پاکستان پہنچ چکا تھا وہ احمد آباد ریلوے اسٹیشن سے باہر آ کر یہاں کے ماحول اور آب و ہوا کا جائزہ لینے لگا اس نے اپنی گھڑی پر ٹائم دیکھا تو شام ہو رہی تھی گھڑی پر پانچ بج رہے تھے وہ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر اقبال ٹاؤن روانہ ہو گیا جہاں اسکے مین جر کے دوست کی کوٹھی تھی ارے آؤ۔۔آؤ یاسر میاں کیسے ہو میں بالکل ٹھیک ہوں ارے بھئی صاحب کا سامان اندر لے آؤ وہ ملازم باہر چلا گیا اور پھر یاسر کا سامان اندر لے آیا وہ ابھی بریف کیس کو اٹھا ہی رہا تھا کہ اسے سانپ کی سرسراہٹ نے اپنی جانب متوجہ کیا۔سانپ۔۔سانپ۔۔صاحب جی سانپ۔ارے کیا ہوا تمہیں کہاں ہے سانپ یاسر مسکراتے ہوئے اپنا جالی دار بریف کیس لے آیا اور اس کی زپ کھولتے ہوئے جب سانپ کو باہر نکالا تو ملازم کے ہوش اڑ گئے کیونکہ سبز رنگ کے مالٹائی دھاری دار سانپ کو دیکھ کر وہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا ارے یاسر میاں یہ۔۔یہ سانپ کہاں سے اٹھا لائے یہ میرا دوست ناگ راج ہے اس کے جسم پر یہ نشان کیسے ہیں۔

یاسر بولا دراصل کچھ دن پہلے اسے کچھ لوگوں نے مار مار کر زخمی کر دیا تھا اب اس کی حفاظت میرے لیے اتنی ضروری ہو گئی ہے جیسے ایک وفادار نوکر اپنے مالک کی۔۔بہت خوب۔اب یہ بتاؤ سانپ کو لائے کہاں سے۔۔سر یہ

بہت لمبی اور پرانی داستان ہے کہنے کے لیے تو چند الفاظ مگر ماضی کی یہ بہت بڑی کتاب ہے یوں سمجھیے میرے ایک دوست جوگی بابا کی آخری نشانی ہے جسے آج تک سنبھال کر رکھا ہے آپ کو یقین نہیں آئے گا ایک رات کی نیند میں نے تیرہ سال بعد پوری کی تب جا کر آنکھ کھلی کہ ماضی میں کیا کھویا۔

اور کیا پایا یاسر کی یہ بات سن کر وہ شخص حیرت زدہ ہو گیا تمہارا خاندان۔گھربار۔کچھ معلوم ہے سب کچھ ختم ہو گیا۔۔یاسر نے روہانسی انداز میں کہا سر میں تو تب سے ہی اندر سے ٹوٹ گیا تھا جب یہ پتہ چلا مجھے تیرہ سال بعد ہوش آیا ہے نہ اپنی بہن کا پتہ وہ زندہ بھی ہے کہ نہیں۔اور نہ ہی جوگی بابا کا جس کی آخری نشانی اس وقت آپ کے سامنے ہے یاسر شاید تم جانتے نہیں تمہارے باس نے تمہیں یہاں ٹرانسفر کر دیا ہے ہاں میں جانتا ہوں لیکن صرف ایک ہفتے کے لیے۔کیونکہ اس کے بعد آپ کا کولیگ واپس آ جائے گا وہ کہیں نہیں گیا یاسر میاں۔کیا یاسر حیرت سے بولا جی ہاں تمہارے بینک کے مین جر صاحب نے تمہیں یہاں ٹرانسفر کرنے کا مستقل فیصلہ کر لیا ہے۔۔واٹ۔۔یہاں مگر ۔۔مگر کیوں۔۔یاسر تجسس سے بولا تو اس نے کہا کیوں یہاں تمہارا دل نہیں لگے گا نو سر ایسی بات نہیں ہے مگر انہوں نے تو کہا تھا کہ وہ سب تمہاری رضامندی کے لیے کیا تھا ویسے تو میں نے فیصلہ کر لیا ہے آج سے تم یہاں میرے پاس رہو گے جب تک تمہارا دل چاہے رہ سکتے ہو لیکن سر۔۔سر میں آپ پر بوجھ نہیں ڈال سکتا ارے کیا بات کرتے ہو تم میرے دوستوں کی طرح ہو خیر یہ باتیں ہوتی رہیں گی تم میرے ساتھ چلنا میں تمہیں الیکٹرانکس کی ایک کمپنی سے متعارف کرواؤں گا ویسے تو میں بینک زیادہ تر وقت گزارتا ہوں مگر شام میں کمپنی جوائن کرتا ہوں چلیں سر ٹھیک ہے جب آپ کہیں گے چلوں گا ضرور۔مگر مجھے انڈیا جا کر وہاں کے کچھ کام جو بہت اہم ہیں وہ بھی مکمل کرنے ہیں ارے چلے جانا کوئی قباحت نہیں کچھ دن تو رہ لو ٹھیک ہے سر ویسے آپ کا نام۔میرا نام نیاز ہے نیاز اختر کہتے ہیں ٹھیک ہے نیاز صاحب میں یہاں رہنے کا فیصلہ کچھ سوچ کر کروں گا جیسے تمہاری مرضی۔۔اب یاسر تھکن سے چور کپڑے بدل کر کھانا کھا کے جلد ہی سو گیا۔

❁❁❁

اس وقت طاہرہ انڈیا کے شہر بنگلور میں اپنے سکول کی فرینڈ آسیہ کے ہاسٹل میں ٹھہری ہوئی تھی اسے اپنی فائل کا بہت دکھ ہو رہا تھا اس نے رو رو کر برا حال کر رکھا تھا پلیز۔۔پلیز طاہرہ کھانا کھا لو۔مجھے بھوک نہیں ہے پلیز چلی جاؤ دیکھو طاہرہ گزرا ہوا وقت کبھی بھی لوٹ کر نہیں آتا ہے اللہ نے چاہا تو وہ تمہیں ضرور مل جائے گی کوئی نہ کوئی تو رحمت کا فرشتہ تمہاری قسمت کے دروازے پر دستک دے گا مایوسی بہت بڑا گناہ ہے اب تم کھانا کھا لو آسیہ۔میں جس کام کے لیے آئی تھی کیا فائدہ ہوا۔آ۔۔آہ۔طاہرہ پلیز۔۔پلیز اپنے آپ کو سنبھالو میں کل واپس پاکستان جا رہی ہوں ارے م۔۔مم۔مگر وہ کیوں۔تم نہیں جانتی ہو وہ فائل ہی میری زندگی کی کتاب تھی میرے ڈومیسائل سکول کے سرٹیفکیٹ ڈگری اور سکول کی اسائنمنٹس تھیں جو بچوں کو دینا بھول گئی تھی طاہر پلیز حوصلہ رکھو اچھا اچھا میری بات سنو پرسوں تمہاری ٹکٹ ریزرو ہو جائے گی ٹھیک ہے چلو اب کھانا کھا لو اب طاہرہ کھانا کھاتے ہوئے غم زدہ دکھائی دے رہی تھی اسے اپنی فائل کھو جانے کے بے حد دکھ تھا۔

❁❁❁

رات کی گہری رار یکی میں رامیش چندر اپنے کمرے میں گہری نیند سویا ہوا تھا اس خونی ناگن سے بے خبر جو لمحہ موت بن کر اس کے قریب سے قریب تر آ رہی تھی وہ دو شاخہ زبان باہر نکال کر سرسراہٹ کی آواز پیدا کرتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوئی رامیش چندر نے اپنی گردن پر ایک سانپ کو مضبوطی سے بل دیتے ہوئے دیکھا تو جیسے اس کی نیند اڑ گئی اس نے سانپ کو اٹھا کر دروازے کی طرف پھینکا تو وہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۔آہا۔۔ہاہا۔۔اچانک اسے کمرے میں نسوانی قہقہے کی آوازیں سنائی دینے لگیں ک۔۔کک۔۔کون ہے۔کون ہے یہاں۔رامیش میں یہاں ہوں۔ادھر آؤ۔۔رامیش نے کمرے کی لائٹ ان کی تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اس کے اوپر خوف کے سائے واضح ہوتے چلے گئے وہ دروازے کی جانب پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگا ۔۔ک۔۔کک۔۔کون ہو تم۔۔تیری دوست۔۔تمہاری بہت پرانی ہمسفر۔

بکواس مت کرو۔۔سامنے آؤ۔۔یہ کیا مذاق ہے اچانک اسے باہر کسی لڑکی کے رونے کی آواز سنائی دی رامیش نے اپنے قدم آہستگی سے دروازے کے باہر نکالے خوف سے اپنی آنکھیں چاروں طرف گھماتے ہوئے بولا۔کون ہے یہاں پر۔۔یہ رونے کی آواز کس کی ہے اچانک اسے سامنے ایک لڑکی زمین پر بیٹھی ہوئی دیکھائی دی جو مسلسل رو رہی تھی اس نے اپنا سر گھٹنوں میں دے رکھا تھا رامیش چندر نے اس کے لمبے لمبے بالوں کو دیکھا تو بولا یہ۔۔یہ آواز تمہاری تھی وہ مسلسل روئے جا رہی تھی بولی ہاں۔۔ہاں۔۔مگر تم رو کیوں رہی ہو تم نے۔۔تم نے میری آنکھ نکالی ہے کیا۔۔بکواس مت کرو آخر تم ہو کون۔۔پچھلے دو دنوں سے مجھے ایسی ہی آوازیں آ رہی تھیں کیا وہ۔۔ہاں وہ میری تھیں شاید تم میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتے کیوں تم کوئی چڑیل ہو یا کوئی آتما ہو جس سے دیکھ کر میں ڈر جاؤں گا ارے ایسی چڑیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اگر ہمت ہے تو کیا مجھے دیکھ کر سامنا کرنے کی طاقت رکھتے ہو کیوں نہیں۔۔رامیش یعنی جوگی بابا نے پرعزم لہجے میں کہا تو وہ بولی کبھی شام نگر گئے ہو۔ہاں بہت پہلے لیکن آج کئی سال ہو گئے جب سے میرا شیش محل ختم ہوا تب سے بنگلور آ گیا ہوں۔اچھی بات ہے لیکن شاید تم شام نگر کی پہاڑیوں میں نہیں گئے رامیش چند کچھ سوچ کر بولا آج بہت عرصہ بعد تمسے ان پہاڑیوں کا ذکر کیا ہے مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو وہ ناگن بولی رامیش مجھے افسوس ہے تمہیں وہاں پھر آنا ہوگا۔کیا مطلب۔مطلب یہ کہ تمہارا اور میرا بہت پرانا رشتہ ہے ماضی کا ایسا بندھن جو صرف موت کے بعد ہی جدا ہو کر ٹوٹ سکتا ہے۔۔م۔۔م۔۔میں کچھ سمجھا نہیں یہ کیا فضول کی بکواس ہے۔۔تم خوش قسمت ہو جو اس رات بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ورنہ۔۔ورنہ کیا ہو جاتا۔۔مجھے یہ سب باتیں بہت عجیب سی لگ رہی ہیں صحیح صحیح بتاؤ تم ہو کون۔میں وہی ہوں جسے ابھی ابھی تم نے کچھ دیر پہلے دھکا دے کر دروازے پر لا پھینکا تھا۔۔ک۔۔کک۔کیا۔رامیش چندر خوف سے بولا تو ناگن نے کہا ہاں میں وہی ناگن ہوں جو بہت عرصے سے تیرے خون کی پیاسی ہے۔۔کون۔۔کون سی ناگن ۔۔میری زندگی میں ایسے کئی سانپ آئے ناگ اور ناگن جیسے جاندار میرے آگے پیچھے گھومتے ہیں تم اپنا چہرہ مجھے دکھاؤ میں بھی تو دیکھوں اس سانپ کے روپ میں آخر تمہاری اصلیت کیا ہے اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے اپنا سر اٹھایا اور رامیش چندر کی طرف دیکھا۔آ۔۔آ۔آ۔۔جوگی بابا کے حلق سے چیخ نکل گئی وہ ناگن اسے دیکھ کر بولی کیوں میں نے ٹھیک ہی کہا تھا ناں۔۔آ۔۔آہ۔رامیش کا سانس بری طرح سے پھول گیا تھا۔ت۔۔تت۔۔تم۔۔تم پھر سے۔پھر سے زندہ ہو گئی رامیش نے کانپتے ہوئے لبوں سے کہا تو وہ بولی بالکل ویسے جیسے آج سے تیرہ سال اور دو ماہ قبل میری طاقت معرض وجود میں آئی تیرے ہاتھوں ہی مجھے تالاب کی گہرائیوں میں طاقوز عمل کی وجہ سے قید ہونا پڑا تھا لیکن اس رات میری خوش قسمتی نے شاید میرا ایک بار پھر ساتھ لیا جب چودھویں رات کو لگنے والے چاند گرہن نے مجھے نئی زندگی دی میں ب اس دھرتی پر کسی بھی انسان کو زندہ رہنے نہیں دوں گی تجھے یاد ہو یا نہ ہو مگر میں نے قید ہونے سے قبل یہ سوگند کھائی تھی اگر میری زندگی میں کوئی دشمن ہے تو وہ صبا کا پورا خاندان تیرا وہ ناگ راج اور تیرا وہ ساتھی جس کی موت کے بعد میں اپنے ساتھیوں کو ہر فطرف تباہی پھیلانے کے لیے حکم صادر کرونگی پھر بنا کسی رکاوٹ کے تیرے سامنے ہی ڈھانچوں کی سلطنت قائم ہوگی بے ناہ انسانوں کے جسم کے ٹکڑے ہوا میں بکھرتے ہوئے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہر طرف انسانوں کی خون میں ڈوبی ہوئی لاشیں۔۔

بکواس بند کرو۔۔یہ مت بھول تو اگر خون آشام ناگن ہے تو میرے پاس بھی ناگ دیوتا کی دی ہوئی شکتیاں

موجود ہیں جن کے استعمال سے میں تیرا انت کروں گا اس تالاب کا طلسم توڑ کر تیرے اس مجسمے کو توڑ دوں گا جس کی سحر انگیز طاقت کے بل پر تو اتنا اچھل رہی ہے اسے توڑ کر تیری یہ تمام شیطانی طاقتیں اور بدلتا ہوا انسانی روپ سب خاک میں مل جائے گا یہ سن کر وہ زور زور سے قہقہہ لگانے لگی تو کچھ نہیں کر سکتا تو کچھ نہیں کر سکتا۔۔اتنا کہتے ہی وہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئی۔

ک۔۔کک۔۔کہاں چلی گئی۔۔کہاں ہے تو میرے سامنے آ۔۔میرے ناگ راج کی موت کی ذمہ دار صرف تو ہے جوگی بابا تنہائی میں باتیں کرتے ہوئے واپس کمرے میں آ گیا۔اسے ناگن کی باتین اس کا وجود اور بدلتا ہوا بھیانک روپ موت کی پرچھائی بن کر آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے لگا وہ اس کی باتوں پر دھڑکتے ہوئے دل سے غور کرنے لگا میں صبا کے پورے خاندان تیرے ناگ راج اور اس کے ساتھی کی موت کے بعد اپنی طاقت سے ڈھانچوں کی سلطنت قائم کروں گی۔یہی الفاظ بار بار اس کے دماغ میں ہتھوڑے برسا رہے تھے ایسا۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے میرا ناگ راج تو اسی رات ہی مر چکا تھا جب چاند کی چودھویں رات کو ناگن کی خاص طاقت سفید روشنی بن کر ہر انسان جانور کو ہڈیوں کا قیمہ بنا دیا تھا وہ تو پھر ایک ناگ تھا اور وہ انسان کون تھا کیا نام تھا اس کا جو ناگ راج کو بچانے گیا تھا اور میرے خدا۔۔مجھے۔۔مجھے اس کا نام یاد نہیں آ رہا ہے میں۔۔میں کس مشکل میں پڑھ گیا اگر میرا ناگ راج زندہ ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی اس کی حفاظت کر رہا ہوگا کہیں اس ناگن نے مجھے دھوکہ تو نہیں دیا۔۔نہیں۔۔نہیں وہ جھوٹ نہیں بول سکتی مجھے ناگ راج کو تلاش کرنا ہوگا اس انسان تک پہنچنا بے حد ضروری ہے اگر وہ ناگن حقیقت میں زندہ ہو کر اپنے شیطانی وجود میں سامنے آ چکی ہے تو مجھے وہ اخبار تلاش کرنا ہوگا جس میں چاند گرہن کی کہیں نہ کہیں خبر تو ضرور ہوگی نجانے کتنے بے گناہ انسانوں کو اپنے شیطانی زہر کے ذریعہ موت کے گھاٹ اتار دیا مجھے۔۔مجھے سب سے پہلے اس اخبار تک پہنچنا ہے جس میں چاند گرہن کی خبر ہے اس کے بعد دہلی ج کر ناگ دیوتا کا آشیر باد لینا ہے انہیں تبھی اس ناگن کی حقیقت بتائی ہے اب مجھے سمجھ آئی میرے ناگ دیوتا دھرم ناتھ نے مجھے سندیسہ لکھ کر دہلی آنے کا کیوں کہا اور یہ لاکٹ ۔۔یہ لاکٹ آج میرے گلے میں نہ ہوتا تو شاید اس وقت وہ میرے جسم کی ہڈیاں تک توڑ چکی ہوتی اور میں مر چکا ہوتا شاید میری ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی پہچان نہ پاتا اتنا سوچتے ہی وہ خوفزدہ ہو گیا ریڑھ کی ہڈی میں موت کی سرد لہر نے اپنا گہرا تاثر چھوڑ دیا وہ خیالوں کی دنیا سے واپس آ کر لمبا سانس کھینچ کر بولا وہ جو کوئی بی ہو یقیناً میرے ناگ راج کی حفاظت کر رہا ہوگا لیکن اس سے زیادہ ضروری کام مجھے اس وقت وہ اخبار تلاش کرنا ہے اور اپنے ناگ دیوتا سے ملنا ہے کل ہی ۔۔کل ہی مجھے دہلی جانا ہوگا صبح کی ٹرین سے روانہ ہوتا ہوں اب وہ اپنے بستر پر لیٹ کر ماضی کے خیالوں میں کھو گیا ہر طرف انسانی ڈھانچے اور بکھری ہوئی ہڈیوں سے بار بار آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے لگی اسنگان کو دیکھنے کے بعد جیسے اس کی نیند مکمل طور پر اڑ چکی تھی لیکن کسی نہ کسی طرح کروٹیں بدل بدل کر وہ نیند کی وادیوں میں کھو گیا۔

❁❁❁

صبح ہی اخبار کی سرخی پر عدیل نے جو خبر پڑھی تو خوف سے دنگ رہ گیا کہ کل رات ایک نوجوان کو کسی سانپ نے ڈس لیا ہے اور صبح اس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا آخری خبریں آنے تک اس موذی سانپ کی تلاش جاری رہی سوال یہ اٹھایا جا رہا تھا کہ یہ سانپ صرف راک کی تاریکی میں آتا ہے عدیل کیا بات ہے آپ پریشان کیوں ہیں عدیل نے اخبار سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا صبا ہر روز یہ سانپ کسی نہ کسی کو اپنے زہر سے اتنی بھیانک موت دے رہا ہے کہ سوچ کر ہی دل کانپ اٹھتا ہے اتنے میں بہادر بھی اندر ہال میں آ گیا اس کے دائیں ہاتھ پر اس وقت بھی پلستر لگا ہوا تھا وہ دوسرے ہاتھ سے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے بولا صاحب جی۔۔کچھ سمجھ نہیں آتی اس سانپ کو کیسے مارا جائے ہمارے پاس اس کا دوسرا حل ہے۔بہادر۔ارے آؤ۔آؤ سمیر آج صبح ہی صبح۔۔یار آج چھٹی کا دن تھا اس لیے تم نے تو آنا نہیں تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوچا ہم خود آ جائیں سلام عدیل انکل جواد اور کبیر نے آگے بڑھ کر ہاتھ ملایا تو عدیل نے دونوں بچوں کو گالوں پر بوسہ دیا پھر سائرہ بولی بھیاء۔ ہمیں پتہ چلا تھا وقاص آ رہا ہے ہاں کل اس کا فون آیا تھا وہ تو تین دن پہلے آ رہا تھا مگر اس کے دوست کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی بخار سا ہو گیا تھا وہ میرے خیال میں آج بالکل میں پہنچ جائے گا۔ بلکہ وہ سکتا ہے شام تک آ جائے۔۔ وکی چاچو۔۔ وکی چاچو آ گئے باہر صحن میں بچوں کا شور سن کر۔ سائرہ سمیر عدیل اور صبا دروازے سے بارہ آ کر گیٹ کی طرف دیکھنے لگے تو عدیل کی آنکھیں نم زدہ ہو گئیں میرا بھائی۔۔ عدیل بھیاء۔۔ دونوں ایک دوسرے گلے ملے بھیاء۔۔ بھیاء کیسا ہے۔

وکی تو اپنی سنا کیسا سفر رہا بھیاء بہت اچھا۔۔ ان سے ملو یہ میرا دوست نبیل ہے۔۔ نبیل یہ میرے بڑے بھیاء عدیل اور یہ ہمارے بہنوئی ہیں۔ ہیلو۔۔ سمیر نے آگے ہاتھ بڑھاتے ہوئے گلے مل کر کہا اور یہ ہماری صبا بھابھی ہیں جواد۔۔ کبیر انکل سے ہاتھ ملاؤ پھر باری باری سب نے ہاتھ ملایا تو وکی بولا باہر ٹیکسی والا کب سے انتظار کر رہا ہے کہ کوئی ہے مجھے پوچھنے والا یہ سن کر بھی دھیرے سے ہنس پڑے اب ٹیکسی سے سارا سامان گھر کے اندر بہادر نے پہنچا دیا بھی ہال کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ بھئی خوب رونق لگا رکھی ہے بھیاء۔۔ سمیر بولا آج چھٹی تھی اس لیے سوچا بچوں کو لے کر یہاں آ جائیں۔۔ سمیر بھائی اپنی سنائیں آپ کا آفس ورکس کیسا چل رہا ہے۔ ہاں بالکل ٹھیک زبردست تمہاری طرح اچھا نورینہ خالہ کیسی ہیں۔۔ یہ سن کر عدیل صبا اور سائرہ کے چہرے افسردہ ہو گئے تو وکی بولا ارے۔۔ ارے کیا ہوا سائرہ بھابھی۔ آپ سب کے چہروں پر اچانک یہ خاموشی۔۔ سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔ آپ تو جانتے ہیں نورینہ خالہ کو میں کتنا یاد کیا کرتا تھا میں ان کے لیے ایک زبردست قسم کا کڑھائی والا سوٹ لے کر آیا ہوں سائرہ بولی وکی۔۔ وکی اگر تم ان کے لیے پھولوں کی چادر لے آتے تو شاید وہ قبر کے واپر بچھانے کے کام آ جاتی۔ کیا۔۔ وکی نے جب یہ سنا تو ایک لمحے کے لیے اسے زمیں و آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے عدیل بھیاء۔ یہ۔۔ یہ سائرہ بھابھی کیا کہہ رہی ہیں ہاں وکی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں ابھی تھوڑے دن پہلے ہی نورینہ خالہ کی موت ہو گئی ہے۔ م۔۔ مم۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ ہاں وکی چاچو کسی نے دادی اماں کو گردن سے دبا کر مار ڈالا ہے کبیر نے وکی کے سامنے آتے ہوئے کہا تو وکی بولا سمیر بھائی مجھے آپ نے کیوں نہیں بتایا فون پر کم از کم اطلاع تو کر دی ہوتی وکی ہم آج بھی خالہ جان کی پراسرار موت کی وجہ نہیں جان سکے کسی نے رسی کے ذریعے انہیں ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیا ہے۔ آج وہ ہمارے درمیان نہیں رہیں خیر جو ہوا اسے کون ٹال سکتا ہے تم اپنی پڑھائی کا سناؤ۔ بھیاء پڑھائی تو مکمل ہو گئی ہے اب مجھے لیکٹرک کمپنی میں جاب کے لیے اپلائی کرنا ہوگا تو پھر ٹھیک ہے دو چار دن گھر پر آرام کر لو پھر میں اور سمیر تمہاری جاب کے لیے کوشش شروع کرتے ہیں عدیل بھیاء۔ آپ اپنے دوستوں کا سنائیں ڈاکٹر فرحان ڈاکٹر جمیل اور سراج وہ سب ٹھیک ہیں ناں۔ ہاں ہاں وہ سب ٹھیک ہیں ویسے اگر تم چاہو تو میرے ساتھ دو چار دن ہاسپٹل بھی جا سکتے ہو وہ کس لیے۔۔ وکی نے حیرت سے کہا تو عدیل بولا ارے بوریت بھی نہیں ہوگی اور میرے ساتھ رہ کر تمہیں کچھ نئی معلومات بھی فراہم ہوتی رہیں گی ویری گڈ آئیڈیا۔ بھیاء میں دو دن گھر پر آرام کرنا چاہتا ہوں پھر آپ کے ساتھ جاؤں گا نبیل تم اپنی سناؤ تمہاری پڑھائی کیسی رہی۔ عدیل بھائی میں زیادہ نہیں پڑھا مگر مجھے ہاسپٹل کی جاب مل جائے تو اس سے بڑا احسان کیا ہوگا۔ ارے ارے ایسی بات کیوں کرتے ہو میں ڈاکٹر شبانہ سے کہوں گا وہ اس وقت سنئیر ڈاکٹر ہے تم اس کے ساتھ کام کرنا چاہو گے۔ یہ سن کر نبیل ایک گہری سوچ میں کھو گیا پھر بولا مجھے کرنا کیا ہوگا۔

عدیل بولا تمہارا کام ڈیڈ باڈیز اٹھانا اور لے جانا ہے لیبارٹری کا سامان لانا مریض کی دیکھ بھال وغیرہ۔۔ کیا۔ اتنا کر سکتے ہو عدیل بھائی مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے مگر تنخواہ کتنی ہوگی وکی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تمہارے کون سے بچے رو رہے ہیں کونسا گھر ہے جس کا بوجھ تم نے اٹھانا ہے صبا بولی نبیل بھائی کیا آپ کا اس دنیا میں کوئی نہیں۔ نبیل

بولا بھابھی جان تنہا زندگی گزارتے ہوئے سولہ سال گزر چکے ہیں میرا باپ برطانیہ گیا تھا جہاں انہیں ہارٹ اٹیک ہو گیا اپنے گھر کا اکلوتا چشم چراغ تھا ماں بیماری کی وجہ سے بچپن میں ہی چھوڑ کر چلی گئی میرا باپ مرتے وقت مجھے برطانیہ سٹل کر چکا تھا مگر اب جب سے وکی نے میرا ساتھ دیا ہے تب سے مجھے ذرا بھی تنہائی کا احساس نہیں ہوا ہے دیا میں نے وکی کے آنے سے تین سال قبل انڈیا آ چکا تھا بنگلور کے ہوٹل میں ملازمت کر لی تھی دل نہیں کر رہا تھا کہیں جانے کو مگر وکی نے مجھے سہارا دیا اور گھر لے جانے کا وعدہ کر لیا آج سے میں جہاں آپ کہیں گے زندگی کے یہ مختصر سے پل گزار لوں گا۔ کیوں نبیل آج سے تم چھت والے کمرے میں سویا کرو گے سمیر کمرے میں جو فالتو سامان ہے تو اپے گھر کے سٹور میں شفٹ کر لے بہادر۔۔

جی صاحب اوپر والا کمرہ شام تک صاف کر دو۔ ٹھیک ہے صاحب نبیل بولا بہادر آپ ایک ہاتھ سے کام کیسے کر لیتے ہو یہ دوسرے ہاتھ پر پلستر کیوں چڑھا ہوا ہے لگتا ہے ہڈی ٹوٹی ہے۔۔ جی ہاں صاحب۔ چوٹ لگ گئی تھی عدیل بولا صبا وکی کے لیے چائے ٹھنڈا بنا کر لاؤ کتنی دیر سے آیا ہوا ہے ابھی بنا کر لائی۔۔ صبا مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور کچن کی طرف چلی گئی اتنے میں باہر دروازہ پر دستک ہوئی تو بہادر نے گیٹ کھولا شکیلہ اندر داخل ہوئی تو بہادر بولا چھوٹے صاحب جی آئے ہیں ہمسایہ کے گھر سے جلدی آ گئی اب شکیلہ بھی اندر ہال میں آ کر سب سے پہلے وکی کو اپنے گلے لگا کر نم زدہ ہوئی بیٹا کیسا ہے تو امی جان بالکل ٹھیک ہوں شکر ہے بیٹا تو آ گیا میرے دل کو تسلی ہو گئی ہے میری دعا ہے جلد ہی تجھے اچھی سی نوکری مل جائے پھر تیری بھی شادی کر دوں گی وکی چل آ کمرے میں چلتے ہیں اب وکی عدیل کے ساتھ کمرے میں چلا گیا نبیل سمیر کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو چکا تھا۔

❁❁❁

رامیش چندر اس وقت ایک اخباروں کی دکان پر کھڑا پرانے اخباروں کی ورق گردانی تیزی سے کر رہا تھا اسے کسی اخبار میں بھی سانپ کی خبر نظر نہ آئی نہ کوئی ایسا واقعہ جس سے اندازہ ہو سکے وہ ناگن اس کی نظروں کا دھوکہ نہیں تھا بلکہ جیتی جاگتی ایک حقیقت تھی رامیش اخباروں کی ورق گردانی کرتے ہوئے ایک ایسے اخبار کی خبر دیکھ کر تجسس میں پڑ گیا جس نے اسے اپنی طرف متوجہ کر دیا اس پر ایک ڈاکٹر کی خبر لگی ہوئی تھی جسے کچھ دن پہلے ایک ایسے سانپ نے ڈس لیا تھا کہ اس کے جسم سے گوشت اور کھال تک اتار دی اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیا وہ اس سے بھی پرانی اخبار دیکھنے کے لیے تجسس میں اضافہ کرتے ہوئے اخبار دیکھنے لگا پھر اسے وہ خبر بھی مل گئی جس پر صاف صاف دن اور تاریخ لکھی ہوئی تھی کہ اس رات شام نگر رام پور چندی گڑھ اور کئی دوسرے شہروں میں چاند گرہن با آسانی سے دیکھا جا سکے گا کیونکہ اس رات آسمان مکمل طور پر صاف ہوگا اس کا صحیح نظارہ شام نگر کے علاقوں میں واضح طور پر انسانی آنکھ سے دیکھا جا سکے گا مقامی وقت کے مطابق یہ چاند گرہن رات گیارہ بج کر سولہ منٹ سے شروع ہو کر بارہ بج کر دو منٹ تک رہے گا یہ نظارہ اس لیے بھی دیکھنے میں کافی خوش آئند رہے گا کہ چاند مکمل روشن ہوگا لہذا چاند کی چودھویں رات کا یہ منظر دیکھنے لے لیے کئی جگہوں پر خاص ندوبست کیا گیا ہے اس سے پہلے یہ نظارہ تیرہ سال قبل دیکھا گیا تھا اس سے آگے کچھ بھی پڑھنے کی ہمت اس کے وجود میں باقی نہ رہی وہ اخبار خرید کر اس کی قیمت دکاندار کو ادا کر کے واپس اپنی رہائش گاہ میں چلا گیا اس نے کمرے میں آ کر ایک بیگ الماری سے نکالا اور تین جوڑے کپڑوں کے ڈال کر بیگ کو کندھے سے لٹکایا اور تالہ لگا کر سیدھے ریلوے اسٹیشن کا رخ کیا اپنے ناگ دیوتا کو سندیسہ لکھنے کا ٹائم اسے گوارہ نہ ہوا وہ خود جا کر مدد حاصل کرنا چاہتا تھا تبھی وہ ٹرین کے ذریعہ بنگلور سے دہلی کی تیاری کر چکا تھا۔

❁❁❁

سوری تمہیں کھانا کھاتے ہوئے ڈسٹرب کیا۔ ارے نہیں نہیں۔ اختر صاحب ایسی کوئی بات نہیں آپ کہاں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آرہے ہیں بھئی میں تو فی الحال بازار گیا ہوا تھا ابھی کچھ ضروری سامان چاہیے تھا ملازم کے ساتھ لے آیا۔ ارے واہ ۔۔ یہ ناگ راج دودھ کب سے پینا شروع ہو گیا۔۔ سر یہ سر کی خوارک ہے صرف دودھ ہی پیتا ہے کسی بے گناہ انسن کو ڈسنے کا آج تک کبھی اس نے نہیں سوچا ویسے میری جاب کا آپ نے کیا سوچا فی الحال تو الیکٹرک کی کمپنی کے میں جرے میری فون پر بات ہوئی ہے یہی چار پانچ دنوں میں وہ مجھے خود کال کرے گا سر میرے لیے تو بینک کی جاب ہی صحیح تھی یہاں نجانے میرا دل کیوں نہیں لگ رہا۔۔

ارے سب ٹھیک ہو جائے گا اب تم کھانا کھالو پھر چہل قدمی کے لیے باہر نکلتے ہیں اس کے بعد کھانے سے فراغت پا کر یاسر باہر چلا گیا اپنے کمرے میں آکر اسے عجیب سی بے چینی ہونے لگی ناگ راج کی طرف دیکھتے ہوئے یاسر کے دل و دماغ میں بہت سے خیالات جنم لینے لگے اسے ناگ راج کی بے چینی سے اندازہ ہو رہا تھا جیسے وہ اچانک ہونے والے حملے سے باخبر ہے ناگ راج ۔۔ ناگ راج کیا ہوا ضرور کوئی دشمن ہے جو پھر سے تمہیں یا مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے آخر کون ہو سکتا ہے یاسر اب تکیے سے سر لگا کر لیٹ گیا کچھ ہی دیر میں اسے نیند نے اپنے شکنجوں میں جکڑ لیا ناگ راج اس کے پاس ہی کنڈلی مار کر بیٹھا ہوا تھا اچانک کھڑکی کھل گئی اس نے نیم تاریک زیرہ پاور کے بلب کی روشنی میں ناگ راج کی طرف دیکھا تو وہ کھڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ کیا ہوا۔ ناگ راج وہاں کون ہے ۔ابھی یاسر نے اتنا ہی کہا تھا کہ کھڑکی سے وہی کالا سانپ لہراتے ہوئے اندر داخل ہو گیا ناگ راج بھی بستر سے اتر کر نیچے آ گیا اب دو سانپ اپنی دوشاخہ زبن باہر نکالتے ہوئے کبھی ایک دوسرے کو اور کبھی یاسر کی جانب دیکھنے لگے پھر دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اس ناگن نے پہلے ہی وار میں ناگ راج کو اپنے مضبوط شکنجوں میں لیا اور اس کی گردن کو جھٹکا دینے لگی جیسے ہی ناگ راج اس سے جدا ہوا وہ ناگن یاسر کو اپنی چمکتی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے لگی یاسر بستر سے اٹھ کر بیٹھ گیا وہ ناگن اب اس کے قریب صرف ایک فٹ کے فاصلے پر کنڈلی مار کر بیٹھی ہوئی تھی اگلے ہی لمحے اس نے یاسر کو ڈسنا چاہا تو اس نے اپنی ٹانگیں پیچھے کھینچ لیں اس نے اچھل کر یاسر کی گردن کو دبوچ لیا ناگ راج جو ایک بار پھر سے زخمی ہو گیا تھا وہ بھی اپنی جگہ سے اڑ کر یاسر کی گردن پر جھپٹ گیا اب یاسر کی گردن پر دو سانپ ایک دوسرے سے ختم گتھا ہو چکے تھے یاسر اپنی گردن کو پکڑ کر زمیں پر آ گرا دونوں ایک دوسرے کی گردن کو دبوچنے میں مصروف تھے جبکہ یاسر کی آنکھیں ابل کر باہر آنے لگیں ۔۔آ۔۔آہ۔۔آ۔ یاسر کا سانس اکھڑنے لگا تھا یاسر زمیں پر لوٹ پوٹ ہونے لگا راگ راج اس ناگن کے بل یاسر کی گردن سے چھڑانے کی کوشش میں تھا جبکہ وہ ناگن یاسر کی جان لینے پر آ چکی تھی یاسر نے اپنی گردن کو پکڑنا چاہا تو اس کے کانپتے ہاتھوں میں اتنی ہمت نہ رہی تھی کہ وہ انہیں جدا کر سکے یاسر کا لال سرخ چہرہ جیسے موت کی پرچھائی ظاہر کرنے لگا یاسر کو اپنی آنکھیں بند ہوتی ہوئی محسوس ہوئیں آنکھوں کے سامنے موت کا اندھیرا جیسے پوری طرح سے چھا گیا تھا اب اسے اپنی کوئی ہوش نہ رہی اسے اپنے آس پاس کی کوئی خبر نہ تھی کہ ناگ راج زندہ بھی ہے یا نہیں اسے تو تب ہوش آیا جب پانی کے قطرے اس کے منہ پر ٹپکنے لگے وہ زمیں پر بے سدھ پڑا ہوا تھا آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے اوپر دیکھ کر حیران رہ گیا۔

ناگ راج پانی والی بوتل کو اپنے جسم سے بل دے کر پانی کا رخ اس کے چہرے کی جانب کیئے ہوئے تھا وہ خود زخموں سے چور تھا اسے شاید اپنے زخموں سے زیادہ یاسر کی زندگی پیاری تھی یاسر اپنے سانس بحال کرتے ہوئے اٹھ بیٹھا اور ناگ راج کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اس کی آنکھوں میں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی تھیں اس نے فوراً اس کے زخموں پر مرہم لگائے اور روئی سے زخم صاف کرنے لگا ناگ راج بار بار اپنی زبان باہر نکالتے ہوئے سرسراہٹ کی آواز پیدا کرنے لگا جس سے یاسر کو صاف ہو رہا تھا وہ کتنی تکلیف میں ہے کتنا درد اپنے جسم میں محسوس کر رہا ہے ناگ راج ۔۔ آخر تم کب تک یونہی میری خاطر قربانی دیتے رہو گے میں سوچ رہا ہوں تمہیں کسی سپیرے کے حوالے کر دوں میں

اپنی حفاظت خود کر لوں گا کل صبح ہوتے ہی تمہیں مجھ سے جدا ہونا ہوگا۔ ہاں ناگ راج ۔۔ مجھے اتنا مجبور نہ کرو کہ ایک پل بھی تم سے جدا ہونے کا تصور دل میں پیدا ہو ایک نہ ایک دن تو میں نے اپنی جان دینی ہے وہ جو کوئی بھی ہے مجھے تنہا ہی اس سے لڑنا ہو گا ناگ راج یہ تمہاری میرے ساتھ آخری رات ہے مجھے اور کمزور نہ کرو میں تمہیں مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا مجھے اپنی جان کی فکر نہیں ہے تمہارے استاد گرو رامیش چندر کو تو میں تلاش نہیں کر سکا مگر تمہیں ایسے انسان تک ضرور پہنچا دوں گا جو تمہاری حفاظت تو کر سکے گا تمہیں اس سانپ سے محفوظ رکھے گا اتنا کہتے ہی یاسر کا خیال اس سانپ کی طرف چلا گیا آخر وہ اس کا دشمن کیوں بن گیا ہے۔

یہی سوال بار بار اس کے دل و دماغ میں ہتھوڑے برسا رہا تھا مگر شاید اس کا جواب کسی کے پاس نہ تھا وہ بستر پر لیٹ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر کے یہی سوچنے لگا آخر کوئی تو سپیرہ ہو گا جو ناگ راج کی حفاظت کر سکے انہی خیالوں میں وہ گہری نیند میں چلا گیا۔ اگلے دن صبح ہی صبح یاسر کو اس کے ساتھی اختر نیاز نے جھنجھوڑتے ہوئے اٹھایا۔ یاسر۔۔ یاسر جلدی سے اٹھو میرے ملازم کو کسی سانپ نے ڈس لیا ہے۔ واٹ۔ یاسر خوف سے بولا۔۔ ہاں وہ ہاسپٹل میں ہے اسے رات کو نجانے کس وقت سانپ نے کاٹا مجھے معلوم نہیں وہ میرے کمرے میں آیا تھا بہت تکلیف میں تھا جلدی سے ہاسپٹل چلو اب یاسر نیاز کے ساتھ ہاسپٹل چلا گیا جہاں اس کے ملازم کی گلی سڑی ہوئی لاش پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی ڈاکٹر شبانہ۔ یہ کون ہے کس کی لاش لے آئی ہو سر اسے بھی رات کو کسی سانپ نے ڈس لیا ہے عدیل نے لاش کا معائنہ کیا تو یاسر بولا یہ ہمارا ملازم ہے رات کو گھر پر سویا ہوا تھا تو اسے کسی سانپ نے کاٹ لیا عدیل بولا ہمارے ہاسپٹل میں اس سے پہلے بھی کئی بے شمار ایسے کیس آ چکے ہیں ہمارے اس شہر میں پہلے کبھی ایسے سانپ کو نہیں دیکھا گیا جس کے زہر کو کمپیوٹر سرچ نہیں کر سکا ڈاکٹر شبانہ ۔۔ اس کے جسم سے سارا گوشت تقریباً اتر چکا ہے اسے ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی سمجھ لو آپ اس کے کفن دفن کا انتظام کیجئے ہم بہت جلد اس سانپ کو تلاش کر کے مار ڈالیں گے جو یہ سب کر رہا ہے ڈاکٹر عدیل ۔ میں نے اس سانپ کو دیکھا ہے یاسر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر جمیل بولا یہ ہمیں بھی معلوم ہے وہ کالے رنگ کا چھ فٹ لمبا سانپ ہے لیکن آج تک وہ ہماری فیڈ میں نہیں آ سکا یاسر نے کہا آج کسی سپیرے کو تلاش کرتا ہوں ٹھیک ہے ٹھیک ہے ہمیں ضرور بتانا عدیل نے یاسر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اب عدیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس چلا یاسر ہاسپٹل سے باہر آ گیا تو اس کے ساتھی نے کہا یاسر میں گورکن سے ملنے جا رہا ہوں تم کسی سپیرے کا انتظام کرو سمیر جو عدیل سے مل کر واپس آ رہا تھا بولا ایکسکیوز می۔ جی آپ نے مجھے بلایا۔ یاسر نے پاس کر کہا تو سمیر بولا جی ہاں میں خود کسی سپیرے کی تلاش میں ہوں ہمارے علاقے میں پچھلے کئی دنوں سے ایسے ہی واقعات پیش آ رہے ہیں میری والدہ کو بھی اسی سانپ نے ڈس لیا تھا مجھے کچھ شک ہوتا ہے لیکن یقین سے نہیں کہہ سکتا ہوں کیا آپ میری ایک بات مانیں گے جی ہاں بالکل یاسر نے پر عزم ہو کر کہا تو سمیر بولا کیا آپ کچھ دیر کے لیے گھر چل سکتے ہیں کہاں کس جگہ ارے اقبال ٹاؤن اور کہاں۔ لیکن میں تو ابھی دو دن پہلے انڈیا سے یہاں آیا ہوں اس لیے پوچھ رہا تھا۔

اب سمیر سیدھا عدیل کے گھر گیا گیٹ کے باہر گاڑی کھڑی کی اور بولا آپ رکیں میں اپنی وائف کو لے کر آتا ہوں بچے بھی ساتھ ہیں اب سمیر اندر چلا گیا صبا بھابھی ۔۔ صبا بھابھی کہاں ہیں میں چھت پر ہوں اچھا بات سنیں بچوں کو تیار کر لیں میں نے انہیں ساتھ لے جانا ہے کہہ رہے تھے سمیر انکل کے گھر جانا ہے اور ہاں ایک گلاس میں ٹھنڈا بنا لو باہر ایک مہمان بھی گاڑی میں بیٹھا ہوا ہے کچھ ہی دیر میں صبا نے اپنے تینوں بچوں کو تیار کر لیا بعد میں ایک جوس کا ڈرنک بنا کر گلاس میں ڈالا ماما۔ ممی جان ہم تیار ہو گئے ہیں سمیر انکل کے گھر جا رہے ہیں صبا بھابھی میں رات کو بچوں کو گھر پر چھوڑ دونگا اچھا عدیل ابھی تک ہاسپٹل سے واپس کیوں نہیں آئے ایک ڈیڈ باڈی آئی تھی شاید اس وجہ سے مصروف ہو گئے مجھے اجازت دو میں چلتا ہوں بچو یہ جوس نیچے گاڑی میں جو مہمان آئے ہیں انہیں دے آؤ حماد نے وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلاس ایک پرچ پر رکھا اور باہر چلا گیا یاسر گاڑی سے باہر کھڑا ہو کر ارد گرد مکانوں کو دیکھ رہا تھا تبھی اس کے کانوں میں آواز آئی انکل انکل ۔۔یہ جوس پی لیں یاسر نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کے اوپر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ت۔۔ت۔تم۔۔تم یہاں۔۔انکل انکل شاید آپ کو۔۔آپ کو پہلے بھی۔۔اس دن۔۔اس دن جب ہم۔۔جب حماد سے جوس والا گلاس پکڑتے ہوئے یاسر نے کہا شاید تم نے ٹھیک پہچانا۔عکاشہ۔۔نوید باہر آؤ حماد نے اندر جا کر زور سے آوازیں دیں تو وہ دونوں بھی آ گئے انکل۔انکل آپ۔۔آپ کو اس دریا کے کنارے دیکھا تھا یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا تمہارے ممی پاپا کہاں ہیں پاپا تو ہاسپٹل میں ہیں ممی جان گھر پر ہیں بیٹا اس دن جب تم غائب ہوئے تھے تو ارے بھئی چلو۔۔دیر ہو رہی ہے سمیر نے باہر گیٹ پر آتے ہوئے کہا تو یاسر کی بات وہیں کٹ گئی یاسر بولا میں نے ان بچوں کو پہلے انڈیا میں دیکھا تھا چلو بچو گاڑی میں بیٹھو اب سائرہ بھی گاڑی میں بیٹھ گئی سمیر نے کار اسٹارٹ کی اور آگے نکل گیا اب وہ مین روڈ پر آ گئے تھے انکل انکل سانپ کہاں گیا جو آپ کے پاس تھا سمیر نے بیک شیشے سے عکاشہ کی طرف دیکھا تو بولا کون سے سانپ کی بات کر رہی ہو یاسر بولا وہ میرے پاس اس وقت بھی ہے لیکن میں اسے کسی سپیرے کے حوالے کر دینا چاہتا ہوں سمیر نے یکدم گاڑی کو بریک لگائی تو سائرہ بولی سمیر کیا ہوا کار کیوں روک دی سمیر بولا تمہارے پاس کون سا ایسا سانپ ہے میرے پاس ایک پالتو سانپ تھا یوں سمجھو کہ وہ کسی کی امانت تھا وہ خود تو مجھ سے بچھڑ گیا مگر اپنی نشانی میرے سپرد کر دی میں اسے کسی سپیرے کے حوالے کر دینا چاہتا ہوں کہیں یہ وہی سانپ تو نہیں ہے جو یہاں شہر میں انسانی جانوں کے لیے خطرہ بنا ہوا ہے یاسر ہنس کر بولا ارے نہیں نہیں وہ ایسا سانپ نہیں ہے اگر تم اپنے دل کی تسلی کر لینا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چلو میں تمہیں وہ سانپ دکھاتا ہوں سمیر بولا ٹھیک ہے ویسے وہ کتنا بڑا ہے کیونکہ جو سانپ اتنے دنوں سے لوگوں کو ڈس رہا ہے وہ کالے رنگ کا ناگ ہے بلکہ ناگن کہنا چاہیے ایک جوگی بابا کو کچھ دن پہلے میرے دوست عدیل نے اپنے گھر بلایا تھا یہ عدیل کون ہے۔۔یاسر تجسس سے بولا تو میرے نے کہا وہ میرا رشتے دار ہے اصل میں وہ میرا گہرا دوست بھی ہے ابھی جہاں سے تم آ رہے ہو وہ عدیل کا گھر تھا خیر یہ بتاؤ جانا کہاں ہے یہاں سے بائیں طرف موڑ لو۔اب یاسر مختلف راستوں کا تعین کرتے ہوئے اسے کوٹھی میں لے گیا بچے اس کوٹھی کو دیکھ کر حیران رہ گئے سمیر یہ ہم کہاں آ گئے سائرہ نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا تو سمیر بولا ہم اس سانپ کو دیکھنے آئے ہیں جو کہ پالتو ہے وہ سانپ نہیں میرا ناگ راج ہے آپ اسے ناگ راج کہیں ہاں ہاں ٹھیک ہے جو بھی ہو اسے ہم دیکھنا چاہتے ہیں یاسر سمیر اور بچوں کو ساتھ کوٹھی میں چلا گیا تو نیاز نے اسے دیکھ کر حیرانگی محسوس کی ارے بھئی۔ت۔ت۔تم اور یہ سب بچے۔یہ سر یہ میرے ناگ راج کو دیکھنے آئے ہیں مگر۔۔مگر وہ صبح سے کہیں دکھائی نہیں دے رہا۔۔کیا۔۔یاسر حیرت سے بولا ایسے کیسے ہو سکتا ہے بھئی تم دودھ پیالے میں ڈال کر گئے تھے وہ ویسے ہی پڑا ہے جا کر دیکھ لو یاسر دروازہ کھول کر دوسری طرف صحن میں آیا تو دودھ کا پیالہ ویسے ہی بھرا پڑا تھا لگتا ہے رات کو میری باتیں سن کر اس کا دل ٹوٹ گیا ہو گیا بھی سامنے نہیں آ رہا لیکن میرے پاس اس کا حل ہے اتنا کہتے ہی یاسر نے دراز سے وہ بانسری نکالی اور کہا بچو وہ سانپ ابھی تمہارے سامنے آئے گا گھبرانا نہیں ہے اتنا کہتے ہی یاسر نے سریلی آواز میں بانسری بجانے لگا اس کی آواز سن کر بچے بھی لطف اندوز ہونے لگے کچھ ہی لمحوں بعد دروازے کے نیچے خلاء سے ایک سبز رنگ کے سانپ کو اندر کمرے میں آتے ہوئے دیکھ کر سمیر سائرہ اور بچے ایک لمحے کے لیے خوفزدہ ہو گئے پھر یاسر نے بانسری اپنے لبوں سے ہٹائی اور اس ناگ راج کو اپنے پیروں سے لپٹتے ہوئے دیکھا تو سمیر نے کہا ہمیں کسی سپیرے کی ضرورت نہیں ہے میرے دوست میں چاہتا ہوں ہوں تم عدیل کے گھر جا کر اس ناگن کو اس بانسری کی سریلی آواز سے کھینچ نکالو تمہاری سریلی بانسری کی آواز سن کر کوئی بھی سانپ کھینچا چلا آئے گا یاسر نے نفی میں سر ہلایا اور بولا مجھے نہیں لگتا ہے وہ سانپ کوئی معمولی ہے وہ سانپ بہت ہی چالاک اور ہوشیار ہے آج سے ناگ راج کی ذمہ داری آپ کو سونپتا ہوں میں ویسے بھی ہو سکتا ہے کل انڈیا

واپس چلا جاؤں گا انکل آپ کے ساتھ ایسا کون سا واقعہ پیش آیا تھا جس وجہ سے آپ ریت میں دب گئے نوید کی یہ بات سن کر سمیر تجسس سے بولا بیٹا تم ان سے کب ملے سمیر انکل اس رات ہم اپنے کمرے میں کمپیوٹر کھیل رہے تھے تو اچانک نجانے ہمارے گھر کا نقشہ ہی بدل گیا جس کمرے میں شکیلہ دادی سوئی ہوئی تھیں وہاں ایک سفید رنگ کا ڈھانچہ پڑا ہوا تھا ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ہم نے وہ جنگل بھی دیکھا جو انڈیا میں تھا میرے خیال سے تم انکل کے ساتھ مذاق کر رہے ہو سمیر یہ سچ کہہ رہا ہے وہ طلسمی مالا میں نے ہی بچوں کو دی تھی لیکن انکل وہ تو ممی جان کے پاس ہے خیر بچو اس سانپ کی دیکھ بھال کرنا ناگ راج میں اب میں واپس انڈیا جا رہا ہوں ہو۔سکے تو مجھے بھول جانا اب یاسر سمیر اور بچوں کے ساتھ گیٹ تک آیا تو سمیر کے بچوں نے کہا۔

انکل انکل آپ ہمارے گھر نہیں چلیں گے نہیں بیٹا آپ جاؤ سمیر میرے دوست ناگ راج کا خیال رکھنا اب سمیر اس سانپ کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا تو وہ یاسر کی ٹانگ سے چمٹ گیا اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے شاید کچھ کہنا چاہ رہا تھا تبھی یاسر نے سمیر کو کہا گاڑی کی ڈکی کھول کر اسے ڈال دو اب مجبوراً ڈکی کھول کر ناگ راج کو اس میں ڈال دیا ڈکی بند کرنے کے بعد یاسر نے آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور بولا کتنا عجیب درد محسوس ہوتا ہے جب پالتو جانور کو کسی اور شخص کے حوالے کیا جائے سمیر نے کہا شاید ٹھیک ہی کہتے ہو تمہارا یہ ناگ راج ویسے تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا بہر حال میں اسے عدیل کے گھر چھوڑ دیتا ہوں اگر یہ وہاں رہا تو ٹھیک ہے ورنہ تم تک خود ہی پہنچ جائے گا اب میں اسے کبھی نہیں ملوں گا سمیر نے یاسر کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور کہا تم نے اپنا نام نہیں بتایا تم مجھے اپنا محسن سمجھو میں ہر دوست کو اپنا محسن ہی سمجھتا ہوں ٹھیک ہے محسن بھائی ہم چلتے ہیں بچو محسن انکل سے ہاتھ ملاؤ اب جواد کبیر عکاشہ حماد اور نوید نے باری باری ہاتھ ملایا اور گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے یاسر بھیگی آنکھوں سے گاڑی کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا اور اپنے کمرے میں آ کر آنسو بہانے لگا یاسر۔یہ۔۔یہ تم نے کیا کیا ارے تم نے اپنے ناگ راج کو ان لوگوں کے حوالے کر دیا بچوں نے اگر اس کو مار ڈالا تو۔سر میں نہیں چاہتا وہ میری خاطر ہر وہ قربانی دے جو میں برداشت نہیں کر سکتا اس کے زخمی جسم کو ہر بار دیکھ کر نجانے کیوں تڑپ جاتا ہوں یاسر پاگل ہو تم۔۔بے وقوف ہوا رے وہ تم پر اپنی جان چھڑکتا ہے تم جہاں کہیں بھی چلے جاؤ گے وہ ناگ راج تم تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا کیونکہ یہ حقیقت ہے جو تمہارا دشمن ہے وہ ناگ راج کا بھی ہے شاید اس لیے وہ تمہیں چھوڑ کر جا نہیں رہا تھا یاسر مجھے تو لگتا ہے اس سانپ کے پیچھے کوئی نہ کوئی تو بڑی وجہ ہے۔۔سر آپ کو لگتی ہو گی لیکن اب ناگ راج کو میں بھلا دینا چاہتا ہوں یہاں میرا دل مطمئن نہیں ہو رہا ٹھیک ہے بھئی جیسے تمہاری مرضی ویسے تو ایک دو روز میں الیکٹرک کمپنی کے میں جر سے ملنا ہے تم میری خاطر ایک بار ان سے مل لو پھر شاید تمہارا دل مطمئن ہو جائے اگر نہ ہوا تو جو تمہارا دل کرے اسی پر عمل کرنا میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔سر میرے خیال سے اب گرم گرم چائے ہو جائے تھکن محسوس ہو رہی ہے اب چائے سے فراغت پر وہ ہاسپٹل جا چکے تھے کیونکہ اپنے ملازم کی ڈیڈ باڈی کو اس کے آبائی گاؤں پہنچانے کا بھی بندوبست کرنا تھا۔

رامیش چندر دہلی ریلوے اسٹیشن سے باہر آ کر ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر سیدھا شاہی محل روانہ ہوا ناگ دیوتا۔۔ناگ دیوتا۔چھوٹے مہاراج صاحب بنگلور سے آپ کو ملنے آئے ہیں دھرم ناتھ مسہری پر لیٹا ہوا تھا فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور بولا رامیش اچانک یہاں اور مجھ سے ملنے کے لیے ضرور کوئی بات ہے اتنے میں رامیش چندر اپنی چپل اتار کر ننگے پاؤں دھرم ناتھ کے سامنے فرش پر جھک گیا ناگ دیوتا مجھے شما کیجئے آپ سے اجازت لیے بغیر ہی اندر داخل ہو گیا رامیش اس میں برا ماننے والی ایسی کوئی بات نہیں تمہارے چہرے کی پریشانی اور گھبراہٹ مجھے صاف ظاہر کر رہی ہے تم کسی خطرے میں گھرے ہوئے ہو ناگ ریوتا آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں آپ نے میرے ستاروں کی گردش کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بالکل سو فیصد صحیح اندازہ لگایا تھا ناگ دیوتا آج۔۔آج مجھ پر ایسی مصیبت آن پڑی ہے جس کا حل شاید آپ کے پاس ہو بنگلور سے یہاں تک کا سفر جس قدر خوف و پریشانی سے گزرا ہے یہ صرف میں ہی جانتا ہوں رامیش اپنی پریشانی بتاؤ۔ دھرم ناتھ۔نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔تو رامیش بولا۔

ناگ دیوتا آپ نے بالکل ٹھیک کہا تھا کوئی نہ کوئی دشمن میر۔۔ے پیچھے ضرور لگا ہوا ہے پرسوں رات وہ ناگن میرے سامنے آئی تھی جسے آج سے تیرہ سال پہلے اس تالاب کی گہرائیوں میں قید کیا تھا ہاں ناگ دیوتا وہی ناگن جو میری جان کی دشمن۔ہے وہی ناگن جس کی وجہ سے آج میرے چہرے کی یہ حالت ہوئی ہے وہی ناگن جس کی وجہ سے آج میں اپنے ناگ راج سے جدا ہو گیا اور وہ بے گناہ انسان۔۔جس کا نام شاید مجھے آج یاد نہیں اس کو بھی اپنی طاقت سے مار ڈالا ناگ دیوتا آپ کو علم مجھ سے زیادہ ہوگا اس ناگن کا میں توڑ چاہتا ہوں خدا کے لیے میری مدد کیجئے میں ہاتھ جوڑتا ہوں میرے پاس وہ شکتی نہیں ہے جس سے اس خون آشام ناگن کا خاتمہ کر سکوں اس کے مجسمے تک پہنچنے کا راستہ تراش سکوں کیونکہ وہ انسان تو زندہ نہیں رہا جو اس ناگن کا خاتمہ کر سکتا تھا مگر اب آنے والی چاند کی چودھویں رات کو وہ ڈھانچے تالاب سے نکل کر ہر طرف تباہی مچا دیں گے پلیز مجھے شکتی دیجئے اس ناگن کا سامنا کر سکوں رامیش۔۔مجھے کل تک کا موقع دو میں کل صبح تمہیں اس ناگن کو قید کرنے یا ختم کرنے کا کوئی متبادل راستہ ضرور بتا سکوں گا مجھے آج رات کو ناگ پنچھی۔کے مندر میں جا کر یہ عمل کرنا ہے تب معلوم ہوگا اس ناگن کی اصلیت کیا ہے اور اس کا مناسب توڑ سامنے آسکے گا لیکن ناگ دیوتا سب سے پہلے آپ یہ اخبار دیکھئے چاند کی چودھویں رات کو گزرتے کتنے دن ہو گئے ہیں دھرم ناتھ نے اخبار۔۔وہ تاریخ دیکھی تو بولا یعنی تین دن باقی ہیں اگر میں کل دن کو بھی شام نگر کے لیے روانہ ہو جاؤں تو بات بن سکتی ہے دھرم ناتھ بولا دیکھو رامیش جب تک تم مجھے ناگن کی اصلیت کھل کر نہیں بتاؤ گے تو مجھے راستہ نکالنے میں تکلیف ضرور ہوگی ناگ دیوتا میرے خیال سے آنے والی چودھویں رات کو وہ ناگن تالاب کا شیطانی دروازہ ہمیشہ کے لیے کھول دے گی پھر ڈھانچوں کا ایک زندہ لشکر ہر شخص کے لیے موت کا پروانہ ثابت ہوگا۔کیونکہ جو انسان اس ناگن کو ختم کر سکتا تھا وہ تو آج سے تیرہ سال قبل مر چکا ہے اب اس ناگن کا جنم ہوتے ہی میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں وہ ناگن کسی انسان کو زندہ نہیں چھوڑے گی وہ تو اسی رات میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی اگر آپ کا یہ دیا ہوا لاکٹ میرے گلے میں نہ ہوتا میں نے اس کا انسانی روپ دیکھا ہے اس کا نام رادھا ہے وہ ایک ہندی لڑکی تھی اپنے پتی راکیش کے ساتھ زندگی گزار رہی تھی پھر نجانے کب ایک شیطان ان کے درمیان آ گیا جس سے رادھا جدا ہو گئی یوں ناگ اور ناگن کا پیار دشمنی میں بدل گیا۔راکیش کی شکل میں ایک نوجوان جس کے بارے میں مجھے پہلے سے ہی علم تھا وہ ناگن کے شیطانی حصار کو توڑ سکتا ہے اس تالاب میں اتر سکتا ہے جو عام انسان کو ہڈیوں کا ڈھانچہ تو بنا دیتا ہے مگر اس پر اس کا اثر کبھی بھی نہیں پڑ سکتا لیکن بدقسمتی تیرہ سال قبل نجانے کیسے اس کو ناگن نے اپنے شیطانی وار سے اڑا دیا اس کی کٹی گردن سے دریا کے پاس پڑی تھی میں نے خود اسے اٹھائی تھی یہ وہ ماضی کی باتیں ہیں جو آپ نے سنی رامیش۔۔میں تمہاری کہانی سن چکا ہوں اور سمجھ بھی چکا ہوں آج رات کو ہی میں عمل کے لیے روانہ ہوتا ہوں تم میرے شاہی محل میں رہو گے تاکہ تمہاری حفاظت ہو سکے اتنا کہتے ہی دھرم ناتھ اٹھ کر باہر چلا گیا جبکہ رامیش ایک گہری سوچ میں کھو گیا۔

* * *

ہیلو طاہرہ۔۔کیسی ہو صبا نے طاہرہ سے گلے ملتے ہوئے کہا ہاں میں ٹھیک ہوں تم اتنی جلدی انڈیا سے واپس آ گئی خیریت تھی نہیں صبا اچھا نہیں ہوا کیا ہوا۔۔میری وہ فائل کہیں کھو گئی ہے شاید ٹرین میں رہ گئی ہے یا کہیں بس میں یا ٹیکسی میں بھول گئی ہوں تم نہیں جانتی صبا اس میں سکول کے کچھ دستاویزات بچوں کی اسائمنٹ اور میرے سرٹیفکیٹ ڈومیسائل موجود تھے طاہر اللہ پر بھروسہ رکھو کچھ نہیں ہوتا سب ٹھیک ہو جائے گا خاک ٹھیک ہو جائے گا صبا۔میں اتنے دنوں سے

پریشان ہوں ہر لمحہ ہر پل کیسے گزار رہا ہے یہ صرف میں جانتی ہوں طاہرہ دیکھو ہمت نہ ہارو میں تمہارے ساتھ ہوں تمہاری ہر مشکل اور مصیبت گھڑی کا سامنا کرنے کے لیے میں تیار ہوں طاہرہ نے اپنی پریشانی ظاہر کر کے دل کا بوجھ کچھ کم کر دیا تھا وہ صبا کے پاس آ کر کچھ مطمئن ہو گئی تھی صبا بچے کہیں دکھائی نہیں دے رہے طاہرہ وہ سب سائرہ کے گھر گئے ہیں شکیلہ آنٹی اوپر اپنے کمرے میں ہیں عدیل ہاسپٹل میں چھٹی کے بعد سیدھا سمیر کے گھر پہنچ گیا جہاں اس کے بچے سمیر کے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے شور مچا رہے تھے شکر ہے یار تو آ گیا۔آج تجھے کچھ زیادہ ہی دیر ہو گئی ہاں یار کچھ کام تھا پھر عکاشہ حماد اور نوید فٹ بال ہاتھ میں پکڑے اپنے پاپا کے پاس آئے تو سائرہ بولی بھیاء۔۔اندر آ جاؤ نہیں سائرہ میں بہت تھکا ہوا ہوں سیدھا گھر جاؤں گا اچھا عدیل جاتے جاتے اس سانپ کو لیجاؤ۔کیا۔کون سا سانپ عدیل حیرت سے بولا تو سمیر اپنے ہاتھ میں سبز رنگ کا سانپ لے کر باہر آ گیا جس کے جسم پر مالٹائی رنگ کے دھبے بنے ہوئے تھے عدیل اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور اپنے قدم پیچھے اٹھا لیے۔

سمیر یہ۔۔یہ سانپ کہاں سے آیا۔ڈرنے والی کوئی بات نہیں عدیل۔یہ پالتو سانپ ہے اس کا نام ناگ راج ہے۔کیا ناگ راج۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے تجھے ایک سپیرے کا کہا تھا یہ سانپ جس کسی کا ہے اسے ساتھ لے کر آنا چاہئے تھا یار عدیل ہو سکتا ہے یہ اس سانپ کا مقابلہ کر سکے جو تمہارے گھر میں آتا ہے کیونکہ وہ پورے شہر کو اپنی نگاہوں میں لے چکا ہے شاید انسانوں کو ختم کرنے کا اس نے فل پروف پروگرام بنا رکھا ہے عدیل بولا سمیر میرا دل تو نہیں مانتا اسے گھر لے جاؤں اب تم کہتے ہو تو لے جاتا ہوں اتنا کہتے ہی عدیل نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو کہا یہ انسانی زبان بھی سمجھتا ہے یا نہیں خود ہی آزما کر دیکھ لو سمیر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تو عدیل بولا کیا تم ہمارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو یہ سن کر ناگ راج کبھی سمیر اور اس کے بچوں کو دیکھنے لگا کبھی سائرہ کو اور کبھی عدیل کو۔۔پھر وہ عدیل کی گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر کنڈلی مار کے بیٹھ گیا وہ بار بار اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے عدیل کے بچوں کو دیکھ رہا تھا پاپا یہ وہی سانپ ہے جسے انکل کے پاس ہم نے پہلی بار دیکھا تھا وہ طلسمی مالا بھی انہوں نے دی تھی کون سی مالا۔۔عدیل حیرت سے بولا تو عکاشہ بولی پاپا وہی مالا جو ماما نے پھینک دی تھی ہم سے کہا تھا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے شاید وہ ہماری بات کا یقین نہیں کرتیں لیکن یہ سچ ہے کہ اس رات جو کچھ ہم تینوں کے ساتھ ہوا آج تک کوئی نہیں کر رہا پاپا ہماری بات کا یقین آپ کو کرنا ہوگا عدیل بولا فی الحال تو گھر چلو پھر کچھ سوچیں گے اب عدیل نے پچھلا دروازہ کھول کر تینوں بچوں کو اندر بیٹھنے کا کہا اب گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہی عدیل نے اسے ریورس گیئر میں ڈالا سمیر اب گاڑی کو دور جاتا ہوا دیکھنے لگا طاہرہ صبا سے مل کر واپس جا چکی تھی بھابھی جان۔۔بھابھی جان۔۔کھانے کا ٹائم ہو گیا ہے عدیل بھیاء کو فون کر دینا تھا ابھی تک نہیں آئے نبیل نے کہا وکی کچھ دیر انتظار کریں کچھ نہیں ہوتا صبا نے کچن سے کھانے کا سامان ہال کی ٹیبل پر رکھا اور بہادر کو آوازیں دینے لگی بہادر۔۔بہادر۔۔کہاں چلے گئے ہو وہ باہر صحن سے اندر داخل ہوا تو بولا جی بیگم صاحبہ۔بہادر تم کمرے میں جا کر ہاسپٹل فون کرو ڈاکٹر عدیل کب تک آ رہے ہیں کیونکہ میرا خیال ہے وہ بچوں کو لینے سائرہ کے گھر نہ گئے ہوں ابھی صبا نے اتنا ہی کہا تھا کہ باہر گاڑی کے ہارن بجنے کی آواز سنائی دی لو صاحب جی آ گئے نبیل بولا بہادر تم میز پر چیزیں لگاؤ میں گیٹ کھولتا ہوں اب گیٹ کھلتے ہی گاڑی اندر صحن میں کھڑی ہو گئی تینوں بچے باہر نکل کر فرنٹ دروازہ کھول کر اس سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ چکے تھے عدیل نے بچوں کے ہاتھ میں اس سانپ کو دیکھا تو بولا مجھے یقین نہیں آ رہا اپنی آنکھوں پر کیا یہ ایک زندہ سانپ ہے پاپا اب ہم اس کی دیکھ بھال کیا کریں گے عدیل نے گاڑی کو لاک کر دیا اب وہ اندر داخل ہو چکے تھے عدیل اتنی دیر لگا دی آپ نے آخر آپ۔اتنا کہتے ہی صبا کا منہ خوف سے کھل گیا اس کا پورا جسم ایک لمحے کے لیے دہشت سے لرز اٹھا کیونکہ اس کے بچے ایک سبز رنگ کے سانپ کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہال کے اندر آ چکے تھے بچو یہ۔۔یہ۔۔یہ س۔سا۔سانپ۔کہاں سے لائے صبا نے کانپتے ہوئے لبوں سے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو عدیل بولا یہ پالتو سانپ ہے ڈرومت صبا۔ یہ کچھ نہیں کہے گا عدیل۔۔عدیل۔ مجھے بہت خوف آرہا ہے پلیز۔۔پلیز اسے یہاں سے لے جایئے۔صبا نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا دل کی دھڑکن اسے بار بار خطرے کی گھنٹی بجارہی تھی کہیں وہ گھر کے کسی فرد کی موت کا سبب نہ بن جائے تبھی موت کے سائے آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے محسوس ہوئے اتنے میں بہادر بھی کچن سے سامان لے کر اندر آچکا تھا وکی بولا بھیا یہ سانپ ہمارے لیے خطرہ بن سکتا ہے ارے وکی تو کمال بات کرتا ہے اگر یہ ہمارا دشمن ہوتا تو بچوں کے ہاتھوں میں کیوں اس طرح بیٹھا ہوا ہوتا ہمارے جسم میں کب کا زہر دوڑ رہا ہوتا جب اسے اٹھا کر لائے تھے ناگ راج کی نگاہیں مسلسل بہادر کے چہرے کی جانب تھیں صبا بولی عدیل یہ سانپ جہاں سے بھی لائے ہو واپس چھوڑ آؤ اگر کل یہاں کسی کی موت ہوئی تو قاتل کوئی اور نہیں ہم ہوں گے ذرا سوچو آئے روز بے گناہ انسانوں کی موت جس انداز سے ہو رہی ہے سبھی لوگوں کی نظریں ہماری جانب ہوں گی سبھی کے لبوں پر یہ سوال ہوگا یہ سانپ کہاں سے آیا ہے کیا تمہارے پاس اس کا جواب ہے۔

دیکھو صبا جس انسان نے یہ ناگ راج ہمارے حوالے کیا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے بلکہ سمیر نے مجھے کہا تھا کہ وہ ایک سپیرا ہے جس نے یہ سانپ اسے دیا تھا صبا سے بولی کیا نام بتایا اس کا۔۔ناگ راج۔۔اسی نام سے وہ اسے پکار رہا تھا لیکن تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ گھر کے کسی بھی فرد کو نہیں ڈسے گا ناگ راج اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے نیچے اترنے لگا تو بچے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے وہ بہادر کی طرف جا رہا تھا بیگم صاحبہ۔۔صاحب جی۔۔یہ۔۔یہ میری طرف آرہا ہے۔ بہادر پردے کے ساتھ لپٹ گیا آنکھوں کے سامنے وہ منظر ایک لمحے کے لیے پھر سے تروتازہ ہو گیا جب اس سانپ نے اس کے بازو کی ہڈی توڑی تھی تبھی وہ اس سے اتنا ڈرا ہوا تھا اب وہ بہادر کے پاس آکر کنڈلی مار کے بیٹھ گیا تو بہادر دھیرے دھیرے کھسکتے ہوئے وکی کے پاس آگیا یہ۔۔یہ۔۔یہ مجھے ڈس لے گا بہادر ڈرومت اسے اپنوں کی اور دشمنوں کی پہنچان ہے اب ناگ راج اس کی ٹانگ سے لپٹ گیا بہادر سر سے پاؤں تک پسینے سے بھیگ چکا تھا۔اب وہ ناگ راج اس کے جسم پر چڑھ گیا اور صرف چند انچ کے فاصلے سے اس کی دوشاخہ زبان باہر نکلتی دیکھ کر اس کا سانس خشک ہو چکا تھا سبھی یہ منظر حیران کن نظروں سے دیکھنے لگے تبھی بہادر کو اپنی گردن پر اس سانپ کی زبان کا لمس محسوس ہوا اس نے اس کی گردن سے طلسمی مالا نکال کر زمین پر پھینک دی تو بہادر کے اوپر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک بے زبان جانور اس کی گردن سے وہ مالا اتار دے گا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا سبھی یہ منظر دیکھ کر تجسس میں پڑ گئے صبا بولی عدیل یہ۔۔یہ سانپ اس طرح شی۔۔شی۔عدیل نے اپنے ہاتھوں سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اب ناگ راج اس طلسمی مالا کو اپنے منہ سے اٹھا کر عدیل کے پاس لے آیا۔پھر اس مالا کے دھاگے کو توڑنے کی کوشش کرنے لگا عدیل یہ۔۔یہ تو وہی طلسمی مالا ہے جو بچوں نے۔۔ایک منٹ صبا۔۔عدیل نے اسے ایک بار پھر چپ رہنے کا کہا اب مالا کا دھاگہ ٹوٹ چکا تھا اس نے اپنے دانتوں سے اس دوڑ کو توڑ دیا تھا ناگ راج نے وہ سارے دانے زمین پر بکھیر دیئے پھر وہ الماری کی جانب دیکھنے لگا جہاں اسے نیلے رنگ کا موٹا دھاگہ دکھائی دیا وہ الماری کے اندر داخل ہوا کچھ چیزیں اس کے چڑھنے سے زمین پر آکے گرنے لگیں اب اس نیلے رنگ کے دھاگے کو جو دو میٹر لمبا تھا اسے باہر نکال کر پھینک دیا اور مالا کا ایک دانہ اس دھاگے کے اوپر رکھ دیا پھر سب کو باری باری دیکھتے ہوئے سرسراہٹ کی آواز نکالنے لگا سبھی یہ سمجھنے سے قاصر تھے وکی اس کے پاس آکر بولا ناگ راج کاش تم انسانی آواز میں بول سکتے تو شاید ہمیں کچھ سمجھ آجاتی اس ناگ راج نے وہ دو میٹر لمبا دھاگہ وکی کی گردن پر لٹکا دیا تو خود پیچھے ہٹ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا وکی اپنے بھائی عدیل اور اپنے دوست نبیل کی جانب حیرت و تجسس سے دیکھنے لگا بھیا آپ کو کچھ سمجھ رہی ہے شکیلہ بولی وکی بیٹا میرے خیال میں شاید ناگ راج یہ کہہ رہا ہے اس مالا کو دھاگے میں ڈال کر پہن لو مگر امی جان وہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے اس مالا میں ایسی کیا خاص بات ہے۔

عدیل بولا سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ بہادر یہ طلسمی مالا تمہارے ہاتھ کیسے لگی۔وہ۔۔وہ م۔۔مم۔۔مجھے یہ۔جی وہ اس دن جب۔۔جب پہلے دن یہاں آیا تھا تو مجھے پودوں کے درمیان چمکتی ہوئی کوئی چیز دکھائی دی مجھے یہ بہت پسند آئی سوچا تھا۔کسی سے اس کا ذکر نہیں کروں گا کوشش تو یہی تھی مگر۔مگر اس سانپ نے۔۔بہادر اس سے آگے کچھ نہ بولا اور خاموش ہو گیا پھر عدیل نے کہا آخر یہ سانپ کچھ تو ہمیں سمجھانا چاہ رہا ہے جو ہم سمجھ نہیں پا رہے ہیں اب عدیل خود ناگ راج کے پاس آیا اور بولا۔

دیکھو ناگ راج یہ طلسمی مالا کہاں سے آئی کیسے آئی یہاں گھر کا کوئی بھی فرد نہیں جانتا تمہاری اشنیات تو سمجھ آرہی ہے کہ اس مالا کے دانے کو دھاگے میں پرو دیا جائے چلو ایسا کر لیتے ہیں پھر دیکھو کیا ہوتا ہے عدیل اتنا کہتے ہوئے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر مالا کا ایک دانہ دھاگے میں پرو کر گرہ لگا دینے کے بعد زمین پر رکھ دیا اور اس کے جسم پر چڑھ کر وہ دھاگہ اس کی گردن پر ڈال دیا اب ایک دھاگے میں مالا کا وہ دانہ عدیل کی گردن پر لٹک رہا تھا بچے چہرے پر مسکراہٹ سجائے ہوئے تالیاں بجا کر اس کی داد دینے لگے تو عدیل بولا اچھا مذاق کر لیتے ہو فی الحال ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے بہادر اس مالا کے دانوں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دی اس ناگ راج نے سرسراہٹ کی آواز نکالتے ہوئے پیچھے کی جانب اپنے جسم کو سرکایا اور مالا کے دانوں پر آکے بیٹھ گیا پھر شکیلہ بولی عدیل بیٹا شاید یہ کہہ رہا ہے بیٹا تم اس مالا کے دانوں کو میرے کمرے کی الماری میں رکھ دو بہادر یہ کام اب تم خود ہی کرو نن۔۔نہیں۔نہیں صاحب ابھی میرا دوسرا ہاتھ صحیح سلامت ہے بہادر جو کہا ہے وہ کرو یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا اب اس نے ناگ راج کو اپنے کانپتے ہوئے ایک ہاتھ سے اٹھا کر کچھ فاصلے پر پھینک دیا اور مالا کے تمام دانے ایک چھوٹی سی پلیٹ میں ڈال کر اوپر لے گیا عدیل بیٹا میرے خیال سے کھانا اب تک ٹھنڈا ہو چکا ہوگا صبا سالن گرم کر لاؤ اب کرسیاں کھینچ کر سبھی میز پر بیٹھ گئے تو ناگ راج اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے سرسراہٹ کی آواز نکالنے لگا عدیل نے کیا اب کیا مسئلہ ہے وہ بار بار زبان نکالتے ہوئے کچھ کہنا چاہ رہا تھا پھر عکاشہ بولی پاپا سمیر انکل نے کہا تھا کہ اس کی خوراک دودھ ہے نوید بھائی مجھے یاد ہے محسن انکل جب بانسری بجا چکے تھے تو دودھ کے پیالے کا ذکر کیا تھا ہاں عکاشہ سچ کہہ رہی ہے پاپا اس کی خوراک دودھ ہے اب صبا منہ بناتے ہوئے فریج کی طرف بڑھی اور دودھ کی دیگچی نکال کر ڈھکن کھولا تو اسے خوشبو کا احساس ہوا عدیل لگتا ہے دودھ کا پہلا گھونٹ اسے ہی پلانا ہو گیا پلا دو عدیل نے روٹی کا لقمہ توڑتے ہوئے کہا اور صبا نے ایک پلاسٹک کے پیالے میں دودھ ڈال کر اس کے آگے رکھ دیا اب ناگ راج دودھ پینے میں مصروف ہو گیا پھر شکیلہ کھڑی ہو کر اس کے پاس آئی تو اس نے آدھے سے زیادہ دودھ پی لیا تھا وہ صبا کے پاس آکر بولی شاید تمہیں اس کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اگر خود اچھا کھاتی ہو تو کسی اور کے لیے کم از کم برا نہیں سوچنا چاہیے یہ تو پھر بے زبان ہے لیکن احساسات اچھی طرح سمجھتا ہے تمہیں اس بے زبان جانور کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے صبا بیٹی وہ انسان زبان میں بول نہیں سکتا مگر کچھ سمجھ ضرور سکتا ہے ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہیے یہ سمجھ کر نہیں کہ یہ ہمارا دوست ہے بلکہ گھر کا ایک فرد ہے جس کسی نے بھی اسے ٹریننگ دی ہے بڑی سوچ سمجھ کر دی ہے انسانی احساسات کو سمجھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے ہے انسانی آواز کو جان لیتا ہے تبھی اس نے اس طلسمی مالا کی مثال ہمارے سامنے دی جو ہم سب نے دیکھا امی جان اب آئیں بھی کھانا کھا لیں اب سبھی کھانے میں مصروف ہو چکے تھے کھانے سے فارغ ہو کر عدیل اور صبا باہر چہل قدمی کے لیے نکل گئے پھر پندرہ بیس منٹ بعد سب سونے کی غرض سے اپنے کمروں میں آگئے اوپر چھت پر نبیل اپنے کمرے میں لیٹ چکا تھا ناگ راج بھی اس کے کمرے میں موجود تھا نبیل کو اس سے ایک لمحے میں ہی چاہت ہو گئی تھی وکی اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔

❁❁❁

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات گہری ہو چکی تھی سبھی نیند کی وادیوں میں کھوئے ہوئے تھے اچانک صبا کو دروازے کے کھلنے کی آواز سنائی دی چر۔۔چر۔۔چراں۔۔یہ آواز دروازے کے کھلنے سے پیدا ہوئی تھی صبا نے کمبل منہ سے اتارا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔۔ک۔۔ک۔کون ہے۔۔کون ہے دروازے پر اچانک دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور اسے ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر کسی لڑکی کا عکس دکھائی دیا صبا نے جب شیشے پر کسی لڑکی کا عکس دیکھا تو صبا خوف سے کانپ اٹھی وہ بار بار کبھی شیشے کی طرف اور کبھی پیچھے دیوار کی طرف دیکھنے لگی وہ لڑکی اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی صبا دھیرے دھیرے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی اور انگلی سے شیشے کو چھونا چاہا تو اس نے اپنی دوشاخہ زبان باہر نکال کر اسے خوفزدہ کر دیا۔آ۔۔آ۔۔آ۔۔صبا کے حلق سے دلخراش چیخ نکل گئی۔

عدیل صبا کے چیخنے کی آواز سن کر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا کیا ہوا صبا۔۔صبا دیوار کے ساتھ چپکی ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی عدیل۔۔عدیل۔۔م۔۔مم۔مجھے ڈر لگ رہا ہے عدیل۔کیا ہوا صبا آخر مجھے بھی کچھ بتاؤ عدیل۔وہ۔۔وہ۔۔وہ۔۔سامنے شیشے میں ابھی ابھی میں نے ایک لڑکی کا عکس دیکھا تھا اس کی تصویر کو دیکھا تھا وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی میری بات کا یقین کرو اوہو صبا۔کمال کرتی ہو کون ہے وہاں۔۔کچھ بھی نہیں ہے۔عدیل نے شیشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو صبا بولی آپ یقین کریں یا نہ کریں میں نے خود اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا عدیل اس کی زبان بالکل سانپ جیسی تھی۔۔کیا۔۔عدیل حیرت سے بولا ہاں عدیل میں نے اسے بہت قریب سے دیکھا ہے مجھے چاروں اطراف سے خوف محسوس ہو رہا ہے عدیل نے اسے بڑی مشکل سے دلاسہ دیا اور گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے اسے دیتے ہوئے کہا صبا تم خواب میں ڈری ہو اور کچھ بھی نہیں عدیل میں کیسے مان لوں میری آنکھ دروازے کی آہٹ سے کھلی تھی اوہو۔صبا دروازہ اندر سے بند ہے پھر کھلنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے عدیل مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے صبا عدیل کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی عدیل نے اسے حوصلہ دیا کچھ نہیں ہوگا تمہیں۔۔صبا اپنے آپ کو سنبھالو اب صبا بستر پر لیٹ کر چھت کی جانب دھڑکتے ہوئے دل سے کچھ سوچتے ہوئے گھور رہی تھی بار بار لیٹے ہوئے سامنے شیشے کی طرف ایک نگاہ دوڑاتی اسے یہ خوف اپنے دل میں بار بار محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی وہی چہرہ شیشے میں اسے دکھائی دے گا اسی کشمکش میں اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ نیند کے جھونکوں سے بند ہونے لگیں اب اسے اپنے اردگرد کی کوئی ہوش نہ رہی۔

❁❁❁

رامیش چندر اپنے ناگ دیوتا دھرم ناتھ کو شاہی محل کے اندر آتے ہوئے دیکھ کر ادب سے کھڑا ہو گیا ناگ دیوتا کی جے ہو۔۔اس نے جھکتے ہوئے احترام سے کہا تو وہ بولا رامیش بہت اچھا کیا مجھے تم نے اس ناگن کے متعلق سب کچھ بتا دیا ورنہ تو مجھے کبھی اتنا علم نہ ہوتا تم سے صرف دو سوالوں کے جواب مجھے چاہیں اگر جواب تمہارے پاس ہے تو پھر اس خون آشام ناگن کے شیطانی کھیل کو با آسانی ختم کیا جا سکے گا ناگ دیوتا پوچھئے جو بھی پوچھنا ہے دھرم ناتھ نے کہا میرا پہلا سوال یہ ہے جس راکیش کا تم نے ذکر کیا تھا اس کی موت کیسے ہوئی اور دوسرا سوال اس ناگن کا توڑ صرف وہ طلسمی مالا ہے کیا وہ تمہارے پاس ہے رامیش چندر نے یہ سن کر پریشانی سے اپنا سر جھکا لیا اور بولا ناگ دیوتا راکیش کا اصلی وجود آج سے بائیس یا تیئس سال پہلے ہی مٹ چکا تھا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے جب راکیش کا خستہ حال جسم میں نے اس کے ہمشکل انسان کی مدد سے تلاش کیا تھا بلکہ یوں کہوں گا یہ کام میرے ناگ راج نے کیا تھا وہ سبز رنگ کا ایک سمجھدار اور بھرپور صلاحیتوں والا ناگ تھا بہت عرصہ میرے ساتھ رہا تیرہ سال قبل جب چاند گرہن لگا تو اس ناگن نے پھر سے جنم لیا تھا اس ناگن کی شیطانی طاقت کا اندازہ یوں لگائیں کہ ہر چاند کی چودھویں رات شام نگر کے پہاڑ اور وہ گھنا جنگل سفید روشنی کی لپیٹ میں آ جاتا تھا یہ اس وقت ہوتا تھا جب ناگن زندہ تھی اتنے عرصے بعد نجانے وہاں اب کیا صورتحال ہوگی میں نہیں جانتا سچ تو یہ ہے شام نگر کی پہاڑیوں کو اتنے عرصے میں شاید کبھی جا کر بھی نہیں دیکھا رامیش کچھ سوچ کر بتاؤ

آخری بار اس ناگن کو تم نے کب قید کیا تھا کیونکہ اس کا خاتمہ صرف چند کی چودھویں رات کو ہی ہو سکتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں میں نے جہاں تک اپنا علم چلایا ہے مجھے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے اس ناگن کو صرف ایک انسان ختم کر سکتا ہے کیونکہ اس کے مجسمے تک پہنچنا کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے وہ انسان کوئی اور نہیں راکیش کا ہمشکل ہے۔کیا رامیش چندر یعنی جوگی بابا حیرت سے بولا۔

مگر ناگ دیوتا اس کی کٹی ہوئی گردن خود میں نے دریا کے کنارے سے اٹھائی تھی اس کی شکل کا اور دوسرا انسان کیسے پیدا ہو گیا ہے رامیش یہ میں نہیں جانتا لیکن جو علم رات میں نے کیا ہے مجھے حساب لگانے میں کوئی مشکل درپیش نہیں آئی یہ سچ ہے جس ناگن کی تم سے دشمنی ہے وہ انسان بھی اس ناگن کی لپیٹ میں ہے تمہارے ناگ راج کی بھی اس سے دشمنی تھی اب وہ زندہ ہے یا نہیں اس بارے میں فی الحال مجھے کچھ معلوم نہیں ہو سکا لیکن تمہیں اس انسان کو تلاش کرنا ہے جو راکیش کا ہمشکل ہے وہ بھی اس ناگن کے شیطانی طاقت کے زیر اثر مقابلہ کر رہا ہوگا رامیش تم آج ہی شام نگر کے لیے روانہ ہو جاؤ اور خدا سے دعا کرو وہ طلسمی مالا کسی طرح تمہیں مل جائے مگر میں اسے کہاں تلاش کروں یہ کوشش تو آج سے تیرہ سال پہلے بھی میں نے اس انسان کی مدد سے کی تھی جو اس رات ناگ راج کی تلاش میں گیا تھا کیونکہ رات کے کسی وقت ناگ راج نے اس تالاب سے باہر آنا تھا اور شاید ناگ راج کے ساتھ ہی وہ دردناک موت مارا گیا میری بدقسمتی اس وقت یہ تھی کہ نہ میں اس انسان کو بچا سکا نہ ہی اپنے ناگ راج کو اور نہ ہی اس طلسمی مالا کو تلاش کر سکا اس وقت اگر طلسمی مالا ہمیں مل جاتی تو آج اس طرح اس ناگن کی شیطانی طاقت کا ہمیں کبھی سامنا نہ کرنا پڑتا رامیش گزرے ہوئے ماضی کو بھول جاؤ تمہارے پاس صرف کل کا دن ہے یہ مت بھولو کل پورے چاند کی رات ہے اس ناگن کی شیطانی طاقت سے کل رات وہ تمام مردے وہ ڈھانچے قبروں سے نکل کر شام نگر کے جنگل کا رخ کریں گے وہی سفید روشنی ظاہر ہوگی جو اردگرد پہاڑیوں کو اپنی لپیٹ میں لے گی یاد رکھنا صرف وہی ڈھانچے قبروں سے نکلیں گے جنہیں اس خونی ناگن نے ڈسا تھا ناگ دیوتا ناگ دیوتا یہ سب مجھے معلوم ہے میری کوشش یہی ہوگی اسے پھر سے قید کیا جائے تاکہ اس کا یہ کھیل ختم ہو سکے ناگ دیوتا۔۔آپ کا یہ دیا ہوا لاکٹ ہی میری سب سے بڑی شکتی ہے۔آپ مجھے آشیرباد دیں میں اس ناگن کو ایک بار پھر اسی کالے پانی کے تالاب میں قید کر سکوں جاؤ رامیش۔خدا تمہارے ساتھ ہے کوشش کرو اس طلسمی مالا کو تلاش کر سکو اب رامیش چندر وہاں سے واپس آ گیا شاہی محل سے نکلتے ہی فوراً اپنا سامان پیک کیا اور شام نگر جانے کی تیاری شروع کر دی۔

❁❁❁

اس وقت سٹی ہاسپٹل میں ایک اور انسان کی لاش کا معائنہ ہو رہا تھا جسے رات کسی سانپ نے ڈس لیا تھا ڈاکٹر شبانہ بڑی حیرت سے اس کے گلے سڑے جسم کا جائزہ لے رہی تھی عدیل اس کی میڈیکل رپورٹ کا مطالعہ کر رہا تھا ڈاکٹر سراج۔فرحان اور جمیل ڈیڈ باڈی کے گرد کھڑے تھے اس کا مطلب مرتے وقت اس نے کسی لڑکی کو دیکھا تھا جی ہاں سر۔۔یہ بھاگتا ہوا سیڑھیوں تک آیا مگر سانپ نے اسے موقع نہیں دیا بڑی عجیب بات ہے ڈاکٹر شبانہ اس مرڈر کے درمیان کسی لڑکی کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے شبانہ بولی سر ہو سکتا ہے وہ لڑکی نہ ہو لڑکی کی شکل میں کوئی سانپ بھی ہو سکتی ہے شبانہ پھر وہی مذاق۔سر پلیز اسے مذاق نہ سمجھئے یاد ہے اس جوگی بابا۔نے بھی کسی ناگن کا ذکر کیا تھا ڈاکٹر شبانہ کوئی بھی انسان سانپ کا روپ کیسے اختیار کر سکتا ہے میں اس فضول سی بکواس سننے کا عادی نہیں ہوں تمہیں اس دن بھی کہا تھا سر پھر کیا کیا جائے یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہے گا کیا ہم کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے ڈاکٹر سراج۔۔جی سر اس شہر میں علم والوں کی کمی نہیں ہے مجھے ایسا انسان چاہیے جو سانپ کے بارے میں معلومات رکھتا ہو ڈاکٹر جمیل بولا سر ایک نام میرے ذہن میں آتا ہے شاید وہ ہماری کچھ مدد کر سکے کیا وہ کوئی سپیرا ہے عدیل نے سوالیہ انداز میں کہا تو ڈاکٹر جمیل بولا نہیں سر۔۔لیکن وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوائی چیزوں کو بند آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے جنات کا سامنا کرنا اس کا شوق نہیں ہے بلکہ ایک ذریعہ معاش بن گیا ہے وہ کتنے پیسے لیتا ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا مگر اس کے لیے پہلے اس سے ملنا ہوگا ٹھیک ہے ڈاکٹر جمیل تم اس انسان کو کل یا پرسوں جب بھی ملے سیدھے ہاسپٹل لے آنا انتظار کروں گا اس شخص کی ڈیڈ باڈی کے متعلق کچھ پوچھ گچھ کی ہے نو سر ۔۔اس کے وارث کا تا حال پتہ نہیں چل سکا اچھا ٹھیک ہے اسے برف خانے میں لے جاؤ ایک دو دن تک معلومات حاصل کروا اخبار میں خبر دو اگر تب بھی کوئی نہیں آتا تو اس کی تدفین کر دو ہمارے پاس اور کوئی حل نہیں ہے ڈاکٹر شبانہ تم میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ سر خیریت ہے ہاں میرے گھر میں ایک سانپ ہے اس کا نام ناگ راج ہے میں چاہتا ہوں تم اس کا زہر ٹیسٹ کر سکو کہیں یہ وہی سانپ تو نہیں ہے جو ہمیں دھوکہ دے رہا ہے سر آپ کے گھر میں سانپ ۔۔ڈاکٹر شبانہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ کیوں۔۔ تمہیں حیرانگی ہو رہی ہے۔

نہیں نہیں سر۔۔ مگر آپ کو کیا ضرورت پڑی ایک سانپ کو گھر میں لانے کی آپ تو خود ویسے ہی سانپ کو ختم کرنے کا سوچتے ہیں پھر سانپ کو پالنے کا شوق ۔م۔م۔ میرا مطلب سر میں اسے کیا نام دوں ڈاکٹر شبانہ یوں سمجھو جس طرح چوہے کا شکار کرنے کے لیے گھر میں بلی میں کو لانا پڑتا ہے میں نے بھی اس سانپ کو گھر میں رکھنے کا اس لیے سوچا کہ شاید وہ اس سانپ سے مقابلہ کر سکے پچھلے دو دنوں سے گھر میں وہ سانپ نظر نہیں آ رہا ہے ٹھیک ہے سر میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں اب ڈاکٹر شبانہ ڈاکٹر عدیل اور اس کے ساتھی مردہ خانے سے باہر آ گئے جبکہ اس ڈیڈ باڈی کو برف خانہ میں ہی چھوڑ دیا اس کی ڈیوٹی کے لیے واچ مین کو پہلے ہی سے مقرر کر رکھا تھا جو کہ نگرانی کرتا تھا۔

❁❁❁

بہت بہت شکریہ۔ آپ نے ہماری مشکل حل کر دی ارے ایسی کوئی بات نہیں سمیر صاحب آپ ہمارے دوست ہیں ہماری کمپنی بڑی کامیابی سے چل رہی ہے ویسے بھی ہمیں ایک ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی وہ کب سے آ رہے ہیں جب آپ کا لیٹر مل جائے گا ارے ایسی کوئی بات نہیں ہے گھر والی بات ہے لیٹر کی کوئی ضرورت نہیں آپ یہ فارم پر کر دیں اور کل آپ انہیں یہاں اپنے ساتھ لے آئیے جی بہت شکریہ ویسے عمر کتنی بتائی ہے یہی چوبیس پچیس سال میرے دوست کا چھوٹا بھائی ہے اب سمیر اس سے ہاتھ ملا کر سیدھا باہر آ گیا ا ور پارکنگ لاونج میں گاڑی نکال کر مین روڈ پہ ڈال دی اب سمیر کا رخ عدیل کے گھر کی طرف تھا جیسے ہی سمیر گھر کے اندر آیا تو ہال میں سے قہقہے لگانے کی آوازیں سنائی دیں عدیل صبا وکی اور نبیل ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے ارے آؤ سمیر واہ کیا بات ہے آج ٹھنڈی ٹھنڈی آئس کریم کے مزے اڑائے جا رہے ہیں اور ہماری خبر نہیں صبا بولی تو جناب آپ کو بھی پیش کر دیتے ہیں ارے نہیں کوئی ضرورت نہیں فی الحال تو وکی سے مٹھائی کھانی ہے ۔کیا۔۔ وقاص حیرت سے بولا تو سمیر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے عدیل کے کندھوں کے پیچھے اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا وکی کو جاب مل گئی ہے کیا۔۔ سچ مجھے یقین نہیں آتا ارے میری جنرل میں جرے بات ہو گئی ہے تمہیں کل میرے ساتھ چلنا ہے عدیل بولا واہ یہ تو پھر مٹھائی ڈبل ڈبل ہو گئی وہ کیسے۔ سمیر تجسس سے بولا تو عدیل نے کہا کل سے نبیل کی سٹی ہاسپٹل میں جاب لگ چکی ہے بلکہ کل یہ میرے ساتھ جائے گا اسے رات کی ڈیوٹی سونپنے کا سوچ رہا ہوں ارے عدیل بھائی کیوں نہیں میں رات کی ڈیوٹی کر لوں گا نبیل تمہاری ڈیوٹی تمہیں سمجھ آ ہی چکی ہے سمیر حیرانگی سے بولا ایس کون سی خاص نوکری لگ گئی ہے عدیل بولا کل سے یہ برف خانے کی دیکھ بھال کرے گا میں نے آج میں کی ڈیوٹی صبح لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے یہ لیجئے آئس کریم۔

ارے صبا بھابھی کمال کرتی ہیں اب سمیر آئس کریم کھانے میں مصروف ہو چکا تھا جبکہ تینوں بچے ناگ راج سے کھیلنے میں مصروف تھے وہ بھی بچوں کے پیچھے رینگتے ہوئے کھیل میں شاید خوشی محسوس کر رہا تھا صبا بچوں کو کمرے میں سانپ سے کھیلتا ہوا دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتی تھی مگر اپنے دل کو تسلی دے کر خود ہی خاموش ہو جاتی اتنے میں کھانے کا

وقت ہو گیا سبھی کھانے کی میز پر آ گئے تو عدیل بولا بچو وہ ناگ راج کہاں گیا پاپا باہر کہیں ہو گا اتنے میں صبا بھی باہر سے اندر آ گئی اور بولی عدیل وہ سانپ باہر کہیں دیکھائی نہیں دے رہا ہے عکاشہ بولی میں چھت پر دیکھ کر آتی ہوں پیچھے پیچھے حماد اور نوید بھی چلے گئے تو صبا آوازیں دیتی رہ گئی پھر کرسی پر بیٹھ کر بولی اچھا بھلا بچے کمپیوٹر پر بیٹھ کر گیم کھیلا کرتے تھے خواہ مخواہ اس سانپ کو اٹھا لائے ناگ راج کا نام سنتے ہی خوف آتا ہے اچھی بات ہے صبا۔ شکر کرو بجلی کا بل تو کچھ کم ہو گا صبا کے چہرے پر غصے کے آثار واضح ہوئے اور منہ دوسری طرف پھیر لیا تینوں بچے اوپر چھت پر آ کے ناگ راج کو ہر طرف آوازیں دینے لگے ناگ راج ۔۔ناگ راج کہاں ہو پھر جیسے ہی حماد نے چھت کی لائٹ آن کی تو وہ زمین پر کنڈلی مار کر بیٹھا ہوا تھا ارے ناگ راج تم یہاں ہو ہم نیچے کب سے تمہارا انتظار کر رہے تھے حماد ناگ راج کو دیکھ رہا تھا جبکہ ناگ راج اوپر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا ارے ناگ راج کیا ہوا اوپر کیا دیکھ رہے ہو عکاشہ بولی یہ چاند کو دیکھ رہا ہے اتنے میں حماد اور نوید بھی اوپر آسمان پر تیرھویں رات کا چاند دیکھنے لگے پھر عکاشہ نے زبردستی ناگ راج کو اٹھایا اور اپنے ہاتھوں میں لے کر نیچے آ گئے اب اسے پیالے میں دودھ ڈال کر دیا تو وہ پینے میں مصروف ہو گیا شکیلہ اور صبا سے زمین پر بیٹھے ہوئے دودھ پیتا ہوا دیکھ کر لطف اندوز ہونے لگیں۔

❁❁❁

رات ایک بار پھر اپنے عروج پر آ چکی تھی ناگ راج کو بچوں نے اپنے کمرے میں اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا اچانک کمرے میں کچھ چیزوں کے زمین پر گرنے کی آواز سائی دی تو حماد نے نیم تاریک روشنی میں ناگ راج کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھا عکاشہ۔۔نوید۔۔وہ دیکھو ہمارے ناگ راج کو کوئی سانپ مار رہا ہے اب تینوں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دو سانپوں کا مقابلہ دیکھنے لگے وہ لڑتے لڑتے کبھی ایک طرف کو جا پڑتے اور کبھی ان کے کمپیوٹر ٹیبل کے نیچے چلے جاتے عکاشہ۔۔وہ ناگ راج کو مار رہا ہے۔ حماد نے ایک جوتی ہاتھ میں پکڑی اور اس کالے رنگ کے سانپ کی دم پر زور سے چپل ماری آ۔۔آ۔۔اچانک ایک لڑکی کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور وہ سانپ ان کے سامنے سے غائب ہو گیا ناگ راج حماد کی ٹانگ سے لپٹ گیا تو عکاشہ اور نوید نے کمرے کی لائٹ آن کرنے کے بعد اس کے جسم پر زخم دیکھے تو حیران رہ گئے عکاشہ اور نوید کھڑکی سے باہر بھی کمرے کے چاروں طرف اس کالے رنگ کے سانپ کو تلاش کرنے میں مگن ہو گئے جو اچانک آنکھوں سے اوجھل ہو چکا تھا کمرے کے دروازے پر صبا اور عدیل زور زور سے دستک دے رہے تھے حماد نے دروازہ کھول کر اپنے ماں باپ کو سامنے دیکھا تو عقب میں بہادر وکی اور اس کا دوست نبیل بھی کھڑے خوف میں دکھائی دے رہے تھے حماد۔ نوید بیٹے یہ۔۔ یہ آواز کہاں سے آئی تھی ماما۔۔وہ دیکھیں۔۔ ہمارے ناگ راج کو کسی کالے رنگ کے سانپ نے کتنا زخمی کر دیا ہے صبا ناگ راج کی طرف بڑھی اور اس کے جسم سے رستے خون کو دیکھ کر بولی اس کی یہ۔۔ یہ حالت کیسے ہوئے حماد بولا ممی جان نجانے کہاں سے کالے رنگ کا ایک سانپ ہمارے کمرے میں آ گیا اور ناگ راج سے لڑائی کرنے لگا ہماری آنکھ ہی تب کھلی جب میز پر چیزوں کے زمین پر گرنے کی آواز سنائی دی لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا ہمارے ناگ راج کو وہ سانپ مار رہا تھا عدیل بولا حماد بیٹے ہماری آنکھ تو کسی لڑکی کے چیخنے کی آواز سے کھلی تھی وکی بولا بھیاء مجھے لگتا ہے وہ آواز ہمارے ہی گھر سے آئی تھی اتنی بلند اور صاف آواز تھی کہ ہم وہم کر ہی نہیں سکتے حماد بولا وکی چاچو اگر میں اس کالے سانپ کو جوتا نہ مارتا تو وہ ہمارے ناگ راج کو مار ڈالتا عدیل نے ناگ راج کو اٹھایا اور اس کے جسم سے رستے ہوئے خون کو دیکھ کر بولا میں ابھی مرہم لگا دیتا ہوں ضرور اس نے کسی نہ کسی لڑکی کی جان لی ہو گی کیا مطلب بھیاء۔۔

مطلب یہ کہ ضرور کسی لڑکی کو اس سانپ نے ڈسا ہو گا یہ تو اب صبح ہو گی تو معلوم ہو گا وکی نیچے کمرے سے میرا ابھی سکواڈ بیگ اٹھا لاؤ اب ناگ راج کے جسم پر کسی کسی جگہ مرہم لگا ہوا صاف نظر آ رہا تھا عدیل۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آواز کہاں سے آئی تھی آج صبا کو پہلی بار ناگ راج سے محبت کا احساس اپنے دل میں پیدا ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا تبھی اسے پیار سے سہلانے لگی صبا۔۔صبا۔۔ضرور کوئی نہ کوئی تو چکر ہے جو ہم سب کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے عدیل بیٹا تم بچوں کے کمرے میں رات کے اس وقت۔۔امی جان کچھ نہیں کوئی خاص بات نہیں ہے آپ اپنے کمرے میں جائیں اب عدیل وکی صبا اور اس کا دوست نبیل کمرے سے باہر آ گئے عدیل اس ناگ راج کو اپنے ساتھ نیچے لے گیا تھا جبکہ تینوں بچے اپنے بستر پر دراز ہو گئے اور کچھ دیر میں گہری نیند میں کھو گئے۔

❀❀❀

اس وقت صبح کے دس بجے یاسر ہمدرد بینک اپنے میں جر سے ملنے کے لیے پہنچ گیا ارے آؤ یاسر میاں اتنی جلدی انڈیا کیوں واپس آ گئے سر میں سمجھتا ہوں میرے لیے یہاں کا ماحول ہی ساز گار رہے گا پاکستان جانے کا اب میرا کوئی ارادہ نہیں ہے یہاں آپ کے ساتھ ہی کام کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں ٹھیک ہے یاسر جیسے تم مناسب سمجھو اب یاسر واپس پرانے فلیٹ میں آ چکا تھا اور فلیٹ کے انچارج سے ملاقات کر کے اسے اپنے اعتماد میں لے چکا تھا آپ بے فکر ہو جائے اب اس فلیٹ میں آپ کو کوئی سانپ نہیں دکھائی دے گا جس سانپ سے آپ کو خطرہ تھا میں اسے ہمیشہ کے لیے بھلا چکا ہوں اور اسے چھوڑ آیا ہوں اب یاسر کو کمرے کی چابی اس انچارج نے تھما دی اور وہ کمرے میں آ کر اپنا سامان رکھنے کے بعد بیگ سے بانسری نکال کر ایک لمحے کے لیے گہری سوچ میں کھو گیا اسے بار بار ناگ راج ہی آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے لگا جیسے اس کے بغیر اس کا دل بالکل اداس ہو رہا تھا تبھی بانسری اپنے لبوں سے لگا کر سریلی اور میٹھی آواز میں بجانے لگا دوسری طرف ناگ راج دودھ کا پیالہ چھوڑ کر بے چین ہوتا دکھائی دینے لگا شاید اس کے دماغ میں بانسری کی سریلی آواز نے اپنا جادو جگا دیا تھا کیونکہ وہ پہلے بھی اس کی سریلی آواز میں مدہوش ہو جاتا تھا تبھی وہ ہر طرف رینگتے ہوئے اپنا پھن چوڑا کرتے ہوئے کسی گہری سوچ میں دکھائی دینے لگا تھا عین اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سن کر یاسر نے بانسری بجانا بند کر دی اور دروازے کی طرف لپکا سامنے ہی فلیٹ کا انچارج کھڑا اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا کیا میں یہ جان سکتا ہوں کہ یہ بانسری کی آواز آپ ہی کے کمرے سے آ رہی تھی جی ہاں بالکل۔۔یاسر نے تحمل سے کہا اور بولا مجھے زندگی میں کبھی بانسری سے لگاؤ ہوا ہی نہیں تھا یہ شوق تو مجھے ناگ راج کی وجہ سے دل میں پیدا ہوا تھا وہی ناگ راج جسے ایک بار آپ کے صرف ایک ہی اشارے سے گولی مار کر ختم کرنے کا حکم دیا گیا تھا یوں سمجھ لیں آج اس کی یاد تر و تازہ کرنے کے لیے یہ شوق پورا کر رہا تھا تمہاری آواز بہت سریلی ہے اچھی دھن بجا لیتے ہو گڈ لک وش یو آل دی بیسٹ۔۔اتنا کہہ کر وہ واپس چلا گیا تو یاسر نے دروازہ بند کر دیا اور بیرے کو فون پر کھانے کا آڈر دے کر کپڑے تبدیل کرنے کے بعد بستر پر آنکھیں موند کر لیٹ گیا کچھ ہی دیر میں بیرا کھانا دے کر چلا گیا تو یاسر کھانے میں مصروف ہو گیا اس لمحے دروازے پر پھر دستک ہوئی تو یاسر نے کم آن کہا دروازہ کھلتے ہی وہ اپنے بینک کے کولیگ کو دیکھ کر حیران رہ گیا ارے آؤ۔۔آؤ بھئی کب انڈیا پہنچے میں کل شام کو آیا ہوں یاسر صاحب یہ فائل کور آپ کی امانت تھی سوچا دیتا جاؤں موقع ملے نہ ملے آ جاؤ کھانا کھا لو نہیں بہت شکریہ۔میں چلتا ہوں اس کے جانے کے بعد یاسر کھانے میں مصروف ہو گیا پھر فارغ ہونے کے بعد ہاتھ منہ دھو کے اس فائل کور کو کھول کر اس کا مطالعہ کرنے لگا اسے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ اور ہائی سکول کے دستاویزات دیکھ کر حیرت ہوئی فائل کے سرورق پر طاہرہ کا نام دیکھ کر وہ تجسس میں پڑ گیا یہ تو کسی لڑکی کی فائل لگتی ہے نجانے وہ کتنی پریشان ہو گئی مجھے خط لکھ کر اس کو بتا دینا چاہیے کہ اس کے دستاویزات والی فائل میرے پاس ہے اب وہ اپنا بینک کے ڈرافٹ والا بیگ کھول کر ایک سادھے کاغذ پر خط تحریر کرنے لگا اور اپنے اپنے اس فلیٹ کا ایڈریس بھی لکھ دیا اب وہ اسے جلد از جلد پوسٹ کر دینا چاہتا تھا تبھی کمرے کو لاک کر کے سیدھا پوسٹ آفس کی طرف چل دیا۔

❀❀❀

سر مجھے یقین نہیں آتا یہ کسی ایسے سانپ کا زہر ہے جو بہت ہی پراسرار طاقت رکھتا ہے ڈاکٹر شبانہ یہ شخص ہمارے علاقے کا چوکیدار تھا کل رات میں نے کسی لڑکی کے چیخنے کی آواز سنی تھی میرا خیال تھا شاید کسی لڑکی کو سانپ نے کاٹا ہو گا مگر اب اس شخص کا ڈھانچہ دیکھ کر بے حد خوف آ رہا تھا تم ایسا کرو اسے مردہ خانے میں لے جاؤ کل صبح اس کا بندوبست کریں گے جب تک اس کے رشتے داروں کا بھی معلوم ہو جائے گا نبیل تم آج رات سے اپنی ڈیوٹی شروع کر دو میں نے واچ میں کی ڈیوٹی گیٹ پر لگا دی ہے ڈاکٹر جمیل تم نے اس انسان کا مجھے بتایا تھا جو جنات کو بند آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کیا تم اس سے ملے نہیں سر۔۔مگر ایک دو دنوں میں مل لونگا اور اسے ساتھ لے کر ہی آپ کے پاس آؤں گا ٹھیک ہے اب ہمیں کیا کرنا ہے اب بھی ڈاکٹرز میٹنگ میں تھے ڈاکٹر شبانہ اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھنے لگی جسے ڈاکٹر جمیل سراج اور فرحان نے واضح محسوس کر لیا تھا اب میٹنگ ختم ہوتے ہی سب کمرے سے باہر آ گئے اچھا بھیاء میں چلتا ہوں ممیر بھائی میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔

وکی میں تجھے چھوڑ آتا ہوں نہیں یار شکریہ میں چلا جاؤں گا اب وکی کے جانے کے بعد ڈاکٹر شبانہ کو جیسے ہوش آ گیا ڈاکٹر شبانہ کہاں کھو گئی ہو تم عدیل نے اس کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہا کچھ نہیں سر۔۔لگتا ہے کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی سر شبانہ کو کسی سے چاہت ہو گئی ہے عدیل نے ڈاکٹر سراج کی طرف دیکھا تو بولا یہ میں نے ابھی ابھی کیا سنا ڈاکٹر شبانہ بولی سر سنی سنائی ہوئی باتوں پر آپ یقین نہیں کرتے ہو یہ مجھے معلوم ہے ہاں ٹھیک کہا ہے تم نے لیکن جو آنکھوں نے دیکھا ہے اسے نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا ہے ڈاکٹر شبانہ بولی سر آپ تو جانتے ہیں مجھے پیار عشق اور چاہت سے کبھی لگاؤ نہیں ہوا اور شاید اسی وجہ سے ابھی تک شادی نہیں کی لیکن اب تو آپ کے خیالات کچھ اور ظاہر کر رہے ہیں ڈاکٹر شبانہ۔ڈاکٹر فرحان نے سامنے آتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سراج بولا شبانہ انسان کو زندگی میں کبھی نہ کبھی تو پیار کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے تم شاید سر کو نہ بتاؤ مگر ہمیں اندازہ ایک لمحے میں ہو چکا ہے تم اسے بہت گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی عدیل بولا میرے خیال سے اب کام کی بات ہو جائے پیار عشق کے چکر سے باہر نکلو اور ڈیوٹی پر لگ جاؤ اب عدیل اور نبیل دوسرے کمرے میں چلے گئے تو ڈاکٹر شبانہ اپنے ساتھیوں ڈاکٹر جمیل سراج اور فرحان کے ساتھ لیباٹری کیب کی طرف چل دیئے جہاں ڈاکٹر شبانہ باتوں میں الجھی ہوئی تھی سراج تمہیں معلوم ہے سر عدیل ان باتوں کا زیادہ ترجیح نہیں دیتے لیکن پھر بھی تم بہت اکسا رہے تھے میں وجہ جان سکتی ہوں ڈاکٹر سراج بولا شبانہ کیا یہ وجہ درست نہیں ہے تم اس نوجوان میں زیادہ دلچسپی لے رہی تھی جو عدیل سر کے ساتھ کھڑا تھا اور اسے جاتے ہوئے بھی تم بڑی حسرت سے دیکھ رہی تھی ڈاکٹر شبانہ بولی ہاں تم نے شاید صحیح کہا ہے نجانے کیوں مجھے اس کی آنکھوں میں ایک کشش دکھائی دی جس نے مجھے اپنی جانب کھینچ لیا نہ چاہتے ہوئے بھی میں اپنی نظریں جھکا نہ سکی پہلی نظر میں وہ چہرہ میرے دل میں اتر گیا ہے حقیقت تو یہ ہے اس وقت بھی وہ میری آنکھوں میں بسا ہوا ہے۔ویسے تمہیں وہ کیسا لگا ڈاکٹر جمیل نے اگلا سوال کر ڈالا تو ڈاکٹر شبانہ اس کی جانب خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگی تو ڈاکٹر فرحان بولا میں سر عدیل سے بات کرتا ہوں چلو یہ سن کر اچھا لگا تمہارے دل میں کسی کی چاہت تو پیدا ہوئی اچھا بھئی اب کام بھی کر و یا پھر پیار و محبت کی باتیں ہی کرتے رہیں گے ڈاکٹر سراج نے کمپیوٹر آن کرتے ہوئے کہا تو وہ بھی لیب میں اپنے کام میں مگن ہو گئے اور ایک ڈیڈ باڈی کا معائنہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

❀❀❀

شام نگر پہنچتے ہی رامیش چندرا اپنے خاص شاگرد سے ملا ارے مہاراج۔۔آپ اور یہاں اس وقت۔۔ہاں میں ضروری کام سے یہاں آیا تھا میرے دوست کا سناؤ کیسا ہے بالکل ٹھیک ہے مہاراج ابھی ابھی گھاس ڈال کر آیا ہوں اچھا سنو میں اسے ساتھ لے کر ابھی پہاڑوں کی طرف جا رہا ہوں۔۔کیا۔۔اس وقت مہاراج اب تو اندھیرا پھیلنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والا ہے مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کچھ ہی دیر میں کالے رنگ کا گھوڑا رامیش چندر کے پاس موجود تھا رامیش چندر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا بہت سالوں سے میرے ساتھ رہ کر اتنا سمجھدار ہو چکا ہے کہ میری ہر کمی کو ہر مشکل کو جان لیتا ہے رامیش اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور بولا میرے لیے دعا کرنا میں ایک شیطانی طاقت کا سامنا کرنے جا رہا ہوں اتنا کہتے ہی اس نے اپنا گھوڑا دوڑا دیا آدھ گھنٹے کے سفر کے بعد اب وہ پہاڑیوں کے قریب پہنچ چکا تھا یہاں چاروں اطراف موت کی خاموشی کا راج تھا اس نے اپنے گھوڑے کو جنگل کی حدود سے باہر لوہے کی سنگلاخ جوز میں میں اندر تک مضبوطی سے دھنسا ہوا تھا رسی کے ساتھ باندھ کر وہ اپنا تھیلا ہاتھ میں پکڑے جنگل کے حشرات الارض سے بے خوف چلا جا رہا تھا آسمان پر چودھویں کا چاند دیکھ کر اس کے دل و دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بج رہی تھیں اسے معلوم تھا اس کا ہر قدم موت کی جانب بڑھ رہا ہے لیکن وہ اس کی پرواہ کئے بغیر جنگل کی حدود سے گزر کر اس مکان تک پہنچ گیا آج بہت سالوں بعد وہ اس جگہ کو دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا اسے اپنے ناگ راج کا خیال بڑی شدت سے اپنے دل میں آیا وہ تالاب کی طرف تجسس بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا تالاب کا کالا پانی اسے بے انتہا گاڑھا لگ رہا تھا چاند کی روشنی سیدھی اس تالاب پر پڑ رہی تھی رامیش چندر تالاب سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

ابھی اس نے عمل کے لیے اپنا سامان نکالا ہی تھا کہ چاروں طرف سے اسے سانپوں کی خوفناک پھنکاریں سنائی دیں ہر طرف سے سفید کالے رنگ کے لمبے لمبے سانپوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا رامیش چندر دھڑکتے دل سے کبھی اپنے لاکٹ کو اور کبھی ان سانپوں کو دیکھنے لگا جو اپنا پھن چوڑا کرتے ہوئے سرسراہٹ کی آوازیں پیدا کرنے لگے تھے اب وہ اچانک اس پر حملہ آور ہو گئے جس کی اسے بالکل توقع نہ تھی رامیش چندر کے پورے جسم کو سانپوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اس کے چہرے کو ہاتھوں کو بازو ٹانگیں اور کوئی حصہ ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جہاں سے خون نہ بہہ رہا ہو سانپوں نے اسے ہر جگہ سے کاٹنا شروع کر دیا یہ سب اس ناگن کی چال تھی جس میں وہ کامیاب تھی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی اگر اسے جوگی بابا نے تالاب کی گہرائیوں میں قید کر دیا تو یہ وقت دوبارہ پھر نہیں آئے گا اب وہ سانپ رامیش چندر کو بری طرح سے ڈسنے کے بعد آہستہ آہستہ جسم سے اترتے چلے گئے جیسے ہی تمام سانپ اس کے جسم سے علیحدہ ہوئے تو رامیش چکرا کر نیچے زمین پر آ گرا بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے کھڑا ہونے کی بھرپور کوشش کی جس میں کسی حد تک وہ کامیاب بھی رہا عمل کرنے کی ہمت و طاقت اس کے جسم میں باقی نہ رہی تھی اچانک پورے جنگل میں ایک طوفان سا آ گیا رامیش چندر کو اپنے پاؤں زمین سے اکھڑتے ہوئے محسوس ہوئے اگلے ہی لمحے تالاب سے سفید رنگ کا انسانی وجود ظاہر ہوا تو اس کے ہوش اڑ گئے کیونکہ سامنے ہی وہ خونی ناگن لال سرخ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی عین اسی وقت وہ تالاب کے پانی میں سایہ بن کر غائب ہو گئی تو اپنے اردگرد سفید روشنی کو پھیلتے ہوئے دیکھا اسے اپنے جسم کی ہڈیاں بکھرتی ہوئی جیسے دکھائی دینے لگیں وہ سفید روشنی سے خوف کھا کر جنگل کی جانب بھاگنے لگا درختوں کے زرد پتے اس کے پیروں تلے کھرچ کھرچ کی آواز پیدا کرنے لگے عقب میں سفید رنگ کی روشنی جس کی وہ لکیر اسے اپنی جانب تیزی سے آتی دیکھائی دی وہ جنگل کی حدود سے نکل کر ٹھوکر کھاتے ہوئے منہ کے بل زمین پر قلابازیاں کھاتے ہوئے پتھروں کے اوپر آ گرا اس وقت تک وہ سفید روشنی جنگل سے نکل کر باہر تک آ پہنچی تھی اس نے اپنے گھوڑے کو ہنکارتے ہوئے دیکھا تو دل اچھل کر حلق میں آ گیا وہ بار بار رسی چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگا رامیش چندر شدید روشنی کو گھوڑے سے کچھ فاصلے پر دیکھ کر چیخ اٹھا اس کی چیخنے کی آوازوں میں گھوڑے کی دردناک آوازیں بھی شامل تھیں جو اپنی اگلی دونوں ٹانگیں اٹھاتے ہوئے اس روشنی کو اپنے قریب آتے ہوئے دیکھ چکا تھا رامیش چندر اپنے قدم گھوڑے کی طرف بڑھائے مگر اس وقت تک دیر ہو چکی تھی اس کا کالا گھوڑا اس سفید روشنی کی لپیٹ میں آ چکا تھا اس نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھوڑے کی بے رحم ہوتی حالت کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا

کیونکہ گھوڑے کی کھال مکمل طور پر اترتی چلی گئی اس کے ٹانگوں کی ہڈیاں صاف دیکھائی دے رہی تھیں وہ زمین پر بری طرح سے تڑپ رہا تھا اس کے جسم سے گوشت علیحدہ ہوتے دیکھ کر وہ خود بھی خوف سے کانپ اٹھا تھا۔

ابھی وہ یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ اسے اپنے پیچھے سفید ڈھانچوں کا لشکر آتا ہوا دکھائی دیا جو جنگل کی طرف جا رہے تھے سفید روشنی اس کے قریب تر پہنچ چکی تھی وہ بھاگتا ہوا سڑک کی طرف آیا اور دوسری جانب چھلانگ لگا دی جو کہ ڈھلوان سطح تھی وہ ریت پر لڑھکتا ہوا نیچے کی طرف جا رہا تھا اسے اب اپنی ہوش نہ رہی دوسری طرف اس گھوڑے کی ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ وہاں پڑا ہوا دیکھائی دے رہا تھا قبرستان سے وہ تمام مردے جو ناگن کے زہر کا شکار ہوئے تھے اب اپنی قبروں سے باہر نکلتے دکھائی دیئے۔

گورکن نے قبروں کے پھٹنے کی آوازیں سنیں تو یہ دیکھنے کے لیے اپنے مکان سے باہر آ گیا اسے کچھ ڈھانچے قبروں سے باہر چلتے ہوئے نظر آئے تو خوف سے اس کا سانس خشک ہو گیا یہی منظر سٹی ہاسپٹل کا تھا جہاں مردہ خانے میں پڑے دو ڈھانچے خود بخود برف کے بند لاکس سے باہر نکل آئے مردہ خانے کا دروازہ کھلتے ہی نبیل چونکتے ہوئے خوفزدہ ہو گیا کیونکہ کسی عام آدمی کے اندر ہوں ے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر جیسے ہی ایک سفید رنگ کے ڈھانچے کو باہر نکلتے دیکھا تو نبیل کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ ڈھانچہ اسے نظر بھر کر دیکھنے کے بعد راہداری میں چلتے ہوئے کھڑک کھڑک کی آواز پیدا کرنے لگا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ مردہ خانے سے دوسرا ڈھانچہ بھی باہر نکل آیا نبیل کی جیسے حلق سے چیخیں نکل گئیں کچھ نرسیں اور ڈاکٹر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آ رہے تھے کہ دو ڈھانچوں کو نیچے آتا دیکھ کر چیخیں مارنے لگے سٹی ہاسپٹل میں خوف سے افراتفری پھیل گئی واچ مین جو گیٹ پر اونگھ رہا تھا چیخوں کی آوازیں سن کر ہاسپٹل کے مین دروازے کی جانب دیکھنے لگا کچھ نرسیں اسے ہاسپٹل سے باہر چیخیں مارتی ہوئی دکھائی دینے لگیں پھر دو ڈھانچوں کو باہر آتے دیکھ کر اس کے ہاتھ سے رائفل چھوٹ گئی ان ڈھانچوں نے گیٹ کو اپنی مضبوط استخوانی ٹانگوں سے دھکا مار کر کھول دیا پھر وہ اندھیرے میں غائب ہو گئے نبیل کو اپنے چاروں طرف سے خوف محسوس ہوں ے لگا مردہ خانے کا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا جبکہ نبیل کاؤنٹر پر ریسیور اٹھا کے نمبر ڈائل کرنے لگا ابھی اس نے چند نمبر ہی ڈائل کئے تھے کہ مردہ خانے کا وہ کھلا ہوا دروازہ چر چر کی آواز کے ساتھ خود بخود بند ہوتا چلا گیا پھر جیسے ہی وہ بند ہوا اسے اپنے پیچھے انسانی سایہ دکھائی دیا اس نے پیچھے گردن گھما کر دیکھا تو سفید لباس میں ایک لڑکی اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے اس کی جانب دیکھنے لگی نبیل اسے دیکھ کر زور سے چیخیں مارنے لگا اور تیزی سے بھاگتے ہوئے ہاسپٹل کی سیڑھیاں اترنے لگا۔

(جاری ہے باقی آئندہ شمارے میں پڑھئے)

❀❀❀

یاد

دو امریکی شکاری افریقہ میں گینڈے کا شکار کھیلنے گئے۔ انہوں نے ایک چھوٹا سا جہاز کرائے پر لیا اور جنگل میں جا کر دو گینڈے مارے۔ جب وہ اسے جہاز پر لادنے لگے تو پائلٹ نے کہا۔ تم نے صرف ایک گینڈا لادنے کو کہا تھا، یہ دو ہیں۔ میرا جہاز اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ شکاریوں نے بتایا۔ پچھلے سال بھی ہم نے اسی طرح کا ایک جہاز کرائے پر لیا تھا اور اس میں دو گینڈے لادے تھے، اس پائلٹ نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ پائلٹ راضی ہو گیا لیکن چھوٹا سا جہاز دو گینڈوں اور تین آدمیوں کا بوجھ نہ سہار سکا اور چند لمحوں بعد زمین پر گر کر پاش پاش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شکاری کو ہوش آیا تو اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنے ساتھی سے بولا۔ او ہامہ! تمہیں یاد ہے پچھلے سال بھی ہم یہیں گرے تھے۔

پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تار عنکبوت

تحریر۔ محمد خالد شاہار لوہار۔ صادق آباد۔ قسط نمبر ۴

چمگادڑ ساری رات جنگل میں بھٹکتی رہتی ہے اور پھر پو پھٹتے ہی دوبارہ معبد کے کسی بلند و بالا نگی کے دریچے سے اندر داخل ہو کر سوئے ہوئے ساحر سربی کے سینے سے چپک جاتی ہے اور پہلے سے کئے ہوئے عمل ے مطابق اس کی روح خود بخود چمگادڑ سے مربی کے جسم میں حلول کر جاتی ہے اب تمہارے پاس اسے ہلاک کرنے کے دو طریقے ہیں پہلا تو یہ کہ مربی کو کسی طرح لمحہ بھر کے لیے ہی سہی اس طرح نیند آ جائے اور جب وہ سو جائے تو آہنی سنان اس کے سینے میں دل کے مقام پر اتار دی جائے یا پھر اس چمگادڑ کو مار ڈالا جائے جس کے اندر اس نے اپنی روح حلول کر رکھی ہے وہ اتنا بتا کر خاموش ہو گیا بابو نے دل میں اس مربی کو دونوں طریقوں میں سے ہلاک کرنے کا سوچا اور ان بے چارے سرکٹوں کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور جب روانہ ہونے لگا تو انہوں نے بابو کو ایک سنان اور تیر کمان دیا ساتھ ہی پندرہ تیروں کا ایک ترکش بھی تھما دیا۔ بابو اسی وقت وہاں سے روانہ ہو گیا بابو کو سرکٹوں کے قبیلے والوں نے اچھی طرح راستہ سمجھا دیا تھا بابو پیدل ہی چل پڑا تھا اس کے سامنے لق و دق میدان تھا وہ درمیانی راستہ پر چل رہا تھا۔ ایک سنسنی خیز خوفناک کہانی۔

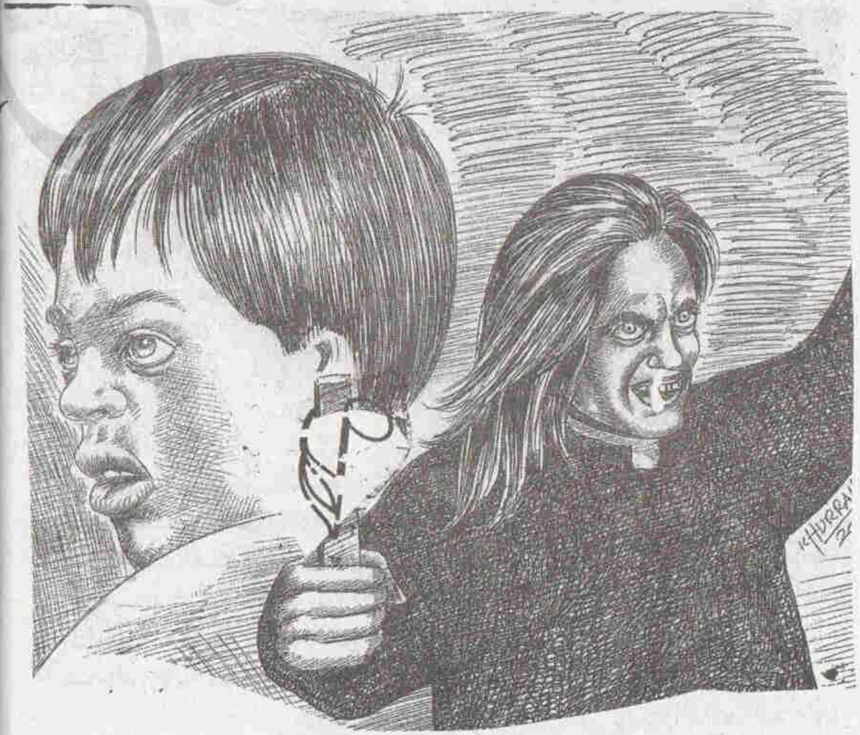

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ سن ہوکر بابو کی کتھا سننے میں محو تھے کرویلا کو اتو ہم نہیں جانتے کیونکہ ہماری یہ نگری ایسے جادوگروں اور بڑے بڑے ساحروں سے بھری پڑی ہے بابو کا ہم زبان سرکٹا بولا اب ہمیں ہی دیکھ لو ہم بھی ایسے ہی ساحر کے عتاب کا شکار ہوئے ہیں ہمارے سرکاٹ کر لے گیا ہے اگر جلد ہی ہمیں ہمارے سر نہ ملے تو ہم سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ کر عبرت ناک موت مارے جائیں گے اس کی آواز میں بلا کا درد تھا بابو کا دل بھی پسیجنے لگا پھر اس نے پوچھا مجھے ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ تم لوگوں کے ساتھ کیا ظلم ہوا اور کس نے کیا ہے اور یہ کہ میں تم لوگوں کی کیا اور کیسے مدد کرسکتا ہوں۔ سب سے پہلے میں تمہیں اپنا بتاتا ہوں میرا نام آغروب ہے میں اپنی بستی کی جنگجو فوج کا سپہ سالار ہوں اور یہ جو سامنے جس اڈھیر عمر شخص کو دیکھ رہے ہو یہ ہمارا بڑا سپہ سالار ہے اس کا نام غرنافر ہے باقی دو محافظ ہیں کچھ عرصہ پہلے ہماری بستی میں ایک غیر قبیلے کے چار افراد آئے وہ ہمارے بڑے سالار غرنافر سے ملنا چاہتے تھے انہوں نے شاید کوئی خاص بت کرنا تھی انہیں ہم نے عزت واحترام کے ساتھ بٹھایا اور ان سے آنے کا مقصد پوچھا اس وقت مہمان جھونپڑے میں صرف میں اور بڑے سالار غرنافر موجود تھے یہ انہی چاروں کا مطالبہ تھا کہ وہ صرف بڑے سالار اور سپہ سالار یعنی میرے سامنے ہی اپنے آنے کا مقصد بیان کرنا چاہتے ہیں بہرطور ہم نے ان کا یہ مطالبہ تسلیم کرلیا تھا تب انہوں نے اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ وہ آرتاش قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں جو قریب ہی سربغل پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے ایکجا دوگروید نے پیشگوئی کی ہے کہ عنقریب ارجی دیوتا اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے والا ہے اور ہماری زمین میں دراڑیں ڈال کر ہم سب کو اس کے اندر زندہ دفن کرنا چاہتا ہے اس کی ناراجگی دور اور اسے خوش کرنے کے لیے ہمارے جادوگروں نے یہ حل بتیا ہے کہ اگر اسے چالیس ایسے انسانوں کی قربانی دی جائے جو آبی دیوتا کے پیروکار ہوں تو یہ بلا ہم سب کے سر سے ٹل جائے گی میں اور سردار غرنافر ان کی بات سن کر نہ صرف چونک پڑے بلکہ مجھے ان کی بات سن کر غصہ بھی آیا کیونکہ ہم ہی آبی دیوتا کے پیروکار تھے لیکن ہمیں ان کی یہ بات سن کر سمجھ نہیں آئی کہ آخر ان کے روحانی پیشوا نے ارض دیوتا پر قربان کرنے کے لیے ہمارے قبیلے کے چالیس لوگوں کا کیوں انتخاب کیا تھا ہمیں شازش کی بو آرہی تھی سردار غونافر نے درشت لہجے میں ان سے کہا۔

یہ کیا بات ہوئی آفت تم لوگوں پر اور اسے دور کرنے کے لیے بھینٹ ہم دین ان میں سے ایک نے کہا یہی ضروری ہے ورنہ ہمارے ساتھ تمہارے قبیلے کا بھی نام ونشان مٹ جائے گا ٹھیک ہے اگر یہ بات ہے تو ایسا کیوں نہ کرلیں کہ بیس افراد تمہارے قبیلے کے ہوں اور بیس ہمارے قبیلے کے۔ نہیں ایسی قربانی ضائع جائے گی انہوں نے انکار کیا تو سردار نے بھی ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ ان کے خلاف شازش ہے اور قربانی سے بچنے کے لیے ڈھونگ کیا ہے اتاشی قبیلے نے ہم اسے نہیں مانے گے ہمارے سردار کی بت پر وہ لوگ دھمکیوں پر اتر آئے مجھے غصہ تو بہت آیا مگر ہمارا سردار صلح جو اور امن پسند انسان تھا اس نے بھی جنگ کرنے سے روک دیا وہ چاروں ہمیں خطرناک نتائج کی دھمکیاں دیتے ہوئے واپس چلے گئے ہمیں یقین تھا کہ یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے کیونکہ یہ لوگ تعداد میں ہمارے قبیلے سے آدھے بھی نہ تھے مگر ہمیں ان سے صرف ایک بات کا خطرہ تھا اور وہ یہ کہ یہ لوگ جادوٹونے کے ماہر تھے اگرچہ ہمارے قبیلے میں بھی ساحر تھے مگر وہ اتنے بڑے علوم کے ماہر نہ تھے بالاخر وہ ہی ہوا انہوں نے ہم سے براہ راست جنگ تو نہ کی لیکن کچھ عرصے بعد ہمیں اپنے دم گھٹتے ہوئے محسوس ہوئے اور تب ہی ہم پر انکشاف ہوا کہ ہمارے سر غائب کردئے گئے ہیں یوں تو ہم سب کچھ دیکھ سکتے تھے مگر ہمیں سانس لینے میں دن بدن تنگی ہوتی جارہی ہے کئی لوگ تو دم گھٹنے سے مر بھی گئے ہیں آغروب اتنا بتا کر چپ ہوا جیسا کہ بابو کو اس کا سر نظر نہیں آرہا تھا لیکن پھولی ہوئی سانسوں کی بازگشت، اس کو صاف طور پر سنائی دے رہی تھی وہ ہاں پتے ہوئے جیسے میلوں کا سفر پیدل طے کر کے آیا ہو۔

بابو نے پوچھا تو اس سے یہ بہتر نہ تھا کہ تم لوگ بجائے اس کے کہ بحث کرتے بلکہ ان کی بات ہی کیوں نہ مان لیتے

ہرگز نہیں یہ بات ہماری غیرت کے خلاف جاتی ہے اگر ہمارے قبیلے کے لوگوں نے خود کو رضا کارانہ طور پر قربانی کے پیش کیا مگر اس طرح ہمارے آبی دیوتا کی ناراضگی کا خطرہ تھا وہ ہم پر طوفانی سیلاب مسلط کر کے ہمارے پورے قبیلے کو غرق کرسکتا تھا بابو ان کی عجیب وغریب باتیں سن رہا تھا اور ششدر ہورہا تھا بابو نے بے اختیار خدا سے دعا مانگی کہ یا اللہ میں کس عجیب وغریب اور پراسراری نادیدہ دینا میں پہنچ گیا ہوں بالاخر اس نے بیزار ہوکر پوچھا آخر پھر میں تمہاری کس طرح سے مدد کرسکتا ہوں تم اتاشی قبیلے کا مقابلہ کروگے آغروب نے کہا میں۔۔ میں بھلا تنہا اتنے بڑے قبیلے کا کس طرح مقابلہ کرسکتا ہوں بابو نے بوکھلا کر کہا۔

تو وہ بلا ہمارے جادوگروں نے یہی بتایا تھا کہ ہم سے اوپر بھی ایک دینا آباد ہے جو اپنے اندر بڑی روحانی طاقت رکھتی ہے وہ ایک بہت بڑے خدا کے ماننے والے ہیں اوران کا ہر ایک فرد اپنے اندر تن تنہا بڑی غیر معمولی طاقت رکھتا ہے ایسا کوئی انسان اگر اتاشی قبیلے والوں سے مقابلہ کرے تو وہ مجبور ہوکر ہمارے سر واپس لوٹا دیں گے وہ اپنی باتیں کر کے چپ رہا لیکن پھر میں۔۔ میں بھلا ایک انسان اتنے بڑے جادوگر قبیلے سے کیسے مقابلہ کرسکتا ہوں بابو نے حیرت اور پریشانی سے کہا آغروب بولا تم کرلو گے ان کا مقابلہ دیکھو تمہیں اپنے خدا کا واسطہ ہماری مدد کرو وہ منت اور عجز سے بولا بابو کچھ سوچنے پر مجبور ہوگیا اچانک بابو کے دماغ میں ایک جھماکہ سا ہوا اور اس نے سوچا کہ کیا خبر اللہ نے مجھے اسی لیے ہی یہاں تک پہنچایا ہے کہ میں ان مصیبت زدہ پراسرار مخلوقات کی پریشانی دور کروں اور ہوسکتا ہے کہ اس یہاں سے میرے مقصد کی بھی راہ آسان ہوجائے اس تمام عرصہ میں وہاں موجود اس کا سردار غرنافر کے وہ محافظ بھی خاموش بیٹھے تھے اس وجہ یہ تھی کہ وہ اس کی زبان نہیں جانتے تھے مگر سپہ سالار آغروب اپنی زبان میں انہیں سمجھا رہا تھا بہرطور بابو نے یہ سوچنے کے بعد ان کی مدد کرنے کا فیصلہ کرلیا اور بالاخر بولا اچھا ٹھیک ہے میں ان سے مقابلہ کرنیکی کوشش کرتا ہوں مگر پھر بھی تم لوگ میری اتنی رہنمائی تو کروگے کہ میں کس طرح وہاں جاؤں اور کیسے اتنے بڑے قبیلے کا مقابلہ کروں ہاں ہم اتنی مدد تو ضرور کرسکتے ہیں آغروب نے جواب دیا تم آج رات آرام کرو اپنی تھکن اتارو تازہ دم ہوجاؤ ہم جب تک اپنے قبیلے کے ساحروں سے صلاح مشورہ اور کرتے ہیں صبح تمہیں مزید تفصیل کے ساتھ سب کچھ بتادیا جائے گا بابو نے اس کی بات پر خاموشی سے اپنا سر ہلادیا۔ اگلے دن بابو سوکر اٹھا تو خود کو بالکل تازہ دم اور ہشاش بشاش محسوس کررہا تھا بابو کو کھانے پینے اچھی اور مقوی خوراک دی گئی تھی اس کے بعد آغروب اپنے سردار اور چند لوگوں کے ساتھ بابو کے پاس آیا اور اس سے مخاطب ہوکر بولا ہم نے اتاشی قبیلے کی کمزوریوں کا پتہ چلالیا ہے مگر جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ ان کی ان کمزوریوں سے صرف تم ہی فائدہ اٹھاسکتے ہو اس لیے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم نے کسیطرح اتاشی قبیلے والوں کا مقابلہ کرنا ہے وہ اتنا کہہ کر چند ثانیوں کے لیے رکا سرکٹا ہونے کی وجہ سے ان کے چہرے کے تاثرات دیکھنے سے بابو قاصر تھا تاہم وہ خاموشی سے اس کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرنے لگا وہ کہنا شروع ہوا ہوسکتا ہے تمہیں شاید ان کے پورے قبیلے سے جنگ نہ لڑنی پڑے دراصل ہم اپنے سروں کے چھین جانے کی وجہ سے اتاشی قبیلے کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں اور وہ اپنی بات منوانے سے ہمیں جیسے ہی اپنے سر مل جائین گے ہم دوبارہ متحد ہوجائیں گے اور اپنے بچاؤ کی اب تدبیر بھی کرلیں گے تمہیں صرف اتنا ہی کرنا ہوگا کہ اتاشیوں کے سب سے بڑے مربی جو اتاشی قبیلے کا بڑا ساحر بھی ہے اسے ہلاک کرنا ہوگا کیونکہ اسنے ہی ہمارے سر غائب کرر کھے ہیں اسکے مرتے ہی ہمارے سر خود بخود ہمیں مل جائیں گے ہمیں اور اتاشی قبیلے کے لوگ بھی کمزور پڑ جائیں گے پھر کبھی بھی وہ اپنے سے کم طاقت والے قبیلے پر جارحیت کا خواب دیکھنے کی جرات نہیں کریں گے ذرا توقف کے بعد وہ دوبارہ بولا۔

میں اب تمہیں بتاؤں گا کہ اب تمہیں کس طرح اس اتاشی ساحر کو تلاش کروگے اور کیسے اسے موت کے گھاٹ اتاروگے سربی دیکھنے میں انتہائی ضیعف اور دبلا پتلا مگر اپنے قبیلے کا سب سے بڑا قامت اور طویل العمر بوڑھا ہے آبادی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ذرا ہی دور ویران پہاڑی سلسلوں کے درمیان میں ایک معبد نما پتھریلے مینار میں رہتا ہے وہ رات کے درمیانی پہر میں سوتا ہے سونے کے لیے اپنی روح ایک چمگاڈر میں منتقل کر کے اس پر کچھ پھونک کر معبد سے باہر چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اس کی کمزوری ہی یہی ہے کہ وہ جب سو جائے تو اسے ایک عام بچہ بھی نیزہ مار کر سوتے میں اسے با آسانی ہلاک کر سکتا ہے اس لیے وہ اپنے بچاؤ کے لیے سونے سے پہلے ایک چمگاڈر پر خاص عمل کر کے پھونکتا ہے اور پھر اس کی روح چمگاڈر میں منتقل ہو جاتی ہے وہ بے حس وحرکت ہو جاتا ہے۔

چمگاڈر ساری رات جنگل میں بھٹکتی رہتی ہے اور پھر پو پھٹتے ہی دوبارہ معبد کے کسی بلند وبالا کسی کے دریچے سے اندر داخل ہو کر سوئے ہوئے ساحر سربی کے سینے سے چپک جاتی ہے اور پہلے سے کیے ہوئے عمل کے مطابق اس کی روح خود بخود چمگاڈر سے مربی کے جسم میں حلول کر جاتی ہے اب تمہارے پاس اسے ہلاک کرنے کے دو طریقے ہیں پہلا تو یہ کہ مربی کو کسی طرح لمحہ بھر کے لیے ہی سہی اس طرح نیند آ جائے اور جب وہ سو جائے تو آہنی سنان اس کے سینے میں دل کے مقام پر اتار دی جائے یا پھر اس چمگاڈر کو مار ڈالا جائے جس کے اندر اس نے اپنی روح حلول کر رکھی ہے وہ اتنا بتا کر خاموش ہو گیا بابو نے دل میں اس مربی کو دونوں طریقوں میں سے ہلاک کرنے کا سوچا اور ان بے چارے سرکٹوں کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور جب روانہ ہونے لگا تو انہوں نے بابو کو ایک سنان اور تیر کمان دیا ساتھ ہی پندرہ تیروں کا ایک ترکش بھی تھما دیا۔ بابو اسی وقت وہاں سے روانہ ہو گیا بابو کو سرکٹوں کے قبیلے والوں نے اچھی طرح راستہ سمجھا دیا تھا بابو پیدل ہی چل پڑا تھا اس کے سامنے لق ودق میدان تھا وہ درمیانی راستہ پر چل رہا تھا آغروب نے بابو کو بتایا تھا کہ اتاشیوں کا قبیلہ زیادہ دور نہ تھا یہ میدان زیادہ طویل نہ تھا اس کے بعد اسی میدان میں رفتہ رفتہ بے آب وگیاہ صحرا میں تبدیل ہوتا جاتا تھا پھر اس کے بعد نخلستان شروع ہو جاتا تھا جو بعد میں بتدریج گھنے جنگل میں تبدیل ہو جاتا اس کے بعد پہاڑی سلسلہ آ جاتا جس کے عقب میں پوری وادی اتاشی قبیلے کی کمیں گاہ تھی آغروب نے بابو کو تاکید کی تھی کہ اتاچی قبیلے میں اسے داخل ہونے کی مطلق ضرورت نہ تھی بلکہ جیسے ہی اسے پہاڑی نظر آ جاتی اسے سر کرنے کے بجائے بائیں جانب مڑ جانا تھا اور پہاڑی کے متوازی تقریباً ڈیڑھ سو قدم چلتے رہنے کے بعد اسے پہاڑی میں ایک چوڑی دراڑ نظر آ جاتی ہے پھر اسے اس میں داخل ہونا تھا اور اس کے دوسری طرف اسے اس اتاشی ساحر سربی کا سنگی معبد نظر آ جاتا آگے پھر اسے ہلاک کرنے کی حکمت عملی اسے خود تیار کرنا تھی چنانچہ بابو آگے بڑھتا رہا درمیانی رفتار سے چلتے رہنے کی وجہ سے بابو کو تھکن کا احساس بھی کچھ زیادہ نہیں ہو رہا تھا آغروب نے بھی بابو سے یہی کہا تھا کہ یہ اگر اسی طرح درمیانی رفتار سے بھی چلتا رہے تو اندھیرا پھیلنے سے پہلے پہلے منزل تک پہنچ جائے گا چنانچہ وہ چلتا رہا حتی کہ اس چٹیل میدان کی بھربھری مٹی ریت میں بدلنے لگی اور پھر صحرا تک پہنچ گیا تو ستانے کے لیے ایک جگہ بیٹھ گیا چاروں اطراف ریت ہی ریت نظر آ رہی تھی وہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے بے چینی ہو رہی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اس گورکھ کام میں الجھ کر وہ اپنے ہم مقصد سے نہ بھٹک جائے مگر یہ سوچ کر کہ ہو سکتا ہے وہ بھی اس کام کے بدلے میں مجھے کرویلا کے ٹھکانے کے بارے میں ان سے کچھ مدد حاصل ہو جائے ان خیالات سے نجات حاصل کی اور وہ پھر آگے بڑھ گیا یہ صحرا بھی بالآخر اختتام پذیر ہوا اور پھر سامنے گھنا جنگل نظر آنے لگا فضا میں دن کا اجالا غروب ہونے لگا تھا اور اس کی جگہ رفتہ رفتہ اندھیاروں کے بھوت اتر رہے تھے بابو نے اپنے چلنے کی رفتار تیز کر دی۔

یہ گنجان جنگل عجیب وغریب درختوں پھلوں پودوں اور جنگلی بیلوں سے اٹا پڑا تھا وہ خود ان کے درمیان سے راستہ بنا کر آگے بڑھنا پڑ رہا تھا وہ رات ہونے سے پہلے پہلے یہ جنگل عبور کر کے اس پہاڑی تک پہنچ جانا چاہتا تھا جس کی دوسری طرف اتاشی قبیلہ آباد تھا مگر آغروب کی ہدایت کے مطابق اسے سو قدم پہاڑی کے متوازی آگے بڑھنا تھا جنگل گھنا اور گنجان ہونے کی وجہ سے اندھیرے کی زد میں تھا بابو اپنے طے شدہ راستے پر آگے چلا جا رہا تھا سنان اس کے ہاتھ میں

تھی کمان اس کے بائیں کندھے پر ٹنگی ہوئی تھی جبکہ تیروں سے بھرا ترکش اس کی پشت سے بندھا ہوا تھا جنگل میں عجیب سی خاموشی اور سناٹا طاری تھا اس کے دل کو نجانے کیوں انجانے خوف نے جکڑ لیا تھا اس پر جنگل کے ویران اور خوفناک ماحول کی آسیبی سراسمگی طاری ہونے لگی وہ خود اس یکدم اور خود بخود بدلتی ہوئی کیفیت پر حیران تھا حالانکہ اس بھی زیادہ آسیبی اور خوفناک ویرانوں اور تاریک جنگلوں سے گزرا تھا مگر جانے کیوں اس جنگل سے ڈرتے ڈرتے وہ آگے بڑھ رہا تھا لیکن اس کے دل میں خوفنا کی اترنے لگی تھی۔

جیسے باوجود کوشش کے وہ اپنے ذہن سے نہ جھٹک سکا پھر چلتے چلتے رک گیا اور اپنی کیفیت پر ذرا غور کرنے لگ کہ آخر ایسا اچانک کیوں ہو رہا ہے اس پراسرار جنگل کے ماحول میں داخل ہوتے ہی کیوں میرا دل ودماغ ایک انجانے خوف سے جکڑنے لگا تیھا جب کوف رفتہ رفتہ اس کے دل پر حاوی ہونے لگا تو وہ پریشان ہو گیا اور تب پھر اچانک بابو کو فقیر بابا کے تعویذ کا خیال آیا جیس بابو نے گلے میں پہن رکھا تھا بابو نے اسے نکال کر چوما اور چند آیت کریمہ کا ورد کرنے گا تو پھر جا رکے کہیں اس کے دل کا خوف کچھ کم ہوا مگر باوجود اس کے کہ بابو کو ہلکی سی گھبراہٹ ہو رہی تھی تاہم دوسرے ہی لمحے بابو نے اللہ کا نام لے کر آگے قدم بڑھا دیے دفعتاً ایک کریہہ اور غیر انسانی چیخ ابھری اور گویا جنگل کے سرے سے لے کر دوسرے سرے تک گونجتی چلی گئی بابو کا پورا وجود اس اچانک ابھرنے والی غیر انسانی ہیبت ناک چیخ پر لرز اٹھا بابو رک گیا چیخ کی سمت بابو نے نظریں گاڑیں ہوئی تھیں مگر وہاں تاریک جھنڈوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا تب پھر اس کو مذکورہ جھاڑیوں میں ہلکی سرسراہٹ سی محسوس ہوئی اچانک بابو کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجا دیا اس نے جلدی سے کسی ممکنہ خطرے کے پیش نظر سنان سنبھال لیا اور نظریں بدستور جھاڑیوں پر مرکوز رہنے دیں اگلے ہی لمحے سرسراہٹیں بڑھ گئیں پھر ایک جھجھر سے عجیب الخلقت جانور کو چنگھاڑ مارتے ہوئے نکلتے ہوئے دیکھا وہ ریچھ نما جانور تھا بہت قوی ہیکل اور بھاری بھرکم اس کے جسم پر بال ہی بال تھے آنکھیں سرخ انگارہ تھیں وہ اپنے چاروں ہاتھوں اور پیروں سے کسی بدمست شکم سیر ریچھ ہی کی طرح جھومتا جھومتا بابو کی طرف دوڑا چلا آ رہا تھا اس کے بڑے خونخوار شکاری دانت اس کی لمبوتری اور ہیبت باچھوں سے جھانکتے ہوئے بڑے خوفناک نظر آ رہے تھے بابو فوراً سنان سنبھالے چوکس کھڑا ہو گیا وہ جیسے ہی ڈولتا ڈولتا بابو کے قریب آیا اس نے سنان اس کے بالوں بھرے سیاہ پہلوں میں گھونپ دی اس۔ کے حلق سے خارج ہونے والی چنگھاڑ بڑی بھیانک تھی اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے چھوٹ گیا اس کے پہلو سے خون بہنے لگا شکر تھا کہ بابو کو اس کے خونی پنجوں نے زیادہ گھائل نہ کیا تھا مگر پھر بھی بابو اپنے زخم میں جلن آمیز ٹیس اٹھتی ہوئی محسوس کر رہا تھا بابو نے متوش نظروں سے اس بدہیبت مگر خوفناک عفریت کی طرف دیکھا تو وہ ایک بار پھر وحشیانہ انداز میں چیختا چنگھاڑتا ہوا اس کی طرف دوڑا چلا آنے لگا سنان بابو کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

بابو نے پھرتی سے لیٹے لیٹے ہی کمان سنبھال کر پشت کی طرف بسرعت ہاتھ لے جا کر ترکش سے ایک تیر نکالا اور اسے چلے پر چڑھاتے ہی اس کے بدہیبت شکاری دانتوں والے تھوتھنے کا نشانہ لے کر تیر چھوڑ دیا تیر سنسناتا ہوا نکلا اور بجائے اس کے تھوتھنے میں پیوست ہونے کے اس کی گردن میں پیوست ہو گیا اس نے پھر دل ہلا دینے والی چنگھاڑ ماری اس نے پھرتی سے دوسرا تیر چڑھا دیا اس بار اس کا نشانہ خطا نہیں گیا تھا وہ سیدھا اس کے بدہیبت تھوتھنے میں پیوست ہو گیا اس بار پہلے سے زیادہ دہلا دینے والی اس کی چنگھاڑ نے بابو کو بھی سرتاپا لرزا دیا تھا بابو نے تیسری بار ترکش سے نکال کر چلے پر چڑھا دیا تو وہ وحشی درندہ لڑکھڑاتا ہوا گرا اور زمیں بوس ہو گیا اس کا بدہیبت تھوتھنا خون آلود ہو گیا تھا اس کا وجود اب دھیرے دھیرے دہاں پتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا اس نے جلدی سے آگے قدم بڑھا دیے وہ اس تاریک جنگل سے اب جلد از جلد نکل جانا چاہتا تھا جانے اور کتنے خونی اور وحشی درندوں سے بھرا پڑا تھا یہ جنگل اس لیے اب بابو ذرا تیز تیز چل رہا تھا اس نے چلتے وقت اپنا سنان سنبھال لیا تھا کافی آگے نکل جانے کے بعد اچانک اس کو جنگل کے خوفناک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سناٹے میں کسی کے رونے کی آواز ابھری اس آواز کو سن کر ٹھٹک گیا اور چلتے چلتے یکدم رک گیا اس کے قدم جیسے زمین نے پکڑ لیے بابو سر تا پا سماعت بن گیا تھا وہ رونے کی آواز کسی عورت کی تھی اس نے ہمت سے کام لیا اور آواز کی سمت قدم اٹھا دیئے رونے کی آواز سامنے کی طرف سے آ رہی تھی۔

وہ کچھ آگے پہنچا تو اسے سامنے ایک دہکتا ہوا الاؤ نظر آیا وہ ایک گڑھا تھا جس کے اندر سے شعلے اٹھ رہے تھے اس جلتے دہکتے گڑھے سے چند قدموں کے فاصلے پر اب بابو کی ایک جواں عورت نظر آئی اس نے سمور کا جنگلی لباس پہن رکھا تھا عورت کا رنگ تانبے کی طرح آگ کے شعلوں سے دہک رہا تھا اس عورت کے قریب ہی ایک انسانی وجود بھی بے سدھ پڑا تھا اس نے صرف پیٹ سے نیچے ستر پوشی کر رکھی تھی جو کسی جنگلی جانور کی کھال تھی بابو نے سوچا کہ نجانے یہ کیا پر اسرار چکر ہے وہ وہیں جھاڑیوں کی تاریک آڑ میں دم سادھے پڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ عورت ماتمی انداز میں نوحہ کناں تھی اور بار بار اپنے قریب دھرے بے سدھ وجود کو بھی سوگوار نظروں سے تک جا رہی تھی وہ کسی مرد کا جسم تھا شاید اس عورت کا خاوند تھا۔ مگر بابو نے بغور دیکھا اس کا مرد زندہ تھا اور منہ کھولے ہوئے ہولے ہولے بال اپنے کے انداز میں سانس لے رہا تھا پھر اچانک گڑھے کے بھڑکتے شعلے مزید بلند ہو گئے اور اس کی حدت بڑھنے لگی دوسرے ہی لمحے بابو نے ان بھڑکتے شعلوں سے عجیب الخلقت مخلوق کو نکلتے ہوئے دیکھا وہ کل چھ تھے ان کی کمر پر کب نکلے ہوئے تھے چہرے سوکھے اور لمبوترے تھے ناک لمبی اور گدھ کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی تھیں ان کے جسموں پر برائے نام ہی گوشت تھا بلکہ ان کے برائے نام گوشت پوست سے ہڈیاں یوں صاف واضح تھیں جیسے یہ ڈھانچے ہوں وہ اب گڑھے سے باہر نکل کر اس کے گرد وحشیانہ رقص کرنے لگے وہ عورت ان کو دیکھ کر بری طرح دہشت زدہ نظر آ رہی تھیں بابو کو شعلوں کے گرد ناچتی ہوئی یہ مخلوق بہت بدصورت نظر آ رہی تھی وہ عورت انہیں دیکھتے ہوئے کئی قدم پیچھے ہٹ گئی تھی پھر ان مخلوق نے اپنا رقص بند کیا اور زمین پر پڑے ہوئے بے سدھ انسان کو اٹھایا۔ اور بابو کے دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے اس وجود سمیت گڑھے میں چھلانگیں لگا دیں جنگل میں ایک ہولناک چیخ ابھری یہ شاید اس بدنصیب انسان کی آخری چیخ تھی جیسے پکڑ کر جہنمی مخلوق آگ کے گڑھے کے اندر کود گئی تھی اگلے ہی لمحے بابو نے اس جوان عورت کو دیوانہ وار آگ کے گڑھے کی طرف دوڑتے دیکھا وہ شاید آگ میں چھلانگ لگانے والی تھی بابو جلدی سے جھاڑیوں کی اوٹ سے نکلا اور دیوانہ وار دوڑتا ہوا اس عورت سے لپٹ گیا وہ اگر اسے پکڑنے میں ذرا بھی دیر ہو جاتی تو وہ آگ کے اندر کود چکی ہوتی بابو نے اسے مضبوطی سے اپنی بانہوں کے حصار میں قابو کیے شعلہ فشاں گڑھے سے دور لے گیا وہ بابو کو دیکھ کر ایک لمحے کو مبہوت سی رہ گئی پتہ نہیں وہ بابو کی زبان سمجھتی بھی تھی یا نہیں لیکن پھر بھی بابو نے اس سے کہا اے لڑکی کون ہے تو ہوش میں آ۔ کیوں اپنی جان کی بیچ بن رہی ہے اس کی بات سن کر اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا پھر بابو نے اس کو ایک طرف کر دیا اس نے ایک افسردہ سی نگاہ گڑھے پر ڈالی اور ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی وہ بابو کی زبان نہیں سمجھتی تھی یقیناً پھر اس کی زبان بابو کے لیے اجنبی ہی ثابت ہوئی اثنائے راہ گڑھے میں بھڑکتے ہوئے شعلے بتدریج سرد پڑنے لگے اور بالآخر بالکل ماند ہو کر بجھ گئے لڑکی نے اجنبی زبان میں بابو سے کچھ کہا بابو نے اشاروں کی بولی کا سہارا لیتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا وہ خاموشی سے بابو کے چہرے کا جائزہ لینے لگی بابو نے اشارے سے پوچھا۔

یہ سارا چکر کیا تھا اس نے دونوں ہاتھوں کے مخصوص اشاروں سے بابو کو بتایا کہ وہ بدنصیب نیم ہوش شخص اس کا شوہر تھا اور اسے اس کے قبیلے کے لوگوں نے آگ دیوتا کے خبیث پجاریوں کے حوالے کر دیا تھا کیونکہ ان کے ایک بڑے ساحر نے کسی بڑی مصیبت سے بچنے کے لیے ایک انسان کی بھینٹ چڑھانے کے لیے کہا تھا بابو نے سوچا کہ کہیں اس عورت کا تعلق اس بدبخت قبیلے اتاشی سے تو نہ تھا مگر اس نے اس سے کس طرح پوچھتا اس نے اشاروں سے پوچھا کہ میں اسے اس کے قبیلے تک چھوڑ آؤ اس نے بڑی نفرت انگیز انداز میں زور زور اپنا سر نفی میں ہلایا بابو عجیب مصیبت کا شکار ہو گیا

تھا بالآخر اس نے اسے وہی چھوڑنے کا ارادہ کیا اور آگے بڑھ گیا وہ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے اپنے عقب میں کسی کے آنے کا احساس ہوا تھا اس نے چلتے چلتے مڑ کر دیکھا تو ٹھٹھک گیا وہ عورت اس کے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی بابو نے رکنے کی بجائے اس سے جان چھڑانے کی خاطر دوڑنا شروع کر دیا مگر اس نے دیکھا کہ وہ جنگلی عورت بھی اس کے عقب میں دوڑی چلی آ رہی تھی ناچار ہو کر بابو رک گیا وہ بھی اس کے قریب آ گئی اور اشارے سے اسے بتایا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جانا چاہتی ہے۔

اس نے اشارے سے اتاشی قبیلے کے ساحر مربی کا حلیہ بنا کر بتایا کہ وہ اسے قتل کرنے جا رہا ہے وہ بابو کا ارادہ بھانپ کر یکدم اس کے حسین چہرے پر جوش انتقام کی سرخی عود کر آئی اس نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے اشاروں سے بتایا کہ وہ بھی اس سے اپنے بدنصیب شوہر کا انتقام لینا چاہتی ہے بابو نے اشاروں کی زبان میں اسے ساحر مربی کے معبد کے بارے میں پوچھا تو اس نے بابو کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے یکدم تیز تیز قدموں سے ایک طرف کو چل پڑی اور بابو اس کے عقب میں چلنے لگا خاصی دیر بعد جنگل کا اختتام ہوا تو سامنے ایک اونچی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوا وہ پہاڑی کی متوازی سمت چلنے لگی پھر ایک اندھیری دراڑ میں داخل ہو گئی اس سنگلاخ اندھیری دراڑ بہت تنگ و تاریک تھی کئی بار بابو کو چٹانی پتھروں سے ٹھوکریں بھی لگیں اور وہ گرتے گرتے بچا تھا مگر اس جنگلی عورت نے بابو کو سنبھال لیا تھا یہ چٹانی دراڑ خاصی طویل ثابت ہو رہی تھی خاصی دیر بعد دراڑ کا مدھم سرا دکھائی دیا ھر وہ دراڑ کے اس نیم روشن سرے پر پہنچ کر ذرا رک گئے سامنے دائیں جانب ہی پہاڑی سلسلہ قوس کی صورت میں بل کھا رہا تھا اس جگہ سے ذرا فاصلے پر بابو کو ایک پہاڑی معبد خانہ نظر آیا جو زیادہ بڑا نہ تھا وہ میں ارکی شکل کا تھا اسے بڑی مہارت سے پہاڑ کے سنگلاخ بطن کو چیر کر بنایا گیا تھا گویا اب یہ میں ارکی شکل کا تھا اس جنگلی عورت نے بابو سے سنان چھیننے کی کوشش کی بابو نے اسے گھور کر اس کا ہاتھ جھٹک دیا وہ شاید اپنے شوہر کے قاتل مربی ساحر کا ٹھکانہ دیکھ کر جوش انتقام سے مغلوب ہونے لگی تھی بابو نے اسے اشارے سے صبر کی تلقین کی پھر سر کٹے سپہ سالار آغروب کے کہنے کے مطابق بابو نے اشارے سے اسے سمجھایا کہ مربی ساحر کو ہلاک کرنا معمولی بات نہیں ہے جب تک وہ رات میں اپنی روح ایک چمگادڑ میں نہیں حلول کر لیتا تب تک ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ خاموش ہو گئی مگر حقیقت یہ تھی کہ بابو کو اب اس عورت سے یہ دھڑکا لگ گیا تھا کہ کہیں یہ کم بخت اپنے جوش و انتقام میں میرا کھیل ہی نہ بگاڑ دے چنانچہ اس نے اسے وہیں چھپے رہنے کی تلقین کی وہ اس کا اشارہ سمجھ کر نیم رضامندی والے انداز میں خاموش تو ہو گئی لیکن اس کے چہرے سے تردد صاف عیاں تھا بہر کیف بابو نے اسے وہیں چھوڑا اور خود پہاڑ کی پتھریلی دیوار کے ساتھ ساتھ چپکا ہوا معبد کی طرف بڑھنے لگا اندر سے وہ گھبرا بھی رہا تھا اگر کہیں اس بدبخت مربی ساحر کو مجھ پر ذرا بھی شک ہو گیا تو وہ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا اس لیے بابو بہت محتاط تھا چنانچہ وہ گرد و پیش پر نگاہ رکھے ہوئے محتاط انداز سے آگے بڑھنے لگا اور بالآخر ذرا ہی دیر بعد وہ معبد خانے کی بغلی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑا ہو گیا رات کا جانے کون سا پہر تھا بابو چند ثانیے دم سادھے وہیں چپکا رہا اس کے بعد بابو نے اطراف کا جائزہ لیا اس چٹان گیر معبد پر ہیبت ناک سناٹوں نے ڈیرہ ڈال رکھا تھا ہر سو پر اسرار خاموشی کا راج تھا بابو نے ذرا سر اٹھا کر اوپر دیکھا محرابی سنگی دریچے بند تھے گنبد کی چوٹی پر چمگادڑیں گمبیریاں بھر رہی تھیں۔

بابو سوچنے لگا کہ کم از کم ان کا نصف پہر گزر چکا تھا مربی ساحر اپنی روح چمگادڑ میں اپنی روح حلول کرنے کے بعد بے سدھ پڑا سو رہا ہو گا آغروب کی ہدایت کے مطابق اسے سوئے پڑے مربی پر وار کرنے کے بعد سپیدہ سحر نمودار ہونے سے پہلے اس چمگادڑ کا انتظار کرنا چاہیے تھا جو مربی ساحر کے عمل کرنے کے مطابق ٹھیک وقت پر وہاں پہنچ کر جیسی ہی مربی کے بے سدھ وجود کے سینے پر چمٹ جاتی ہے تو اسے وہ سنان گھونپ کر ہلاک کر ڈالنا تھا لہٰذا وہ ہمت کر کے آگے بڑھا اور بالآخر معبد کے سنگی دروازے کے قریب پہنچ گیا دروازہ بند تھا بابو نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس کے چوبی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پٹ کو اندر دھکیلا تو وہ کراہ آمیز چر چراہٹ کے ساتھ اندر کی طرف کھلتا ہی چلا گیا اندر مدھم روشنی میں بابو کو ایک چکر دار سنگی زینہ اوپر جاتا نظر آیا بابو نے اندر قدم رکھا پھر آہستہ آہستہ زینے طے کرنے لگا اوپر پہنچا تو خود کو ایک بڑے سے ہال میں پایا سامنے نگاہ پڑی تو بری طرح ٹھٹک گیا کیا دیکھتا ہے کہ وسط میں ایک مستطیل سے پتھریلے چبوترے پر ایک لانبا تڑنگا سا کالا جنگجو شخص پشت کے بل دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھے محو خواب تھا مربی ساحر ابدی نیند میں مستغرق تھا وہ ایک عمل تناسخ کے ذریعے اپنی روح چمگاڈر کے اندر حلول کر کے لاش کی مثل بے سدھ لیٹا پڑا تھا بابو نے خاموشی سے گول سی دیواری عالے ہال کا جائزہ لیا تو سوائے ایک دریچے کے سب بند تھے وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ دریچہ چمگاڈر کے آنے کے لیے ہی کھول رکھا تھا گویا اب وہ ادھر ہی کسی خفیہ گوشے میں چھپ کر اس چمگاڈر کا انتظار کرنا چاہیے تھا لہذا یہ سوچ کر وہ ایک نسبتاً تاریک گوشے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔

ایک ایک لمحہ بھاری سل کی طرح سرک رہا تھا اس کی ٹھٹھکی ہوئی نظریں دریچے پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے مقدور بھر تاریک ایک کلا نظر آرہا تھا اب اس کو بے چینی سے سپیدہ سحر کے نمودار ہونے کا انتظار تھا پھر جیسے ہی ایک ایک پل صدیوں کی طرح گزرتے گزرتے گزر ہی گیا محرابی دریچے سے باہر تاریک خلا اب رفتہ رفتہ ملگجا ہونا شروع ہو گیا تھا اس کے بعد دن کی روشنی میں ڈھلنے لگا بابو کے سینے میں دل کی دھڑکن تیز ہونے لگیں اور نگاہیں بدستور محرابی دریچے پر اٹک کر رہ گئی تھیں کسی بھی لمحے وہ چمگاڈر جو مربی ساحر کو نیند سے بیدار کرنے کے لیے نمودار ہو سکتی تھی پورے ماحول پر یکلخت عجیب سناٹا چھا گیا تھا تب پھر اچانک ایک آہٹ پر بابو ٹھٹک سا گیا مگر یہ آہٹ اس محرابی دریچے سے نہیں ابھری تھی جدھر بابو کی نگاہ گڑھی ہوئی تھی بلکہ یہ پراسرار آہٹ بابو کو زینے کی طرف سے آتی ہوئی سنائی دی بابو نے جیسے ہی چونک کر زینے کی طرف دیکھا تو اسی لمحے اس کو دریچے کی طرف سے پھڑ پھڑاہٹ کی آواز سنائی دی تھی زینے سے نگاہ ہٹا کر بابو نے دریچے کی طرف دیکھا تو یکدم اس کی رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی ایک چمگاڈر زینے سے اندر داخل ہوا پھر پھر دیکھتے دیکھتے وہ مستطیل چبوترے پر مربی ساحر کے دراز بے سدھ وجود کے سینے سے چمٹ گیا اس نے سنان سنبھال لیا اس کی سانسیں تیز تیز چلنے لگیں بابو نے اپنے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں پر قابو پالیا اور جیسے ہی اس نے سنان سنبھال کر اوٹ سے نکلا تو اچانک زینے کی طرف سے بابو نے اس جنگلی عورت کو دیکھا اس کا دل اچھل کر حلق میں آن اٹکا وہ جوش و غصے سے مغلوب الغضب ہو کر چبوترے پر پڑے مربی ساحر کی طرف دوڑی اور بابو کے پہنچنے سے قبل ہی اس نے اس کے قریب پہنچ کر اس کا گلا دبوچ لیا چمگاڈر یکدم گھبرا کر پھڑ پھڑانے لگا بابو کا دل دھک سے رہ گیا اس عورت کی نادانی سے اگر وہ چمگاڈر واپس چلا جاتا تو بابو کے لیے مشکل کھڑی ہو سکتی تھی بابو نے چمگاڈر کو پھڑ پھڑا مار کر مربی ساحر کے سینے سے الگ ہوتے دیکھا تو جلدی سے اس نے سنان پھینک کر تیر کمان پکڑ لیا اور چلے پر تیر لگا کر اڑتے ہوئے چمگاڈر کا نشانہ لے کر تیر چھوڑ دیا بابا کو نشانہ خطا نہ گیا تھا تیر لگتے ہی چمگاڈر کی باریک سی چیخ نکل کر فرش پر آپڑا بابو نے جلدی سے سنان سنبھال لیا اور تڑپتے ہوئے چمگاڈر کی طرف بڑھا پھر سنان مار مار کر اسے چھلنی کر دیا اس کے مرتے ہی بابو نے دیکھا چبوترے پر پڑے مربی ساحر کے بے سدھ وجود بری طرح تڑپنے لگا اور بالآخر ٹھنڈا ہو گیا۔

بابو نے اس عورت کو بازو سے پکڑ کر مربی ساحر سے علیحدہ کیا اور اشارے سے اسے فوراً یہاں سے نکل جانے کو کہا اور پھر بابو اپنا تیر کمان اور سنان سنبھالے اس عورت کا ہاتھ پکڑے زینے کی طرف دوڑا باہر آیا تو تیز اور طوفانی ہواؤں کے جھکڑ کے ساتھ کریہہ چیخیں بھی گونج رہی تھیں اور کربناک انداز میں ماتمی شور بھی گونجنے لگا بابو ان شیطانی چیخوں کی پرواہ کیے بغیر اس عورت کا ہاتھ پکڑے پہاڑی دراڑ کی طرف دوڑا مگر ہر دراڑ میں داخل ہوتے ہی بابو کو اپنے عقب میں لوگوں کا شور سنائی دیا بابو نے ٹھٹھک کر مڑ کر دیکھا تو دھک سے رہ گیا ان لوگوں نے مشعلیں اور سنان سنبھالے ہوئے تھے وہ یقیناً اتاشی قبیلے کے لوگ تھے جنہیں شاید اپنے ساحر کی موت کا پتہ لگ چکا تھا اب اس خطرناک صورت حال میں بابو کا ان کے ہتھے

چڑھنے کا مطلب ان کی عبرتناک موت تھا وہ عورت بھی دہشت زدہ تھی بابو اسے لے کر اندھیری غار کی دراڑ میں داخل ہو گیا اب بے تحاشہ دوڑ لگا دی۔

وہ عورت اب بھی بابو کے ساتھ تھی وہ دونوں اب تاریک جنگل میں آ گئے تھے مگر رکے وہ پھر بھی نہیں تھے اور مسلسل تیز تیز قدموں سے دوڑے جا رہے تھے وہ عورت بھی کافی سخت جان تھی کافی دور جانے کے بعد وہ دونوں ذرا ستانے کے لیے ایک جگہ رک گئے جنگل کی تاریک فضا میں اب دن کی روشنی سی پھیلنے لگی تھی وہ عورت بابو کی طرف عجیب سی مسحور کن نظروں سے دیکھے جا رہی تھی اس کی بڑی بڑی کالی آنکھوں میں بابو کے لیے توصیف اور ممنون بھرے جذبات ہلکورے لے رہے تھے وہ جیسے بابو کے ہاتھوں ماپنے بدنصیب شوہر کے قاتل مربی ساحر کے انجام پر بہت خوش تھی اور مطمئن بھی اس کی آتشِ انتقام اب سرد پڑ چکی تھی بابو نے اسے بڑھ کر نرمی کے ساتھ تسلی دی اور آگے بڑھ گیا آغروب کے قبیلے پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں جشن کا سماں تھا ان کے سراب ان کے ڈھڑون پر نظر آرہے تھے آغروب کو بابو نے اس کے لباس سے پہچانا تھا وہ ایک خوبرو شخص تھا وہ سب بابو کے شکرگزار تھے پھر بابو نے آغروب سے کرویلا کے بارے میں مدد چاہی اگرچہ اس نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا البتہ اس نے اس پراسرار کھنڈر کے بارے میں صرف اتنا بتایا تھا کہ ایسا کھنڈر جنوب کی سمت پر واقع ہے مگر یہ علم نہ تھا کہ آیا یہ کرویلا کی وہی بدنگری ہے تاہم بابو اس کا شکریہ ادا کر کے نکل کھڑا ہوا اس نے بابو کو بتایا کہ مجھے راستے میں ایک نیلے پانیوں کا سمندر پار کرنا ہے مذکورہ سمت پر روانہ ہونے کے لیے اسے ساحلی جنگلات سے کوئی ٹوٹا ہوا شہتیر بھی مل جائے۔۔ بابو اپنے سفر پر روانہ ہو گیا دو دنوں کی مسافت کے بعد وہ بالآخر اس نیلگوں پانی والے سمندر کے ساحل پر کھڑا تھا بابو کے عقب میں گھنا جنگل تھا اور سامنے سرکش موجوں کا سمندر تھا آغروب کا کہا درست ثابت ہوا تھا یہاں متعدد ٹوٹے ہوئے درختوں کے شہتیر جابجا بکھرے ہوئے تھے بابو پہلے ہی سفر کی تھکان سے نڈھال ہو چکا تھا اور رات بھی ہونے لگی تھی جیسا کہ مذکورہ ہو چکا تھا کہ پاتال کی اس نادیدہ دنیا میں دن کا سماں بہت تھوڑا اور رات کا عرصہ طویل ہوتا تھا اس لیے اب اندھیرا چہار سو پھیلنے لگا تھا بابو نے یہی فیصلہ کیا کہ اب دن کی روشنی ہوتے ہی کسی شہتیر کو پانی میں رکھنے کے بعد ہی اپنے اگلے سفر پر روانہ ہونے کی کوشش کرے گا چنانچہ یہ سوچ کر وہ وہیں ساحلی ریت پر بیٹھ گیا آغروب نے یہ مہربانی کی تھی کہ سفر پر روانہ ہوتے وقت بابو کو کھل سے بنی ہوئی ایک بغچی ساتھ کر دی تھی جس میں خشک بنے ہوئے گوشت کے پارچوں کے علاوہ رس دار پھل اور پنی کی چھاگل تھی بابو وہ بغچی کھول کر کھانے پینے میں مصروف ہو گیا۔

رات کا تاریک سناٹا چار سو پھیل چکا تھا ساحل ویران تھا عقب میں جنگل خوفناک تاثر دے رہا تھا دم بخود ماحول پر آسیبی ویرانیوں کا راج تھا اس ہیبت ناک سناٹوں اور ویرانیوں کو دیکھ کر بابو کو خوف سا محسوس ہونے لگا تھا اس لیے بابو یہی دعا مانگ رہا تھا کہ جلدی سے دن کی روشنی کا آغاز ہو تو وہ شہتیر پر سوار ہو کر اپنے سمندری سفر پر جلد از جلد نکل جائے گا بابو نے اس مقصد کے لیے ایک بڑے سے شہتیر کا بھی انتخاب کر لیا تھا اور ذرا دیر ستانے کے بعد بابو اسے جنگل سے بڑی مشکلوں سے گھسیٹتا ہوا ساحل کے قریب لے آیا تھا حالانکہ بابو کافی تھک چکا تھا لیکن دم میں ابھرنے والے انجانے خوف کی وجہ سے اسے نیند بھی آرہی تھی تاہم وہیں ریت پر ہی لیٹ گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا ماحول پر ویسا ہی رقت انگیز اور لرزا دینے والا سماں طاری تھا پر نیند تو سولی پر بھی آجاتی ہے کے مصداق جانے کس پہر اس کی آنکھ لگی۔ اور وہ سو گیا اچانک بابو کی آنکھ کھلی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا ماحول پر وہی آسیبی رات کا سماں تاریک سناٹا چھایا ہوا تھا بابو کا دل جانے کیوں خوف سے بے تحاشہ دھڑکنے لگا بابو اپنے اس طرح اچانک گہری نیند سے جاگ پڑنے پر کسی بظاہر کو وجہ محسوس نہیں ہو رہی تھی بابو پھٹی پھٹی آنکھوں سے گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا کہ اس کی آنکھ کیوں کھلی تھی اس کی کوئی وجہ تھی کوئی پراسرار وجہ کوئی ایسی آہٹ کوئی ایسا کھڑکا ہوا تھا جو اس کو گہری نیند سے یکدم جگانے کا باعث بنا تھا لیکن باوجود کوشش کے اسے اس کی کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خاص وجہ سمجھ نہ آئی تھی وہ دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگا مگر نینداب اس کی آنکھوں سے کوسوں دور جا چکی تھیوہ ساحل پر سر پٹختی موجون کی طرف دیکھا پھر سر گھما کر عقب میں تاریک جنگل کی طرف نظریں پورے جنگل پر آسیب سا سکوت طاری تھا پھر اچانک اس کو جنگل کی طرف کچھ دھبے سے نظر آتے ہوئے محسوس ہوئے اور اس کے ساتھ ہی عجیب وغریب غیر انسانی آوازیں ابھریں بابو کا دل دھک سے رہ گیا اس نے فوراً تیر کمان سنبھالا اور ممکنہ خطرے کے پیش نظر اس کے تنے ہوئے چلے پر تیر چڑھا دیا۔

دھبوں کی نقل وحرکت جاری تھی وہ اپنے بے ترتیب سانسوں کی بازگشت صاف سنائی دے رہی تھی تب پھر اچانک بابو نے بیک وقت تین چار دھبوں کو جنگل سے نکل کر اپنی طرف اٹے دیکھا بابو بری طرح ٹھٹھک کر چوکس کھڑا ہو گیا وہ دھبے درحقیقت ریچھ کی طرح کے جانور تھے وہ ذرا قریب آئے تو اس نے دیکھا کہ ان کے بدہیت سیاہ تھوتھنوں سے دو لمبے لمبے خم دار دانت جھانک رہے تھے ان بھوکے اور خطرناک درندوں کی چندھی چندھی آنکھوں میں گرسنہ چمک رہی تھی اس نے فوراً اپنے مختل پڑتے حواس کو یکجا کیا اور ایک ریچھ نما درندے کا نشانہ لے کر تیر چھوڑ دیا کمان سے نکلا ہوا تیر سنسناتا ایک درندے کے بدہیت سیاہ تھوتھنوں میں پیوست ہو گیا اس نے دل ہلا دینے والی چنگھاڑ ماری اور ریت پر گر کر ہاں پنے لگا بابو نے بجلی کی سی پھرتی کے ساتھ دوسرا تیر دچڑھا دیا اور اگلے جانو کا نشانہ لے کر چھوڑ دیا تیر اس کے بالوں بھرے پبلوں میں پیوست ہو گیا وہ بھی چنگھاڑ مار کر زمیں بوس ہو گیا باقی دو ریچھ بابو کے سر پر پہنچ گئے بابو کے پاس تیسرا تیر چڑھانے کا موقع اب بلکل نہیں بچا تھا وہ پریشان ہو گیا مگر اس نے حوصلہ نہ ہارا کیونکہ حوصلہ ہارنے یا بدحواس ہونے کا مطلب ان بھوکے خطرناک درندوں کی خوراک بننا تھا چنانچہ بابو نے اپنے اوسطان بحال رکھتے ہوئے فوراً سنان سنبھال لیا اور جیسے ہی ایک ریچھ نے اس پر حملہ کیا وہ جلدی سے ایک طرف ہو گیا مگر اس کوشش میں اس کا بایاں پاؤں رپٹ گیا اور وہ پشت کے بل ریت پر گر گیا ٹھیک اس وقت ایک دوسرا ریچھ سیاہ بھدے پہاڑ کی طرح اس کے اوپر آ رہا تھا بابو نے فوراً سنان اوپر اٹھا دی اور اپنی بغل سے گزار کر اس کا پچھلا حصہ ریت پر ٹکا دیا ریچھ کا پہاڑ سا وجود سنان کی انی پر گرا اور اس کی بدہیت سیاہ تھوتھنے سے دل ہلا دینے والی چنگھاڑ خارج ہوگئی اور وہ پورے کا پورا سنان میں پرو دیا گیا۔ اس نے جلدی سے کمان سنبھالی اور اپنی پشت پر بندھے ترکش سے ایک اور تیر نکال کر چلے پر چڑھا دیا اور آخری درندے کا نشانہ لینے لگا تو وہ جنگل کی طرف دوڑ گیا اس نے اسے جاتا رہنے دیا اس کی سانس پھول گئی تھی اس خونی کشاکش نے بابو کے اعصاب شل کر کے رکھ دیئے تھے بابو پھر وہی ریت پر ہی بیٹھ گیا اب نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی مگر اس کی ٹھٹھکتی ہوئی نظریں تاریک گھنے جنگل پر جمی ہوئی تھیں کہ کہیں دوبارہ وہ نہ اس پر پھر حملہ کر دیں بابو کو ان کی طرف سے ابھی تک خطرہ تھا پھر اچانک دوسرے ہی لمحے اس نے جنگل میں مزید بڑے بڑے دھبوں کو متحرک پایا اب تو اس کا خون خشک ہونے لگا ان دھبوں کا مطلب تھا کہ یہ ریچھ نما خوفناک درندے ابھی تک جنگل کی تاریکیوں سے اپنے اپنے شکاری دانتوں سے اس کو شکم سیر بنانے کا ارادہ بنائے ہوئے تھے۔

ان کے تصور سے ہی بابو لرز اٹھا تھا کہ اگر ان سب نے اس پر حملہ کر دیا تو آن واحد میں وہ اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیں گے گویا اس کا اب مزید یہاں تاریک ساحل پر رکنا خطرے سے خالی نہ تھا تب اس نے سوچا کہ کیوں نہ اسی وقت یہاں سے نکل جانا چاہیے کیونکہ اب تو اس کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں بچا تھا ترکش خالی ہو چکا تھا سنان بھی خراب ہو چکا تھا لہٰذا اس نے جلدی سے اپنا شہتیر سمندر کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا ابھی وہ سمند کے ذرا ہی قریب تھا کہ اچانک جنگل کی طرف سے خوفناک غراہٹیں بلند ہونا شروع ہو گئیں وہ سرتاپا کانپ اٹھا مگر وہ رکا نہیں اور بدستور اپنے وجود کی ساری طاقت صرف کر کے بازوؤں میں مجتمع کئے شہتیر کو سمندر کی طرف گھسیٹنے لگا ادھر جنگل میں گھات لگائے بیٹھے مکار درندوں نے شاید اس کے فرار ہونے کی بو سونگھ لی تھی کیونکہ اگلے ہی لمحے اس نے بھد بھد کی آواز سنی تھی اس نے جنگل کی طرف دیکھا اور لرز

اٹھا لگ بھگ دس بارہ خوفناک درندے اس کی طرف غراتے ہوئے دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ اس نے بھی ہمت نہ ہاری حالانکہ وہ ان کے جارحانہ عزائم دیکھ کر بری طرح بدحواس ہو گیا تھا اور بابو خوف کے مارے اپنے وجود میں ایک ناطاقتی محسوس ہونے لگی تھی لیکن باوجود اس کے بابو جان توڑ کوشش اور طاقت صرف کئے شہتیر کو بالآخر سمندر میں اتارنے میں کامیاب ہو ہی گیا وہ درندے بھی اب اس کے سر پر پہنچ چکے تھے سمندر کے نیلگوں پانیوں میں بھاری بھری کم شہتیر کے اترنے میں بالکل ہلکا پھلکا ہو گیا اور وہ اس پر سوار ہو کر ہاتھوں کی مدد سے چپوؤں کا کام لیتے ہوئے اسے جلد سے جلد ساحل سے دور گہرے سمندر کی طرف بہا لے جانے لگا۔

تمام درندے ساحل کے کنارے کھڑے بری طرح غرار ;ور چنگھاڑ رہے تھے مگر وہ اب ان کی خون آشام پہنچ سے بہت دور جا چکا تھا اور وہ محض دانت نکوستے رہ گئے تھے بابو اب شہتیر پر بیٹھا ہوا تھا شہتیر سبک روی سے گہرے سمندر کی پرسکون سطح پر ہلکورے لیتا ہوا بہتا چلا جا رہا تھا اس نے آغروب کی ہدایت کے مطابق اپنی منزل کی سمت کا تعین کر لیا تھا ماحول اب بھی تاریک ہی تھا مگر بابو کو کچھ کچھ اب بھی اندازہ تھا کہ دن کی روشنی پھیلنے والی ہے اس لیے وہ آہستہ آہستہ ہاتھوں سے چپوؤں کا کام لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگا جب ذرا تھک جاتا تو آرم کرنے بیٹھ جاتا اور شہتیر خود ہی اپنے رو پر بہنے لگتا۔ اب اس کی چاروں اطراف میں بے کراں سمندر تھا اور نجانے کیوں اب بابو پر عجیب سی ہیبت طاری ہونے لگی تھی یہ شاید سمندر کے ماحول کا اثر تھا بابو کے قریب و جوار میں ہنوز گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا مگر بابو دل مضبوط کئے اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا وقت دھیرے دھیرے گزر رہا تھا پھر بتدریج ماحول سے تاریکی چھٹنے لگی سمندر پر بھی جھملاہٹ سی ہونے لگی دن کے ماحول کا اپنا ہی ایک اثر ہوتا ہے پھر جیسے جیسے دن کا اجالا پھیلنے لگا بابو کے اندر کی ہیبت ناکی بھی کم ہونے لگی پھر بابو کے دیکھتے ہی دیکھتے فضا بالکل صاف ہو گئی دن کا اجالا ہر طرف پھیل گیا تھا بابو نے اب آگے تیرنے کی روشنی تیز کر دی لیکن اس طرح بابو کے بازو شل ہو کر رہ گئے یوں بابو کو زیادہ دیر تک ستانا پڑ رہا تھا چنانچہ بابو نے کبھی کم کبھی زیادہ کی پالیسی اختیار کرنا ہی مناسب جانا لبنی کا من موہنا سا اور بچے کا تصور ایک لمحے کو بھی بابو کے دل سے محو نہیں ہوا تھا آغروب کے کہنے کے مطابق اگر وہ اس رفتار سے بھی بالکل سیدھ میں چلتا رہا تو اندھیرا پھیلنے سے پہلے پہلے کرویلا کے بدنگری کے ساحل پر پہنچ سکتا تھا۔ اگرچہ بابو کو بھی راستہ بھٹکنے کا خدشہ تھا اگر وہ خدانخواستہ راستہ بھول بھی گیا اور اس بحر بیکراں میں بھوکا پیاسا عبرتناک موت کی آغوش میں چلا جائے گا بہرطور وہ اللہ کا نام لے کر اور دل ہی دل میں دعائیں مانگتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اس شیطان کرویلا کی بدنگری کے قریب پہنچنے کے ممکنہ اندازے کا احساس کر کے بابو کے اندر جنگجو ہانہ سی ہلچل پیدا ہونے لگی تھی بابو کا اس سے اب فیصلہ کن ٹکراؤ بالکل قریب تھا اگرچہ بابو اس کرویلا کے مقابلے میں نہتا تھا مگر اسے اللہ تعالیٰ کی طاقت پر کامل بھروسہ تھا پھر فقیر بابا کے تعویذ بھی تو اس کے پاس تھا بابو کو پورا یقین تھا کہ اس کی موجودگی سے کرویلا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا چنانچہ یہ سوچ کر بابو کی ہمت اور بڑھنے لگی اور وہ ایک نئی طاقت اور نئے ولولے وعزم کے ساتھ آگے بڑھنے لگا ابھی تک اسے دور دور تک ساحل کے آثار نظر نہیں آئے تھے دن کی روشنی چار سو پھیلی ہوئی تھی اور ر بابو کو رات کے اندھیرا اترنے سے پہلے پہلے ساحل تک پہنچ جانا چاہیے تھا پھر رفتہ رفتہ دن ڈھلنے لگا اور حسب معمول سر شام ہی رات کا گمان ہونے لگا۔

بابو کو اب تشویش آمیز بے چینی نے آ لیا تھا آغروب کے کہنے کے مطابق بابو کو رات کے اندھیارے اترنے سے قبل ہی ساحل تک پہنچ جانا چاہیے تھا مگر یہاں تو دور دور تک کسی خشکی کے آثار تک نظر نہیں آ رہے تھے بابو کو تو کیا میں راستہ بھٹک گیا ہو اس روح فرسا خدشہ نے اس کو سرتاپا لرزا کر رکھ دیا۔ پھر بابو نے خود کو تسلی دیتے ہوئے سوچا کہ کیا خبر بابو کو خود ہی پہنچنے میں دیر ہو گئی ہو آخر اسے بھی تو اندازے کی غلطی ہو سکتی ہے خود کو یہ تسلی دے کر بابو نے منزل تک پہنچنے کی کوشش تیز کر دی ہاتھوں سے چپوؤں کا کام لے کر شہتیر پر تیرنا کم ہی کسی کا کام ہوتا تھا بابو کے دونوں بازو ر کھنے لگے تھے اور شہتیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ایک ہی حصے میں ٹک کر بیٹھنے رہنے سے اس کا پورا جسم بھی شدید تکلیف دہ اکڑن محسوس ہو رہی تھی اور بابو کو بھوک کے ساتھ پیاس کی شدت بھی ہلکان کئے دے رہی تھی سمندر کا پانی اس نے ذرا چکھنے کی کوشش کی تھی مگر وہ حد درجہ نمکین اور کڑوا لگا تھا بلکہ اب تو بابو کو بھوک سے زیادہ پیاس کی شدت تنگ کرنے لگی تھی کیونکہ بابو کا حلق پیاس کی شدت سے سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا اگر بابو کا خطرناک درندوں سے ٹکراؤ نہ ہوتا تو یقیناً وہ زادِ راہ کے طور پر جنگل سے کچھ نہ کچھ پھل وغیرہ ساتھ لے کر ہی اپنے اس سمندری سفر پر روانہ ہوتا۔

رات کے اندھیروں کو آسیبی عفریتوں کی طرح امڈتے دیکھ کر بابو بری طرح پریشان ہو رہا تھا اور گھبرا رہا تھا پھر رفتہ رفتہ کالی باؤلی راستہ نے آ ہی لیا بابو اب دوبارہ آنکھیں پھاڑے تاریکیوں میں چاروں اطراف گھورے جا رہا تھا مگر بابو کو اندھیروں کے سوا کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا حتیٰ کہ چند گز سے زیادہ تو بابو کو دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا بابو گہری سانس لے کر بیٹھا رہا بابو کا سمندری سفر جاری تھا نجانے بابو ابھی بھی اپنی منزل سے کتنا دور تھا حالانکہ آغروب کے کہنے کے مطابق اب تک کرویلا کی بدنگری کے ساحل تک پہنچ جانا چاہیے تھا بہر طور میں تن بہ تقدیر اللہ کے بھروسہ صبر و استقلال اور حوصلے کے ساتھ نامعلوم منزل کی جانب گامزن تھا کہ اچانک بابو کو لہروں کا غیر معمولی شور سنائی دیا بابو ٹھٹک سا گیا پہلے تو بابو یہی سمجھا تھا کہ یہ معمولاً ہے مگر پھر فوراً ہی جب آواز کا آہنگ واضح ہوا تو بابو نے موجوں کا شور زدہ سمت کی طرف دیکھا تو بری طرح چونک گیا اور بابو کے سامنے ایک تاریک ساحل تھا ایک جزیرہ تاریک جزیرہ گھنے اور لانبے لانبے درختوں اور قد آدم خودرو جنگلی جھاڑیوں والا جزیرہ خوشی سے بابو کی چیخ نکل گئی اور بابو کے اندر ٹوٹی ہمت نے جوش پکڑا پھر بابو زور زور سے ہاتھوں کے چپوؤں کو چلاتا ہوا ریتلے ساحل پر آ کر پشت کے بل لیٹ گیا ذرا تھکان اتارنے کے بعد بابو جزیرے کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا سامنے جنگل تاریک اور سائیں سائیں کرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا بابو یہیں بیٹھ کر دن کی روشنی نمودار ہونے کا انتظار کرنے لگا پھر تھکن کی شدت نے نیند کو جنم دیا اور بابو ساحلی ریت پر سو گیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ بھرپور نیند کے مزے لے چکا تھا جس کا ثبوت بابو کے بدن میں ایکا ایکی ابھرنے والی فرحت انگیز تازگی تھی صبح ہو چکی تھی سامنے جنگل خوش الحان پرندوں سے چہچہا رہا تھا بھوک اور پیاس اپنی جگہ موجود تھی وہ اٹھ کر جنگل کی طرف بڑھا خاصا گھنا اور خوش رنگ رسیلے پھولوں سے بھرا پڑا تھا ان میں ناریل کے بھی درخت تھے بس پھر کیا تھا ایک درخت پر شاخ در شاخ چڑھ کر وہ پھل کھانے لگا پھر ناریل توڑ کر اس کا پانی پیا شکم سیری ہونے کے بعد بابو اپنے وجود میں توانائی کے سرچشمے پھوٹتے ہوئے محسوس ہوئے اچھی رج کھا پی کر اس نیا یک قدرے بلند ناریل کے درخت پر چڑھ کر اطراف کا جائزہ لینے لگا اور پھر جیسے ہی درخت کے نصف حصے تک پہنچا ایک شائیں کی سنسناتی ہوئی آواز ابھری اور ساتھ ہی اس کو اپنے چہرے سے چند انچ کے فاصلے سے ایک جھپک سی محسوس ہوئی ایک تیر زناٹے کے ساتھ اس کی ناک سے دو انچ دور تنے میں پیوست ہو گیا موت سے بال بال بچ جانے کی عجیب سی دہشت کے مارے اس نے نیچے چھلانگ لگا دی دھپ سے جنگلی پودوں اور گھنی جھاڑیوں پر گرا اور پھر وہیں دم سادھے دبک گیا کہ کہیں اس پر تیروں کی بارش ہی نہ ہو جائے کافی دیر گزر گئی اسے ایسے ہی قد آدم گھنی جھاڑیوں میں دبکا رہا پھر اچھی طرح قرب و جوار کی سن گن لینے کے بعد جھاڑیوں سے سر ذرا ابھار کر بائیں دائیں دیکھا تو کسی کو موجود نہ پا کر بالآخر ڈرتے ڈرتے سیدھا کھڑا ہوا اور گرد و پیش میں ٹھٹکی ہوئی نگاہوں سے دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

اچانک اس کا پاؤں الجھا وہ گرتے گرتے بچا وہ گھاس پھونس اور خشک ٹہنیوں سے بنی ایک رسی تھی دوسرے لمحے اس کو خطرے کا احساس ہوا مگر دیر ہو چکی تھی اچانک وہ ہی رسی کسی قدیم قبائلی تکنیک کے ذریعے یکدم اس کے ٹخنوں کے گرد پھندے کی طرح کسی گئی پھر ابھی وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ یکدم اس کے قدموں نے زمین چھوڑ دی اور بابو الٹا سر کے بل فضا میں معلق ہو گیا زمین سے تقریباً چھ فٹ اونچا سر کے بل جھول رہا تھا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے گرد نیزے

برادر عجیب مخلوق آ گئی ہاتھوں میں بھالے لیے آن کھڑے ہوئے انہیں غیر انسانی مخلوق کہا ہے ان کی جسامت یوں تو عام انسانوں جیسی ہی تھی مگر انہیں دیکھ کر ڈھانچوں کا تصور ہی ذہن میں ابھرتا تھا ان کے استخوانی پنجروں میں محاورتاً نہیں حقیقتاً برائے نام بوٹی تھی چہرے لبوترے تھے بغیر پپوٹوں کی آنکھوں بڑے بڑے ڈیلے باہر کو ابلے محسوس ہو رہے تھے اس کے وجود میں مارے خوف کے پھریری سی دوڑ گئی۔

بابو ان نچڑے گوشت والے استخوانی وجود سے کراہت آنے لگی وہ سب عجیب بے ہنگم انداز میں چیخنے چلانے لگے پھر ایک نے درخت پر چڑھ کر رسی کاٹ دی بابو نے اگر دونوں ہاتھ آگے پیچھے کی طرف نہ پھیلائے ہوتے تو وہ سر کے بل زمین پر گرتا اور اس کی گردن کا منکا ٹوٹ جانا ضروری یقینی تھا بہر طور اس نے نیچے گرتے ہی اپنے پیروں سے اس کا پھندا کھولا اور پھر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ سب اس کے قریب آ گئے اور نیزوں کی انہوں نے بابو کو آگے بڑھنے کا ٹوکا دیا اس کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا اس کو ان سے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا جانے یہ عجیب مخلوق اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والی تھی وہ ان کا خاموشی سے حکم ماننے پر مجبور تھا لہٰذا ان کے اشارے پر ایک طرف بڑھ گیا وہ بھی وحشت انگیز سر خوشی کے عالم میں چیختے ہوئے نیزے کی آہنی انیوں سے گویا ہنکارتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے تم لوگ کون ہو ۔مم۔ مجھے کہاں لے جا رہے ہو بابو نے بالآخر چلتے چلتے ہوئے ڈرتے ڈرتے چلا کر ان سے پوچھا مگر جواب ندارد بابو کو یقین تھا کہ یہ لوگ اس کی زبان سے نابلد ہوں گے کیونکہ اس کی فریاد کرنے سے ان پر ذرا سا بھی کوئی اثر نہ ہوا تھا وہ لوگ انیوں کے بل پر ٹہوکے دیتے ہوئے دھکیلتے ہوئے ایک بستی میں لے آئے یہاں بھی ان جیسے لوگ موجود تھے مگر ان میں عورت مرد حتیٰ کہ بچوں کی بھی تخصیص ممکن نہیں ہو پا رہی تھی رہائش کے نام پر جا بجا مٹی کے ٹیلے نظر آ رہے تھے جن میں تاریک گھپائیں بنی ہوئی تھیں انہوں نے بابو کو اس عجیب و غریب بستی کے بیچ میں کھڑا کر دیا ایک بار تو بابو کے جی میں آئی کہ وہ یہاں سے بھاگ نکلے کیونکہ بابو کو ان کے استخوانی وجود سے کسی طاقت کی توقع نہ تھی لیکن ان کے پاس آہنی بھالوں کے علاوہ بیشتر کے ہاتھوں میں تیر کمان بھی نظر آ رہے تھے یہ بابو کو فرار کی صورت میں چھلنی بھی کر سکتے تھے وہ کوئی موقع تاک رہی یہاں سے نکل بھاگنا چاہتا تھا لیکن اتنے ساروں کی موجودگی میں بابو اپنے فرار کی ساری راہیں مسدود ہی نظر آ رہی تھیں نہ جانے یہ لوگ اب بابو کے ساتھ کیا حشر کرنے والے تھے ذرا دیر گزری بابو کو ایک نسبتاً بڑی گھپاہ سے ایک اور ڈھانچہ نما استخوانی شخص نکلتا ہوا دکھائی دیا تھا وہ بھی انہی کی طرح عام جسمانی ساخت کا تھا لیکن اس کے ارد گرد نیزہ بردار محافظ نما چار پانچ افراد کو دیکھ کر بابو نے اندازہ لگایا کہ اس کی شخصیت بستی کے معتبروں کیسی تھی البتہ اس کی آنکھوں کے ڈیلے دوسروں کے مقابلے میں غیر معمولی طور پر بڑے بڑے اور باہر کو ابلے ہوئے تھے اور ان کے پپوٹے تک غائب تھے ایسے میں ان کی صورتیں زیادہ کریہہ اور ڈراؤنی معلوم ہو رہی تھیں بابو دل مضبوط کئے سردست چپ چاپ کھڑا تھا ان کے بڑے ڈیلوں والا سردار خاصی دیر تک بابو کو اپنے اڈتے ہوئے بڑے بڑے ڈیلوں سے گھورتا رہا پھر اس کے بعد چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا بابو کے قریب آیا اور وہ بابو کے کپڑوں اور جسم کو اپنے پنجر نما استخوانی ہاتھوں سے چھو کر دیکھنے لگا اس کے چہرے پر نچے ہوئے ماس کی وجہ سے بابو اس کے چہرے پر تاثرات سمجھنے سے قاصر تھا یہی حال اس کے ابھرے ہوئے دیدوں کا تھا تاہم بابو نے دیکھا اس نے اس کا معائنہ اور جائزہ لینے کے بعد کچھ انداز میں دھیرے دھیرے سے اپنی استخوانی کھوپڑی ہلائی جیسے وہ بابو کے بارے میں کچھ اندازہ قائم کر چکا تھا تب پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے منمنی سی آواز میں کچھ کہا جو بہر حال بابو نہ سمجھ سکا کیونکہ ان کی زبان اس کے لیے سر بہ سر اجنبی تھی مگر بابو نے دیکھا وہاں موجود وہ سب یکدم خوشی سے پھر اچھلنے کودنے لگے۔

چار افراد نیزہ تھامے بابو کے قریب آئے اور اسے نیزوں کے زور پر دھکیلتے ہوئے ایک تاریک کھوہ میں لے گئے اور خود باہر آ کر گویا پہرے دار کی حیثیت سے کھڑے ہو گئے بابو کو اب صحیح معنوں میں تشویش ہونے لگی یہ کھڈ نما کھوہ زیادہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طویل نہ تھا مگر کشادہ ضرور تھا اس میں کھڑا تو نہیں ہوا جا سکتا تھا البتہ سکڑ سمٹ کر با آسانی بیٹھا جا سکتا تھا بابو اسی طرح ہی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا تھا وقت گزرتا گیا جب اندھیرا پھیل گیا تو بابو کو باہر نکالا گیا اور سیدھا ایک نسبتاً بڑی کھوہ کے اندر لے جایا گیا۔

یہ کھوہ ان کا سردار کی تھی جو اس وقت اندر موجود تھا نجانے کس طرح کی لکڑی کی مشعلیں ہاتھوں میں پکڑ رکھی تھیں اندر ان کے سردار کے علاوہ چار نیزہ بردار محافظ بھی موجود تھے اس کھوہ کی چھت اس قدر بلند ضرور تھی کہ اندر با آسانی کھڑا ہوا جا سکتا تھا بابو کو وسط میں بٹھا دیا گیا پھر سردار نے اپنے محافظوں سے کہا کچھ کہا ان میں سے ایک نے نجانے کہاں رکھا ہوا ایک تلوار نما چھرا یا چھرا نما تلوار اٹھالی جس کا پھل عجیب وغریب مشعلوں کی روشنی میں سفا کی سے چمک رہا تھا بابو کی روح تک لرز اٹھی کیا یہ مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں اس نے لرزتے دل کے ساتھ سوچا اتنے میں دو محافظوں نے بابو کو دبوچ لیا اور زمین پر لیٹا دیا چھر بدست بابو کے قریب آیا اس کے باہر کو نکلے ہوئے بڑے بڑے خوفناک ڈیلوں میں سفاک چمک ہلکورے لے رہی تھی بابو سر تا پا کانپ اٹھا پھر جیسے ہی وہ چھرا سونتے بابو کو ذبح کرنے کیلیے آگے بڑھا بابو نے لیٹے لیٹے ہی اپنی دونوں ٹانگوں کو سکیڑا اور پھر ایک لات چھرے اور دوسرے محافظ کے پیٹ میں ماری اور باقی دونوں کو ہاتھوں سے پرے دھکیلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا جو تے نے کریہہ چیخ مار کر بابو پر جھپٹنے کی کوشش کی تو بو نے اسے زور سے اس کے سردار کے اوپر دھکیل دیا اور پھر باہر کو بھاگا اور جیسے ہی بابو اس گھٹن زدہ منحوس کھوہ سے باہر نکلا عقب سے ایک استخوانی پنجرے نے بابو پر چھلانگ لگا دی اور اپنے دونوں استخوانی بازو بابو کی گردن کے گرد جکڑ لیے اس کے پنجر نما بازوؤں میں بابو کو فولادی شکنجے جیسی آہنی گرفت محسوس ہوئی بابو نے اپنے حواس پر قابو رکھتے ہوئے کہنی کی زوردار ضرب ڈھیلی پڑتے ہی بابو اسے ایک جھٹکے سے پرے دھکیل دیا پھر اشتائے رال گھپاد سے اس کے دو نیزہ بردار اور ایک چھرا بدست اپنا چھرا سونتے للکار آمیز چیخ ما کر بابو کی طرف آیا لیکن اس کے قریب آتے ہی بابو نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جھکاؤ لیا اور اس کے چھرے والے ہاتھ پر اپنی لات ماری نتیجتاً چھرا اس کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا یہ لوگ بابو کو لڑائی بھڑائی میں بالکل کودے محسوس ہوئے مگر چونکہ بابو اس وقت ان کی بستی میں موجود تھا اور ان کے باقی لوگوں کے نکل آنے کے خدشہ کے پیش نظر میں وہ جلد از جلد ان سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا اس لیے اس نے ان سے مزید الجھنا نہیں چاہا اور ایک طرف کو دوڑ لگا دی اس کو معلوم تھا کہ یہ لوگ تاریکی کے باعث اس کو تلاش نہیں کر سکیں گے اس لیے وہ کچی مٹی کی ڈھیریوں اور ٹیلوں کے درمیان بنی بھول بھلیوں پر دوڑتا ہوا ور قد آدم جھاڑیوں کی طرف نکل گیا پھر ایک جگہ ذرا ستانے کے لیے بیٹھ گیا بابو کے چار سو گھپ تاریکی تھی وہ ان پنجر نما عجیب مخلوق کے نازل ہونے کا خطرہ بھی لگا ہوا تھا اس لیے بابو ذرا دیر اپنی سانسیں بحال کرنے کے بعد دوبارہ چل پڑا پاتال کی اس منحوس گہرائیوں میں بابو کا اب دم گھٹنے لگا تھا اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ یہاں دن کے مقابلے میں رات کا سماں زیادہ رہتا تھا سورج کی روشنی اور چاند کی ٹھنڈک کے بغیر بابو کے اعضا مضمحل سے ہونے لگے تھے۔

بابو کو یہ خوف بھی اب پریشان کرنے لگا تھا کہ اگر میں کرویلا کا جلد خاتمہ کر کے یہاں سے نکلنے کی کوشش نہ کی تو میرا دم گھٹ جائے گا اور میں۔ میں خدانخواستہ پاتال کی ان منحوس گہرائیوں میں مر نہ جاؤں چنانچہ بابو نے آگے چنانچہ بابو نے آگے بڑھنا شروع کر دیا بالآخر اس کو ایک روشنی دکھائی دی وہ ذرا ٹھٹکا چمکتی ہوئی روشنی کچھ زیادہ فاصلے پر نہ تھی صرف دس پندرہ منٹ کا فاصلہ تھا بابو نے قدموں کی رفتار تیز کر دی اور پھر جب بابو اس روشنی کے قریب پہنچا تو اپنی جگہ سن ہو کر رہ گیا بابو کے سامنے ایک ویران کھنڈر کے اثار تھے جو عجیب سی چاندنی میں بے حد پراسرار دکھائی دے رہا تھا اس کی رگوں میں خون کی گردش یکلخت تیز ہو گئی خوشی کے مارے اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا وہ اپنی پراسرار منزل تک پہنچ چکا تھا یہ وہی پراسرار کھنڈر تھا کرویلا کا ٹھکانہ جہاں اس نے ناگ راجہ کے کہنے پر لبنیٰ کو قید کر رکھا تھا اب اس کا کرویلا سے ٹکراؤ یقینی تھا

اور کسی وقت بھی وہ بابو کے مقابل سامنے آ سکتا تھا اس خیال سے ہی اس کے رگ وپے میں جوش غیظ کی سنسناہٹ سی ہونے لگی اس نے فقیر بابا والے تعویذ کو عقیدت سے چوما اور پھر کھنڈر کی طرف بڑھا دئے کھنڈر کے وسط میں پہنچنے کے بعد اس کو عجیب سا احساس ہوا جیسے وہ الفاظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا اچانک اس کو کسی کے رونے کی آواز سنائی دی وہ اس آواز کو پہنچان گیا وہ آواز لبنیٰ کی تھی جو سسکیاں لیے اپنی الم نصیبی پر کسی ویران گوشے میں محسوس آنسو بہا رہی تھی بے اختیار میکانکی انداز میں بابو کے قدم آواز کی سمت اٹھتے چلے گئے۔

بابو ایک ٹوٹی دیوار پھاند کر اندر آ گیا سامنے ایک سالخوردہ سنگی چبوترے پر لبنیٰ بیٹھی تھی اس نے اپنا سر گھٹنوں میں دے رکھا تھا لبنیٰ کو اتنے عرصے بعد اپنی حقیقت آمیز نظروں کے سامنے دیکھ کر بابو کے وجود میں محبت اور جوش کی ایک لہر سی آئی اور بے اختیار وہ اس کے قریب آ گیا بابو کے قدموں کی آہٹ پر یکدم اس نے اپنا سر اٹھایا اس کی آنسوؤں سے بھیگی ہوئی دلنشین آنکھوں میں حیرت اور خوشی کے تاثرات ابھرے لبنیٰ میں آ گیا ہوں بے اختیار بابو کے لبوں سے وارفتانہ نکلا۔۔ لبنیٰ کی آنکھیں حیرت سے پھیل چکی تھی بابو وہ جذبات سے بے اختیار آگے بڑھا اور حیرت وجوش سے دیکھنے لگا۔ نہیں نہیں مجھے مت چھونا اسنے بابو کو روکا بابو خوشی سے بے قابو ہو کر بولا لبنیٰ یہ خواب نہیں ہے میں سچ مچ تمہارے قریب تمہارے بالکل پاس پہنچ گیا ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ کی انگلی اپنے دانتوں میں لے کر کاٹا وہ بابو کا مطلب سمجھ گئی تھی مگر پھر بھی اس کی خوشی میں ایک انجانا سا خوف مدغم ہو گیا تم یہاں کیسے پہنچے تم تو۔۔ تم تو۔۔ وہ کہتے کہتے رکی چلو لبنیٰ میرے ساتھ چلو میں تمہیں لینے آیا ہوں آخر کار میری محنت رنگ لے آئی میں نے اپنی بیوی اور میری ہونے والی بچے کی ماں کو آخر تلاش کر ہی لیا بابو نے بے تابہ انداز میں کہا اور اسے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا وہ یکدم پیچھے ہٹ گئی اور خوفزدہ لہجے میں بولی نہیں نہیں۔۔ مم۔ مجھے مت چھونا۔۔ ورنہ ورنہ وہ سہم کر اتنا ہی کہہ پائی اور بابو بے تابانہ پریشانی سے بولا کیوں لبنیٰ کیوں۔ میں تمہیں کیوں نہیں لے جا سکتا ہوں کیوں نہیں چھو سکتا ہوں میں تو تمہاری خاطر اور تمہیں حاصل کرنے کی خاطر طویل اور کھٹن سفر طے کر کے اور بڑی مشکل اور اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر تم تک پہنچا ہوں ہاں مجھے اس کا احساس ہے بابو وہ دل مسوس کر کے افسردہ لہجے میں بولی اس کے دل نشین لبوں سے بابو کو اتنے عرصے بعد اپنا نام سن کر بہت بھلا لگا تھا بابو کے دل میں بے اختیار لبنیٰ کے پیار کا جذبہ ہوا ہونے لگا۔ بابو اسے تم میری یا ہم دونوں کی مجبوری سمجھ لو کہ ہم۔۔ ہم ایک دوسرے۔ کے قریب ہونے کے باوجود بھی بہت دور ہیں بہت دور اس نے کہا اور بے اختیار سسکیاں لے کر رونے لگی بابو لبنیٰ کے مایوسانہ لہجے پر لرز اٹھا یہ تم کیا کہہ رہی ہو لبنیٰ بابو کے لہجے میں حیرت سے زیادہ پریشانی اور تفکر کی پرچھیاں تھیں اس نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بابو کی طرف مجبور نگاہوں سے دیکھا پھر دکھی لہجے میں بولی بابو۔ اس ناگ راجہ کے چیلے کرویلا نے ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک کھنڈر میں کہیں قریب ہی سانپ کی خوفناک پھنکار کی دل ہلا دینے والی آواز گونجی جس نے ایک لمحے کے لیے بابو کو بھی ہلا کر رکھ دیا لبنیٰ بھی دہشت زدہ نظر آنے لگی آواز قریب سے ہی سے آئی تھی۔

تت۔۔ تم چلے جاؤ۔ وہ۔ وہ تمہیں مار ڈالے گا وہ بہت ظالم ہے لبنیٰ نے متوحش لہجے میں بابو سے کہا تم فکر نہ کرو۔ وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے اللہ کی رحمت اور مدد میرے ساتھ ہے میں ابھی اس سے نمٹتا ہوں بابو نے جوش بھرے لہجے میں اسے تسلی دی پھر پلٹا کہ اچانک بابو کے سامنے ایک بہت ہی بڑا اور موٹا ناگ جس کی لمبائی تقریباً تیس فٹ سے کم نہ تھی جو کہ کرویلا کے علاوہ اور کوئی نہ تھا اس ناگ نے تھوڑی دیر تک بابو کو تکتا رہا اور پھر اپنا پھن اوپر کر کے ہلکا سا اپنا سانس کھینچا اور اپنی جون بدل ڈالی اب وہاں ناگ کے بجائے کرویلا ایک بھیانک چوپائے درندے کی صورت میں بابو کو پنی آنکھوں سے گھور رہا تھا تم نے یہاں آ کر اپنی موت کو دعوت دے ہی ڈالی بالک اچھا ہوا آج تیسرا کانٹا بھی ری کر ہی لوں گا اس نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ اپنے پچھلے دو پیروں پر کھڑا ہو گیا وہ کسی خوفناک درندے کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھاڑا پھر اس کی لپلپاتی ہوئی سرخ زبان یکدم باہر کو لپکی اور دراز ہوتے ہوتے اور ایک بار پھر اپنی اصل پہلے والی شکل میں چوڑے پھن والے ناگ کی صورت اختیار کر گیا بابو ابھی سنبھل بھی نہ پایا تھا کہ وہ زبان نما ناگ بابو کے جسم کے گرد تیزی سے لپیٹتا چلا گیا لبنیٰ کے حلق سے دہشت زدہ چیخ نکلی تھی وہ سانپ کی لجلجی سی زبان رسی کی طرح بابو کے گرد لپٹ گئی تھی بابو کا دم گھٹنے لگا۔

اس طاغوتی زبان کے سرے پر بنے چوڑے پھن نے عین بابو کے چہرے کے سامنے آ کر سامنے آ کر اپنی چھوٹی چھوٹی مقناطیسی خوفناک آنکھوں سے بابو کو گھورنا شروع کر دیا اس کی دوشاخہ زبان لپلپا رہی تھی وہ بابو کو اب کسی بھی لمحے ڈس کر اپنا زہر بابو کی رگوں میں اتارنے لگا بابو خود کو بالکل بے بس محسوس کرنے لگا بابو کو اپنی موت بالکل سامنے دکھائی دے رہی تھی لبنیٰ بیچاری بابو کو موت کے منہ میں دیکھ کر یک چشم کرویلا کی روتے ہوئے بابو کی جان بخشی کی منتیں کر رہی تھی کرویلا نے اپنا خوفناک جڑے نما منہ کھول رکھا تھا بابو کو اپنی موت دکھائی دے رہی تھی کہ اچانک ایک اور خوفناک پھنکار کی آواز سنائی دی اور پھر کرویلا کا پھن ہٹتا چلا گیا اور بابو کے گرد کرویلا کا لپٹا ہوا جسم آہستہ آہستہ ڈھیلا پڑتا گیا یہاں تک کہ بابو کا پورا جسم کرویلا کی گرفت سے آزاد ہو گیا اور ایک طرف کھڑا ہو کر اپنا سانس بحال کرنے لگا جب بابو کی حالت کچھ سنبھلی تو اس کی نگاہ کرویلا پر پڑی اور بابو کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے لگی کہ بابو کو کرویلا کی گرفت سے آزاد ہونے کی وجہ سمجھ آ گئی تھی کرویلا اور سنہری ناگن میں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی آخر کار سنہری ناگن ایک بار پھر مدد کو آ ہی گئی لبنیٰ بھی سنہری ناگن کو بڑی حیرت زدہ ہو کر دیکھ رہی تھی کہ یہ سنہری ناگن کہاں سے ان کی مدد کو آ گئی ہے کرویلا کا کبھی داؤ لگ جاتا تو کبھی ناگن کا اس لڑائی میں کرویلا سے زیادہ سنہری ناگن زیادہ زخمی تھی ابھی ان دونوں کی جنگ جاری تھی کہ اچانک بابو کی سماعت میں ایک پر جلال آواز ابھری بابو یہ شیطانی شتونگڑا اپنے کالے علم سے پہلے پہلے تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اللہ کی مدد اور رحمت کا تصور ذہن میں رکھتے ہوئے اللہ سے مدد مانگو بابو اس آواز کو سنتے اپنے اندر میں ایک عجیب سی روحانی طاقت محسوس کرنے لگا پھر اس نے ایسا ہی کیا دوسرے ہی لمحے یک چشم کرویلا نے کھلے منہ سے دھاڑ ماری جیسے ہی کرویلا نے دھاڑ ماری بابو نے لپک کر اس کی سانپ نما زبان کا دونوں ہاتھوں سے پھنس پکڑ لیا بابو کو اپنے اندر وجود میں ایکا ایکی ہی بے پناہ قوت کا احساس ہوا یہ شاید فقیر بابا کے دیئے ہوئے تعویذ اور اللہ پاک کے کلام کی تاثیر تھی کہ بابو کے اندر بے پناہ قوت کے ساتھ جرات اور ہمت نے بھی یکدم کروٹ لی تھی اس لیے بابو اپنے وجود کی جیسے ساری قوت دونوں ہاتھوں میں مجمع کیئے زبان نما سانپ کا پھن دبوچے ہوئے تھا اور سنہری ناگن اب بھی اس سے نبرد آزما تھی ادھر کرویلا بھی بابو کی طرح اپنی اس تکلیف کو محسوس کر رہا تھا اس لیے اسنے بابو کو خوفزدہ کرنے کے لیے یا پھر اپنی تکلیف کی وجہ سے منہ کھولے کھولے زوردار چنگھاڑ ماری اور اپنی سانپ نما زبان کو زور سے اپنی جانب کھینچا اس کم بخت کی کی لمبی سانپ نما زبان میں بھی بلا کی طاقت تھی نتیجتاً بابو کے ہاتھوں کو بھی جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑا سا گیا بابو کی گرفت ڈھیلی پڑتے ہی وہ بابو کے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا بابو کو اشد افسوس ہو رہا تھا کہ اس کے پاس کوئی خنجر اور کوئی چاقو نہ تھا کرویلا کی سانپ نما لمبی زبان اب اس کے غار جیسے منہ کے اندر سمٹ گئی تھی کرویلا نے اپنے پھن کی ایک ٹکر سنہری ناگن پر ماری اور وہ کھنڈر کی دیوار سے ٹکر کر بے سدھ ہو گئی کرویلا اب بابو کی طرف خوفناک نظروں سے گھور رہا تھا بابو اب اللہ کے ذکر مدد اور اس تعویذ کی کرامات کی وجہ سے بالکل خوفزدہ نہیں تھا دوسرے ہی لمحے وہ غرا کر بولا۔

اوئے مورکھ تو نے یہاں آ کر اپنی موت کو دعوت دی ہے یاد رکھو اچھی طرح تو پھر بھی میں کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ ہی اپنی بیوی کو حاصل کر سکتا ہے ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔۔یہ کہتے ہی اس نے بابو کے اوپر چھلانگ لگا دی مگر نہیں یہ چھلانگ اس نے بابو کے ذرا قریب ہی بیٹھی روتی ہوئی لبنیٰ پر لگائی تھی بابو کا دل دھک سے رہ گیا۔لبنیٰ کے حلق سے ایک خوفزدہ سی چیخ نکلی اور دوسرے ہی لمحے وہ دونوں جیسے کثیف دھویں میں تحلیل ہو کر غائب ہو گئے بابو پاگلوں کی طرح چبوترے کی طرف

اور پھر ارد گرد دیکھنے لگا نہ بابو کو کرویلا نظر آیا اور نہ ہی لبنیٰ بابو دیوانوں کی طرح لبنیٰ کو آوازیں دینے لگا مگر بابو کی آواز ہی کھنڈر کے ویران شکستہ ماحول میں گونج کر رہ گئی لبنیٰ کے جاتے ہی ہر سو سوگواری سی ویرانی چھا گئی تھی بابو کا دل رکھنے لگا بابو سمجھ گیا کہ وہ کرویلا لبنیٰ کو اپنی جادوائی زور سے لے کر غائب ہو گیا تھا منزل کے قریب پہنچ کر اس سے اس کی منزل چھین گئی تھی بابو اپنی اب تک کٹھن مسافت بے معنی اور ناکام محسوس ہونے لگی بابو شکست خوردہ انداز میں کھنڈر کے اس ویران گوشے سے باہر نکلا پورے ماحول پر عجیب سی چاندنی نما روشنی پھیلی ہوئی تھی حالانکہ خلا بالکل تاریک تھا بابو اس پر اسرار کھنڈر کے ویران اور شکستہ ماحول میں لبنیٰ کو تلاش کرنے لگا۔

بابو کے چار اطراف پر ہیبت ناک سناٹے کا راج تھا چاندنی سی روشنی بھی اب تدریج ماند پڑ کر اندھیروں میں مدغم ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی بابو تھک ہار کر ایک سالخوردہ سی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔بابو کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ کس طرح لبنیٰ کو حاصل کریں یہاں پہنچ کر بابو کو پہلے تو اپنی کامیابی کا بالکل یقین ہو گیا تھا مگر پھر لبنیٰ کو باوجود اس کے بے بس اور آزردہ پا کر اور پھر اسے کرویلا کے طاغوتی شکنجے میں دیکھ کر بابو کو اس تلخ حقیقت کا اب جا کر اندازہ ہونے لگا تھا کہ لبنیٰ کو کرویلا اور ناگ راجہ کے قبضے سے چھڑانا اتنا آسان اور معمولی بھی نہ تھا بابو خود کو بری طرح بے بس محسوس کر رہا تھا اسے کوئی راہ سجھائی نہیں دے رہی تھی چاروں اطراف جیسے بھیانک ناکامیوں کی منحوس تاریکی چھائی ہوئی تھی جب بابو کا دل و دماغ بالکل ہی ناکامیوں اور احساس محرومیوں کے مہیب اندھیروں میں گم ہو گیا تو اچانک ان گھٹا ٹوپ اندھیروں میں امید کا جگنو چمکا پھر بابو کی خواب خور آنکھیں بند ہونے لگیں اور اس کا اندر روشن ہونے لگا تب پھر اس نے ایک ہالہ نور کو ابھرتے ہوئے دیکھا وہ ایک بڑا ہی پر جلال اور پرنور باریش چہرہ تھا اس کو یوں لگا کہ وہ فقیر بابا کا چہرہ ہو پھر اس کو ان کی نرم آواز سنائی دی وہ اس سے ہی مخاطب تھے بیٹے مایوسی کفر ہے اور مردود شیطان سے بے پہلے اس راستے ایک مسلمان کے ایمان پر حملہ کرتا ہے میری باتیں غور سے سنو ناگ راجہ اور اس کا چیلا کرویلا بہت بڑے ساحر ہیں وہ دونوں ہی کالی چرن کی طرح شیطان کے پجاری ہیں اور وہ اتنی آسانی سے قابو میں آنے والے نہیں ہیں کرویلا اب تمہاری بیوی کو لے کر ناگ راجہ کے حکم سے ناگ بھون لے کر چلا گیا ہے اب وہاں سے اس کی واپسی ناممکن تو نہیں پر مشکل ضرور ہے تمہیں اب فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی تمہارا سفر باقی ہے وہ پورا کر و اس کے بعد ایسا وقت ایسا نظام یا ایسا حل بن جائے گا کہ تمہارا رخ خود بخود ناگ بھون کی طرف ہو جائے گا اور یہ جو سنہری ناگن ہے جو ہر وقت تمہاری مدد کرنے پہنچ جاتی ہے یہ بھی ایک راز ہے تمہارے سفر کا جو کہ آہستہ آہستہ خود بخود تمہارے سامنے ظاہر ہو جائے گا اس کے لیے اپنے ذہن کو اور الجھن میں نہ ڈالو اور جو سامنے نظر آئے اسے کبھی حقیقت سمجھ کر اس کے ساتھ نہ ہو جانا باقی ہر وقت اپنے اس رب سے مدد مانگتے رہی جو کہ بے شک مدد کرنے والا اور بڑا ہی غفور رحیم ہے باقی ہر کام ہر قدم اپنی آنکھیں کھول کر اور اپنی ہوشمندی سے کرنا کیونکہ بیٹا کالی طاقتیں تمہیں گمراہ کرنے کے لیے موقع کی تلاش میں ہیں بس تمہارا ایک غلط قدم کیئے کرائے پر پانی پھیر سکتی ہے اب بس اعتماد اور اپنے یقین پر اپنے قدم ڈگمگانے نہ دینا بس اب جو کرنا ہے تم نے کرنا ہے باقی اللہ تمہارا نگہبان ہے۔

اس کے بعد وہ نورانی چہرہ اور نوارنی ہالہ آہستہ آہستہ اوجھل ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ بابو کی بند آنکھوں میں اندھیرے کے سوا کچھ بھی نہ تھا کافی دیر تک بابو اپنی آنکھیں بند کیئے بیٹھا رہا اور چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ وہ کالی باؤلی کے اندر تھا اس عجیب و غریب دنیا میں جہاں رات کی تاریکی میں کچھ اور دن کے اجالے میں کچھ ہوتا تھا جہاں پر ہر وقت موت ہی موت نظر آتی تھی اور اب جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ اس سحر زدہ دنیا کی بجائے اپنی دنیا کے ایک درخت کے سائے تلے لیٹا ہوا تھا بابو نے اب حیران ہوں اچھوڑ دیا تھا کیونکہ ہر وقت ہر پل اور ہر لمحہ یہ لحہ کب تک کچھ ہو جائے اور کیا کچھ بد جائے کچھ خبر نہیں تھی ابھی وہ کچھ سوچ رہا تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اچانک اس کی سماعت سے آواز ٹکرائی۔

ایسے لیٹے لیٹے موٹا ہو جائے گا اس لیے کچھ کام کر لیا کر یہ میرا سامان اٹھا اور سامنے والی مسجد کے پاس چھوڑ آ بابو حیران ہوتے ہوئے اس بزرگ کو دیکھنے لگا جس نے اپنے ہاتھ میں پنڈوک لی اٹھائی ہوئی تھی بابو اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے بولا کیا بات ہے بابا جی ابے اب بھی ڈیلے پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھ رہا ہے اٹھا یہ گڈی کپڑے والی اور مسجد پر مجھے چھوڑ کر آ اور نماز کا وقت بھی ہو چکا ہے ساتھ نماز بھی ادا کر لینا بابو بولا کچھ نہیں حیرت زدہ ہوتے ہوئے بابا جی کی گنڈلی اٹھائی اور مسجد کی طرف چل پڑا جہاں پر اور بھی نمازی آ رہے تھے مسجد میں ایک جگہ گنڈلی رکھوا کر بابا جی بولے کہ میں نماز پڑھ لوں تم بھی ادا کر کے اس گنڈلی کے پاس بیٹھ جانا جب میں آؤں تو پھر جانا اور ہاں یہ سن لو اگر اس میں سے ایک بھی سامان گم ہوا یا چوری ہوا تو دیکھنا مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا یہ کہہ کر بابا جی وضو کرنے چلے گئے اور بابو کچھ دیر تک تو حیرت زدہ کھڑا رہا پھر وہ بھی وضو کرنے کے بعد نماز ادا کرنے لگا۔ وہ نماز بھی بابا جی کی گڈری کے ساتھ ہی کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا تھا تا کہ بابا جی کی گڈری کو اٹھا نہ لے جائے بابا جی نماز پڑھ کر دعا مانگ کر جیسے ہی فارغ ہوئے تو اس گڈری والے بابا کو اپنے سامنے بیٹھے پایا وہ بابو کو چند لمحے تک تو دیکھتے رہے پھر اپنی گڈری کھول کر اس میں سے ایک چادر سی نکال کر بابو کو دیکھتے ہوئے بولے یہ بیٹا میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ ہے جب بھی کوئی مسئلہ یا الجھن پیش آ جائے تو یہ چادر اوڑھ لینا بحر حال مل جائے گا اور ہمیشہ اپنے مقصد میں ثابت قدم رہنا برائی کے آگے کبھی اپنا سر نہ جھکانا یہ کہہ کر بابا جی نے گڈری اٹھائی اور ایک طرف کو چل پڑے بابو نے بھی بابا جی کی چادر سنبھالی اور مسجد سے باہر سامنے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا اس کو بھوک ستانے لگی تھی اس کی جیب میں ایک بھی پیسہ نہیں تھا بابو اپنی بھوک کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ مسجد کے ساتھ والے گھر سے ایک بزرگ آدمی بابو کے پاس آ کر بولا بیٹا گھر میں ایک وزنی پیٹی ہے وہ اٹھو کر دوسرے کمرے میں رکھو دو بیٹا تمہاری مہربانی ہو گی اور تمہاری مزدوری کی میں اجرت بھی دوں گا اس کی بات سن کر بابو بولا بابا جی کوئی بات نہیں میں پیٹی رکھو دیتا ہوں پر مجھے پیسے نہیں چاہیے بس کھانے کے لیے کچھ دے دینا یہ کہہ کر وہ اس بزرگ کے ساتھ چل پڑا جب بابو اس بزرگ کے گھر کے پاس پہنچا تو گھر کے اندر سے ایک بچہ ہنستا ہوا باہر آیا اور بابو کو دیکھ کر ٹھٹک کر رک گیا اور ایک چیخ مار کر یہ کہتا ہوا واپس اندر چلا گیا کہ چادر والے بابا جی آئے ہیں اس بچے کی یہ حرکت دیکھ کر بابو اور وہ بزرگ حیران ضرور ہوئے پھر بابو نے ان کے ساتھ پیٹی ایک طرف رکھوائی اور اس کے بعد کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر واپس درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا اور اپنی پرانی دینا میں آ کر کھو دیا کہ لبنیٰ اب ناگ بھون ناگ راجہ کے پاس چلی گئی ہے نا جانے وہ کس حال میں ہو گی اور کالی چرن نے بھی ابھی تک اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا سب کچھ اللہ جانتا ہے سب کچھ۔۔ ایک دم بابو کا خیالی سلسلہ ٹوٹ گیا کوئی اس کا پاؤں پکڑ کر چلا رہا تھا پھر ایک آواز سنائی دی بابا جی۔۔ بابا جی۔۔ بابو چونک پڑا چند افراد کھڑے ہوئے تھے ان بزرگ کو بابو نے فوراً پہچان لیا جن کا سامان اٹھانے کے بعد کھانا کھانے کو ملا تھا بابو جلدی سے اٹھ گیا اور انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

بابا جی اٹھیے۔۔ اٹھیے بابا جی کوئی غلطی ہو گئی مجھ سے بابو نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا غلطی ہم سے ہوئی بابا جی آپ کو پہچان نہ سکے کوئی غلطی ہو گئی تو معاف کر دیں اللہ کے نام پر آپ ہماری مدد کریں بابا جی اللہ آپ کو اس کا اجر دے گا آپ لوگ یقین کریں کہ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا ہے۔ بابو اٹھ کر بیٹھ گیا وہ سب بابو کے ارد گرد بیٹھ گئے بزرگ نے کہا سن میرا پوتا ہے میرے بیٹے کا ایک ہی بیٹا ہے دوسری بیٹی ہے سنی شوخ کھلاڑی مگر ذہین تھا کبھی کبھی بچوں کے ساتھ سکول سے آوارہ گردی کرنے جاتا تھا اس دن بھی ایسا ہی ہوا تھا اسکے اسکول سے کافی فاصلے پر ایک جگہ کربلا کے نام سے ہے جہاں ایک قبرستان ہے آس پاس کھیت بکھرے ہوئے ہیں وہی کھیلنے گیا تھا کہ واپس آیا تو چہرہ سرخ ہو رہا تھا آنکھیں چمک رہی تھیں رات کو بخار آ گیا وہ ہذیان بکتا رہا اس کے بعد میاں صاحب ہم دیر عتاب ہیں سینکڑوں ایسے واقعات ہو چکے ہیں

جن کی تفصیل طویل ہے اس پر سایہ ہو گیا ہے بابا جی نجانے کیا کیا کر چکے ہیں ہم مگر کچھ نہیں ہو سکا بابا جی اس وقت اس پر جنون طاری تھا جب وہ بھاگ کر باہر آیا تھا آپ کو دیکھ کر سہم گیا اس وقت سے اندر گھسا ہوا ہے جبکہ وہ اندر رہتا بھی نہیں تھا اب کہتا ہے کہ باہر نہیں جاؤں گا باہر وہ ہیں کون بابو نے پوچھا آپ سے ڈر رہا ہے وہ۔۔ مجھ سے۔۔ ہاں۔۔ مجھ سے کیوں۔۔

اللہ جانتا ہے۔۔ بابو ہنسنے لگا عجیب ہیں آپ لوگ آپ کو پتہ ہے کہ میں خود ایک غریب انسان ہوں محنت مزدوری کر کے پیٹ بھرتا ہوں چچا میاں آپ کو خود معلوم ہے آپ کا سامان اٹھا کر میں نے کھانا کھایا تھا اللہ کے نیک بندے ایسے ہی ہوتے ہیں دیکھیے بابا جی ہم بھلا آپ سے کچھ کہنے کی کہاں جرات رکھتے ہیں اتنا ضرور کہیں گے کہ اللہ نے اپنی کوئی امانت آپ کو سونپی ہے تو اسے دوسروں کی بھلائی کے لیے ضرور استعمال کرے آپ کی سر بلندی میں اضافہ ہی ہو گا ہم پریشان حال لوگ ہیں نجانے کہاں کہاں مارے مارے پھر رہے ہیں وہ معصوم بچہ ہے اس کی گیارہ سال عمر ہے وہ تباہ ہو کر رہ جائے گی ماں رو رو کر مر جائے گی س کی سولی پر لٹکے ہوئے ہیں ہم لوگ اللہ کے لیے ہماری مدد کریں بزرگ رونے لگے۔۔ مگر محترم میں ایک عام سا آدمی ہوں میں خود زندگی کا ستایا ہوا ہوں آپ کو میرے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے وہ صرف آپ سے خوفزدہ ہے کہتا ہے باہر نہیں جائے باہر چادر والے بابا ہیں اور چادر آپ کے پاس آپ نے لپیٹ رکھی ہے چادر بابو کے پورے وجود میں بم سا پھٹا۔ چادر۔۔ چادر بابو نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے جیسے اس نے لپیٹ رکھا تھا یہ عطیہ اس بزرگ نے دیا ہے جو مسجد میں ملے تھے جن کے سامان کی بابو نے رکھوالی کی تھی اس وقت بابو کی اندھی آنکھوں نے نہیں پہنچانا تھا اب تک نہیں پہنچانا تھا اور اس بزرگ کی بات بھی یاد تھی کہ جب بھی الجھن ہو چادر اوڑھ لینا حل مل جائے گا بابا جی بزرگ کی آواز نے بابو کو چونکا دیا جی میں۔۔ وہ۔۔ خدا کے لیے بابا جی اللہ نے آپ کو کچھ دیا ہے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ خدا کے لیے بابا جی بزرگ نے دونوں ہاتھ جوڑے اور بابو تڑپ اٹھا ایسا نہ کریں خدا کے لیے ایسا کر کے مجھے گنہگار مت کریں ہماری مدد کریں آپ مجھے وقت دیجیے کچھ کر سکا تو میں ضرور کروں گا آپ سے وعدہ کرتا ہوں میں خود حاضری دوں گا بہت بہتر ہم انتظار کریں گے آپ جائیے میں آپ کے پاس ضرور آؤں گا اگر آپ کا کام نہ کر سکا تو معذرت کر کے واپس آ جاؤں گا بابو نے کہا اور وہ سب امید بھری نظروں سے بابو کو دیکھتے ہوئے واپس چلے گئے بابو دیوانہ وار آگے بڑھ کر چادر کو اٹھا لیا اور اسے سینے سے لگا لیا سکون کا ایک سمندر سینے میں اترتا گیا تھا بابو کافی دیر تک اس سکون سے بہرہ ور ہوتا رہا شام کے سائے جھلک رہے تھے عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا پانی سے وضو کیا نماز پڑھی اور اس درخت کے نیچے بسیرا کر لیا تھا رات ہو گئی عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تھا کہ کھانا آ گیا بابا جی لنگر لے لیجیے اللہ کے نام کا ہے بابو انکار نہ کر سکا تھوڑا بہت کھانا کھایا اس کے بعد چادر اوڑھ لیا اور دل میں کہا مجھے اس نعمت سے سرفراز کرنے والو مجھ سے زیادہ تم میرے بارے میں جانتے ہو میری نظر محدود ہے میری عقل محدود ہے جو منصب مجھے عطا کیا گیا اس عہدے کے لیے میری رہنمائی درکار ہے میری عقل ناقص ہے فیصلے کرنے سے قاصر ہے مجھے رہنمائی عطا ہو مجھے رہنمائی درکار ہے مجھے رہنمائی چاہیے بابو کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے کسی نے زور سے دھکیل کر کہا بڑا اچھل کر سو رہا ہے سرک جگہ دے بابو لڑھک گیا تھا جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا یہ پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک بوڑھا آدمی تھا اللہ کی زمین ہے اس پر سب کا حق ہے۔ کیوں نہیں آپ آرام سے لیٹ جائیے۔

بابو جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا بوڑھا آدمی آرام سے لیٹ گیا کچھ دیر خاموشی سے گزر گئی پھر اس نے گردن اٹھا کر بابو کو دیکھا اور بولا پیروں میں بڑا درد ہو رہا ہے ذرا دبا دے۔ جی بابو نے اس کا پاؤں اٹھا کر گود میں رکھ لیا اور اسے دبانے لگا دفعتہً اس نے بڑی زور سے دوسرا پاؤں اس کے سینے پر مارا اور بابو بے اختیار لڑھک کر دور جا گرا ہاتھوں میں کانٹے اگے ہوئے ہیں آہستہ نہیں دبا سکتا ہے طاقت آزما رہا ہے میرے پیروں پر اوہ نہیں بابا جی معاف کر دیجیے اب آہستہ دباؤں گا بابو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی جگہ سے اٹھ کر دوبارہ اس کے پاس آ بیٹھا احترام سے دوبارہ اس کا پاؤں لے کر گود میں رکھا اور اسے آہستہ آہستہ دبنے لگا ہاں اب ٹھیک ہے اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں کوئی ایک گھنٹہ گزر گیا تو اس نے کروٹ بدلی اور دوسرا پاؤں بابو کی گود میں رکھ دیا بابو دوسرا پاؤں دبانے لگا کافی دیر گزر گئی اچانک وہ بولا قاتل بہت ہیں کچھ زیادہ خطرناک اور کچھ کم دشمن کے وار کرنے سے پہلے اس پر وار کر دو اسے مار ڈالو دشمنی نمبر ایک غرور ہے خود پسندی ہے تمہارے بدن کا لباس تمہاری بینائی تمہاری سوچ اور سب سے بڑھ کر تمہاری زندگی اپنی نہیں ہے پھر کس چیز پر حق جتاتے ہو بیوقوفی ہے ناں کیوں ہے ناں ہاں بابو نے آہستہ سے کہا۔

سب کچھ قرض ہے ادھار ہے ادائیگی ضروری ہوتی ہے بچا کچھا اپنا ہوتا ہے دوسرے کے مال پر اترانا کیوں ہے کہ نہیں ٹھیک ہے بابا جی پوچھ لینا اچھا ہوتا ہے سمجھ میں نہ آئے تو پوچھ لو۔۔ کس سے بابا جی بتانے والا اندر ہوتا ہے پوچھو گے جواب ملے گا بھٹکنے کی ضرورت کیا ہے مگر کرنے سے پہلے پوچھو جی بابا جی خود غرضی ہمیشہ نقصان دیتی ہے پہلے دوسروں کے بارے میں سوچو پھر اپنے بارے میں جذبات سنبھالنے پڑتے ہیں ورنہ کھیل بگڑ جاتا ہے کیا سمجھے اور کچھ پوچھنا ہے آپ نے جتنا سمجھایا اتنا تو سمجھ گیا ہے بابا جی اتنا کافی ہے ضرورت پڑے تو اور پوچھ لینا میں نابینا ہوں بابا جی کچھ نہیں جانتا سچائی سے سب کچھ کرنا چاہتا ہوں مگر ناواقفیت کا شکار ہو بابو نے رندھی ہوئی آواز میں چہرہ ڈھک لینا دل ودماغ روشن ہو جائے گے۔ بس کافی ہے بوڑھے شخص نے پاؤں سمیٹ لیے سو جاؤ بابا جی نہیں چلتا ہوں بوڑھے نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا بابو اسے دیکھتا رہا اس نے چند قدم آگے بڑھائے اور پھر ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا دل بابو کا بری طرح سے کانپ رہا تھا اس کو رہنمائی ملنی تھی انعام عطا ہوا تھا ہدایت کی گئی تھی بابو درخت کے نیچے بیٹھ کر سوچ میں ڈوب گیا بوڑھے کی باتوں سے دل میں کئی خیال آتے جاتے رہے پھر وہ لوگ یاد آ گئے جن سے وعدہ کیا تھا کیا کروں کیا کرنا چاہیے کچھ سوچ کر وہ لیٹ گیا اور پھر چادر چہرے پر ڈال لی ذہن میں ان کا تصور کیا تو چاروں طرف روشنی پھیل گئی وہ سب نگاہوں کے سامنے آ گئے بزرگ ان کا بیٹا بہو لڑکی اور وہ بچہ زبان باہر لٹکی ہوئی تھی نوجوان لڑکی نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں اور خوف سے کانپ رہی تھی اس کی ماں کے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ حسرت بھری نظروں سے بچے کو دیکھ رہی تھی اور وہ ہی بزرگ تسبیح ہاتھوں میں لیے کچھ پڑھ رہے تھے دفعتہً لڑکے کی زبان لمبی ہونے لگی سرخ زبان کسی سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اس کی لمبائی کوئی چار گز ہو گی اور پھر اچانک اسنے ان بزرگ کے ہاتھوں سے دی تسبیح کو لے لیا لڑکی نے دہشت بھری چیخ ماری اور گر کر بے ہوش ہو گئی بات کر لو چلے جاؤ۔ حال معلوم ہو جائے گا چلے جاؤ کام ہو جائے گا بابو کو اپنی آواز سنائی دی کہ وہ بول رہا تھا اور سن بھی وہ ہی رہا تھا متعدی سے اٹھ کھڑا ہوا چادر اتار کر شانوں پر رکھا اور تیز تیز قدموں سے اس طرح بل پڑا کچھ دیر کے بعد وہاں پہنچ گئے سب لوگ اس مکان میں تھے بابو نے دروازہ بجا دیا انہی بزرگ نے دروازہ کھولا تھا۔

آپ آیئے دیکھئے اندر کیا ہو رہا ہے انہوں نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا آ سکتا ہوں آ جائیے بزرگ دروازے سے ہٹ گئے بابو اندر داخل ہو گیا بچہ اچھل پڑا تھا اس کی زبان فوراً اندر چلی گئی تھی وہ اٹھ کر دیوار سے جا لگا اور بابو کو خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور شاید بھاگنے کے لیے جگہ تلاش کر رہا تھا پھر اس ۔ نے غرائی ہوئی آواز میں کہا میرا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں اپنا کام کرو ورنہ اچھا نہ ہوگا ایک گلاس پانی دیجئے بابو نے بزرگ سے کہا اور وہ جلدی سے ایک طرف رکھی صراحی کی طرف بڑھ گئے تم سن نہیں رہے میرا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں ہے لڑکے نے بھاری آواز میں کہا یہاں تم سے جھگڑا کون کر رہا ہے اللہ کے بندے ہو اللہ کا نام لے کر بات کرو بابو نے بزرگ کے ہاتھوں سے پانی کا گلاس لے کر اس پر بسم اللہ پڑھ کر پھونکی اور اس کے بعد پانی کا گلاس لے کر اس کی طرف بڑھا کر بولا لو میاں پانی ہے محبت سے کوئی چیز پیش کیجائے تو اسے محبت سے ہی قبول کرنا چاہیے دیکھو آخری بار سمجھا رہا ہوں ہمارے بیچ میں مت آؤ تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا سوائے

نقصان کے اللہ کے بندے ہو کر اللہ کے بندوں کو نقصان پہنچاؤں گے تو تمہارے ساتھ بھی تو بہتری نہیں ہو گی جواب دو ورنہ یہ پانی تمہارے جسم پر پھینک دوں گا اور تم سمجھتے ہو کہ یہ گناہ صرف تمہارے سر ہو گا ارے واہ۔ جھگڑا ہمارا ہے بیچ میں کود ہے ہو تم ذرا اس سے پوچھو کہ کیا کیا ہے اس نے بچے کھیل رہے تھے اسے کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا تھا شرارت اپنی جگہ ہوتی ہے پتھر مارنے شروع کر دیئے اچھا خاصا زخمی کر دیا تھا میرے بچے کو میں بھلا چھوڑ دوں گا اسے اتنے ہی زخم نہ لگا دوں اسے تو میرا نام نہیں درگزر بھی تو ایک پسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے بچپن ہے بے شک تمہیں نقصان پہنچ ہو گا لیکن اس کی زندگی تباہ کر کے تمہیں کیا مل جائے گا اور اگر میرا بچہ مر جاتا تو اللہ نے اسے زندگی عطا فرمائی ہے تم اس کے صدقے اس کی زندگی بھی قائم رہنے دو یہ ضروری ہے کیا ضروری ہے اور کیا غیر ضروری ہے میں سمجھتا ہوں تم اپنی یہ ولایت لے کر چلے جاؤ ورنہ میرا تمہارا جھگڑا ہو جائے گا اور ہاں پہچانتا ہوں میں تمہیں اچھی طرح اور جانتا ہوں بھی ہوں ہر ایک کے بیچ میں پہنچ جاتے ہو تمہارا ابھی کچھ کرنا پڑے گا۔

اگر میرے سر پر پتھر مار کر تمہارا دل ٹھنڈا ہو سکتا ہے تو میں حاضر ہوں کچھ نہ کہوں گا تمہیں لیکن تم بھی ایک بچے کے باپ ہو معاف کر دو اسے میں اس کی طرف سے اور اس کے تمام اہل خانہ کی طرف سے تم سے معافی مانگتا ہوں اگر کوئی جرمانہ کرنا چاہو تو جرمانہ کر دو ادائیگی ہو گی مگر اب اسے معاف کر دو تو بہتر ہے اور ار میں نہ کروں تو۔۔ تو بات پھر دوسری شکل اختیار کر جائے گی جو کہ میں نہیں چاہتا یہ کہہ کر بابو نے گلاس سیدھا کر لیا اور لڑکا دیوار کے سہارے ادھر سے کھسکنے لگا پھر بولا یہ طریقہ ہوتا ہے دوستی کرنے کا ان لوگوں سے کہو کہ اگر آئندہ یہ اس طرف گیا تو پھر میں اسے نہیں چھوڑوں گا اور تم ٹھیک ہے میں نہ سہی کوئی دوسرا تمہیں ٹھیک کر دے گا ہر ایک کے بیچ میں ایسے ہی مت آیا کرو اب تم یہ بتاؤ کہ سچے دل سے اسے معاف کر رہے ہو یا یونہی مجھے عارضی طور پر ٹال رہے ہو اور اگر یہ بچہ دوبارہ ادھر دیکھا گیا تو اس کا وعدہ اس کے والدین کریں گے عورت جلدی سے بولی نہیں جائے گا ہم وہ شہر ہی چھوڑ دیں گے وہ جگہ ہی چھوڑ دیں گے ہم کبھی بھی نہیں جائیں گے اس طرف کبھی بھی نہیں جائیں گے اس طرف۔۔ دیکھو میاں جی مشورہ دے رہے ہیں تمہیں ہم ایسے معاملات میں ٹانگیں مت اڑایا کرو ورنہ کسی وقت نقصان بھی اٹھاؤ گے ارے ہاں پہنچ گئے ولی بن کر لڑکے نے کہا اور اس کے بعد اس نے آنکھیں بند کر لیں رفتہ رفتہ اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور پھر وہ دیوار کے ساتھ نیچے کھسکتا ہوا زمین پر گر پڑا وہ بھی بے ہوش ہو گیا تھا بزرگ جلدی سے آگے بڑھے ان کا بیٹا بھی آگے بڑھا اور باپ نے بیٹے کو گود میں اٹھا لیا لڑکا گہری گہری سانس لے رہا تھا عورت کی سسکیاں بلند ہو رہی تھیں بابو نے آہستہ سے کہا خدا نے اپنا کرم کر دیا ہے میرے خیال میں اب سب ٹھیک ہے آپ لوگ اٹھیں ان سے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کریں اب خدا نے اپنا کرم کر دیا ہے اب یہ بہتر ہو جائے گا بزرگ جلدی سے بابو کے پاس پہنچے اور انہوں نے جھک کر بابو کے پاؤں پکڑنا چاہے تو بابو دو قدم پیچھے ہٹ گیا نہیں محترم خدا کے لیے نہیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں یہ میرے ساتھ دشمنی ہے بزرگ ایک دم سیدھے ہو گئے تھے بابو کا دل کہہ رہا تھا کہ بچہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ آہ ہم سب کو نئی زندگی ملی ہے اپنے جذبات کا اظہار وہ بولے بس ایک التجا ہے کیجئے بابا جی میرے حق میں دعائے خیر کیجئے۔

سنئے بابا جی سنیے کچھ خدمت کا موقع دیجئے ہمیں اللہ نے آپ کو اپنی رحمت سے نوازہ ہے بڑی باتیں نہ کیجئے خدا حافظ بابو نے کہا اور وہاں سے نکل آیا اس کے بعد بابو نے دل رکنے کو نہیں چاہا تا چنانچہ کسی سمت کا تعین کیے بغیر ہی چلتا رہا وہ چلتے ہوئے آبادی سے بھی گزر گیا لق ودق میدان شروع ہو گئے چاند نکل آیا تھا پر سکوت ماحول تھا اس طرح چلتے رہنے میں بابو کا بہت لطف آ رہا تھا چلتا رہا اور نجانے رات کا کون سا پہر تھا بابو کے پاؤں کچھ وزنی ہوئے تو وہ رک گیا جھاڑیاں پتھر مٹی کے تودے گڑھے جن میں پانی بھرا ہوا تھا اور جھینگر یہ وقت کی راگنی الاپ رہے تھے کسی قدر صاف ستھری جگہ دیکھ کر بابا بیٹھ گیا اور تھکن محسوس کر کے وہیں آرام کرنے کی ٹھانی ایک پتھر سے سر ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لیں نجانے کتنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیر گزری کہ قدموں کی چاپ سنائی دی اور بابو کی آنکھیں کھل گئیں چار انسان نظر آئے چاندنی رات میں انہیں صاف دیکھا جاسکتا تھا دیہاتی تھے لاٹھیاں اٹھائی ہوئی تھیں لمبے تڑنگے تھے سہمے سہمے قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے بابو انہیں دیکھتا رہا اور وہ جب اس کے قریب آئے تو بابو اٹھ کر بیٹھ گیا سنو بات۔ سنو بابو نے کہا اور وہ چاروں رک گئے انہوں نے شاید بابو کو نہیں دیکھا تھا اس لیے وہ چاروں اس طرف دیکھنے لگے پھر سب ہی دہشت سے چیخنے لگے انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی مگر ایک دوسرے میں الجھ کر گر پڑے۔

ارے دیا رے دیا۔۔رے شردھانند تیرا ستیاناس ہے پربھو۔۔یہ بھگوان۔ بھاگو۔۔ارے بھاگو۔۔ان میں سے کسی نے چیخ نے کہا مگر ان کی ہمت سیت ہوگئی تھی ڈرو نہیں بھائی میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں ڈرو نہیں بابو کھڑا ہوگیا برے مارد یورم دیال پرے بھاگو بھیا کوئی اور چیخا اس دوران بابو ان کے بالکل قریب پہنچ گیا دیکھو میں پھر کہہ رہا ہوں تم سے ڈرو نہیں میں کوئی بھوت پریت نہیں تمہارے جیسا انسان ہوں پرے بھیاء بھوت ناہیں تو کا پیاں کھیت کھار ہے ہو ایک نے ہمت کر کے کہا مسافر ہوں سفر کر رہا تھا تھک کر یہاں لیٹ گیا تھا ایں۔۔ان کی کچھ ہمت بندھی ایک ایک کر کے اٹھ کر بیٹھ گئے سب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بابو کو دیکھا اور پھر ڈرے ڈرے انداز میں ہنسنے لگے ارے تو ڈر کون رہا تھا ہم تو پہلے ہی کہہ رہے تھے ہاں واہ رے رام دیال تو بھی بڑا بکت ہے بھائی۔ بس بس چپ ہو جا شرم کر جان تو تیری نکل رہی تھی مگر بھائی مسافر لگو تو تم بھوت ہی رہو ارے اکیلے یہاں پڑے ہوئے ہو تم لوگ کون ہو اور اس وقت کہاں جا رہے تھے ارے بس کیا بتائیں یہ سردھانند ہے بس ڈھالی بستی گئے تھے کام سے صبح کو چلتے مگر یہ گھر والی کو کہہ آیا تھا کہ رات کو واپس آجائے گا بس بھیا ہمیں کھینچ کر چل پڑا حالانکہ راستے میں لال تلیان پڑتی ہے مگر بھیاء بیاہ کو چار مہینے ہوئے ہیں وعدہ کیسے پورا نہ کرتا ارے ہے نا شردھانند اب چلو یہاں ہی پڑے رہو گے شردھانند نے کہا بھائی مسافر تم کدھر جا رہے تھے بس سیدھا ہی جا رہا تھا کہیں دور سے آرہے ہو کا۔ ہاں۔ چلو گے ہمارے ساتھ یا یہیں جنگل میں مزے کرو گے تم لوگ کہاں رہتے ہو رام پور کے رہنے والے ہیں چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں بابو نے کہا تھکن تھی مگر پھر بھی اس سادہ دل دیہاتیوں کے ساتھ اس کا دل چاہا وہ سب آگے بڑھ گئے تھے تمہارا نام کیا ہے شردھانند نے پوچھا بابو۔ بابو نے جواب دیا مسلمان ہو بھائی۔ ہاں کبھی رام پور گئے ہو کبھی نہیں بڑھیا جگہ ہے مگر مگر کیا۔ ارے نا بھائی نہ رات کا وقت ہے کچھ نہ بولیں گے ہم۔۔ویسے ہی اس سسرے شردھانند نے مروا دیا ہے ہمیں رام دیال نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کے بعد دیر تک خاموشی طاری رہی تھی پھر ان لوگوں کے قدم رکنے لگے سب ڈرے ڈرے سے لگ رہے تھے بابو پوچھے بغیر نہ رہ سکا کیا بات ہے لال۔۔لا تلیاں تم لوگ پہلے بھی اس کا نام لے چکے ہو یہ لال تلیاں ہے کیا ارے بھیاء یہاں سے نکل چلو پھر بعد میں بتا دیں گے۔ نہیں ابھی بتاؤ نند لال۔ شردھانند نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور سب رک گئے شردھانند خوفزدہ انداز میں ایک طرف اشارہ کر رہا تھا بابو نے اس سمت دیکھا آگ روشن تھی کوئی شخص بیٹھا اس جلتی ہوئی آگ میں لکڑیاں ڈال رہا تھا جس سے آگ اور بھڑک اٹھتی تھی۔

کیا بات ہے آگے نہیں چلو گے بابو نے ان سے پوچھا مگر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا وہ سب خوفزدہ نظروں سے ادھر ہی دیکھ رہے تھے بابو کچھ دیر ان کے ساتھ کھڑا رہا پھر اس نے آگے قدم بڑھاتے ہوئے کہا ٹھیک ہے میں چلتا ہوں تم یہاں آرام کرو ارے کوئی دماغ خراب ہوا ہے تمہارا آگے نہ بڑھنا بے موت مارے جاؤ گے گردن مروڑ کر توڑ دے گا تمہاری کون بابو نے پوچھا سر کٹا ہرے رام غلطی سے منہ سے نام نکل گیا رام دیال نے دانتوں تلے زبان دبالی۔ سر کٹا ہے وہ تلیاں کنارے آگ کون جلا رہا ہے وہ سر کٹا ہے ارے تو کیا چاچا ہے ہمارا سب کے سب دہشت زدہ نظر آرہے تھے سر کٹے کا نام سن کر بابو کو کالی باؤلی والا سر کٹا اور ان کی بستی یاد آگئی پھر بابو شردھانند سے بولا مجھے اس کے بارے میں کچھ اور بتاؤ تمہاری تو گھوم گئی ہے کھوپڑی ہمیں کاہے کو مراؤ ہو بھائی۔ ارے واپس چلو بھیا آج کی تو تمہاری بیوی ہی مصیبت کی ہے کہہ رہی

تھی شردھانند سے آج گھر پہنچ جائیں تو جانو ٹھیک ہے تم سے یہاں رکو میں دیکھتا ہوں بابو آگے بڑھنے لگا تو چاروں نیمل کر بابو کو پکڑ لیا ساری شیخی نکل جائے گی میاں جی رک جاؤ۔ آؤ واپس چلتے ہیں دن نکل آئے گا تو آگے بڑھے گے تمہیں اس کے قصے نہیں معلوم بتاؤ گے تو پتہ چلے گا نہ کوئی ایک ہو تو بتائیں نند و لال اس کے سارے کٹم کو کھا گیا ہے کشن کو اس نے مارا سلیم کا جوان بیٹا اس کے ہاتھوں مارا گیا کلو سنگھ کی لاش تال میں گل گئی راتوں کو مستی میں نکل آتا ہے آوازیں لگاتا ہے سبزی لے لو سبزی لے لو اگر کسی نے جھانک لیا تو سمجھو گیا ہماری بستی تو بس اب غم کی بستی ہوگئی ہے آج کل تو بے چارے بنسی لعل پر تو مصیبت آئی ہوئی ہے۔

آؤ بیٹھو مجھے اس کے بارے میں اور مزید بتاؤ بابو نے کہا۔ بات دلچسپ تھی خلق خدا کو تنگ کیا جا رہا تھا تو ذمہ داری آتی تھی۔ ان لوگوں نے معصومیت سے مکمل کہانی سنائی۔ نند و لال اس بستی کا رام پور کا تھا دو بیٹے ایک بیٹی تھی ایک بیٹا دوکان کے کچھ پیسے جوئے میں ہار گیا باپ کے خوف سے لال تلیاں آچھپا صبح کو اس کی اکڑی ہوئی لاش ملی تھی نند لال نے ایک منتر پڑھنے والے کو بلا کر تلیاں کے کنارے جاپ کرایا بس عقب ہو گیا منتر پڑھنے والا تو خیر بھاگ گیا مگر نند لال کی مصیبت آگئی بیوی بیٹی آگ سے جل کر مر گئی پھر دوسرا بیٹا پاگل ہو گیا اور سے کے غم میں نند و لال نے خودکشی کر لی ہری داس بھی تلیاں کنارے مارا گیا سلیم چاچا کا بیٹا پہلوانی کرتا تھا اس نے سر کٹے کو تسلیم نہ کیا تلیاں کنارے آکر سر کٹے کو للکار دیا بہت سے لوگوں نے سر کٹے کو اس سے کشتی لڑتے دیکھا اور پھر نوجوان لڑکا خون تھوک تھوک کر مر گیا یہی ساری کہانیاں تھیں۔ پھر بابو نے بنسی لال کے بارے میں پوچھا۔ وہ دوسری بات ہے۔ کیا بابو نے پوچھا۔ ارے وہ اور واقعہ ہے بنسی لعل مہاراج بھی تو کسی سے کم نہیں تھا۔ وہ اس سر کٹے کا قصہ نہیں ہے۔ نہیں وہ اس کے کرموں کا پھل ہے چلو تم لوگ یہاں بیٹھو میں ذرا اس سے ملاقات کر لوں۔ بابو نے کہا اس بار بابوان کے کہنے سے بھی نہ رکا تھا بابو آگ کو نشان بنا کر ہی آگے بڑھا اور تالاب کے کنارے پہنچ گیا خاصا وسیع قدرتی تالاب تھا جس میں سنگھاڑوں کی بیلیں تیر رہی تھیں بابو نے جلتی آگ کے پاس اسے بیٹھے ہوئے پایا لباس بیگانہ اور وہ ایک لمبا تڑنگا شخص تھا او۔ در حقیقت اس کے شانوں پر سر موجود نہیں تھا بابو کی آہٹ پا کر وہ کھڑا ہو گیا بابو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا کون ہے رے۔ تو ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی بابو ہے میرا نام تمہارا بھی کوئی نام ہے سورما بن کر آیا ہے۔ نہیں تمہیں سمجھانے آیا ہوں۔ کیا تو سمجھائے گا تمہارا اصل ٹھکانہ کہاں ہے۔ تو کون ہوتا ہے پوچھنے والا۔ تم خلق خدا کو تنگ کرتے ہو تمہیں یہ جگہ چھوڑنا ہوگی۔ یہاں سے چلے جاؤ چلے جاؤ یہاں سے ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ لڑے کا۔ سر کٹے نے رانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا مجبور کرو گے تو لڑنا پڑے گا مگر میں چاہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو بابو نے کہا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ جو کچھ بتایا درست ہے وہ گندی روح ہے اور انسانوں کو نقصان پہنچاتی ہے اسے روکنا ضروری ہے سر کٹا بار بار ہاتھ مار کر اچھلا اور پھر اس نے اپنے بائیں شانے سے بابو کے سینے میں ٹکر ماری بابو لڑکھڑا گیا ہاتھ بڑھا کر بابو نے اسے پکڑنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ اس کے بدن کے درمیان سے نکل گیا سر کٹے عقب سے آکر پھر ٹکر ماری اور بابو پھر لڑکھڑا گیا مگر گرا نہیں تھا ایک منمناتا بھیانک قہقہہ اس کے حلق سے نکلا اور وہ آنکھ مچولی کرنے لگا کبھی سو گز دور نظر آتا کبھی بالکل قریب اسے چھونے کی کوشش ناکام ہو گئی بابو نے اس بار پوری طرح تیا ہو گیا سر کٹے نے قریب آکر بابو کے سینے میں مارنا چاہی تو اچانک سنہری ناگن نے جست لگائی اور سر کٹے کو اپنی کنڈلی کی لپیٹ میں کس لیا اور اسے ڈسنے لگی۔

سر کٹا اب ہلنے جلنے سے قاصر تھا بابو حیران تھا کہ یہ سنہری ناگن کہاں سے اچانک آگئی موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بابو نے بابا کی طرف سے تحفہ دی ہوئی چادر کو اس سر کٹے پر ڈال دیا اور چادر پوری طرح پھیل کر اس کر پر چھا گیا ایک ایک بھیانک سنائی دی اور وہ زمین پر گر پڑا چادر میں وہ بری طرح جدوجہد کر رہا تھا اور اس کی چیخیں بھیانک ہوتی جا رہی تھیں وہ کافی دیر تک چیختا رہا پھر اس کی آواز مدھم ہوتی چلی گئی اور کچھ دیر کے بعد چادر بالکل زمین پر پھیل گیا جیسے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اندر کچھ نہ ہو بابو نے آگے بڑھ کر اسے اٹھالیا اور نیچے کا منظر دیکھ کر خود بھی حیران رہ گیا زمین پر ایک انسانی جسم کا پورا سیاہ نشان بنا ہوا تھا جس سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا بابو نے چادر لپیٹ کر اپنے کندھے پر ڈال لی نجانے کس طرح ان چاروں کی ہمت بڑی اور وہ بابو کے قریب آ گئے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھنے لگے ختم ہو گیا رام دیال نے کہا اور پھر سب نے بابو کو دیکھا اور اچانک چاروں ہاتھ جوڑ کر بابو سے لپٹ گئے جے ہو مہاراج کی بمشکل تمام بابو پیچھے ہٹا اور ان سے اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔

یہ کیا کر رہے ہو آپ لوگ۔ آپ نے سر کٹا مار دیا مہاراج۔ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ہم نے آپ دھرماتما ہیں ہم سمجھے نہیں تھے مہاراج آپ کو آپ نے سر کٹا مار دیا ارے یار ے دیا۔ یہ بات تھی ہم آپ کو پہچان نہیں پائے آپ کو مہاراج کوئی بری بات منہ سے نکل گئی ہو تو معاف کر دینا ان کی حالت خراب ہوں ے لگی بابو نے انہیں تسلی دے کر مسکراتے ہوئے کہا چلیے آپ لوگوں کو ایک گندی روح سے نجات مل گئی اب مہاراج یہ بھسم ہو گیا ہے دھرتی میں سما گیا ہے ہرے رام ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہیں بابو نے کہا ٹھیک ہے یہ کام تو ہو گیا اب تو بستی چلو گے اب بھی نہ چلیں گے مہاراج۔ وہ چاروں بڑی عقیدت سے بابو کے پیچھے پیچھے چلنے لگے بابو یہ حیران ہو رہا تھا کہ اس سر کٹے کو اپنی شکنجے میں پھنسا کر اس کے بعد وہ سنہری ناگن کہاں گئی تھی وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ اس کے بھسم ہوں ے کے نشان بھی نہیں تھا خیر پھر بابو نے ان سے بستی میں رہنے والوں کے بارے میں پوچھا۔ بڑی اچھی ہے مہاراج ہماری بستی ہندو مسلمان کا کوئی جھگڑا نہیں ہے ہم اس بستی میں پیدا ہوئے جوان ہو گئے کبھی کوئی خرابی نہیں ہوئی سنسار میں ادھر ادھر لوگ لڑتے بھڑتے رہے پر ہم بڑے پریم سے رہتے ہین جہاں ہم مولوی خالد کی باتین سنتے ہیں وہیں پنڈت کرشنا کی کتھائیں بھی سنتے ہیں بھگوان کا نام ہر کوئی اپنے اپنے طور پر لیتے ہیں مہاراج کیا ہندو کیا مسلم۔ مولوی خالد کون ہے۔ رام پور کی مسجد کے مولوی ہیں بڑے اچھے آدمی ہیں بیچارے۔ یہاں مسلمان کتنے آباد ہیں۔ ہمیں ٹھیک سے نہیں معلوم مہاراج پر بہت ہیں اور سب اپنے اپنے کام کرتے ہیں راستے بھر یہ سب باتیں کرتے ہوئے آتے گئے اور پھر رام پور پہنچ گئے صبح ہوں ے میں دی ہی کتنی رہ گئی تھی پھر بستی کے علاقے میں قدم رکھا تو مسجد سے اذان کی آواز سنائی دی اور بابو کے قدم رک گئے بابو نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ذرا مسجد کا راستہ بتا دو مجھے۔ وہ ہے سیدھے ہاتھ کی سیدھ میں وہ جو روشنی جل رہی ہے شردھانند نے کہا تو بابو نے انہیں دیکھا اور پھر کہا۔ اچھا تو بھائیو میری منزل وہ ہے۔ رام پور میں رہیں گے تو مہاراج۔ دیکھو جو اللہ کا حکم ہوا۔ ہم آپ کی سیوا کرنا چاہتے ہیں۔

نہیں بھائی تمہارا بہت شکریہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اچھا اب تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں جاؤ میں بھی اپنے اللہ کے گھر کی جانب قدم بڑھاتا ہوں بابو نے کہا اور وہ عقیدت سے واپس چلے گئے بابو کا رخ مسجد کی جانب ہو گیا مسجد زیادہ فاصلے پر نہیں تھی تھوڑی ہی دیر میں بابو وہاں پہنچ گیا چھوٹی چھوٹی تقریباً دیواریں چاروں بنی ہوئی تھیں احاطہ وسیع تھا اور مسجد کی اصل عمارت بہت چھوٹی تھی تھوڑے فاصلے پر ایک چبوترہ بلند ہو گیا تھا بائیں طرف ہاتھ سے چلنے والا نلکا لگا ہوا تھا اور ایک سمت گھروں کا سا منظر تھا یقینی طور پر مسجد کا حجرہ ہو گا مولوی صاحب ابھی تک بلندی پر اذان دے رہے تھے غالباً یہ مسجد کی چھت کا حصہ تھا جہاں وہ موجود تھے ایک سمت سے سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں بابو نے ایک سمت جوتے اتار کر رکھے اور ہاتھ سے نلکا چلایا اور وضو کرنے بیٹھ گیا اذان ختم ہو چکی تھی غالباً وہ نیچے اتر رہے تھے۔ بابو نے وضو سے فراغت حاصل کر کے چادر سنبھال کر بغل میں دبائی اور اس طرف آ گیا مولوی صاحب بابو کی طرف آ گئے تھے بابو ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا چوڑا چکلا جسم اور بڑی سی داڑھی سینے پر بکھری ہوئی تھی اور آنکھوں میں چمک تھی بابو سے بولے مسافر معلوم ہوتے ہو حضرت۔ جی مولوی صاحب۔ کیا ابھی ابھی بستی میں داخل ہوئے ہیں۔ جی ہاں بس یوں سمجھ لیں کہ آپ کے منہ سے آزان کی آواز نکلی اور میں نے آپ کی بستی میں قدم رکھا خوش آمدید میرا نام مولوی خالد ہے خاکسار کو بابو

کہتے ہیں نمازی انے والے ہیں ذرا انتظامات کر لوں اس کے بعد آپ سے گفتگو رہے گی نماز کے بعد نہ جائیے گا صبح کا ناشتہ میرے ساتھ کیجئے گا بہتر ہے بابو نے جواب دیا اور ایک گوشے میں جا بیٹھا اپنی آنکھیں بند کی اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا مولوی صاحب بابو سے ملنے کے بعد کہیں چلے گئے تھے کچھ دیر کے بعد مسجد کے دروازے سے نمازیوں کا داخلہ شروع ہو گیا نلکا چلنے کی آوازیں ابھرتی رہیں۔

کوئی بیس بائیس افراد جمع ہو گئے مولوی صاحب بھی تیار ہو کر واپس آ گئے اور پھر بابو نے نماز با جماعت ادا کی نماز سے فراغت کے بعد نمازی تو ایک ایک کر کے چلے گئے بابو نے سوچا کہ اس سے بہتر جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے چنانچہ وہ وہیں بیٹھا رہا اور درود شریف کا ورد کرتا رہا پھر مولوی صاحب آ گئے تھے کہنے لگے آئیے بابو صاحب تشریف لائیے چائے تیار ہے ناشتہ کچھ دیر کے بعد پیش کیا جائے گا زحمت ہو گی آپ کو مہمان تو رحمت خداوندی ہوتے ہیں اور پھر اتنی صبح ہماری بستی میں داخل ہوں ے والا مہمان تو باعث رحمت و برکت ہوتا ہے آئیے تکلف نہ کیجیے مجھے میزبانی کا شرف بخشئے اور بابو مولوی کے پیچھے چل پڑا مسجد کا وہ بغلی حصہ جسے بابو گھروں کا سلسلہ سمجھا تھا ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھوٹے چھوٹے گھر پاس کے پاس تھے اندرونی حصے میں شاید ان کے اہل خانہ کی رہائش تھی تھوڑا سا راستہ تھا اس کے بعد وسیع و عریض صحن جس میں املی کے بڑے بڑے درخت لگے ہوئے تھے اور ان کی ٹہنی پر جھولے لگے ہوئے تھے سورج ابھی پوری طرح بلند نہیں ہوا تھا لیکن اجالا تیزی سے پھیل رہا تھا مولوی خالد نے کچی مٹی کے پیالے میں چائے پیش کی اور بابو نے اسے قبول کر لیا مولوی خالد بابو کے سامنے بیٹھے اسے دیکھتے رہے پھر بولے میاں برا نہ مانئے گا کہ ہماری اور آپ کی عمروں میں جتنا فرق ہے اس کے تحت اگر تھوڑی سی بے تکلفی کی گفتگو ہو جائے تو برنہ محسوس کریں نہیں مولوی صاحب آپ بزرگ ہیں میرے کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ویسے تو آپ ایک عام سے نوجوان ہیں لیکن نہ جانے آپ کے چہرے پر مجھے کچھ خاص بات محسوس ہوتی ہے ہمیں کیا عرض کر سکتا ہوں بابو نے مسکراتے ہوئے کہا مزید تعارف نہ ہو گا کوئی شخصیت نہیں ہے میری جو قابل تعارف ہو بس یوں سمجھ لیجیے کہ صحرا نورد ہوں نجانے کہاں کہاں گھومتا رہتا ہوں میں اچانک اس بستی کی طرف نکل آیا علم بھی نہیں تھا کہ یہ کونسی بستی ہے پھر آپ نے آذان دے دی کہیں نہ کہیں تو رہائش ہو گی آپ کی کوئی نہ کوئی تو مشغلہ ہو گا بس یہی مشغلہ ہے اس سے زیادہ کیا کہوں مولوی خالد صاحب گہری نظروں سے دیکھتے رہے اور چائے کے گھونٹ بھرتے رہے پھر انہوں نے کہا میاں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جی جی کہیے اب اس بستی میں تشریف لائے ہیں تو آپ کچھ وقت ضرور میرے ساتھ اس بستی میں قیام رکھنے میں مجھے خوشی ہو گی اور مجھے ندامت۔۔ بابو نے کہا۔ کیوں۔ اس لیے کہ آپ کو زحمت ہو گی اب ان تکلفات کی گنجائش نہیں ہے بابو صاحب میری درخواست ہے جب تک بھی ہو سکا آپ یہاں قیام فرمائیے گا دیکھئے یہاں املی کے درخت کے نیچے چارپائی ڈلوا دونگا۔ آپ آرم سے قیام کریں اور پھر ہمارا کیا جاتا ہے اللہ کی سمت سے حاصل ہوتا ہے اور ہم سب کھائیں گے تو رزق میں بھی اضافہ ہو گا تو یقینی طور پر بھی رزق میں بھی اضافہ ہو گا بابو نے مسکرا کر گردن ہلا دی تقریباً ساڑھے آٹھ بجے مولوی خالد کے گھر سے پراٹھے اور ترکاری آ گئی ساتھ میں چائے بھی تھی دونوں نے ان کے ساتھ ناشتہ کیا مولوی خالد کہنے لگے اور اگر صبح۔ کے اس حصے میں یہاں پہنچے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ رات بھر سفر کیا ہو گا اب مناسب یہ ہے کہ آپ ابھی آرام فرمائیے گا اگر نیند گہری ہو گئی تو میں نماز کے وقت جگہ دون گا بابو قبول کر لیا املی کے درخت کے نیچے پڑی چارپائی پر لیٹ گیا چادر سرہاں ے کے نیچے رکھی اور آنکھیں بند کر کے یہ تصور کرنے لگا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے ذہن میں خیالات بیدار ہوں ے لگے حکم ملا کہ ابھی یہ قیام کرنا ہے بڑی حیرانگی کی بات تھی بابو کو اپنی آواز تھی جو اس کے کانوں میں گونجی بابو سوچنے لگا کہ ایسا کون ہے کہ مجھے اپنی ہی آواز خود محسوس ہتی ہے یہ سب کچھ جاننا ضروری نہیں ہے کچھ باتوں کو جاننے کے لیے وقت متعین ہوتا ہے بابو کو پھر اپنی ہی آواز سنائی دی اور بابو اور بابو نے آنکھیں بند کر لیں اب کسی انحراف کا تصور بھی ممکن نہیں تھا دوپہر کو مولوی خالد نے جگایا اور بابو اٹھ گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مولوی صاحب بولے بابو میاں ساڑھے بارہ بجے ہیں خوب سوئے اب جاگ جائیے ساڑھے بارہ بج گئے بابو نے حیرانی سے پوچھا ہاں غسل کریں گے اگر زحمت نہ ہو تو نہیں گرم حمام موجود ہے زحمت کیسی یہ اور بتا دیں کہ کھانا نماز کے بعد کھائیں گے یا پہلے بعد میں مناسب رہے گا ورنہ جو حکم ہو میں خود بھی نماز کے بعد کھاتا ہوں آیئے حمام بتاتا ہوں غسل سے فارغ ہو کر بابو باہر نکلا مسجد کے باہر دروازے سے کچھ آوازیں سنائی دے رہی تھیں بابو نے غور نہیں کیا اور اپنی جگہ جا بیٹھا کچھ دیر بعد مولوی خالد مسکراتے ہوئے آ گئے۔

کیسے نیند پوری ہو گئی اللہ کا احسان ہے کچھ پوچھ سکتا ہوں جی فرمایئے۔ یہ سر کٹے کا قصہ کیا ہے۔ خیریت کیا ہو گیا۔ صبح دس بجے سے لوگوں کا تانتا لگا ہوا ہے۔ کیوں۔ آپ کو پتہ نہیں ہے کسی سر کٹے کو جلا کر راکھ کر دیا ہے آپ نے۔ اوہو۔۔ وہ جی ہاں بس وہ اللہ کے کلام سے ٹکرانے آ گیا تھا ویسے بھی خلق اللہ سے دشمنی کر رہا تھا میں ایک جاہل دیہاتی ہوں بابو میں میرا کوئی امتحان نہ لے ڈالئے گا اللہ کے واسطے کوئی گستاخی ہو گئی محترم ۔۔ بابو نے پریشانی سے پوچھا شرمندہ نہ کر بابو صاحب اپنے بارے میں عرض کر رہا ہوں مجھ سے گستاخی ہو جائے تو درگزر فرمایئے آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ بزرگ ہیں اور پھر آپ نے بڑی خاطر داری کی ہے میری جانتے ہو سر کٹا کون ہے. جی ہاں خبیث روح تھی لال تالاب پر کوئی بیس سال سے قبضہ جما رکھا تھا۔ بڑا سرکش اور کمینہ انسان تھا اس نے مشتعل ہو کر اپنے باپ کو قتل کر دیا ماں اس واقعہ سے متاثر ہو کر کنویں میں کود کر مر گئی بستی والوں نے بستی سے نکال دیا تو تالاب کے پاس جا کر رہنے لگا اسے سانپ نے ڈس لیا کوئی بارہ پندرہ دن کے بعد اس کی سڑی ہوئی تعفن زدہ لاش کا پتہ چلا کس نے اسے ہاتھ بھی نہ لگایا اور وہ وہی مٹی ہو گیا مگر پھر راتوں کو اور دوپہر کو چلچلاتی ہوئی دھوپ میں اسے تالاب کے کنارے چھورام چھورام کرتے دیکھا جانے لگا ادھر سے گزرنے والے بے شمار افراد کو اپنی خوف وہراس چھایا رہتا تھا اس کی وجہ سے مجبوری یہ ہے کہ بستی سے باہر کا راستہ ایک ہی ہے رام پور کے لوگ اس سے بہت خوفزدہ تھے دوپہر کو بارہ بجے سے لے کر تین بجے تک کوئی ادھر سے نہیں گزرتا اور شام کو سورج چھپنے کے بعد سے صبح سورج نکلنے تک ادھر سے سفر نہیں کیا جاتا کوئی بھولا بھٹکا مسافر گزر گیا تو بس اس کا شکار ہو گیا خدا کا شکر ہے کہ اس موذی سے نجات ملی بابو نے کہا لوگ صبح سے آ رہے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں اوہ یہ ایک تکلیف دہ پہلو ہے ٹالتا رہا ہوں کہ آپ سو رہے ہیں مگر ملنا پڑ جائے گا آپ کو بڑی عقیدت سے آئے ہیں کچھ مقامی لوگ ہیں آپ کے ساتھ تھے انہوں نے پورا واقعہ بتایا بستی والوں کو یوں سمجھ لیں کہ بستی میں کاروبار بند ہے لوگ جوق در جوق لال تالاب جا رہے ہیں وہاں اس کے زمین میں زندہ جل جانے کا نشان موجود ہے اللہ کا یہی حکم تھا اس کے لیے مگر اب میں کیا کروں۔ بابو نے پریشانی سے کہا بس ایک بار مل لیں ان سے ویسے بھی کسی کا دل رکھنا بھی عبادت ہے۔ چلیے۔ ابھی مناسب نہ ہو گا میں اعلان کئے دیتا ہوں کہ نماز کے بعد آپ باہر آئیں گے نہیں اس میں رعونت کا پہلو جھلکتا ہے آیئے ان سے ملاقات کر لیں۔

سبحان اللہ۔ مولوی خالد نے کہا اور بابو ان کے ساتھ باہر نکل آیا بیس بائیس افراد تھے زیادہ تر ہندو تھے اور چند ایک مسلمان۔ مولوی خالد نے کہا لیجئے ٹھاکر کمار جی مل لیجئے بابو میاں سے۔ یہ ہے وہ مہاں پرش چرن چھوئیں گے ہم ان کے ٹھاکر صاحب نے کہا اور آگے بڑھے بابو نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا آپ مجھ سے ہاتھ ملایئے ٹھاکر صاحب میرے گلے لگیں میں اتنا بڑا انسان نہیں ہوں کہ آپ میرے پاؤں چھوئیں آپ نے جتنا بڑا کام کیا ہے میاں جی وہ تو ایسا ہے کہ آپ کو سر پر بٹھائیں رام پور کی بستی کو نیا جیون دیا ہے آپ نے اس اسب کے لیے ہم سب کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے میں تو بس ایک ذریعہ بنا ہوں مجھے تو اس خبیث کا علم بھی نہیں تھا آپ کی بستی والے کیا سیوا کریں آپ کی مہاراج آپ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے مجھے صرف آپ سب کی دعائیں درکار ہیں آپ ابھی جائیں گے تو نہیں مہاراج نہیں مولوی خالد کے حکم کے بغیر نہیں میں یہاں سے نہیں جاؤں گا ہم آپ کے چرنوں میں کچھ بھینٹ کریں گے مجھے آپ کی دعاؤں کے سوا کچھ

نہیں چاہیے ہم آپ سے پھر مل سکتے ہیں جہاں حکم دیں گے حاضری دوں گا نماز کا وقت ہونے والا ہے ٹھاکر صاحب اب آپ اجازت دیں مولوی خالد نے کہا اور سب سلام کر کے واپس چلے گئے نماز کا وقت ہونے والا تھا سو نماز پڑھی کھانا کھایا اور اس کے بعد مولوی خالد املی کے درخت کی چھاؤں میں بابو کے پاس آ بیٹھے چراغ تلے اندھیرا ہے بابو احمد صاحب میں نے تو خود آپ کو خراج عقیدت پیش ہی نہیں کیا۔

اپنے بارے میں مختصر بتا دوں اس بستی میں پیدا ہوا یہیں پروان چڑھا والد صاحب کا منصب سنبھالا دو جوان بیٹیوں کا باپ ہوں اہلیہ ہیں اور میں ہوں بس اللہ کا نام جانتا ہوں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا اس سے زیادہ کچھ ہے بھی نہیں مولوی خالد اللہ آپ کی ہر مشکلات دور کرے آمین یہاں آ کر بابو کو خوشی ہوئی تھی جھگیوں کی بستی تھی لوگوں نے بڑا احترام کیا تھا بابو کا جوق در جوق لوگ ملنے آتے تھے بابو سے اور چلے جاتے تھے بہت کچھ چاہتے تھے بابو سے بابو خود شرمندہ ہو گیا تھا نماز سے فراغت کے بعد رات کا کھانا کھایا بہت دیر تک لوگوں کے درمیان بیٹھا رہا پھر جب زیادہ رات ہوئی تو بابو آرام کرنے لیٹ گیا نجانے کیا کیا سوچتا رہا تھا پھر غنودگی طاری ہو گئی دفعتہً ہی کچھ آہٹیں ابھریں اور آنکھیں کھل گئیں نظریں بابو کی سامنے اٹھ گئیں احاطے کی دیوار پر دو پاؤں لٹکے ہوئے تھے صرف دو پاؤں جو عجیب سے انداز میں جنبش کر رہے تھے باقی کا جسم کا وجود نہیں تھا بابو کی آنکھیں پوری طرح کھل گئی پھر کوئی آ گیا پھر کچھ کرنا ہے غور سے دیکھنے لگا پھر کچھ تصور بدلا خالی پاؤں نہیں تھے باقی بدن بھی تھا جس جگہ سے احاطے کی دیوار نظر آ رہی تھی وہاں املی کے درخت کی گھنی شاخیں جھکی ہوئی تھیں اور جو کوئی دیوار پر تھا اس کا باقی جسم پتوں کی آڑ میں چھپا ہوا تھا یہ اس وقت بابو کو پتہ چلا جب وہ نیچے کودا شاید کمزور بدن کا مالک تھا چونکہ زیادہ بلندی نہ ہونے کے باوجود وہ نیچے گر پڑا تھا بابو خاموش لیٹا یہ کھیل دیکھتا رہا وہ اٹھ کر بابو کی طرف بڑھنے لگا اور پھر بابو کے قریب آ گیا آنکھوں میں جھری کر کے بابو اسے دیکھنے لگا دھوتی کرتا پہنے ہوئے ایک سفید بالوں والا شخص تھا مونچھیں بڑی اور سفید تھیں بابو کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کون ہے وہ بابو کے پلنگ کے پاس کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر اس نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے بابو کے پاؤں کو انگوٹھا پکڑ کر ہلایا اور اس کی آواز ابھری مہاراج ۔۔ جاگ گئے مہاراج ۔۔ سوالی آیا ہے۔ اور آپ سو رہے ہیں جاگ گئے اب اٹھنا ضروری ہو گیا تھا بابو اٹھ کر بیٹھ گیا اس نے دونوں ہاتھ جوڑے اور زمین پر بیٹھ گیا تب بابو نے جلدی سے اپنی جگہ سے اترا اور اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا ارے ارے یہ کیا کر رہے ہیں آپ یہاں بیٹھئے مجھے گنہگار کر رہے ہیں بھگوان سکھی رکھے جسے بھگوان عزت دیتا ہے وہ ہی دوسروں کو عزت دیتا ہے مگر میں آپ کے پاس آپ چرنوں میں بیٹھنا چاہتا ہوں سوالی ہوں مجبور ہوں دکھی ہوں آپ کے سائے میں آ کر آپ سے کچھ مانگنے آیا ہوں آپ آرام سے یہاں بیٹھیں اور مجھے بتائیں کہ کیا بات ہے بابو نے اسے اٹھا کر پلنگ پر بٹھایا دکھوں کا مارا ہو مہاراج پر دوش میرا اکیلے کا نہیں ہے پرکھے ہی سکھا کر گئے تھے وہ تو سکھا کر چلے گئے نقصان مجھے ہوا اور اگر اب سچ بولوں گا تو لوگ مذاق اڑائیں گے میرا کون سچ مانے گا سب یہی کہیں گے کہ ٹھاکر پر بپتا پڑی تو سیدھا ہو گیا ہے میرا کوئی ہمدرد نہیں رہا اسی لیے رات کی تاریکی میں آیا ہوں آپ کو دیکھ رہا ہوں معاف کر دیں اس کی آنکھیں آنسوؤں میں گندھی ہوئی تھیں تمہارا معاملہ قدرت کے ہاتھوں میں ہے خدا کا یہ گنہگار بندہ اگر تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہے تو یہ انکار نہیں کرے گا اس کی سسکیاں جاری ہو گئیں بابو کے دل میں اس کے لیے ہمدردی کا جذبہ بیدار ہو گیا۔

بابو نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تمہارے دھرم کے بارے میں کچھ نہیں جانتا میرا دین کہتا ہے کہ اگر کسی نے گناہ کیا تو اس کی سزا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اگر تم کسی کے کام آ سکتے ہو تو اس سے گریز نہ کرو پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تمہارا معاملہ تمہارے اور خدا کے درمیان ہے میرے سے اگر تمہیں کوئی فائدہ ہو سکتا ہے تو میں ضرور تمہارے لیے کروں گا جو کچھ بھی مجھ سے بن پڑے گا کروں گا اور وقت ضائع نہ کرو اپنے بارے میں جو کچھ بھی بتانا چاہتے ہو بتا دو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۔جی مہاراج اور میں اپنی بپتا ایک کہانی کی صورت میں سناؤں گا جیسے کہ میں آپ کو بپتا نہیں سنا رہا بلکہ کوئی اور سنا رہا ہے کیونکہ اس طرح مجھے زیادہ تکلیف نہیں ہوگی جیسے آپ کی مرضی ٹھاکر بنسی راج اب آپ اپنی کہانی سناؤ۔ پریم نگر کوئی چھ لاکھ آبادی پر مشتمل ایک خوبصورت آبادی تھی انگریزوں کے دور میں یہاں کے راجہ اور گرو داس راج نے انگریزوں کی بھرپور غلامی کی تھی اور اپنے بھائی بندو کو انگریزوں کے ہاتھوں قتل کروا دیا تھا جس کے نتیجے میں انگریز بہادر نے پریم نگر پر نظر خاص کی تھی اور میں بے شمار ترقیاتی کام ہوئے تھے اس کاموں سے کیسے فائدہ پہنچا تھا یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا لیکن گزرتے ہوئے وقت نے پریم نگر کے حسن میں اضافہ ہی کیا تھا پھر انگریز بوریا بستر باندھ کر چل پڑا اور اپنے غلاموں کو تنہا چھوڑ گئے بعض جگہوں پر جہاں انگریز تھے یہ غلام زیادہ پہنچ نہ رکھتے تھے ان کی حالت بہت خراب ہوگئی اور ان میں سے بے شمار بستیاں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور گمنامی کی حالت میں دوسرے شہر میں مقیم ہوگئے لیکن بعض نے اپنے کھونٹے مضبوط کر لیے تھے اور انہوں نے ایسی چالبازیاں کی تھیں کہ اپنی مخالفت میں ایک آواز بھی نہیں چھوڑی تھی ایسے علاقوں میں ریاستوں کا خاتمہ ہوں ے کے بعد بھی ان راجاؤں کی اولادیں راجاؤں ہی مانند زندگی بسر کر رہی تھیں بس ان کا راج پاٹ چھن گیا تھا اور اب وہ یا تو چھوٹے موٹے زمیندار رہ گئے تھے یا ان علاقوں کے سرکردہ اور سربراہ اور وہ گورو داس راج کا گھرانہ بھی ایسے ہی لوگوں کا گھرانہ تھا اور انگریز کے جانے کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ ذرا لمبے سفر پر چلے گئے تھے یعنی پرلوک سدھار گئے لیکن ان کا ایک بیٹا تھا بنسی راج یعنی کے میں اپنے باپ کی روایتوں کو زندہ رکھنے کے لیے زندہ رہ گیا تھا جو خون اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا وہ ظالموں کا خون تھا اور فطرتاً بنسی راج بھی بہت ظالم انسان تھا اس کے علاقے میں انسانوں پر اتنی پابندیاں تھیں کہ شاید خود انگریز نے بھی اپنی رعایا پر اتنی پابندیاں نہ لگائی ہوں گی چنانچہ پریم نگر کے اس پاس تک کے دیہاتیوں میں کسی کی مجال نہ ہوتی تھی کہ وہ ٹھاکر بنسی راج یعنی میری اور میرے خاندان کے بارے میں کوئی غلط الفاظ منہ سے نکال سکے اپنے گھروں کے کونوں کدروں میں بھی بیٹھ کر وہ لوگ ا.ی باتیں نہ کرتے تھے جن سے بنسی راج کا بہاں ہو یوں ٹھاکر بنسی راج اپنے اس علاقے میں راجہ ہی بنا ہوا تھا۔

اتنا کہہ کر بنسی راج خاموش ہو گیا بابو اسے دیکھ کر بولا کہ تم کیوں خاموش ہوئے بتاؤ آگے دراصل بابو مہاراج میں اپنی بپتا اس لیے اک کہانی کی صورت میں سنا رہا ہوں اس سے مجھے میری باتیں اور وہ غلطیاں یاد نہیں آئیں اور نہ مجھے تکلیف ہوگی اور پتہ نہیں آپ میری کہانی سمجھ بھی رہے ہو یہاں نہیں ایسی کوئی بات نہیں بنسی راج میں تمہاری کہانی کا ہر پہلو سمجھ رہا ہوں تم شروع کرو اپنی کہانی میں سن بھی رہا ہوں اور سمجھ بھی رہا ہوں اچھا تو میں کہہ رہا تھا کہ ٹھاکر بنسی راج اپنے اس علاقے میں راجہ ہی بنا ہوا تھا اس کی زمینیں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں عام لوگوں کے پاس کچھ بھی نہ تھا اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا اس کے پاس جتنے کارخانے تھے وہ سب بنسی راج ہی کے تھے جتنے باغات اور کھیت تھے سب اسی کے تھے کچھ ایسا نظام قائم کر رکھا تھا بنسی راج نے کہ اگر کوئی خوشحال ہو بھی تو وہ اس کا دست نگر ہو اور اسی کی وجہ سے خوشحال ہو انسانوں کو مختلف طبقوں میں بانٹ دیا تھا اچھوتوں کی آبادیاں اچھی نسل والوں کی آبادیوں سے اتنا فاصلہ رکھ کر بنائی گئی تھیں کہ اچھوتوں کا گزر بھی اچھی نسل والوں کے پاس سے نہ ہو یہ سارے اچھوت ٹھاکر بنسی راج کے مختلف منصوبوں پر کام کرتے تھے اور انہیں روٹی یہیں سے ملتی تھی باقی بنسی راج نے اپنے کسی مخالف کو نہیں چھوڑا تھا اگر کوئی شدید مخالف ہوا اور اس کے پاس افرادی قوت ہوئی تو وہ کسی باغ کا مالک بنا دیا گیا یا کسی کارخانے کا منتظم اور اس کی اپنی ایک حیثیت قائم ہوگئی اور اگر کسی آواز صرف اتنی ہوئی تو وہ صرف اپنوں تک ہی محدود رہے تو اسے راستے سے ہٹا دیا گیا چنانچہ پریم نگر کی آبادی میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ٹھاکر بنسی راج کے خلاف ایک لفظ بھی کہہ سکے انگریزوں کے تربیت یافتہ باپ کے ہونہار بیٹے نے انگریزوں کی پالیسی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا اور بڑے چین کی زندگی بسر رہا تھا بنسی راج کی بیوی لکشمی بھی ایک ٹھاکر ہی کی بیٹی تھی لیکن بھلا سسرال والوں کی مجال کہ وہ ٹھاکر بنسی راج کا مقابلہ کر سکیں یہ کس طرح کنگال ہوئے شاید

وہ خود بھی نہیں جانتے تھے لیکن اب وہ بنسی رج ہی کے ٹکڑوں پر پل رہے تھے اور بنسی راج نے یہ خیال کر کے کہ بہرطور اس کا کاندان اس کے خاندان سے منسلک ہے انہیں باعزت طریقے سے جینے کا موقع دے دیا تھا یہ دوسری بات تھی کہ وہ خود بھی بنسی راج کے غلام ہی بنے ہوئے تھے۔

یوں ٹھاکر بنسی راج کی حویلی نہ صرف پریم نگر بلکہ آس پاس بہت سی آبادیوں کے مقابلے میں ایک بے مثال حیثیت رکھتی تھی اس عظیم الشان حویلی میں لاکھوں نوکر تھے آج بھی ٹھاکر بنسی راج کی حویلی کے دروازے پر دو ہاتھی جھومتے تھے اور خاص موقعوں پر بنسی راج کا کاندان ان ہاتھیوں میں نکلتا تھا حکومت ہنـ کو شاید بنسی راج کی طرف سے کوئی ایسا اطمینان دلایا گیا تھا سیر و شکار کے لیے آ گیا اور بنسی راج جی کے لیے کوئی .ائی پیدا نہ ہو سکے چھوٹے موٹے جرم بھی ہوتے تھے لیکن اگر یہ جرائم بنسی راج کے علم میں لا کر کیے جاتے تو بھلا ان کے جرم ہوں ے کا کیا سوال رہ جاتا ہے ہاں اگر کوئی جرم ایسا ہو جائے جس کا تعلق بنسی راج سے نہ ہوا ہو اور وہ مجرم کو اور علاقے کے داروغہ جی بنسی راج کی مرضی کے خلاف بھلا کیا کر سکتے تھے وہ تو شاید کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے ٹھاکر بنسی راج کا رویہ اپنوں کے لیے ہی بہتر نہ تھا تو بھلا وہ اچھوتوں کو کیا خاطر میں لاتے بس وہ دور دراز بستے تھے اور ان کے لیے حدود مقرر کر دی گئی تھی اگر کوئی تقدیر کا مارا ان حدود کو یاد کر لیتا تو موت کے سوا اس کی اور کوئی سزا نہ ہوتی تھی لیکن یہ اچھوت بچارے عرصہ دراز سے اس رویے کے عادی تھے چنانچہ وہاں پوری طرح احتیاط برتی جاتی تھی اور ٹھاکر بنسی راج کو کبھی یہ شکایت نہیں ہوتی تھی کہ کسی اچھوت نے اپنی حیثیت سے کبھی بڑھنے کی کوشش کی ہے اچھوتوں کے ساتھ بہت ہی برا رویہ تھا بنسی راج کا وہ ان کی زمینوں پر کام کرتے تھے کھیتوں کھلیانوں میں کام کرتے تھے کارخانوں میں کام کرتے تھے اور ان ساری جگہوں پر وہ سارا گندا کام کرتے تھے جو بڑی نسل والے نہیں کر سکتے تھے اور اسکے عوض انہیں بنسی راج کی طرف سے روٹی ملتی تھی سال میں کپڑوں کے تھان ملتے تھے باقی ضروریات کے لیے تھوڑی تھوڑی تنخواہیں ملتی تھیں بہت کم لوگ ایسے تھے جو اپنے کاروبار کرتے تھے لیکن جو کچھ بھی جاتا تھا بنسی راج کی طرف سے جاتا تھا آج تک کسی اچھوت نے بنسی راج جی کے سامنے گردن نہیں اٹھائی تھی اور وہ پوری طرح ان کی غلامی کر رہے تھے لیکن بہت سے ذرائع سے بنسی راج جس کے کانوں تک یہ خبریں ضرور پہنچتی تھیں کہ اچھوت ہمیشہ سے ٹھاکر خاندان کو ناپسند کرتے تھے اور ٹھاکر خاندان کے خلاف ان کے دلوں میں نفرتوں کے طوفان جنم لے رہے ہیں لیکن ٹھاکر بنسی راج جانتے تھے کہ ان نفرتوں کو کیسے دبایا جاتا ہے اور اس کے لیے اکثر کاروائیاں ہوتی رہتی تھیں انگریزوں کے تربیت یافتہ بنسی راج ایسی ایسی چالیں چلتے تھے کہ بے چارے اچھوتوں کو اپنے ہی مسائل سے فرصت نہیں ملتی تھی کہ وہ اپنی حالت پر غور کرتے یہ سلسلہ جاری تھا اور کہیں سے بھی کوئی ایسی امید نہیں تھی کہ پریم نگر میں کوئی تبدیلی رونما ہو۔ وقت کی کہانیاں مختلف ہوتی ہیں اور یہی کہانیاں آگے چل کر داستانوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں اچھوتوں کی پسماندہ بستی میں بھی بہرطور زندگی تھی انسان کی تخلیق تو بہرطور دوسرے ہی ہاتھوں سے ہوتی ہے اگر یہ سلسلہ بھی خدانخواستہ انسانوں کے ہی سپرد کر دیا جاتا ہے تو نجانے کیسے کیسے جانور تخلیق کر لیے جاتے اور انسانوں کی بہت ہی مختصر تعداد اس دنیا میں ہوتی لیکن اگر ان ٹھا' وں کے ہاں خوبصورت اور رقد آور جوان پیدا ہوتے ہیں تو چھوتوں میں بھی ایسے نوجوان موجود تھے جن کی مثال دی جاتی تھی اگر ٹھاکر کے خاندان کی لڑکیاں خوبصورت اور نازک اندام ہوتی تھیں تو اچھوتوں میں بھی ایسا حسن پایا جاتا تھا جسے دیکھ کر انسانی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ جاتی تھیں غرض یہ کہ زندگی اسی انداز میں چل رہی تھی کہ پھر دیوالی کی وہ رات بھی آ گئی جس میں ایک انوکھی کہانی نے جنم لیا۔

جہاں تک ٹھاکروں کا تعلق تھا دیوالی اس زور شور سے منائی جاتی تھی کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ جاتے تھے لیکن دیکھنے والے اچھوت نہیں ہوتے تھے ہاں وہ اپنی سرحدوں سیوہ اس آتش بازی کا مظاہرہ ضرور دیکھ لی کرتے تھے جو ٹھاکروں کے علاقے میں ہوتی تھی اب ان کی اتنی استطاعت تو نہیں تھی کہ بارود پھونک کر تماشہ دیکھ سکیں اس کے تو دلوں میں ہی بارود

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھرا ہوا تھا ایسی ہی دیوالی کی رات کو ٹاکروں کی بست میں چراغاں ہو رہا تھا اور اچھوتوں نے بھی تھوڑا تھوڑا جمع کیا ہوا سال بھر کا تیل دیئوں میں ڈال کر دیئے جلا دئے تھے وہ حسب توفیق اس تہوار کو منا رہے تھے ادھر ٹھاکر بنسی راج کی بہن نندنی جو کہ بنسی راج کی اکلوتی بہت تھی اور اپنے ماتا پتا کی موت کے بعد اپنے بھائی بنسی راج کے پاس زندگی بتا رہی تھی معمول کے مطابق نندنی ہاتھی پر بیٹھ کر دیوالی کی بہاریں دیکھنے نکلی تھی اس کے ساتھ مہاوت تھا اور دو سہیلیاں تھیں اور چاروں اطراف دیوالی کے بکھرے ہوئے دیئے جگہ جگہ سوانگ بھرے جا رہے تھے تماشے ہو رہے تھے اور آتش بازی چھڑائی جا رہی تھی۔

نندنی دلچسپی کی نگاہوں سے ان سب چیزوں کو دیکھ رہی تھی دفعتہً ہی آتش بازی کا ایک بلند ہونے والا تیل جب واپس گھرا تو ہاتھی کے جسم کے ایک ایسے حصے سے ٹکرا گیا جو کھلا ہوا تھا ہاتھی کا آگ کی تپش سے گھبرا کر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر بری طرح بگڑ گیا مہاوت اسے سنبھالنے کی پوری کوشش کر رہا تھا لیکن بھپرا ہوا ہاتھی آگے بڑھتا جا رہا تھا اور مہاوت کے بس سے باہر ہوتا جا رہا تھا جب مہاوت نے اسے آنکس مارنے کی کوشش کی تو ہاتھی نے سونڈ اٹھا کر مہاوت کو اس میں لپٹا لیا اور دور پھینک دیا بچارے مہاوت کی ہڈی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں اس کے بعد ہاتھی اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو روندتا ہوا تیزی سے آگے کی جانب دوڑ پڑا اور چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی نندنی پر سکتہ طاری ہو گیا تھا یکا یک اس کی دونوں سہیلیاں ہاتھی کے اوپر سے دونوں جانب لڑھک گئیں اور صرف نندنی رہ گئی جس نے اپنے آپ کو ہووج سے چھپا لیا تھا ہووج کو ہاتھ کے اوپر سے کس کے باندھ گیا تھا اس لیے وہ ابھی تک نہیں گرا تھا لیکن صورتحال بڑی خوفناک ہو گئی تھی ہاتھی بستی کی آبادیوں سے گزرتا ہوا میدان کے اس حصے کی جانب آنکلا جس کے چاروں جانب اچھوتوں کی آبادیاں تھیں دیوالی کے ہنگامے ویسے بھی کافی شدید ہو رہے تھے اور چاروں طرف ہو ہا مچی ہوئی تھی اس لیے چند لمحات تک تو ہاتھی کے بگڑنے کا علم بنسی راج کو نہ ہو سکا لیکن تھوڑی دیر بعد چند لوگ اس کی جانب دوڑ گئے اور انہوں نے اطلاع دی کہ نندنی کا ہاتھی بگڑ گیا ہے اس نے مہاوت کو زمین پر دے مارا ہے اور آگے بھاگا جا رہا ہے فوراً ہی بہت سے ہرکارے ہاتھی کی تلاش میں دوڑ پڑے لیکن بہت دیر ہو چکی تھی ہاتھی میدان عبور کر کے اچھوتوں کی بستی میں پہنچ گیا تھا اور کنارے کنارے دوڑا چلا جا رہا تھا نندنی کو اب اپنی زندگی کی کوئی امید باقی نہیں آ رہی تھی گو ہاتھی نے ابھی تک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا لیکن کسی بھی وجہ سے وہ سب کچھ ہو سکتا تھا جو اس کی دونوں سہیلیوں کے ساتھ ہوا تھا اس کے حلق سے دلدوز چیخیں نکل رہی تھیں اور اچھوتوں کی بستی میں ہونے والے ہنگامے میں دب گئی تھیں اچھوتوں کی بستی کے سامنے کے سرے پر لمبے لمبے درخت کھڑے تھے جن میں کچھ پیپل کے تھے کچھ برگد کے اور ایسے ہی بہت سے وہاں درخت تھے اور انہی درختوں کے درمیان سے مکیش نکلا تھا اور اس نے اس صورت حال کو بھانپ لیا تھا ہاتھی کی رفتار اتنی زیادہ تھی تیز نہیں تھی کہ مکیش اس کا پیچھا نہ کر پاتا چنانچہ وہ برق رفتاری سے ہاتھی کے پیچھے دوڑنے لگا پھر خوش قسمتی سے وہ ایک ایسے درخت پر پہنچ گیا جو برگد کا درخت تھا اور اس کی داڑھیاں نیچے لٹکی ہوئی تھیں مکیش نے دوڑ لگائی اور درخت کی ایک داڑھی پکڑ کر جھولا اور دوسرے لمحے ہاتھی کی پشت پر پہنچ گیا وہاں اس نے نندنی کو اپنے مضبوط درختوں کی شاخوں جیسے چوڑے بازوؤں کی لپیٹ میں لے لیا اور اس کے بعد ہاتھی کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔ بدمست ہاتھی کو کچھ احساس ہو چلا تھا لیکن وہ خود بھی رک نہیں رہا تھا اور مکیش نے دفعتہً ہی پیپل کی ایک شاخ کو تاکا اور دوسرے لمحے جب ہاتھی اس شاخ کے پاس سے گزرا تو اس نے اچھل کر اس شاخ میں جھول رہا تھا۔

شاخ کو تاکا اور دوسرے لمحے جب ہاتھی اس شاخ کے پاس سے گزرا تو اس نے اچھل کر اس شاخ کو پکڑ لیا پھول جیسی نندنی اس کے بازوؤں میں لپٹی ہوئی تھی اور وہ اپنے ایک ہاتھ سے تھامے شاخ میں جھول رہا تھا شاخ گو بہت زیادہ اونچی نہیں تھی لیکن اتنی ضرور تھی کہ اس پر اپنے آپ کو سنبھالنا بے حد ضروری تھا مکیش نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس کے بعد

نیچے دیکھا ہاتھی دور نکل گیا تھا چند ہی لمحوں کے بعد وہ انتہائی احتیاط سے نیچے کود گیا نندنی ہوش و حواس میں تھی اور اس ساری صورت حال کو سمجھ بھی نہ پائی تھی کہ مکیش جس طرح نیچے کوا تھا وہ بھی بے مثال کارنامہ تھا کیونکہ اس نے نندنی کے بدن کو ہلکا سا جھٹکا تک نہ لگنے دیا تھا۔ نندنی کسی معصوم اور سہمے ہوئے بچے کی مانند اس کے سینے سے لپٹی ہوئی تھی اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ مکیش کی گردن میں ڈال رکھے تھے جب مکیش کے پاؤں زمین پر ٹک گئے تو اس نے مسکراتی نگاہوں سے نندنی کو دیکھا اور پھر دیکھتا ہی رہ گیا۔

اس کی بڑی بڑی کالی آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت ابھر آئی تھی نندنی اب بھی اس سے لپٹی ہوئی تھی اور اسے ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی تب مکیش مسکرا دیا اور اس سے آہستہ سے کہا بی۔ جی آپ ہاتھ پر نہیں اس وقت آدمی میں سوار ہیں اس کے ان الفاظ پر نندنی چونکی اور اس نے مکیش کو بغور دیکھا پھر اسے دفعتہً ہی احساس ہوا کہ واقعی وہ جس شے سے لپٹی ہوئی ہے وہ کوئی درخت نہیں ہے بلکہ درخت نما ایک نوجوان ہے تب اس کے دونوں ہاتھ مکیش کی گردن سے نکل آئے اور اس نے مکیش کے بازوؤں سے نکلنے کی کوشش شروع کر دی اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کسی بھاری رسی اس کے جسم سے کس دی ہو جب وہ اس کی گرفت سے نکلنے میں کامیاب نہ ہو سکی تو مرہم لہجے میں بولی مجھے چھوڑ تو دو اور مکیش نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور بولا یہ نہیں ہو سکتا دیوی جی چھوڑ دو مجھے دیکھو مجھے چھوڑ دو نندنی نے بوجھل لہجے میں کہا اور مکیش کو بھی جیسے ہوش آ گیا پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا جی تو نہیں چاہتا کہ جیون بھر آپ کو چھوڑا جائے مگر اب مجبوری ہے کیا کیا جائے اس نے آہستہ سے نندنی کو زمین پر کھڑا کر دیا اور نندنی سحر زدہ سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی وہ یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھی کہ ہاتھی کی پشت پر پیش آنے والا واقعہ زیادہ سنسنی خیز تھا اور اس کے بند میں اس کی وجہ سے عجیب سی کیفیتیں ابھر رہی تھیں یا پھر اس کے بعد اس نوجوان کے سینے سے لپٹنے کا واقعہ زیادہ ہولناک ہے بدن کی کپکپاہٹیں اور دل میں ہونے والی سنسنی اسے کوئی صحیح فیصلہ نہ کرنے دے پا رہی تھی مکیش نے مسکراتے ہوئے کہا نئی زندگی کی مبارک قبول کیجئے مگر آپ ہاتھی پر چڑھ کیوں گئی تھیں کون ہو تم مکیش ہے میرا نام اب جبکہ آپ نے میرا نام پوچھا ہے تو پھر مجھے بھی حق حاصل ہے کہ میں آپ سے آپ کا نام پوچھوں نندنی ہے میرا نام گویا ابتدا ہی غلط ہو گئی نندنی کو پریم کرنا بھی آتا ہو گا مگر میں پھر وہ ہی سوال کرونگا کہ نندنی جی ہاتھی پر کیوں چڑھ گئی تھیں دیوالی دیکھنے نکلی تھی اوہ خود دیوالی دیوالی دیکھنے نکل پڑی آپ تو خود دیوالی کا سب سے روشنی دیا ہو وہ بے باکی بولا اور نندنی اسے دیکھنے لگی لمبا چوڑا دیو کا دیو تھا تیکھے سانولے نقوش ہنستی ہوئی کالی آنکھیں مسکراہٹ ایسی کہ نظر ہٹانے کو جی نہ چاہے۔ نندنی کے دل میں ایک کسک سی پیدا ہو گئی پھر اس نے خود کو سنبھال کر کہا تم نے ہماری جان بچائی ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں پہلے تو میں نے اسے آپ کی جان سمجھ کر بچایا تھا اب لگ رہا ہے کہ اپنی ہی جان بچائی ہے اپنی۔۔ ہاں نندنی جی تم الگ نہیں لگتیں بالکل اپنی اپنی سی لگ رہی ہو ہائے کیسے نٹ کھٹ ہو تم جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہو وہ شرما کر بولی اور کچھ نہیں بتاؤ گی اپنے بارے میں کیا بتائیں ہم کون ہو تم کہاں رہتی ہو ادھر رہتے ہیں ٹھاکر بنسی راج بھیاء ہے ہمارے۔۔ اوہ ٹھکرائین ہو پھر تو تم ناپاک ہو گئی۔ کیسے۔ مکیش یعنی کہ میں اچھوت ہوں اور ٹھاکر ہمیں چھو کر گندے ہو جاتے ہیں نہیں میں اسے نہیں مانتی ہوں تو پھر ایک بار پھر چھو لیں آپ کو اس نے کہا چھو لو تا کہ تم کو میرے وچار جھوٹ نہ سمجھو لیکن اس نے جیسے ہی اسے چھوا اس وقت دور سے گھوڑے دوڑتے ہوئے نظر آئے۔ ان گھوڑوں کی تیز رفتار کو دیکھ کر دونوں ہی خوفزدہ ہو گئے کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ یہ گھوڑے ٹھاکر بنسی راج کی حویلی سے آ رہے ہیں۔۔

(اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لئے آئندہ شمارہ ضرور پڑھئے)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کایا جال

---تحریر: سجاد حسین۔ جھولے والا ملتان---

میں نے ان سب ڈھانچوں کو ڈھیر کر دیا پھر میں کچھ آگے بڑھا تو سامنے مجھے ایک مورتی دکھائی دی جو بہت بڑی تھی میں جیسے ہی مورتی کی طرف بڑھا راج کماری کیسری اور اس کی چاروں باندیاں آگئیں راج کماری کیسری نے مجھ سے کہا امر سنگھ تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ شیطان دیوتاؤں کی حفاظت کرنے والے پہرے داروں کو ختم کر دیا لیکن اب جب تمہیں پتہ چل گیا ہے تو اب تمہارا بچ کر جانا بہت مشکل ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانچوں بھیانک چڑیلوں کے روپ میں آگئیں اور پھر میں اللہ کا نام لے کر ان پر برس پڑا اور پھر آدھے گھنٹے تک ایک خوفناک جنگ چھڑی رہی اور پھر میں نے ان کا بھی خاتمہ کر دیا اور پھر میں مورتی کی طرف بڑھنے لگا جیسے ہی میں مورتی کے پاس پہنچا تو مجھے پیچھے سے ایک خوفناک آواز سنائی دی خبردار ایک قدم بھی آگے بڑھے آواز کچھ جانی پہنچانی سی لگی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بیگم صاحبہ تھیں اس نے کہا سجاد تم نے اچھا نہیں کیا تم نے میرے سارے غلاموں کو ختم کر دیا ہے میں۔ نے تم کو ان لوگوں کے پاس چھوڑا تھا کہ تم کو وہ اپنے رنگ میں رنگ لیں لیکن تم ان سے بچتے رہے اور اب تم نے ان کو مار ڈالا ہے اب میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتے ہوا تنا کہہ کر وہ خونخوار نظروں کے ساتھ میری طرف۔ بڑھنے لگی اور میں بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا ہم دونوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی کبھی وہ مجھ پر بھاری ہو جاتی اور کبھی میں اس پر بھاری ہو جاتا پھر وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا میں نے ایک زوردار وار کیا اور اس کی گردن اتار دی اس کے بعد دوسری چڑیلوں کی طرح وہ بھی میری نظروں کے سامنے تڑپنے لگی اور تڑپتے ہوئے دھواں بننے لگی اور ان کی طرح یہ بھی دھویں کا روپ اپنا کر اوپر آسمان کی طرف اڑنے لگی اسے مارنے کے بعد میں مورتی کی طرف بڑھا اور ایک ہی وار میں مورتی کی آنکھ میں وار کر دیا اور اس کی آنکھ نکل دی میرے ایسا کرتے ہی ایک زلزلہ آیا جو بہت ہی خوفناک تھا پورا محل لرزنے لگا اور پھر مجھے کچھ ہوش نہ تھا کہ میں کہاں تھا جب ہوش آیا تو میں سائیں بابا کے مزار پر تھا۔ ایک سنسنی خیز اور ڈروانی کہانی۔

اس دن بارش اچانک شروع ہو گئی تھی صبح کو جب ہم دھندے پر نکلے تھے تو آسمان پر خوب دھوپ پھیلی ہوئی تھی خیال بھی نہیں تھا کہ بادل آئیں گے اور بارش شروع ہو جائے گی مائی میراں کی زبان واقعی کالی تھی میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس کی بارش نہ ہو جائے پاگل ہوئی ہے دھوپ نکلی ہوئی ہے میں نے اس کا مذاق اڑایا دوپہر کو آسمان کالا ہو جائے گا اور پھر بارش ہو گئی مائی میراں تو اب درویش ہوتی جا رہی ہے بھیک مانگنا چھوڑ تعویذ گنڈے شروع کر دے۔ یہ تو سب سے اچھا دھندا ہے مگر اس کتیا کے پلے نے اس قابل کہاں چھوڑا ہے مائی میراں نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ کس نے۔ اسی فوہاد نے ایک زمانہ تھا کہ میرا رنگ چاندی جیسا تھا بال لمبے تھے لوگ کہتے تھے میراں نکل جا یہاں سے حلیہ بدل لے کوئی اچھا گھر مل جائے گا تجھے مگر فقیرا کی بیٹی فقیرنی۔ تیرا یہ حال فضل ٹھیکیدار نے کیا ہے ناں۔ نہیں۔ پھر اس کے باپ نے چھدو تھا اس نام ہاں میں نے بھی سنا تھا ابا نے بس روپے لے کر اس سے مجھے چھدو کے ہاتھ بیچ دیا اور چھدو نے سب سے پہلے میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بال کاٹے پھر دھونی دے کر زخم ڈالے چہرہ کالا کیا اور اڈا پر بھیج دیا اور یرے پاؤں کو کیا ہوا بھاگ نکلی تھی ایک بار دونوں ٹانگیں توڑ دین سسرے نے میراں نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ایسا ہی ہوا تھا پہلے حمید و ٹھیکیداری کرتا تھا اب اس کا بیٹا فضل یہ کام کرتا تھا حمید وا ایک ٹرک کے نیچے آ کر مر چکا تھا پوری بستی آباد تھی فقروں کی اور بستی کا نما بستی شاہ تھا اس دور میں فقیروں کی جس طرح مٹی پلید ہوتی ہے کھی ہوئی ہو گی تفصیل میں جانا بیکار ہے سڑکوں پر ہر جگہ فقیر موجود ہیں مگر کیا بلکہ مالی آسودگی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ بستی واقعی شاہ بستی تھی۔

مائی میراں کا کالی زبان کا مظاہرہ ہو گیا دوپہر کو سورج چھپا گیا بادل گھرے ہوتے ہیں اور رھم جھم بارش ہو گی ٹھیکیدار نے آج ہمیں سائیں نگر کے میلے میں بھیجا تھا سائیں بابو کے مزار شریف پر عرس کے موقع پر میلا لگتا ہے اور میلے کے شوقین کافی تعداد میں آ گتے ہیں یہاں لنگر اور حیرات خوب ہوتی ہے لیکن بارش نے مزا خراب کر دیا بھگدڑ رچ گئی تھی میں بھی مائی میراں کی گاڑی دھکیلتا ہوا بھاگا اور ایک گھنے درخت کے نیچے پناہ لی درخت درخت اتنا گھنا تھا کہ ہم بارش سے بالکل محفوظ ہو گئے مائی بیڑا اغرق ہو گیا کمائی ماری گئی۔ مائی میراں میں نے اسے پکارا۔ ہوں تو بارش کیبارے میں کہا تھا ہاں تجھے کیسے معلوم ہو گیا جادوگرنی ہوں میں۔ اگر تو جادوگرنی ہوتی تو سب سے پہلے فضلا ٹھیکیدار کو بندر بنا دیتی میں نے کہا اور وہ بھی ہنسنے لگی ہاں رے یہ تو ہے تو ایسا کر گرم چائے لے کر آ اس وقت مزا دے گی مائی میراں نے گاڑی سے دو گلاس نکال کر دئے اور میں بارش میں بھیگتا ہوا چل پڑا کچھ دیر کے بعد میں دو گلاسوں میں چائے لے آیا ایک گلاس میں نے مائی کو دیا اور دوسرا خود سنبھال لیا اور درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بارش کی وجہ سے میلے میں موجود لوگ بھی ادھر ادھر پناہ لینے دوڑ پڑے تھے اور خوب بھگدڑ رچ گئی تھی گاڑیوں کا شور سنائی دے رہا تھا کئی گاڑیاں ہمارے سامنے سے گزر رہی تھیں مائی میراں نے افسوس بھرے لہجے میں کہا ٹھیکیدار کا خیال تھا کہ آج میلے میں ہم خوب کما لیں گے اس کی چاندی ہو جائے گی تو یہاں تو پیتل بھی نہیں ہوا تو ہم کیا کریں تو تو پاگل ہے سجاد تجھے پتہ ہے ٹھیکیدار کتنا کمیں ہ ہے وہ تو پٹائی کرے گا ہماری۔ مائی میراں ایک بات بتا۔ ہاں بول۔ یہاں سے کہیں بھاگ کیوں نہ چلیں ٹھیکیدار نے ہماری زندگی برباد کر کے رکھ دی ہے مائی میراں تعجب سے مجھے دیکھنے لگی بہت دیر تک میرا چہرہ دیکھتی رہی پھر بولی لوگ کیا کہیں گے بوڑھی عورت جوان لڑکے کے ساتھ بھگ گئی تو تو میری ماں کے برابر ہے بھلا ایسے کوئی تھوڑی کہے گا مائی میراں نے بڑی بڑی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی خیر اب اتنی بھی عمر نہیں ہے میری کہ تو مجھے اپنی ماں کہہ دے تو پھر کیا کہوں۔ وہ تو خدا غارت کرے ٹھیکیدار حمید و کو میری ساری جوانی خاک میں ملا دی مگر مائی میراں جوانی تو خاک میں مل چکی ہے ارے تو کیا بیکار باتیں کر رہا ہے اگر کہیں اچھی جگہ جا کر رہوں گی حلیہ ٹھیک کر لوں گی تو اچھی خاصی عورت ہی کہتے ہیں تو عورت ہوتا خیر ہو گی ہو گی کے شاید کوئی ان داتا آ گیا میں نے کہا سرخ رنگ کی ایک گاڑی بڑی لمبی سی تھوڑے فاصلے پر آ کر رکی تھی مائی میراں نے جلدی سے کہا۔

جا جا چل چل مانگ ہو سکتا ہے کچھ مل جائے کم از کم فضلا کی زبان تو بند ہو جائے گی میں جلدی سے گاڑی کی طرف لپکا گاڑی کی اگلی سیٹ پر ایک ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا پیچھے کی سیٹ پر ایک بیگم صاحبہ بھاری سے بدن کی مالک تھیں بڑی بڑی آنکھیں لیکن ان آنکھوں میں پتلیاں بہت چھوٹی تھیں اس رجہ سے یہ آنکھیں ذرا کچھ عجیب سی لگتی تھیں موٹے موٹے ہونٹ جن پر سرخی لگی ہوئی تھی خوب گورا رنگ خوب اچھا لباس دیکھتے ہی سے اندازہ ہوتا تھا کہ کوئی بہت بڑی سیٹھانی ہے میں نے کہا۔ بی بی جی اللہ کے نام پر دے دو میری بوڑھی ماں معذور ہے میں اس کا علاج کرا رہا ہوں ہم بھکاری نہیں ہیں بی بی جی بس وقت پڑ گیا ہے دے دیں کچھ آپ کا بھلا ہو گا عورت نے گہری نگاہوں مجھے دیکھا پھر بولی ہٹا کٹا ہے بھیک مانگ

کر اپنی ماں کا علاج کرنا چاہتا ہے مجبوریاں ہیں بی بی جی مجبوریاں آپ سمجھتی نہیں ہو جی بھیک مانگنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا ڈاکٹروں نے کہا ماں کو ایک لمحے کے لیے اکیلا نہ چھوڑا جائے مجبوری سے نوکری پر جاتا تو نوکری ہی ہوتی ہے اب یہ تو ہے کہ کم از کم جہاں بھی ہوتا ہوں اسے ساتھ لیے پھرتا ہوں ہوں اچھا کتنا خرچ ہو جائے گا تیری ماں کے علاج میں بی بی جی بس جو تم دے دو تجھے شرم آنی چاہیے تیری جوانی کو دیکھ کر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ تیرا ہاتھ بھیک کے پھیل سکتا ہے بی بی جی مجبوری سے کچھ کراتی ہے اور پھر آپ تو بی بی جی اللہ کے نام سے واسطہ جو بھی مدد ہو سکے تو کر دیجئے جی ایک ہی مدد کر سکتی ہوں تیری۔ کیا وہ یہ تیری ماں کا علاج کر دوں۔ ایسی باتیں تو کبھی کرتے ہیں۔

بی بی جی آپ اگر کچھ دینا چاہتی ہیں تو دے دیجئے میں بارش میں بھیگ رہا ہوں تو اب یہاں تو میں دولت لیے ہوئے نہیں پھر رہی ٹھیک ہے تیری ماں کا سارا خرچہ میں دے دوں گی لیکن تجھے میرے ساتھ جانا پڑے گا۔ کہاں بی بی جی زیادہ دور نہیں بس تھوڑے فاصلے پر میرا گھر ہے تو ماں کو یہیں چھوڑ دوں کیا۔ میں نے کہا عورت سوچ میں پڑ گئی پھر بولی تو ایسا کر گاڑی میں وہیں درخت کے ساتھ لگوا دیتی ہوں اپنی ماں کو بھی گاڑی میں بٹھا لے اور ماں کی گاڑی یہیں چھوڑ دے میں تجھے جو کچھ دیتا ہے دے گا اس کے بعد ڈرائیور تجھے اور تیری ماں کو یہاں چھوڑ جائے گا میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا میرا خیال ہے کہ تیر نشانے پر بیٹھا تھا ایک لمحے سوچنے کے بعد میں نے کہا ٹھیک ہے بی بی اللہ آپ کو اتنا دے کہ اسے آپ سنبھال نہ سکیں میں آگے بیٹھ جاتی ہوں تو اپنی ماں کو پچھلی سیٹ پر بٹھا دے۔

بہت بڑی بات ہے جی بیگم صاحبہ ضرورت سے کچھ زیادہ مہربان ہو گئی تھیں ورنہ اپنی اس قیمتی گاڑی ایک گندمی بھکاری کو کون جگہ دیتا ہے لوگ جن کے دلوں میں ہمدردی اٹھ آ گی ہے اور جن کی جیبوں میں اتنی دولت ہوتی ہے کبھی کبھی برے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں مائی میراں نے تو ناک بھوں چڑھائی تھی میں نے سرگوشی میں اس سے کہا کیوں میرا دماغ خراب کر رہی ہے بڑھیا فضلا سے کہہ دوں گا کہ ایک اچھی آسامی کو اس نے ہاتھ نکال دیا پھر تو جانے گی اور فضلا میں تیری کوئی مدد نہیں کروں گا میری دھمکی پر مائی میراں خاموش ہو گئی میں نے بڑی مشکل سے اسے لکڑی کی گاڑی سے نکال کر کار کی سیٹ پر بٹھایا تھا اس دوران رحمدل بیگم صاحبہ ڈرائیور کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی پھر دوسری طرف گھوم کر میں بھی کار میں بیٹھ گیا یہی شاندار کار تھی ایسے نرم گدے کی بس انسان کا دل چاہے کہ بیٹھے اور سو جائے مائی میراں بھی سحر زدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی زندگی بھر سڑکوں پر وہ دوڑتی ہوئی کاروں کو دیکھتا رہا تھا چار چھ بار بس میں ضرور چڑھا تھا پوری زندگی میں کار میں بیٹھنے کا پہلا اتفاق تھا بہر حال مزا ہی مزا آ رہا تھا اور یہ خیال بھی کہ اچھی خاصی رقم ہاتھ لگ جائے گی اصل میں بات وہی فضلا کی تھی کم بخت پورا پورا حساب رکھتا تھا اگر مخصوص رقم میں کچھ کمی ہو جائے تو وہ رقم قرض ہوتی تھی لیکن یہ بات اگر کچھ زیادہ لگ جائے تو اپنا کمیشن تو ملتا ہی تھا لیکن یہ بات تھی روزمرہ کی فہرست پوری ہو جاتی تھی تو پھر چھٹی کبھی ہاتھ نہیں آتی تھی اور چھٹی کے تو کیا ہی مزے ہوتے ہیں میں خواب خرگوش میں مست ہو گیا اور سوچنے لگا۔

اگر کوئی کوئی اچھی رقم ہاتھ لگ جائے تو چار پانچ فلمیں دیکھوں گا عمدہ قسم کی روٹی کھاؤں گا میں کار میں بیٹھا ہوا باہر دیکھتا رہا یہ کار بھی کیا چیز تھی بھلا میں اور کار کا کیا معاملہ تھا پھر فاصلہ طے کرنا پڑا اور میں چونک پڑا مائی میراں تو پہلے ہی پریشان ہو رہی تھی مجھ سے پہلے ہی اس نے کہہ ڈالا ہمیں کتنا سفر طے کرنا پڑے گا بی بی جی بس تھوڑی دور وہ سامنے عورت نے اشارہ کیا میں نے بھی سامنے کی طرف دیکھا تھا لیکن یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ سامنے کھنڈرات میں اسی طرف کبھی نہیں آتا تھا لیکن مجھے یہ اندازہ تھا کہ اب بستی پیچھے رہ گئی ہے اور یہ کھنڈرات بستی سے دور ہیں، لیکن بہر حال بڑے لوگ ہیں جہاں ان کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل چاہے رہیں کے کون بھلا انہیں روک سکتا ہے بس تھوڑی عورت برابر کے کمرے میں بیٹھا دو اور لڑکے تم میرے ساتھ آؤ میں بیگم صاحبہ کے ساتھ اندر چل دیا مائی میراں کو میں نے وہیں چھوڑ دیا تھا لیکن اب تم نجانے دل پر ایک خوف سا احساس ہوا تھا۔ بیگم صاحبہ آگے بڑھیں اور ہمیں ایک ایسی جگہ سے گزرنا پڑا جو نیچے ڈھلوان میں تھی میں نے حیرت سے بیگم صاحبہ کو دیکھا اور کہا کتنی دور اور جانا ہوگا ۔کیوں مرا جارہا ہے ساتھ چل میرے ۔بڑے آدمی ذرہ سی بات پر بگڑ جاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ بنا بنایا کام بگڑ جائے میں نے سوچا اور آگے بڑھتا رہا ڈھلوان تو ختم ہونے کا نام ہی لے رہی تھی وہ بار بار چکر دار زینے کی طرح گھوم جا رہے تھے اور میں اسے گھروں سے کمرے میں پہنچ گیا جو انتہائی بڑا تھا میں نے کسی ایسے کمرے کا تصور بھی نہیں دیکھا یہاں عجیب وغریب چیزیں رکھی تھیں لیکن اور دیوار کے ساتھ کچھ انسانی ڈھانچے دیکھ کر میری روح ہی کانپ گئی۔

یہ کسی جگہ ہے بیگم صاحبہ۔۔آ ادھر آ بیگم صاحبہ نے کرخت لہجے میں کہا۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔تو مرد ہے ڈر کیسا۔ مرد ہوں بس مگر۔ ہاں مگر کیا۔ وہ جی یہ جگہ ہی عجیب ہے تجھے اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے جو دینا ہے دے دو جی مجھے میں آگے نہیں جاؤں گا ۔کیا بکواس کررہے ہو یہ ۔۔یہ۔۔تو انسانی پنجر ہیں ۔۔تو پھر ۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ دیکھ میری بات سن میں تجھے کچھ دینا چاہتی ہوں چل اس کرسی پر بیٹھ جا میں تجھے جو کچھ دینا ہے نکال کر دے رہی ہوں اور تو اتنا ڈر رہا ہے ۔ہمیں عزت نہیں بی بی جی پیسہ چاہیے میں نے کہا اور بیگم صاحبہ ہنس پڑی پھر بولیں۔ تیرے بارے میں معلومات تو حاصل کرلوں۔

کیا معلوم کروگی جی۔تو بیٹھ تو سہی بیگم صاحبہ نے کہا خود ایک کرسی پر بیٹھ گئی ۔میں آپ کے قدموں میں بیٹھ جاتا ہوں ۔نہیں ہم مہمانوں کی عزت کرتے ہیں تو اس وقت ہمارا مہمان ہے بیٹھ جا کرسی پر ڈرتے ڈرتے کرسی پر بیٹھ گیا۔ نہایت نذر لڑکی تھی کہ معلوم ہوتا تھا جیسے بادشاہ بن گئے بڑے بڑے چوڑے ہاتھ تھے اس کے جب میں نے دونوں ہاتھوں کو غور کیا کرسی جھولنے والی تھی وہ خود بخود جھولنے لگی بیگم صاحبہ مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی پھر انہوں نے کہا کیا نام ہے تیرا ۔سجاد ۔باپ کا نام کیا ہے۔ پتہ نہیں ۔کیا مطلب ۔باپ بچپن میں مر گیا تھا ۔اور ماں وہ بھی مر گئی تھی ۔تو پھر تو نے کہاں پرورش پائی فقیروں کے اڈے پر۔ تیری دیکھ بھال کون کرتا تھا ۔کیا مطلب۔ بس جی چھوٹے بچے کو دیکھ کر سب ہی کچھ نہ کچھ دیتے ہیں فقیروں کے ڈیرے پر ایسی بہت سی بھکارنیں ہوتی ہیں جو ان لاوارث بچوں کو لے کر گھومتی ہیں اصل میں یہ بچے ٹھیکیدار کی ملکیت ہوتے ہیں ٹھیکیدار فقیروں کو ہی بچے سپلائی کرتا ہے اور فقیر بناتی ہیں اپنے کندھے سے لگا کر نکل پڑتی ہیں بھیک مانگنے کے لیے پھر صدائیں لگاتی ہیں دے دو بابو میرے بچے یتیم ہیں اس نے کھانے پینے کے لیے کچھ،، نہیں ہے یہ بھاری ہیں آپ غور سے دیکھیں تو آپ کو اندازہ خود ہی ہو جائے گا بے دردی سے انہیں لپیٹ کے پھرتی ہیں مکھیاں بھنبھناتی ہوتی ہیں گندے مندے ہوتے ہیں دور سے بڑے ہونے میں تو فقیر بنوں تو یہ غرض نہیں ہوتی کہ کسی گاڑی کے نیچے آکر ڈوب مریں۔

بیگم صاحبہ آپ ہمیں جانے دیں آپ کو پتہ نہیں فضلا ٹھیکیدار کتا کمینہ ہے اب تو بارش بھی رک گئی ہوگی بس جی ہمیں جلدی پہنچ جانا چاہیے اور پھر بیگم صاحبہ ہم اپنی گاڑی بھی وہاں ہی چھوڑ آگئے ہیں ۔آتی ہوں میں ابھی تھوڑی دیر میں تو یہاں رک جا بیگم صاحبہ نے میری بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا اور واپسی کے لیے مڑ گئیں میں پریشانی کے عالم میں بیٹھا رہا پہلے تو مجھے کوئی خوف نہیں محسوس ہوا تھا لیکن جب ہم شہری آبادی سے نکل کر اس عمارت میں پہنچے تھے تو میرے دل میں بہت ہی برے برے خیالات آنے لگے تھے پتہ نہیں کیا چکر ہے کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤں بڑی مشکل ہو جائے گی ایسی حالت میں تو بہرحال اب آ پھنسا تھا تھوڑی دیر انتظار کیے لیتا ہوں بیگم صاحبہ اس جگہ سے باہر نکل گئیں

اور میں کرسی پر بیٹھے چاروں طرف دیکھنے لگا ایک بار پھر میری نظر ڈھانچوں پر پڑی اور میرے رونگھٹے خوف سے کھڑے ہوگئے آخر یہ ڈھانچے یہاں کیوں رکھے ہوئے ہیں پتہ نہیں ان بڑے لوگوں کے کیا کیا کھیل ہوتے ہیں پانچ منٹ دس منٹ پندرہ منٹ آدھا گھنٹہ اور پھر ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن بیگم صاحبہ کا کہیں پتہ نہیں تھا اچانک ہی میں اپنی جگہ سے اٹھا اور دروازے کی جانب بھاگا اب کچھ ملے یا نہ ملے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔

دل چیخ چیخ کر یہی کہہ رہا تھا بیٹا یہاں سے نکل جاؤ ورنہ کوئی مصیبت تمہارا انتظار ہی کررہی ہے میں آگے بڑھ کر اس جگہ پر گیا جہاں سے گزر کر یہاں آیا تھا لیکن شاید غلط جگہ آ گیا تھا وہاں صرف ایک دیوار تھی اور اس دیوار میں کوئی دروازہ نہیں تھا مگر یہ بیگم صاحبہ بھی ادھر سے ہی گئیں ہیں مجھ سے غلطی تو نہیں ہوئی میں نے دل میں سوچا اور دیوار کو ٹٹول ٹٹول کر دروازہ تلاش کرنے لگا پھر دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا اب تو میری چیخیں ہی نکلنے لگیں ۔مجھے کوئی دروازہ نظر نہیں آرہا تھا میں دیواروں کو ٹٹولتا رہا اور پھر خوف زدہ آواز میں چیخا دروازہ کہاں ہے بیگم صاحبہ جی بیگم صاحبہ جی لیکن میری چیخیں کمرے میں گونج کر رہ گئیں پھر اچانک مجھے اپنی ہی آواز سنائی دی اور پھر چونک کر پیچھے پلٹا یہ آواز کس طرف سے آئی تھی دروازہ شاید ادھر ہے لیکن یہ دیکھ کر مجھ پر غشی سی طاری ہونے لگی ارہنسنے والا ان ڈھانچوں میں سے ایک تھا وہ منہ کھول کھول کر ہنس رہا تھا کسی ڈھانچے کو میں نے پہلی بار ہنستے ہوئے دیکھا تھا میری گھگھی بندھ گئی اور خوف سے دیوار کی طرف دیکھنے لگا اب سب ہی ڈھانچے ہنسنے لگے ان کو دیکھ کر میرا خون خوف سے خشک ہونے لگا تھا مجھے جانے دو لیکن میری آواز سننے والا کوئی نہیں تھا میں اب پاگلوں کی طرح چاروں طرف بھاگ رہا تھا ڈھانچے مسلسل ہنسے جا رہے تھے اور پر کمرے میں چیزیں بھرتی جا رہی تھی سفید سفید دھند گاڑھا دھواں آہستہ آہستہ کمرے میں پھیلتا جا رہا تھا۔

میرا خوف سے دم نکلا چلا گیا اگر میں کوئی طاقتور نوجوان نہیں ہوتا تو یقینی طور پر میرا خوف سے دم ہی نکل جاتا لیکن دم تو میرا اب بھی نکل رہا تھا مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے میری گردن پکڑ لی ہوا سے دبا رہا ہو میری آنکھیں حلقوں سے باہر نکلنے لگیں گردن بے شک کسی نے پکڑی ہوئی تھی البتہ وہ کلائیاں موجود نہیں تھیں پھر دماغ چکرانے لگا آنکھوں کے سامنے ستارے ناچنے لگے میں نے ایک بار پوری قوت صرف کی اور چیخ کر کہا جو کچھ مجھ سے چاہتی ہو میں وہ کرنے کے لیے تیار ہوں بیگم صاحبہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے جانے دو بیگم صاحبہ جی وہ بہت ظالم ہے مجھے فضلا جان سے مار دے گا۔ پھر میری آواز حلق میں پھنسنے لگی اور آہستہ آہستہ میرے حواس جواب دینے لگے اور میں بے ہوش ہوگیا تھا نجانے کس وقت ہوش آیا تھا مجھے عجیب سی تھکن کا احساس ہو رہا تھا پورا بدن دکھ رہا تھا میں چونک پڑا تھا کیوں کہ ان خوفناک ڈھانچوں کا خیال ایک لمحے میں ذہن میں آیا تھا اور میری نظریں اطراف کو دیکھ رہی تھیں یہ کوئی دوسری جگہ تھی ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس کی چھت بہت اونچی تھی کمرے کی دیواروں میں لائٹیں روشن تھیں لیکن ان کے بٹن کہیں نظر نہیں آرہے تھے کمرے میں کوئی کھڑکی یا روشن دان نہیں تھا ہاں البتہ سامنے کی سمت ایک دروازہ نظر آرہا تھا جو یقیناً باہر سے بند ہوگا تمام واقعات میرے ذہن میں آگئے کہ کس طرح میں اور مائی میراں میلے میں گئے تھے وہاں بارش شروع ہوگئی اس کے بعد بیگم صاحبہ اپنی گاڑی میں بٹھا کر یہاں لے آئی اور اب میں یہاں اس حال میں تھا یوں ایک بار پھر کپکپی طاری ہونے لگی۔

ہنسنے والا ان ڈھانچوں میں سے ایک تھا وہ منہ کھول کھول کر ہنس رہا تھا کسی ڈھانچے کو میں نے پہلی بار دیکھا تھا یہ تمام واقعات میری آنکھوں کے سامنے آتے گئے میرے بدن میں کپکپی طاری ہونے لگی پتہ نہیں یہ دروازہ اصلی ہے یا پھر یہ بھی غائب ہو جائے گا پھر میں نے دروازے کو چھو کر دیکھا کسی لکڑی سے بنایا گیا تھا جس پر عجیب وغریب نقش ونگار بنے ہوئے تھے اس میں جدید قسم کا لاک لگا ہوا تھا بہرحال میں وہاں سے واپس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پلٹ پڑا اب میں پوری طرح ہوش میں تھا اور ایک ایک چیز کا اچھی طرح جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک میری نظر ایک عجیب سی شے پر پڑی یہ ایک دیوار پر نصب کوئی مجسمہ تھا لیکن مجسمہ انتہائی اونچائی پر لگا ہوا تھا اور بہت زیادہ بہت زیادہ غور کرنے پر ہی نظر آتا ہے اس مجسمے سے تھوڑی سی دور ایک اور مجسمہ تھا جو غالباً پیلے رنگ کا تھا پھر ایک ایک کر کے میں چاروں دیواروں کو غور سے دیکھا یہ دس مجسمے تھے عجیب وغریب شکل کے اور پھر بہت زیادہ اونچائی پر ہونے کی وجہ سے یہ مجسمے واضح نظر نہیں آرہے تھے میں واپس اسی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔

چیخنے چلانے سے کوئی فائدہ نہیں انتظار کر رہا تھا کہ دیکھ اب کیا ہوتا ہے پھر میری نظر ایک دیوار کی جانب اٹھ گئی اور میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے دیوار پر لگے ہوئے چار مجسموں سے دو نیچے کی جانب سرک آئے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ چاروں مجسمے ایک قطار میں لگے ہوئے تھے لیکن اب معاملہ بالکل ہی الگ تھا پھر میں نے دوسری دیوار کو دیکھا اور میرے بدن کی لرزشیں تیز ہو گئیں باقی دیواروں پر لگے ہوئے مجسمے بھی اپنی جگہ سے ضرور نیچے آئے تھے عجیب سی طرز کے یہ سارے مجسمے ایک ساتھ دیواروں پر نیچے آگئے تھے کہ میں باآسانی انہیں دیکھ سکتا تھا ایک مجسمے کا سر گائے کی طرح تھا بقیہ دھڑ انسانی شکل میں تھا اس کا رنگ کالا تھا اور بڑا ہی خوفناک لگ رہا تھا ایک مجسمہ پیلے رنگ کا تھا اس کا بھی دھڑ انسانی تھا چہرے کی جگہ چیتے کا سر تراشا گیا تھا جس میں سے اس کے دانت بھی بھیانک جھانک رہے تھے پھر ایک دیوار پر لگے مجسموں نے حرکت کی اور ان کی جگہ آپس میں تبدیل ہونے لگی پھر انہوں نے آپس میں جگہیں بدلنا شروع کردیں وہ دیواروں پر پھیل رہے تھے اور میرا دم نکلا جا رہا تھا یہ احساس تو شروع سے ہی سے میرے ذہن میں تھا کہ عجیب وغریب حالات کا شکار ہو گیا تھا لیکن بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی یہ سب کیا ہے۔

میری نگاہیں ان سوچوں کے ساتھ مجسموں کا جائزہ بھی لے رہی تھیں اب مجھے اپنی آنکھوں پر بالکل شبہ نہیں رہا تھا مجھے وہ بار بار جگہ تبدیل کر رہے تھے اچانک اس تاریک کمرے میں روشنی پھیلنے لگی اس کے ساتھ ہی دیواروں پر سرسراہٹیں ابھریں اور تمام مجسمے دیواروں پر دوڑنے لگے جو لگتا تھا جیسے وہ جاندار ہوں اور کسی کو دیکھ کر اپنی جگہ سے دوڑ رہے ہوں پھر وہ ایک اسی جگہ جا ٹکے جہاں میں پہلے انہیں دیکھا تھا ابھی میں حیرت سے ان مجسموں کی حرکت دیکھ رہا تھا کہ وہ دروازہ کھلا اور چار افراد اندر داخل ہوئے لیکن اس طرح انہوں نے اپنے شانوں پر ایک تابوت اٹھایا تھا تابوت اوپر سے کھلا ہوا تھا لیکن میں نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اس میں کیا ہے پھر میں نے تابوت لانے والوں کے چہرے دیکھے اور اچانک ہی مجھے ایک جھٹکا سا لگا کیا یہ میری آنکھ کا دھوکہ ہے یا جو کچھ میں دیکھ رہا تھا وہ حقیقت تھا نہ تو ان کے ناک تھے نہ آنکھیں نہ ہونٹ بس نقش میرے جیسے تھے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھتا رہا اور میرے بدن میں خوف کی لہریں دوڑ گئیں وہ اس بڑے سے کمرے میں آئے اور انہوں نے اپنے شانوں سے تابوت اتار کر نیچے رکھ دیا اب میں تابوت میں جھانک سکتا تھا جس جگہ میں بیٹھا ہوا تھا وہاں سے تابوت اور اس کے اندر لیٹی ہوئی لاش یا کوئی زندہ جسم صاف نظر آرہا تھا میں نے اس جسم کو بھی دیکھا اور ایک بار پھر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میں سر سے پاؤں تک کانپ کر رہ گیا۔

یہ مائی میراں کا جسم تھا میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتی تھیں یہ مائی میراں کا بدن تھا لیکن تابوت میں کیا مائی میراں مرچکی ہے۔ بہرحال کچھ بھی تھا مائی میراں سے بہت پرانا واسطہ تھا یہ خوفناک چہرے میرے لیے انتہائی دہشت کا باعث تھے لیکن مائی میراں کو دیکھ کر میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کی جانب لپک پڑا میں نے دیکھا کہ مائی میراں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور تابوت میں خاموشی سے لیٹی ہوئی تھی مائی میراں مائی میراں تو زندہ ہے تو زندہ ہے ہاں میں زندہ ہوں مائی میراں پتھرائی ہوئی آواز میں بولی اور اٹھ کر اس تابوت سے باہر نکل آئی مائی میراں ہمیں یہاں سے بھاگ چلنا چاہیے تو اٹھ جا یہ

کون ہیں خدا کے واسطے مائی میراں اٹھ جا مجھے ڈر لگ رہا ہے وہ چاروں جو تابوت کو لے کر یہاں آئے تھے خاموش ہوئے تھے تبھی اندرونی حصے کی ایک دیوار میں خلا سا پیدا ہوا آواز اتنی زوردار تھی کہ میں چونک کر اس طرف متوجہ ہوا جہاں سے میں نے دیکھا وہی بیگم صاحبہ جو ہم لوگوں کو یہاں لے کر آئی تھیں وہاں سے اندر داخل ہو رہی تھی لیکن ان کا انداز وہ اس طرح سامنے کی سمت دیکھ رہی تھی جیسے ان کی آنکھوں میں روشنی نہ ہو لیکن آنکھیں سفید تھیں ان میں سیاہ پتلیاں غائب تھیں بیگم صاحبہ کا چہرہ بالکل سامنے تھا وہ مڑ نہیں رہی تھیں اور جس طرح وہ چل رہی تھی وہ بھی حیرت انگیز بات تھی مجھے ان کے قدم اٹھتے ہوئے نہیں محسوس ہو رہے تھے بلکہ ایک طرح سے وہ تیرتی ہوئی آگے آرہی تھی میرے خدا میرے خدا یہ سب کچھ۔

آہ میں کس خوفناک جال میں پھنس گیا ہوں میں نے سوچا سب نے ایک بار پھر مالی میراں کو مخاطب کیا لیکن وہ اسی طرح خاموش لیٹی ہوئی تھی میں تجھے اٹھاؤں مائی میراں نہیں مجھے یہیں رہنے دو مائی میراں کی آواز پھر ابھری اور اچانک ہی میں نے محسوس کیا کہ مائی میراں کے منہ سے نکلنے والی یہ آوازیں اس کی نہیں تھیں اس کی آواز میں تو خاصا فرق تھا میں دہشت سے اپنی جگہ پتھرا کر رہ گیا دوسری طرف بیگم صاحبہ نے توجہ بھی نہیں دی تھی ان چاروں بے نقش چہرے والوں نے اور نہ بیگم صاحبہ نے بیگم صاحبہ نے ان میں سے ایک کی طرف رخ کیا اور بولیں لائی بھی اسطرف دیکھنے لگا اس شخص نے یک لمبی سی نوکیلی کیل بیگم صاحبہ کی طرف بڑھا دی بیگم صاحبہ نے یہ کیل اپنے ہاتھ میں لی تقریباً ایک فٹ لمبی کیل تھی پھر انہوں نے دوبارہ ہاتھ بڑھایا اور اس شخص نے ایک ہتھوڑا ان کے ہاتھ میں دیا میں اپنی جگہ کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میری زبان بند ہو گئی ہو میرے اعصاب شل ہو گئے ہوں اب میں کوشش کے باوجود بھی بول نہیں سکتا تھا۔

بیگم صاحبہ کے بھی اعصاب شل ہوں گے اس وقت میرے خوف کی کوئی انتہا نہ تھی جب میں نے دیکھا کہ بیگم صاحبہ ایک کیل لے کر مائی میراں پر جھکی انہوں نے وہ کیل اس کی پیشانی پر رکھ دی ہتھوڑا اس کے ہاتھ میں تھا تم ایسا نہیں کرسکتی میں نے چیخنا چاہا لیکن میری آواز میرے حلق میں دب کر رہ گئی میں نے بار بار کوشش کی بولنے کی چیخنے کی لیکن میری آواز نہیں نکل رہی تھی اور میرا بدن اس طرح ساکت ہو گیا جیسے میں اپنی جگہ سے جنبش کرنے کی کوشش بھی کروں تو اس میں کامیاب نہ ہو پاؤں پھر میری آنکھوں نے وہ روح فرسا منظر دیکھا اچانک ہی کیل کے اوپری سرا پر ضرب پڑی تھی اور پوری کی پوری کیل مائی میراں کی پیشانی میں اتر گئی تھی لیکن مائی میراں نہ چیخی اور نہ ہی اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ بلند ہوا کیل پر کئی ضربیں لگا کر بیگم صاحبہ نے اسے مائی میراں کے سر میں پوری طرح اندر تک ٹھونک دیا میں یہاں سے مائی میراں کا چہرہ دیکھ رہا تھا اس سے کہنا چاہتا تھا کہ مائی میراں چل ہم یہاں سے بھاگ چلیں حالانکہ وہ معذور تھی لیکن پھر بھی کم از کم اٹھ کر تو بیٹھ سکتی تھی بیگم صاحبہ نے اس بار دوسرے شخص کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اس نے بھی ویسی ہی ایک کیل بیگم صاحبہ کے ہاتھ میں تھما دی میں اب اپنی جگہ تن بہ تقدیر ہو گیا تھا جو منظر میری نگاہوں کے سامنے تھا۔

نہ تو میں اس میں کوئی مداخلت کرسکتا تھا اور نہ مائی میراں کی جان بچانے کی کوشش کرسکتا تھا ویسے مجھے یقین تھا کہ اب مائی میراں کی جان بچ نہیں سکتی بھلا پیشانی میں اتنی بڑی کیل اتر جائے اور کوئی زندہ بچ جائے۔ دوسری کیل بیگم صاحبہ نے مائی میراں کے سینے میں رکھی بالکل درمیان میں کیل رکھ کر اس نے اسے بھی مائی میراں کے سینے میں اتار دیا میں نے خوف سے آنکھیں بند کرلیں اب مجھ سے کچھ نہیں دیکھا جا رہا تھا میں اس ہولناک منظر کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ نہیں دیکھا جا رہا تھا میں اس ہولناک پھر مجھے کیلوں پر ہتھوڑیاں بجنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں بمشکل تمام میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ مائی میران کی پیشانی سے دونوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پیروں میں ٹخنے کے پاس کیلیں ٹھونک دی گئی تھیں اور بیگم صاحبہ اوراب ہتھوڑا ان میں سے یک شخص کو واپس کررہی تھیں پھر انہوں نے ان چاروں کو اشارہ کیا اوروہ تابوت لے کر وہاں سے چل پڑے بیگم صاحبہ واپس مڑیں اوراسی انداز میں چلتی ہوئی اس دیوار تک پہنچیں جہاں سے وہ اس کمرے میں داخل ہوئی تھیں پھر میں نے دیکھا کہ دیوار میں عین اسی جگہ خلا نمودار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے بیگم صاحبہ اس خلا میں داخل ہوگئی اور کچھ دیر کے بعد وہاں کچھ نہ تھا اور دیوار اپنی پہلے جیسی کیفیت میں واپس آگئی تھیں۔

وہ چاروں آدمی بھی تابوت لے کر واپس چلے گئے تھے اور دروازہ باہر سے بند ہوگیا تھا پے در پے خوفناک واقعات نے دماغی صلاحیتیں چھین لی تھیں میں خوف وہراس کے عالم میں بیٹھا رہا تھا دل ودماغ کی بڑی عجیب سی کیفیت ہوگئی تھی کیا سے کیا ہوگیا تھا کیا جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی جب میں اور مائی میراں سائیں نگر کے میلے میں گئے تھے اوراب مائی میراں مرگئی تھی مائی میراں میری ساتھی تھی جس سے میں اپنا سکھ دکھ کہہ لیا کرتا تھا اس سے لڑتا جھگڑتا بھی تھا کبھی روٹھ بھی جاتا تھا تو کافی دیر تک تو وہ خود بھی منہ پھلائے بیٹھی رہتی تھی پھر خود ہی کہتی ۔۔چل اٹھ جا۔۔نہیں ۔۔ کیوں کیا موت آگئی ۔۔موت آئی تھی ۔تو تو مجھ سے لڑے ہے جیسے میں تیری جورو ہوں ۔اللہ نہ کرے کہ مجھے تجھ جیسی جورو ملے میری جورو تو بہت خوبصورت ہوگی شہزادی بن کر رکھوں گا اسے اپنی حالت تو دیکھ ذرا زشہزادی بنا کر رکھے گا مائی میراں منہ پر ہاتھ کر ہنستے ہوئے کہتی پھر سنجیدہ ہوجاتی ۔ارے،م تو سدا کے فقیر ہیں ہم صرف ایسی باتیں سوچ سکتے ہیں میری تو خیر زندگی بیت گئی لیکن تو تجھے اگر موقع ملے تو بھاگ جانا کسی ایسی جگہ جہاں تجھے فضلا کے آدمی تلاش نہ کرسکیں فضلا بہت چالاک ہے وہ مجھے ضرور تلاش کرے ،گا

تو کسی دوسرے شہر بھاگ جائیو تجھے چھوڑ کر مائی میراں پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنس پڑی ابھی پورے پچاس روپے باقی ہیں میرے پاس ارے وا میرے پاس پچاس روپے والے نواب چل جا کر پائے پیتے ہیں اور سن پیسے تو ہی دے گا ارے واہ میں کیوں دوں گا پیسے ۔اچھا پھر لڑو نہیں یہ لے پیسے اب جا بھی میں اچانک چونک پڑا تھا یہ مائی میراں کی آواز میرے خیالوں میں گونج رہی تھی ایک بار پھر وہی خوف ذہن پر سوار ہونے لگا تھا مائی میراں مرگئی تھی یہ جگہ ماحول آہ اب کیا ہوگا بیگم صاحبہ کیا مجھے بھی اسی طرح ماریں گی یا پھر مجھے اس کمرے میں دیکھے تھے میں سزا دیں گی میرا حال بھی انہیں ڈھانچوں کی طرح ہوجائے گا میں نے اس کمرے میں دیکھے تھے ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ سارے مجسمے ایک سا نیچے کی طرف پھسل رہے تھے ایک نئی چیز جو میں نے ی وہ ان میں سے نکلنے والا دھوان تھا جو ہال میں تیز ے پھیل رہا تھا اس دھوئیں کے ساتھ ہی ایک پوشیدہ ش بو کا احساس ہوا تھا جو دماغ میں گھس رہی تھی ناک او ھنوں میں بھی عجیب سی جلن کا احساس ہورہا تھا ل نما کمرے میں اچھا خاصہ دھواں بھر گیا تھا اس د نے میرے اوپر عجیب سا اثر کیا تھا مجھے اپنی آنکھ بند ہوتی ہوئی محسوس ہوئیں ۔اور کچھ دیر کے بعد میں ۔ ش ہوگیا تھا۔

ہوش آیا تو چہرے پر دھوپ کرنوں کا احساس ہوا تھا اور میں ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا پ کہاں سے آرہی تھی میں نے آس پاس کے ما کا جائزہ لیا میں ایک نرم آرام دہ مسہری پر لیٹا ہوا تھا م اوپر ایک انتہائی خوبصورت کمبل پڑا ہوا تھا میں ا مسہری سے نیچے آگیا یہ کمرہ یہ وہ جگہ تو نہیں تھی جہا خوفناک واقعات پیش آئے تھے مجھے ہنسی کی آواز سنا لڑکی کی ہنسی کی آواز تھی اور پردے کے تھی مجھے پردے کے پیچھے کچھ جنبش ہوئی او ایک لڑکی برآمد ہوئی جسم پر عجیب سے انداز ہوئی ایک سترہ اٹھارہ سال کی لڑکی ہو کھٹ نظر آرہی تھی میں اب تک جن تھا ان کو سامنے رکھتے ہوئے کسی سے بات کرتے ہوئے بھی

ڈر لگتا تھا لیکن پھر میں بات نے جی کڑا کر اس لڑکی سے پوچھا،کون ہو تم اور یہ کون سی جگہ ہے۔میرا نام پدما ہے مہاراج اور میں یہاں ملازمت کرتی ہو تم نے پورا جواب نہیں دیا پورا جواب میں نے تم سے پوچھا ہے کہ یہ کون سی جگہ ہے۔لو بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے جس گھر میں رہتے ہیں وہاں کا پتہ پوچھتے ہیں میں یہاں رہتا ہوں تو اور کیا اور تم یہاں ملازم ہو۔۔

جی اس نے اسی انداز میں کہا جو کچھ نہ ہوتا وہ کم تھا پھر سامنے والا دروازہ کھلا اور تین لڑکیاں اندر آگئیں ان کی عمریں بھی کوئی سترہ یا اٹھارہ سال ہوں گی۔اورانہوں نے بھی اسی انداز میں ساڑھیاں باندھ رکھی تھیں پھر ان میں سے ایک لڑکی نے کہا۔ارے مہاراج آپ اٹھ گئے ہیں میں نے حیرانگی سے کہا اوران چاروں کی ہنسی چھوٹ گئی پھر اس لڑکی نے باقی سب کو اشارے سے خاموش کردیا اور مجھ سے دوبارہ مخاطب ہوئی مہاراج اس پدما نے آپ کو تنگ تو نہیں کیا اصل میں یہ بہت شریر ہے ہم لوگ اسے یہاں اس لیے چھوڑ گئے تھے کہ جب آپ جاگ جائیں تو یہ آپ کو اشنان کرنے کے لیے کہہ کر ہمیں بھی بتادے کہ آپ جاگ گئے اور پھر ہم آپ کے لیے ناشتے وغیرہ کا انتظام کرتے ۔دیکھو میں نے اس لڑکی سے بھی یہی پوچھا تھا اور تم لوگوں سے بھی یہی سوال کررہا ہوں کہ یہ آخر کون سی جگہ ہے مہاراج یہ آپ کا گھر ہے۔۔میرا گھر۔۔ہاں آپ کا گھر یہ سب چیزیں آپ کی ہیں اور آپ کی ہیں اور آپ کی ہیں اور آپ ہمارے مہاراج ہیں ۔۔یہ مہاراج کیا ہوتا ہے میرے اس انداز پر پدما کی ہنسی چھوٹ گئی تھی لیکن اس نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا پدما یہ مہاراج ہیں ہمارے کیا تمہیں اپنا جیوں پیارا نہیں شما چاہتی ہوں مہاراج پدما جلدی سے بولی اور اپنا ہاتھ دوبارہ منہ پر رکھ کر منہ دوسری طرف کرلیا تھا۔اچھا شیلا تم پدما نے کہا اور دوڑتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی اس نے اپنا ہاتھ منہ پر سے ہٹایا نہیں تھا اور جاتے جاتے ڈھر سے دروازہ بند کرگئی تھی۔

وہ لڑکی جسے شیلا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا ایک بار پھر میری جانب متوجہ ہوئی مہاراج اب آپ اشنان کرلیں اور پھر اس کے بعد ناشتہ وغیرہ کریں ۔دیکھو میں کوئی مہاراج نہیں ہوں میرا نام سجاد حسن ہے اور میں بھیک مانگ کر گزارا کرتا ہوں میری ایک مائی میراں کو بھی تم لوگوں نے مارا ہے یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ مہاراج کیسے مارا ہے جو مجھے دیکھنے لگی تھی ان کے انداز میں میں نے بے چینی سی محسوس کی تھی اوران کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ نہ سمجھ رہی ہوابھی وہ اسی الجھن میں گرفتار تھی کہ کیا کہیں اور کیا نہ کہیں کہ دروازہ کھلا اس میں سے ایک اورلڑکی برآمد ہوئی اس کے بدن پر انتہائی قیمتی ساڑھی تھی انتہائی خوبصورت نقوش کی مالک یہ لڑکی پروقار اور پر رعب انداز میں چلتی ہوئی کمرے کے درمیان آگئی یہ لڑکی ان سب سے حسین تھی اور میں واقعی اس سے بہت متاثر ہوا تھا پھر وہ ان لڑکیوں سے مخاطب ہوئی تم لوگ یہاں کیا کررہی ہو کماری صاحبہ ہم یہ دیکھنے آئے تھے کہ مہاراج جاگ گئے ہیں یا ابھی تک سو رہے ہیں لیکن یہاں تو پدما تھی شاید وہ کہاں ہیں وہ پدما ابھی باہر گئی ہے اچھا ٹھیک ہے تم لوگ چلو اور سنو ناشتہ جلدی سے تیار کرو ہم لوگ ابھی آتے ہیں ۔جی کماری صاحبہ ان تینوں نے باادب ہوکر کہا اور تیزی سے باہر نکل گئیں چلو امر سنگھ اشنان کرلو اس کے بعد ناشتہ کریں گے اس بار اس نے مجھ سے کہا میں نے منہ گھما کر دوسری طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی نہ تھا اس نے پھر کہا کیا ہوگیا ہے تمہیں امر سنگھ میں تم سے بات کررہی ہوں مجھ سے۔

تو اور کیا یہاں تمہارے علاوہ اور کوئی بھی تو نہیں ہے مگر میں تو امر سنگھ نہیں ہوں میرا نام تو سجاد حسن ہے امر سنگھ لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے چلو میرے ساتھ اس نے کہا اور مجھے باتھ روم کی طرف دھکیلنے لگی ذہن ایک بار پھر ہواؤں میں اڑنے لگا یہ کیا نئی افتاد پڑی تھی یہ جگہ یہ لوگ ویسے ایک تبدیلی ضرور آئی تھی کہ نئی مصیبت اور ماحول کو اب جلدی قبول کرلیا کرتا اور بجائے ڈرنے کے اب خود کو حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتا تھا چنانچہ اس وقت بھی حیرانی تو شدید تھی لیکن ڈر کی وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیفیت اب ذائل ہوتی جارہی تھی بہر حال وہ لڑکی مجھے باتھ روم میں اندر لے آئی اور میں چونک پڑا ارے ارے یہ کیا بدتمیزی ہے۔ کیا مطلب۔ وہ حیرانگی سے بولی۔ یہ کہ اب تم میرے ساتھ میں جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ مطلب یہ کہ اب تم اشنان کرو میں باہر تمہارا انتظار کرتی ہوں اور ہاں کپڑے دوسرے نکال دیتی ہوں جب فارغ ہوجاؤ تو آواز دے کر مانگ لینا ۔۔سنو۔۔ ہاں بولو ۔۔ یہ اشنان کی ہوتا ہے۔ میں نے بے ساختہ سوال کیا اور وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی مہاراج مذاق فرما رہے ہیں شاید۔ جی نہیں پھر آگر آپ بتادیں تو آپ کا کیا جائے گا۔ بدن پر پانی ڈال کر بدن دھونے کو اشان ہی کہتے ہیں شاید۔

جی نہیں اسے غسل کرنا کہا جاتا ہے اچھا بس۔ اب یہ مسلوں جیسی باتیں مت کرو اور جلدی سے باہر آؤ اس نے کہا اور نکل گئی میں نے دروازہ اندر سے بند کرلیا تھا انتہائی جدید طرز کا غسل خانہ تھا بہترین نل تھے واش بیسن تھا بالکل ایسا ہی واش بیسن میں نے ایک ہوٹل میں دیکھا تھا لیکن یہ بہت نفیس تھا ایک جانب تولیہ لٹکا ہوا تھا انتہائی خوبصورت صابن دانی جس میں خوشبو دار صابن رکھے ہوئے تھے غرض یہ کہ ہر چیز سے نفاست کا اظہار ہوتا تھا میں نے کپڑے اتا کر ایک جانب رکھے اور ایک نل کھول کر اس کے نیچے بیٹھ گیا کافی دیر تھی میں اسی طرح بیٹھا رہا تھا ویسے عام دنوں میں بھی ہفتے پندرہ دن میں ایک آدھ بار نہا لیتا تھا لیکن اس وقت نجانے کیوں نہانے کی طلب محسوس ہو رہی تھی چنانچہ بدن پر خوب پانی بہایا اور پھر وہی کپڑے پہن کر باہر نکل آیا وہ لڑکی کمرے میں موجود کرسیوں میں ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی غالباً اخبار پڑھ رہی تھی مجھے باہر نکلتے ہوئے دیکھ کر ایک دم سنبھل گئی ارے تم نے پھر وہی کپڑے پہن لیے اور بال بھی خشک نہیں کئے بس ٹھیک ہے۔

کیسے ٹھیک ہے دیکھو یہ تمہارے کپڑے ہیں پہلے باتھ روم سے تولیہ لاکر بال وغیرہ خشک کرو اور سنو یہ کپڑے بھی ساتھ لے جاؤ اور انہیں پہن کر آؤ عجب مصیبت گلے پڑی تھی کیا کرتا کیا نہ کرتا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا پھر دوبارہ غسل خانے میں جا گھسا اور لباس تبدیل کرنے لگا پھر اچانک ہی ایک خیال ایا اور میرا چہرہ سرخ ہو گیا پہلے والا لباس مجھے کس نے تبدیل کرایا تھا کیا ان لڑکیوں نے یا پھر میں عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا یہ لباس بھی پہلے والا لباس سے مختلف نہیں تھا عجیب طرز کا پائجامہ اور لمبی سی قمیض۔ یہ لباس پہن کر میں باہر نکل آیا وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی باہر کا جائزہ لے رہی تھی میری آہٹ سن کر وہ مڑی اور بولی ارے تم نے بال نہیں بنائے ۔کیوں تم عجیب سی کیفیت کا شکار ہوا امر سنگھ اب تمہیں یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تمہارے بال خراب ہیں یہ کہتی ہوئی وہ باتھ روم کی طرف گئی اور وہاں سے تولیہ اور کنگھا اٹھا کر لائی یہ دونوں چیزیں لے کر وہ میری جانب بڑھی اور میں جلدی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ یہ کیا مذاق ہے امر سنگھ چلو ادھر بیٹھ جاؤ اور میں ایک جانب رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا پھر اس نے تولیے سے اچھی طرح میرے بالوں کو خشک کیا وہ پہلی بار میرے اتنے قریب آئی تھی اور میں اس کے وجود کی خوشبو کو محسوس کر رہا تھا۔

بہر حال انسان تھا اور پہلی بار کسی نے اتنی اپنائیت سے مجھے ہاتھ لگایا تھا فضلا تو ہمیشہ مارتا اور گالیاں دیتا تھا باقی لوگ بھی بعض دفعہ دھتکار دیا کرتے تھے پھر اس نے میرے بال سنوارے پھر کہنے لگی اب آئے ہوں اں اپنی اصل شکل میں چلو اور میں اس کے ساتھ چلنے لگا ہم لوگ کمرے سے باہر نکل آئے کمرے کے باہر ایک طویل راہداری تھی جس میں انتہائی قیمتی قالین بچھا ہوا تھا راہداری میں دونوں طرف کمروں کے دروازے نظر آرہے تھے دیواروں میں روشنیاں نصب تھیں چھت پر دو فانوس بھی لٹک رہے تھے ایک دفعہ ایک بی بی جی شادی میں میں اور مائی میراں گئے تھے تو وہ۔ چند آدمیوں سے کہہ رہی تھی کہ ادھر لے آؤ فانوس ہاں یہاں اس چھت میں لٹکانا ہے یہ بھی ویسے ہی فانوس تھے عجیب سی جگہ تھی پھر اس لڑکی نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور مجھے اندر چلنے کا اشارہ کیا میں اس کمرے میں داخل ہو گیا یہ بھی

ایک لمبی سی میز بچھی ہوئی تھی اور اس کے گرد کرسیاں بچھی ہوئی تھیں کمرے میں داخل ہو کر اس نے مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ اور میں فرش پر بچھے ہوئے قالین پر اکڑوں بیٹھ گیا میرے اس انداز پر اس لڑکی کی ہنسی چھوٹ گئی لیکن پھر اس نے جلدی سے خود پر قابو پالیا اور مجھ سے پھر اس نے مخاطب ہو کر کہا امر سنگھ تمہاری طبیعت واقعی ٹھیک نہیں ہے ادھر اس کرسی پر بیٹھو اس نے کہا اور میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کرسی پر بیٹھ گیا اس نے بھی ایک کرسی جو میرے برابر رکھی ہوئی تھی اور اس پر بیٹھ گئی میز پر کئی برتن رکھے ہوئے تھے اس نے ایک پیالے کا ڈھکن اٹھایا اور بے اختیار کہنے لگی اخاہ چنوں کا سالن یہ تو میں بھی کھاؤں گی تم اپنے لیے نکالو یہ کہہ کر اس نے پیار سے میری جانب بڑھایا اور میں نے پیالہ لے کر اس میں سے تھوڑا سا سالن پلیٹ میں نکالا اس دوران اس نے باقی پلیٹیں ہٹا دیں تھی کسی میں سبزی دال اور سی طرح کے کھانے لگے ہوئے تھے ایک برتن میں روٹیاں رکھی تھیں ایک میں پوریاں تھی اس نے کہا روٹی کھاؤ گے یا پوری۔ پوری ۔میں نے ندیدوں کے انداز میں کہا اور اس نے گرم گرم پوری میری طرف بڑھا دی پھر میں نے پوریاں کھانی شروع کر دیں اور چار پوریاں کھائیں اس دوران وہ بھی کھاتی رہی تھی لیکن میرے مقابلہ میں اس نے بہت کم کھایا ہوگا پھر پانی وغیرہ پی کر اس نے ہاتھ صاف کیے اور میں نے بھی ہاتھ صاف کئے اس لمحے میں سب کچھ بھول گیا تھا میں نے انتہائی سیر ہو کر کھانا کھایا ناشتہ کے دوران ہم نے کوئی بات نہ کی تھی پھر فراغت پا کر وہ مجھ سے مخاطب ہوئی۔

امر سنگھ اب تم کیا محسوس کر رہے ہو لیکن بہت اچھا تم مجھے امر سنگھ کیوں کہہ رہی ہو میرا نام سجاد حسن ہے اور میں ایک فقیر ہوں اور فقیروں کی بستی میں رہتا ہوں ہمارا ٹھیکیدار ہے اور ہم سب اس کے رحم و کرم پر تھے میرے ساتھ ایک عورت تھی جو معذور تھی مائی میراں بھیگ مانگنے جاتی تھی پھر ایک دن ہم سائیں نگر کے میلے میں گئے تھے وہاں ایک بیگم صاحبہ نے ہمیں پیسوں کا لالچ دے کر دھوکے سے اپنے گھر لے گئی اور مجھے ایک کمرے میں چھوڑا جہاں ڈھانچے تھے اتنے بھیانک انداز میں ہنستے تھے وہ کہ میرا خوف کے مارے دم نکل جاتا تھا پھر میں بے ہوش ہو گیا ہوش آیا تو خود کو ایک اور کمرے میں پایا پھر اس کمرے میں مائی میراں کو لایا گیا اور بیگم صاحبہ نے بڑی بے دردی سے اس کے جسم کے مختلف حصوں میں کیلیں ٹھونک کر اسے مار دیا پھر تیز بو کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا اور اس کے بعد خود کو یہاں پایا اور اس کے یہاں ہوں کیا تم یہ بتا سکتی ہو کہ مجھے یہاں کون لایا ۔امر سنگھ یہ تمہارا گھر ہے۔

کیا تم مجھے پاگل سمجھتی ہو ویسے تمہارا نام کیا ہے ۔کیسری ۔۔کیسری ہے میرا نام امر سنگھ تم نے اس پہلے تو اس طرح کا برتاؤ نہیں کیا کہ اب تم مجھ سے میرا پوچھ رہے ہو تو اور کیا کروں کیا تم بھی نہیں جانتی کہ میں کیسے آیا تم اصل میں کایا جال میں پھنس گئے ہو اس نے عجیب سے لہجے میں کہا کایا جال یہ کیا بلا ہے۔ یہ میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتی لیکن وقت آنے پر تمہیں سب پتہ چل جائے گا اسکا فی الحال خاموش رہو مگر میرا نام امر سنگھ ہی ہے نہیں مرا نام سجاد ہے دیکھو یہاں سب لوگ تمہیں امر سنگھ کہہ کر مخاطب کریں گے اور جب تمہارا نام ہی یہ ہے تو پھر کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے یہ جگہ۔ یہ ماحول کایا جال امر سنگھ امر سنگھ خود کو پرسکون رکھو۔ اچھا باہر تازہ ہوا میں چلتے ہیں اور پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئی تھی پھر ہم لوگ آگے کی سمت چلنے لگے راہداری آگے جا کر دائیں سمت مڑ جاتی تھی ہم لوگ بھی اس جانب مڑ گئے۔

میں نے دیکھا کہ چند قدم کے فاصلے پر ایک بڑا سا دروازہ تھا جس کی لکڑی پر انتہائی خوبصورت نقش بنے ہوئے تھے اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کو تھوڑا سا باہر کی جانب دھکیلا اور دروازہ کسی آواز کے بغیر ہی کھل گیا ہم دونوں اس میں سے گزر کر باہر نکل آئے تھے باہر تا حد نگاہ ایک وسیع و عریض باغ پھیلا ہوا تھا بہت دور اس عمارت کی چار دیواری نظر آ رہی تھی بڑا عجیب و غریب ماحول تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ چاروں لڑکیاں بھی اس کے بعد نظر نہیں آئی تھیں بہرحال ہم باغ کی سیر کرتے رہے پھر اس نے کہا امر سنگھ تمہیں بھوک تو نہیں لگی۔ نہیں ابھی تو ناشتہ کیے ہوئے دیر ہی کتنی ہوئی ہے اچھا چلو آؤ شربت پیتے ہیں اس نے ایک طرف اشارہ کیا اور میں پھر حیران رہ گیا یہ شربت یہاں کیسے آیا جبکہ کچھ دیر پہلے یہاں کچھ نہیں تھا ہوسکتا ہے ہم دوسرے رخ پر ہوں اور کسی لڑکی نے وہ سامان سجایا ہو ہم لوگ اس جگہ پہنچ گئے جہاں شربت رکھا تھا پتھر کی ایک بڑی سل تراش کر اسے میز کی شکل دے دی گئی تھی جس پر شیشے کے گلاس رکھے تھے پاس ہی جگ میں لال رنگ کا شربت موجود تھا اس نے دو گلاسوں میں شربت انڈیلا اور ایک گلاس میری طرف بڑھا دیا میز کے ساتھ ہی پتھر کی ایک بینچ پر ہم دونوں بیٹھ گئے۔

امر سنگھ اب کیسا محسوس کر رہے ہو۔ بہت خطرناک اور عجیب وغریب۔ کیا یہ جگہ پراسرار خاموشی مجھے اس کی بالکل عادت نہیں میں تو گاڑیوں کے شور انسانوں کی آوازوں سے مانوس جگہ پر رہتا تھا مائی میراں تھی میری دوست فضلا تھا مجھے مارتا تھا لیکن بس میں جانتا تھا کہ مجھے صرف مار سکتا ہے اور اس کے بعد بس پھر وہی کام پر یہاں یہاں میرا دل کیسے لگے گا۔ ہوں۔۔ اس نے عجیب سے لہجے میں کہا تھا کہ چلتے چلتے میں نے کہا تم یہاں اکیلی رہتی ہو نہیں میرے ساتھ تم جو ہو وہ چاروں لڑکیاں ہیں تین چار ملازم ہیں جو کام کرتے ہیں لیکن باقی ملازموں میں سے کوئی کبھی نظر نہیں آرہا ان کی اتنی جرات کہ وہ میرے سامنے آئیں جبکہ تم میرے ساتھ ہو کیوں میں کوئی بلا ہوں یا بھوت ہوں میں نے کہا اور وہ ہنسنے لگی۔ ارے بیوقوف تم ہی تو میرے سب کچھ ہو اور میں تمہارے ساتھ تنہائی پسند کرتی ہوں وہ پھر ہنسنے لگی تھی کافی وقت وہاں گزارنے کے بعد ہم لوگ اندر آگئے تھے اس نے مجھ سے کہا امر سنگھ چلو کھانا کھالو نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔ اچھا تمہاری مرضی اچھا تو چلو میں تمہیں تمہارے کمرے تک چھوڑ آؤں تم کچھ دیر آرام کرلو اب رات کے کھانے پر ملاقات ہوگی مجھے ضروری کام ہے۔

میں اس کے ساتھ اس کمرے تک آیا اس نے مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا اور میں کسی پالتو جانور کی طرح اپنے کمرے میں جا گھسا اس نے دروازہ باہر سے بند کردیا تھا میں واپسی اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ کیا ہورہا ہے سب کیا ہورہا ہے ایک لمحے کے لیے گزرے ہوئے واقعات کو دیا کیا اور بدن میں جھرجھری سی آگئی پھر وہی خوف ذہن پر طاری ہونے لگا پر کیا فائدہ بس اب تو یہی تھا کہ وقت گزار جائے اور کسی ایسے معجزے کا انتظار کیا جائے جب میں یہاں سے زندہ بچ نکلوں۔ وقت گزرتا گیا میں اسی مسہری پر لیٹ گیا اور اب سب سوچوں کو ذہن سے نکالنے کے لیے میں نے آنکھیں بند کرلیں تھیں آنکھیں بند کرتے ہی وہ مناظر کسی فلم کی طرح آنکھوں سامنے آنے لگے وہ کمرہ وہ ڈھانچے دوسرا کمرہ مائی میراں کا قتل اس کے ساتھ میں نے آنکھیں کھول دیں تھیں ذہن اس طرح ابھی تک اس ماحول کو قبول نہیں کررہا تھا بہرحال میں اس طرح لیٹا رہا تھا کافی وقت گزر گیا تھا جب اچانک دروازہ کھلا اور پدم برآمد ہوئی اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی لیکن یوں لگتا تھا جیسے اس کے لیے وہ بہت سخت کوشش کررہی تھی پھر اس نے کہا چلیں کھانا تیار ہے۔ چلو میں نے سنجیدگی سے کہا پھر میں۔۔، اسکے ساتھ کمرے میں پہنچ گیا جہاں کیسری پہلے سے موجود تھی اس کے بعد ہم نے خاموشی سے کھانا کھایا پھر کیسری کہنے لگی۔ اچھا امر سنگھ اب تم آرام کرو صبح شہر چلیں گے۔

ٹھیک ہے میں نے کہا اور واپسی اپنے کمرے میں آگیا۔ پدما مجھے کمرے تک چھوڑنے آئی تھی یہ غالباً تھکن تھی یا پھر کھانے کا اثر تھا کہ بستر پر گرتے ہی مجھے نیند آگئی اور میں گہری نیند سو گیا صبح جاگا تو اچھی خاصی دوستی ہوگئی تھی بستر سے اٹھ کر باتھ روم میں گیا اور نہانے بیٹھ گیا مجھے اپنے اس عمل سے شدید حیرت ہوئی تھی لیکن کل بھی یہ سب کچھ اچھا لگا تھا اس لیے جی بھر کر نہایا اور وہی کپڑے پہن کر جب باہر آیا تو کیسری موجود تھی ارے یہ نہیں بھئی دوسرے لباس پہنو اپنی الماری سے خود ہی نکال کیا کرو

اپنے لباس چلو یہ پہن کر آؤ اس نے دوسرا لباس نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا میں وہ لباس لے کر باتھ روم میں گیا اور تبدیل کرکے باہر نکل آیا اور ہم لوگ باہر چل پڑے بیرونی دروازہ سے باہر نکل کر میں نے دیکھا کہ دروازہ کے باہر ایکے سواری کھڑی تھی لیکن اس کی حالت ان عام یکوں سے کہیں بہتر تھی جو میں نے شہر میں دیکھے تھے اس کے پاس ہی ایک باوردی ملازم کھڑا تھا اس نے ہمارے لیے اس گاڑی کا دروازہ کھول دیا اور ہم دونوں اس میں جا بیٹھے کیسری میرے برابر آکر بیٹھ گئی تھی پھر اس باوردی ملازم نے گھوڑوں کی لگامیں سنبھال لیں اور یہ یکے نما گاڑی چل پڑی۔ کافی آگے جاکر اس عمارت کا صدر گیٹ آیا تھا پھر میں نے دیکھا کہ عمارت کا گیٹ خود بخود کھلنا شروع ہوگیا اور میں حیران رہ گیا کہ یہ کس طرح خود بخود کھل گیا ہے لیکن پھر مجھے ایک آدمی نظر ایا جس نے باادب ہوکر ہمیں ہندوانہ انداز میں پرنام کیا تھا بہرحال اتنا میں ضرور جانتا تھا کہ یہ انداز خاص ہندوانہ تھا کیسری نے سر ہلا کر اس کے پرنام کا جواب دیا تھا اور کافی دیر تک گاڑی سفر کرتی رہی۔

پھر مجھے کچے پکے مکان نظر آئے کچھ اور آگے بڑھے تو ایک بازار نظر آیا یہ کوئی پرانا نوآباد شہر تھا ایک شخص نے ہمیں دیکھا اور ادب سے آگے بڑھ کر ہم دونوں کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے امر سنگھ مہاراج کی جئے ہو مہارانی کیسری کی جے ہو۔ باقی لوگ جو اپنے کاموں میں مصروف تھے ہماری طرف متوجہ ہوئے تھے پھر سب آگے بڑھ بڑھ کر ہمیں پرنام کرنے لگے میں حیران و پریشان سا تھا امر سنگھ ان کے پرنام کا جواب دو۔ اور میں نے کیسر کے انداز میں سر ہلا کر ان لوگوں کو جواب دیئے امر سنگھ یہ پوجاری ہیں ہمارے آپ کے صحت مند ہونے پر ہم ان سب کے لیے دو دو بیگھا زمین دینے کا اعلان کرتے ہیں سب لوگوں نے زور زور سے تالیاں بجائیں پھر ہم لوگ کافی دیر تک یہاں رہے اور شہر کے مختلف حصے دیکھتے رہے پھر اس کے بعد گاڑی واپس اسی عمارت کی طرف چل پڑی تھی۔

راجکماری کیسری اس دوران مجھ سے باتیں کرتی رہی تھی اور لوگوں کو میرے سامنے اس طرح بلا رہی تھی جیسے میں بھی انہیں برسوں سے جانتا ہوں راستے میں ایک شخص کو دیکھ کر اس نے گاڑی رکوائی تمہارے لیے دو بیل منگوائے ہیں اب تم کبھی اچھی طرح کھیتی باڑی کرنا جے ہو مہاراج کی جے ہو وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر نعرے لگانے لگا تھا پھر گاڑی واپس عمارت میں پہنچ گئی تھی واپسی پر آکر میں اپنے کمرے میں آگیا ویسے دور سے یہ عمارت کافی بڑی نظر آرہی تھی لیکن میں نے صرف اس راہداری اور ان دونوں کمروں کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیکھا تھا دوسری طرف سے بھی ایک سپاٹ دیوار ہی نظر آتی تھی جہاں جاکر یہ راہداری ختم ہوجاتی تھی پھر وقت یونہی گزرنے لگا اور ایک دن دو دن تین دن اور پھر پورا ایک ہفتہ گزر گیا دنوں کا اندازہ نہیں تھا بس تعداد سے ہی دن وغیرہ گزرنے کا اندازہ ہورہا تھا اس دوران لڑکیاں آتی رہی تھیں لیکن اب ان کے انداز میں احترام ہوتا تھا پھر ایک دن صبح ہی صبح راجکماری کیسری میرے کمرے میں آگئی میں ابھی بستر سے اٹھا ہی تھا اور باتھ روم جانے کا ارادہ کررہا تھا۔ جلدی سے اشنان کرلو آج ناگ پنچھی ہے ناگ پوجا ہاں ہاں۔۔ کیا ہوا بھئی۔۔

میں وہاں نہیں جاؤں گا دیکھو امر سنگھ ایک تو تمہارے اس رویے کی وجہ سے دیوتا تم سے ناراض رہے اور تم عجیب وغریب کیفیت کا شکار رہے اب جبکہ میری پوجاؤں کی بھینٹ میں دیوتاؤں نے تمہیں واپسی جیون کی طرف لوٹا دیا ہے تو کیا اب بھی انہیں ماننے سے انکاری ہو یا تو تم پاگل ہو یا میں پاگل ہوگیا ہوں نہ تو میں کسی دیوتا کو جانتا ہوں نہ مجھے کسی کی ناراضگی کی فکر ہے تم نے اچھے خاصے سجاد کو امر سنگھ بنا دیا ہے ایک بات کان کھول کر سن لو تم لوگون کو ضرور کوئی دھوکہ ہوا ہے اچھا یہ بتاؤ مجھے کہاں سے پکڑ لائے ہو۔ کیسری نے پریشان لہجے میں کہا ہاں کہیں سے نہیں مہاراج پھر میں کہاں سے یہاں آگیا آپ تو اسی محل میں پیدا ہوئے سو گیا شی مہاراج دیر سنگھ کے اکلوتے بیٹے ہو آپ نجانے کیسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باتیں کرتے ہیں مرو گے ایک دن تم سب خود مرو گے۔ کیوں مہاراج جب اصل امر سنگھ یہاں آ جائے گا اصل امر سنگھ تو اور کیا۔ آپ نقلی ہیں ہزار بار کہہ چکا ہوں میں نے تمہیں اپنی کہانی ہی نہیں سنائی کیا۔ میں نے دانت پیستے ہوئے کہا ہمیں اس کا پتہ چل گیا ہے کیسری مسکرا دی کیا پتہ چل گیا ہے آپ نے کوئی سپنا دیکھا ہوگا تب میری طرف سے تم بھاڑ میں جاؤ میں نے جھلا کر کہا میں تو بھاڑ میں چلی جاؤں گی مگر اس سے پہلے آپ کو ناگ پوجا کے لیے ضرور جانا ہے چلوں گا ضرور چلوں گا اچھا ایک بات تو بتاؤ کیا نام بتایا تھا تم نے میرے اکلوتے باپ کا۔۔ویر سنگھ۔۔ذرا انہیں بلا کر لاؤ ان سے بات کروں گا بعد میں مجھے سولی پر لٹکا دو گی دھوکے کے الزام میں جیل بھجوا دو گی۔ میرا کیا قصور ہے۔ مگر ویر سنگھ مہاراج تو مر چکے ہیں وہ۔

لو بھئی مر گئے ابے کوئی تو مرد ہوگا تمہارے اس کنبے میں یا ساری عورتیں ہی ہیں دیکھو میں تمہیں سمجھا رہا ہوں میری بات مان جاؤ۔ ورنہ۔۔ورنہ بعد میں پچھتاؤ گی مرا کیا ہے یہ زندگی تو بہت اچھی ہے ایک فقیر صرف ایسے خواب ہی دیکھ سکتا ہے بعد میں نہ کہنا کہ میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا آپ صرف ایک کام کریں مہاراج جی۔ فرمائیے جیسا میں کہوں کرتے جاؤ آپ کا کچھ نہیں بگڑے گا دوسرا کوئی امر سنگھ نہیں ہوگا اور آپ راج کریں گے قسم کھاؤ اللہ کی میں چلتی ہوں۔۔وہ جلدی سے اٹھ کر باہر نکل گئی ایک عجیب سی گھبراہٹ اس پر طاری ہوگئی تھی میں پریشان نظروں سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا خوب تیاریاں کی گئی تھیں کیسری پھر اندر آئی اور مجھے اپنے ساتھ باہر لے گئی۔ پھر اس نے ایک طرف جاتی ہوئی ملازمہ کو جس کا نام شیلا تھا آواز دی شیلا۔۔جی مہارانی جی۔ رنگا دودھ لے کر آ گیا کہ نہیں۔ نہیں جی ابھی تک نہیں آیا۔ کیا کر رہے ہو تم لوگ ابھی تک دودھ نہیں آیا اور وہ بھولوں کی ملائیں کدھر ہیں ان کا انتظام میں نے کر لیا ہے مٹھائی وغیرہ بھی منگوالی ہے۔ رنگا آ جائے تو مجھے فوراً اطلاع کر دیا اور تم لوگ بھی بس اب تیار ہو جاؤ۔ جی مہارانی جی اس نے کہا اور ایک جانب بڑھ گئی

کیسری نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔

امر سنگھ اب تم بھی کپڑے تبدیل کر لو تم اپنے کمرے میں چلو میں تمہارے لباس لے کر آتی ہوں میں اپنے کمرے میں چلا آیا اور کچھ دیر کے بعد کیسری پدم کو ساتھ لئے ہوئے میرے کمرے میں آ گئی پدم کے ہاتھ میں ایک بڑا تھا جس میں ایک بہترین لباس رکھا ہوا تھا راجکماری کیسری نے وہ لباس اٹھایا اور مجھے دیتے ہوئے کہا دیکھو جلدی تیار ہو جاؤ بس ہمیں تھوڑی دیر میں یہاں سے روانہ ہونا ہے۔۔اچھا۔ میں نے کہا اور وہ دونوں واپسی کے لیے مڑ گئیں اچھی مصیبت ہے کبھی یہ کبھی وہ بڑا عجیب ہے یہ کایا جال چلو دیکھتا ہوں میں بھی کہ کب تک یہ مصیبت مجھ پر سوار رہتی ہے بہر حال ابھی تو ان لوگوں کے اشاروں پر ہی چلنا تھا چنانچہ نہا دھو کر تیار ہو گیا امر سنگھ آج تم بہت دلکش لگ رہے ہو بڑا ہی مختلف لہجہ تھا اس کا بڑا انوکھا بڑا ہی عجیب۔ میں نے جلدی سے کہا جی شکریہ کیسری چلو اب چلیں۔ ہاں چلو۔ اور ہم دونوں باہر چل پڑے چاروں طرف باندیاں کھڑی تھیں رتھ تیار ہے مہارانی نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ جی مہارانی جی تو پھر ہٹو یہاں سے کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو وہ چاروں جھٹ سے اس رتھ میں جا بیٹھی تھیں آگے کی جگہ ہم لوگوں کے لیے مخصوص تھی۔ چنانچہ ہم دونوں وہاں پر بیٹھ گئے اور رتھ چل پڑا باقی سامان ایک دوسری گاڑی میں تھا پھر یہ دونوں سواریاں صدر دروازے سے باہر نکلنے کے بعد سیدھے راستے پر جانے کے بجائے بائیں جانب مڑ گئیں پھر ویرانوں کا سفر شروع ہو گیا ویسے یہ جگہ بہت زیادہ سرسبز و شاداب نہیں تھی کہیں کہیں کھیت نظر آ جاتے تھے جن میں لوگ کام کر رہے تھے پھر آگے جا کر ان کھیتوں کا سلسلہ بھی بند ہو گیا اور اب ہر طرف چٹیل میدان نظر آ رہا تھا گھوڑے ان میدانوں میں کافی دیر دوڑتے رہے۔

مجھے دور ہی سے ایک عجیب و غریب عمارت نظر آنے لگی۔ کالی سیاہ عمارت جو دور سے دیکھنے میں ہی بھیانک لگتی تھی عمارت سے ہمارا فاصلہ کم ہونے کے

ساتھ ساتھ گھوڑوں کے قدموں کی رفتار بھی سست ہوتی جا رہی تھی اور پھر ہمارا رتھ اس عمارت کے عین سامنے جا کر رک گیا۔ یہ ایک اچھی خاصی بڑی عمارت تھی لیکن اس کا رنگ پوری عمارت پر کالا رنگ کیا گیا تھا ایک حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دیواروں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے کہ ابھی ہی ان کا رنگ سوکھا ہو بہر حال یہاں پر انتہائی خاموشی طاری تھی پھر کیسری نے کہا چلو لڑ کیو۔ پدم شیلا رتھ والے سے کہو کہ وہ پجاریوں کو لے آئے اور سامان اتروائے۔ جی مہارانی جی۔ پہلے ہم دونوں نیچے اترے اور ہمارے پیچھے وہ چاروں باندھیاں بھی اتر آئیں پھر شیلا نے رتھ والے کو قریب بلایا دیکھو یہ سامان اتروا کر مندر میں رکھ دینا اور دو آدمی ساتھ لے لو اور یہ سب اندر رکھ دو۔

چلو امر سنگھ چلو لڑکیو۔ جی ان چاروں نے بیک وقت کہا اور ہم لوگ اندر کی جانب چل پڑے اس عمارت کی ساخت بڑی عجیب و غریب تھی اور پر تک جانے کے لیے دس سیڑھیاں بنائی گئی تھیں ان سیڑھیوں پر مجھے کچھ لوگ کھڑے نظر آئے ہندوانہ انداز میں دھوتیاں باندھے ہوئے ہم لوگ یہ سیڑھیاں طے کر کے اوپر چڑھنے لگے اور یہاں بھی ہمارے ساتھ ان پجاریوں نے وہی سلوک کیا وہ بڑے ادب سے ہار لیے راستے بناتے جا رہے تھے اور ہاتھ جوڑ کر ہمیں پرنام کرتے تھے مہارانی کیسری اور میں بھی اشاروں سے ان کو جواب دے رہے تھے بہر حال سیڑھیوں کو طے کرنے کے بعد ایک دالان جیسی جگہ تھی سامنے ہی ایک عظیم الشان دروازہ نظر آیا تھا اس دروازہ سے گزرنے کے بعد ایک ہال نما کمرہ آ گیا جس میں سامنے ایک بہت بڑا چبوترہ بنا ہوا تھا اس چبوترے پر میں نے ایک پتھر کا ایک بہت بڑا ناگ دیکھا بڑا ہی ہیبت ناک ماحول تھا یہاں کا پجاری بھی ہمارے پیچھے پیچھے یہاں داخل ہو رہا تھا اور اس ناگ کے گرد دائرے کی شکل میں جمع ہو رہے تھے پھر میں نے دیکھا کہ اس ناگ کے مجسمے کے عقب سے چار لمبے تڑنگے آدمی برآمد ہوئے انہوں نے ہاتھوں میں بڑے بڑے برتن اٹھا رکھے تھے پھر چاروں آدمی آگے بڑھ آئے اور اس مجسمے کی جڑ میں وہ برتن الٹنے لگے میں نے دیکھا کہ ان برتنوں میں گھاڑا دودھ تھا اور وہ اس ناگ کے مجسمے کے نیچے بنی ہوئی جگہ پر بہہ رہا تھا لیکن غالباً اس کی نکاسی کا بھی کوئی نتظام کیا گیا تھا کیونکہ یہ دودھ پھیل کر آگے تک نہیں جا رہا تھا پھر جب ان کے برتن خالی ہو گئے تو وہ چاروں آدمی برتن وہیں ایک طرف رکھ کر پجاری کے ساتھ جا کر کھڑے ہوئے پھر مزید چار آدمی باہر آئے انہوں نے بھی ویسے ہی برتن اٹھا رکھے تھے پھر انہوں نے بھی یہی عمل دہرایا اور پھر ان کے برتن بھی خالی ہو گئے۔

بہر حال کچھ دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد سارے پجاری اچانک پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے ان پجاریوں کے ساتھ ساتھ راجکماری اور وہ باندھیاں بھی پیچھے ہٹ رہی تھیں راجکماری کیسری نے مجھے بھی ہاتھ پر پیچھے کرنا شروع کر دیا ورنہ میں تو شاید وہی کھڑا رہتا کچھ فاصلے تک پیچھے ہٹنے کے بعد سب ہی وہیں زمیں پر بیٹھ گئے میں بھی راجکماری کیسری کے ساتھ وہیں بیٹھ گیا پھر مجھے بھنبھناہٹیں سنائی دینے لگیں وہ لوگ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہے تھے اور پھر بھنبھناہٹیں تیز ہونے لگیں انتہائی تیز آوازیں وہ کچھ پڑھ رہے تھے اور ان کی آواز شدید ہوتی جا رہی تھی کچھ دیر کے بعد ان کی شدت میں کمی آنے لگی اور پھر یہ معدوم ہوتی چلی گئی کماری کیسری کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ بھی منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتی جا رہی تھی بڑا سحر انگیز ماحول تھا یہ انتہائی پر اسرار نہایت ہیبت ناک پھر یہ بھنبھناہٹیں بند ہو گئیں تھیں کچھ دیر خاموشی کے بعد میں نے دیکھا کہ بڑے دروازے سے کچھ لڑکیاں اور داخل ہونے لگیں اور وہ سامنے کی طرف آ گئیں تھیں انہوں نے عجیب انداز میں ساڑھیاں بدن پر لپیٹی ہوئی تھیں۔

انہوں نے رقص شروع کر دیا لیکن یہ رقص سازوں کے ساتھ ساتھ ہو رہا تھا البتہ یہ دوسری بات ہے کہ ساز یا اسی طرح دوڑتی ہوئی واپس چلی گئیں میں سحر زدہ سا یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سارا ماحول دیکھ رہا تھا پھر اچانک ہی اس پتھر کے ناگ کی آنکھیں روشن ہونے لگیں بڑے بڑے ڈرامے وچار کھے تھے ان لوگوں نے اس مندر میں لیکن میں بہرحال متاثر تھا اس پتھر کے ناگ کے منہ سے ایک پھنکار نکلی اور سب کے سب کھڑے ہوگئے پھر ایک پجاری نے نعرہ لگایا وہ ناگ دیوتا کی جے ناگ دیوتا کی جے ہو اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں جوڑے پھر زانوں بیٹھ گیا پھر واپس مجھے کے سامنے سجدہ میں چلا گیا تھا اس کی دیکھا دیکھی باقی لوگوں نے بھی وہی وہی عمل دہرایا تھا میں اپنی جگہ کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا ان لڑکیوں نے بھی نگ کو سجدہ کیا تھا البتہ کیسی کھڑی ہوئی تھی اور عجیب سی نگاہوں سے مجھے گھور رہی تھی امر سنگھ۔ ہوں۔ تم نے سجدہ نہیں کیا کیوں میں سجدہ کیوں کروں یہ ناگ دیوتا ہے انہیں سجدہ کرو تمہارا دماغ ٹھیک ہے میں اسے سجدہ کرونگا میری آواز خاصی بلند تھی اور دوسرے پجاری سجدہ سے اٹھ کر مجھے دیکھنے لگے تھے۔

ناگ دیوتا کو سجدہ کرو میں نے کیسری کی آواز میں غراہٹ محسوس کی تھی اور ایسا پہلی بار ہوا تھا لیکن میں نے بھی اسی انداز سے کہا میں مسلمان ہوں اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرسکتا ہوں دوسری بات یہ کے کہ نماز باقاعدہ نہیں پڑھی لیکن ایک بات جانت ہوں مسلمان ہونے کے ناتے سجدہ اللہ تعالیٰ کو ہی کیا جاتا ہے اور کسی غیر اللہ کو نہیں یا تمہارے اس طرح کے بنائے ہوئے مجسموں کے سامنے سجدہ جائز نہیں۔ امر سنگھ تم۔۔ توہین کررہے ہو تم دیوتاؤں کی یہ پھر ناراض ہوجائیں گے ارے جاؤ میں تمہارے ان ڈراموں میں نہیں آؤں گا سمجھیں تم امر سنگھ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر لوگوں سے مخاطب ہوئی شما کیجئے گا شاید اس کی طبیعت کچھ بگڑ گئی ہے۔ ہوش وحواس تم لوگوں کے ٹھیک نہیں ہیں جو مجھے سجدہ کرنے کو کہہ رہے ہو اور اس کو ہوں ہہ۔ میں وہاں سے باہر نکل آیا تھا سارے پجاری حیران پریشان کھڑے تھے خود کماری کیسری بھی پریشان ہوگئی تھی پھر وہ اپنی باندھیوں کے ساتھ نیچے آتی ہوئی مجھے دیکھائی دی رتھ کے قریب آکر اس نے کہا پدما چلو بیٹھو سب اور چاروں جلدی سے رتھ میں بیٹھ گئیں پھر کماری کیسری بھی رتھ میں آبیٹھی میں بھی خاموشی سے اس رتھ میں اپنی جگہ بیٹھ گیا تھا اور رتھ واپسی کے لیے مڑ گیا اب غالباً اس کا رخ اس محل نما عمارت کی جانب تھا پھر وہی ویران راستے ہمارے منتظر تھے۔

ان راستوں سے رتھ گزرتا جارہا تھا پھر وہی منحوس محل آگیا جہاں میں ابھی تک قید تھا سارے راستے میں ان لوگوں میں سے کسی نے مجھے مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کماری کیسری کا منہ بھی پھولا ہوا تھا پھر سب رتھ سے اتر کر محل میں داخل ہونے لگے محل میں سناٹا چھایا ہوا تھا اور نام کو جو رونقیں اس محل میں تھیں اب اتنی ہی نحوست کا احساس ہورہا تھا میں اپنے کمرے میں واپس آگیا پھر میں نے وہ لباس تبدیل کرلیا تھا اور اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں مجھ سے اور یہ سب کیا ہورہا ہے اب میں اس ناگ کے مجسمے کو تو سجدہ نہیں کرسکتا تھا لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ کیسری کا رویہ اچانک ہی تبدیل ہوگیا تھا اس کے لیے لہجے کی غراہٹ اس کا انداز اور اب یہ بے رخی کافی دیر اسی طرح لیٹا رہا تھا پھر مجھے دروازے پر آہٹیں محسوس ہوئیں پھر دروازہ کھلا تھا اور شیلا اندر آگئی اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس میں کھانا رکھا ہوا تھا اس نے ٹرے ایک جانب رکھی اور کہا مہارانی نے کہا ہے کہ بھوک لگے تو کھانا کھالینا اور اس کے بعد وہ واپسی کے لیے مڑ گئی میں حیرانگی سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا بھوک بھی لگ رہی تھی لیکن سوچیں حاوی تھیں کہ یہ آج ماجرہ کیا ہوا ہے یہ کیا کیفیت ان پر سوار ہوئی ہے پھر سب باتیں سوچتے ہوئے ساتھ ساتھ کھانا کھانے لگا اور کھانا کھانے کے بعد اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہی مجھے نیند آگئی تھی مجھے خواب میں ایک بزرگ دیکھائی دیئے سفید ڈارھی سفید بال اور چہرے پر نور برس رہا تھا اس نے کہا بیٹا تم نے بہت اچھا کیا ہے چونکہ سجدہ نہیں کیا اگر تم ناگ کو سجدہ کردیتے تو تم ایمان سے خالی ہوجاتے اب جو بات میں تمہیں بتانے

جارہا ہوں اسے غور سے سننا اگر تم اس سحر سے نکلنا چاہتے ہو اس کا ایک ہی راستہ ہے اس محل کے تہہ خانہ میں ایک شیطان کی مورتی ہے اگر تم اس کی آنکھیں نکال دو تو تم اس سحر سے باہر نکل سکتے ہو یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو باباجی اگر میری جان بھی چلی جائے تو میں ان کافروں کو مٹا کر ہی چھوڑونگا مجھے تم سے یہی امید تھی بیٹا تو اب میری بات غور سے سنو جیسے ہی تم تہہ خانہ میں داخل ہوگے کئی شیطانی طاقتوں سے تمہیں مقابلہ کرنا پڑے گا میں تیار ہوں باباجی یہ میں تم کو ایک تلوار دے رہا ہوں اس کے آگے یہ شیطانی طاقت بیکار ہوجائے گی یاد رہے مورتی کی آنکھیں نکالتے ہی وہاں پر زلزلہ آجائے گا مگر تمہیں گھبرانا نہیں ہے اس زلزلے سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور ایک اور بات یہ کام تمہیں سورج نکلنے سے پہلے کرنا ہوگا اور تہہ خانے کا دروازہ محل کی بیک سائیڈ پر ہے اللہ تمہارا مددگار ہوگا۔

ایکدم میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ میری مسہری پر ایک تلوار پڑی ہوئی تھی میں نے اللہ کا نام لیا اور کمرے سے باہر نکل آیا محل اس وقت بالکل سنسان پڑا ہوا تھا میں راہداری سے ہوتا ہوا محل کی بیک سائیڈ پر پہنچ گیا وہاں پر واقعی ہی ایک دروازہ تھا لیکن یہ کیا اس پر تو بہت بڑا تالا لگا ہوا تھا میں نے تلوار کا رخ تالے کی طرف کیا تو تالا کٹک کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گیا میں نے بسم اللہ پڑھ کر تہہ خانے کی پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھ پورے تہہ خانے میں روشنی ہوگئی میں نے دیکھا چار خوفناک ڈھانچے میری طرف بڑھ رہے تھے ان کے گلے میں سانپ اور ہاتھوں میں تلوار میں نے بھی تلوار سیدھی کی اور اللہ کا نام لے کر ان سے ٹکرا گیا میں نے تلوار سے ڈھانچے کی گردن پر وار کیا جیسے ہی تلوار ڈھانچے کی گردن پر لگی پورا تہہ خانہ خوفناک چیخوں سے گونج اٹھا اس سے بعد ایک خوفناک جنگ چھڑ گئی مجھے کوئی خبر تک نہ تھی کہ مجھ میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی اور پھر دس منٹ میں میں نے ان سب ڈھانچوں کو ڈھیر کردیا پھر میں کچھ آگے بڑھا تو سامنے مجھے ایک مورتی دکھائی دی جو بہت بڑی تھی میں جیسے ہی مورتی کی طرف بڑھا راج کماری کیسری اور اس کی چاروں باندیاں آگئیں راج کماری کیسری نے مجھ سے کہا امر سنگھ تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ شیطان دیوتاؤں کی حفاظت کرنے والے پہرے داروں کو ختم کردیا لیکن اب جب تمہیں پتہ چل گیا ہے تو اب تمہارا بچ کر جانا بہت مشکل ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانچوں بھیانک چڑیلوں کے روپ میں آگئیں اور پھر میں اللہ کا نام لے کر ان پر برس پڑا اور پھر آدھے گھنٹے تک ایک خوفناک جنگ چھڑی رہی اور پھر میں نے ان کا بھی خاتمہ کردیا اور پھر میں مورتی کی طرف بڑھنے لگا جیسے ہی میں مورتی کے پاس پہنچا تو مجھے پیچھے سے ایک خوفناک آواز سنائی دی خبردار ایک قدم بھی آگے بڑھے آواز کچھ جانی پہنچانی سی لگی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بیگم صاحبہ تھیں اس نے کہا سجاد تم نے اچھا نہیں کیا تم نے میرے سارے غلاموں کو ختم کردیا ہے میں نے تم کو ان لوگوں کے پاس چھوڑا تھا کہ تم کو وہ اپنے رنگ میں رنگ لیں لیکن تم ان سے بچتے رہے اور اب تم نے ان کو مار ڈالا ہے اب میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جاسکتے ہو اتنا کہہ کر وہ خونخوار نظروں کے ساتھ میری طرف بڑھنے لگی اور میں بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوگیا تھا ہم دونوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی کبھی وہ مجھ پر بھاری ہوجاتی اور کبھی میں اس پر بھاری ہوجاتا پھر وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا میں نے ایک زوردار وار کیا اور اس کی گردن اتار دی اس کے بعد دوسری چڑیلوں کی طرح وہ بھی میری نظروں کے سامنے تڑپنے لگی اور تڑپتے ہوئے دھواں بننے لگی اور ان کی طرح یہ بھی دھویں کا روپ اپنا کر اوپر آسمان کی طرف اڑنے لگی اسے مارنے کے بعد میں مورتی کی طرف بڑھا اور ایک ہی وار میں مورتی کی آنکھ میں وار کردیا اور اس کی آنکھ نکل دی میرے ایسا کرتے ہی ایک زلزلہ آیا جو بہت ہی خوفناک تھا پورا محل لرزنے لگا اور پھر مجھے کچھ ہوش نہ تھا کہ میں کہاں تھا جب ہوش آیا تو میں سائیں بابا کے مزار پر تھا۔ قارئین کرام کیسی لگی آپ کو میری کہانی۔ اپنی رائے سے نوازیئے گا۔ میں انتظار کروں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مظلوم روحیں

--تحریر: محمد ذاکر۔ ہلاں آزاد کشمیر۔ حصہ اول--

شام کے آثار نمودار ہورہے تھے اچانک ہی مکئی کے کھیت میں سے ایک شخص نمودار ہوا اور میرے آگے آگے چلنے لگا میں اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا کہ یہ اچانک کون شخص میرے سامنے آ گیا ہے میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا وہ اچانک ہی نکل کر میرے آگے چلنے لگا تھا اور وہ اتنا بے دھیانی سے چل رہا تھا کہ اس نے میرے وجود تک کو بھی نظر انداز کر دیا ہے پھر میں نے سوچا کوئی چور اچکا ہوگا چھلیاں توڑنے کی خاطر کھیت میں گھس گیا ہوگا اور میری موجودگی کے آثار دیکھ کر بھاگ گیا ہوگا بحر حال وہ میرے آگے آگے چل رہا تھا میں بھی خاموش اس کے پیچھے چل رہا تھا میں نے بھی اس کو بلانے کی زحمت گوارہ نہ کی شام کا ملگجہ اندھیرا پھیل گیا تھا آگے جا کر ایک راستہ دوسرے طرف بیلے کی طرف مڑتا تھا اور وہ اس راستے کی طرف مڑ گیا میں نے سوچا اس وقت اس شخص کا بیلے کی طرف کیا کام ہے اس کو تو آبادی کی طرح جانا چاہیے تھا جہاں پر مکان ہیں تھوڑا سا آگے جا کر اس نے پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا تھا معاً اس پر میری نظر بھی پڑ چکی تھی ہم دونوں کی میری سیٹی گم ہوگئی اور میں ہکا بکا رہ گیا اس ملگجے اندھیرے میں بھی میں نے اس شخص کو پہچان لیا تھا وہ سوفیصد کرم داد تھا ایک لمحے میں میں نے اس کو پہنچان لیا تھا۔ میرے اوسان خطا ہو گئے تھے مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی تھی یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ تو مر گیا تھا یہ زندہ کیسے ہوگیا ہے کیا کوئی مردہ بھی زندہ ہوتا ہے۔ آج پہلی بار میں نے اپنی آنکھوں سے ایسا ہوتے ہوئے دیکھا ہے پھر میں نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا اور وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا تھا اور میں نیم بے ہوشی کے عالم میں مرے مرے ہوئے قدم اٹھاتا ہوا گھر جا پہنچا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

نیل کنٹھ کی بلندوبالا پہاڑی کی اوٹ سے چودھویں کا چاند پوری آب وتاب سے نمودار ہوا اور اپنی سہانی اور دلفریب روشنی سے تمام روئے زمیں کو منور کرنے لگا چاند کی کرنیں روشندان سے اندر آ کر پورے کمرے میں اپنی سنہری روشنی بکھیر رہی تھیں اور میں کافی دیر سے چارپائی پر لیٹا ہوا کروٹیں بدل رہا تھا کئی دنوں سے یہی عالم تھا کہ نیند نہیں آ رہی تھی عجیب سی بے قراری تھی رات بھر جاگ جاگ کر صبح ہو جاتی تھی معلوم نہیں کیا وجہ تھی کہ چین وآرام سب غارت ہو گیا تھا اس رات بھی میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا نیند کے انتظار میں تھا نیند تو نہ آئی مگر چاند کی سنہری کرنیں آ کر میرے ساتھ ٹھکیلیاں کرنے لگیں اور میں بے قرار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں دروازے سے باہر تھا باہر کا منظر بہت خوبصورت اور سہاں اتھا چودھویں کے چاند کی چاندنی پورے آب وتاب سے زمیں کے ذرے ذرے کو منور کر رہی تھی دور دور تک مکئی کے لہلہاتے ہوئے کھیت چاند کی چاندنی میں بڑا دلکش منظر پیش کر رہے تھے اونچے اونچے قطار در قطار چھتنا ور درختوں کے پتوں سے چاند کی روشنی چھن چھن کر زمیں پر اپنی کرنیں بکھیر رہی تھی ان کرنوں سے زمیں پر اگی ہوئی گھاس ریشم کے تاروں کی طرح چمک رہی تھی جو دل کو بہت بھلی لگ رہی تھی میرے دل میں ایک گدگدی سی ہوئی اور نہ چاہتے ہوئے میں کھیتوں کی طرف بڑھنے لگا ہموار اور میدانی کھیت دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اور میں چاند کی مسحور کن چاندنی میں مست خرامی سے آگے بڑھ رہا تھا رات کے اس پہر خوف وڈر سے بے باک دلیرانہ وار چل رہا تھا چاند کی چاندنی میں ستارے بھی اپنی روشن چمک دمک کے ساتھ افق پر چمک رہے تھے جس سے چاند کی مدہر چاندنی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اضافہ ہو گیا تھا۔

میں میانہ روی سے گنگناتا ہوا اس دلکش منظر سے لطف اندوز ہوتا ہوا ایک کشادہ اور وسیع جگہ پر پہنچ گیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور پھلواری کے پھولوں کی مدھر خوشبو انسان کو مست کیئے جا رہی تھی میں وہیں پر ایک جگہ بیٹھ گیا اور قدرت کی اس انمول نعمت سے لطف اندوز ہونے لگا کافی دیر تک میں وہاں پر بیٹھا رہا اور کائنات کے اس حسین اور خوبصورت شہکار کو دیکھتا رہا جس سے قدرت کی کاریگری کی جھلک پھوٹ پھوٹ کر دیکھائی دے رہی تھی جیسے ہر شے اس کی حمد وثنا میں مشغول ہو میں سوچ رہا تھا کہ قدرت نے انسان کے لیے کیسی کیسی نعمتیں بنائی ہوئی ہیں مگر انسان ہے جو کہ کسی بھی حال میں خوش نہیں ہے انسان کو ہزاروں نعمتوں سے نوازا ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے مگر انسان ہے کہ وہ انسانیت کی بجائے حیوانیت میں گرا ہوا ہے اور اللہ کی ہر نعمت سے ناشکرا ہے مگر پھر بھی اللہ انسان کو ہر نعمت سے نوازتا ہے کیونکہ انسان خدا کی ایک عظیم اور عزیز ہستی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ تمام انسانوں بلکہ تمام کائنات پر مہربان ہے۔ بہت دیر تک میں بیٹھا رہا اور قدرت کے اس حسین ماحول سے لطف اندوز ہوتا رہا ہر طرح کے خوف وخطر سے بے فکر میں وہاں پر بیٹھا ہوا تھا۔

آج سے قبل میں کبھی بھی رات کو اکیلا باہر نہیں نکلا تھا نجانے اس دن کیا ہوا تھا کہ میں چاند کی چاندنی میں چلتا ہوا ادھر آنکلا تھا کافی دیر بعد گھر جانے کو جی چاہا اور میں اٹھ کر گھر کی طرف چلنے لگا معاہی میری نظر اچانک نیل کنٹھ پہاڑی کی طرف اٹھ گئی جس کی سرسبز وشاداب ہری بھری چوٹی چاند کی چاندنی میں ایک دلفریب منظر پیش کر رہی تھی اور میں قدرت کے اس حسین شہکار کا نظارہ کرتا ہوا چل رہا تھا پھر اچانک ہی میری نظر پہاڑی کے نشیب میں اڑتے ہوئے ایک سائے پر پڑی جو اچانک ہی پہاڑی کے وسط سے نمودار ہوا تھا اور وہ کسی دیو ہیکل پرندے کی طرح اڑتا ہوا گاؤں کی طرف آ رہا تھا میں نے جب اس سائے کو دیکھا تو حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور وہیں کھڑے ہو کر میں اس اڑتے ہوئے سائے کو دیکھنے لگا اللہ تعالیٰ تمام اشرف المخلوقات کا مالک ہے اس نے تمام مخلوق کی تخلیق کی یہ بھی کوئی مخلوق ہوگی جو رات کو نکلتی ہے معلوم نہیں رات کی تاریکی میں کتنی ہی مخلوق نکل کر زمین پر چلتی ہوئی میں یہی سوچ رہا تھا کہ وہ سایہ اڑتا ہوا کافی آگے آ گیا تھا کچھ ہی دیر بعد وہ میرے سر پر سے گزر رہا تھا اس وقت میں اس کو صحیح طرح سے دیکھ سکتا تھا وہ سایہ کسی انسان کا تھا جو کسی مرد کا لگ رہا تھا اور خلا میں ایسے کھڑا چل رہا تھا جیسے زمین پر کوئی انسان قدم رکھ کر چلتا ہے اسے دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ ہوئی میں حیران وپریشان کھڑا خلا پر چلتے ہوئے اس انسانی سائے کو بڑی حیرت اور محویت سے انسانوں کی طرح قدم اٹھاتا ہوا جو بڑی روانی سے خلا میں قدم اٹھاتا ہوا چل رہا تھا۔

اب میں آسانی سے اس کو دیکھ سکتا تھا وہ سایہ میرے سر پر سے گزر کر کافی دور جا چکا تھا اور میں گردن اکڑائے ہوئے کھڑا اس سائے کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا پھر اچانک ہی مغرب کی طرف سے اسی طرح کا ایک اور سایہ نمودار ہوا وہ کسی عورت کا سایہ لگ رہا تھا وہ بھی اسی طرح خلا میں چلتا ہوا اسی دیے کی طرف آ رہا تھا اب میری حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا اور میں قریب ہی ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ کر قدرت کی اس پراسرار مخلوق کو دیکھ رہا تھا جو رات کی اس تاریکی میں نکل کر آزادانہ خلا میں گھوم رہی تھی وہ رات کے اس پہر اچانک ہی وارد ہوئے تھے وہ سیہ چلتا ہوا آ رہا تھا مگر اس کے سر کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے اب وہ قریب تر قریب ہوتے جا رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد وہ بالکل آمنے سامنے تھے اور وہیں رک کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دونوں بچھڑے ہوئے ملے ہیں اور آپس میں گلے شکوے کر رہے ہیں کچھ ہی دیر تک اسی طرح کھڑے رہے پھر وہ دونوں سائے ایک دوسرے کے قریب ہونے لگے اور پھر ایک سایہ خلا سے مزید اوپر اٹھتا ہوا چلا گیا اور پھر

دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہوا چمکتے ہوئے ستاروں کے جھرمٹ میں کہیں غائب ہو گیا تھا اور میں اپنا منہ کھولے ہوئے اس اچانک وراد ہونے والے معجزے کو دیکھتا رہ گیا اور پھر وہاں سے اٹھا اور مریل سے قدم اٹھاتا ہوا گھر واپس آ گیا۔

معلوم نہیں کتنی رات گزر گئی تھی چند کی چاندنی ابھی اسی طرح اپنی دلفریب چاندنی بکھیر رہی تھی اور میں جا کر چارپائی پر لیٹ گیا تھا اب نیند کوسوں میل دور بھاگ گئی تھی اور میں اس اچانک ہی رونما ہونے والے مسئلے پر سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہا تھا معلوم نہیں کس وقت نیند آئی اور میں سو گیا صبح گھر والوں کے جگانے پر میری آنکھ کھلی تھی اور میں اٹھ کر بیلے کی طرف نکل گیا مجھ پر سستی اور کالی چھائی ہوئی تھی وہاں پر جا کر میں نے دریا کے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا اور فریش ہونے کے بعد گھر آ گیا پھر ناشتہ کرنیکے بعد اپنے کام کی خاطر کھیتوں کی طرف چلا گیا۔ میں اس جگہ سے گزر رہا تھا جہاں سے رات کو میں نے وہ منظر دیکھا تھا دن کی روشنی میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ رات کو یہاں کوئی واقعہ پیش آیا ہے دن بھر کھیتوں میں کام کرتا رہا۔

شام کو گھر واپس آ رہا تھا شام ڈھل چکی تھی رات کی سیاہی پوری طرح زمین پر چھا چکی تھی تاہم چاند بھی نکل چکا تھا تاہم اس جگہ پر سائے کی وجہ سے ابھی تک مکمل طور پر نہیں نکلا تھا تاہم آس پاس کی ہر شے مدھم روشنی میں صاف اور واضح نظر آ رہی تھی میری دائیں جانب کھیت میں مکئی کے لمبے لمبے ٹانڈوں میں کچھ کھڑ کھڑاہٹ سی ہو رہی تھی کھڑ کھڑاہٹ کی آواز سے میری نگاہیں اسطرف اٹھ گئیں مکئی کے لمبے لمبے ٹانڈے ہل رہے تھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی چیز رینگ رینگ کر چل رہی ہے اب میں پوری طرح سے اس طرف متوجہ ہو گیا تھا کھڑ کھڑاہٹ کی آوازیں قریب سے قریب تر ہوتی چلی آ رہی تھیں میں وہیں پر رک گیا اور کھڑا ہو کر اس طرف دیکھنے لگا وہ سرسراہٹ بالکل میرے سامنے سے آ رہی تھی اور میں خاموش بت بنا ہوا ادھر دیکھ رہا تھا تاہم میں خوف وغیرہ سے بالکل محفوظ تھا میں تجسس سے ادھر دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا چیز ہے جو مکئی میں چھپی ہوئی رینگ رینگ کر چل رہی ہے پھر اچانک ہی وہ چیز سامنے ہوئی جسے دیکھ کر میری گھگھی بند ہو گئی اور میں تھر تھر کانپنے لگا میرے قریب سے ایک بہت بڑا اژدھا گزر رہا تھا جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اور اس کی ہوا سے میری شلوار ہل رہی تھی اور میں سم گم کھڑا اس اچانک رونما ہونے والی آفت کو گزرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

آج وہ گزر گیا تو پھر اس کی دم ختم ہوتے ہی ایک اور خوفناک سر نمودار ہوا جس پر سرخ رنگ کا کلفی نما تاج تھا جو چلتے ہوئے لہرا رہا تھا اور وہ بھی اس کے پیچھے چلا جا رہا تھا شاید وہ دونوں نر مادہ تھے جو ناگوں کو جوڑا تھا میں وہیں کھڑا حیران یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا میں نے خود پر بڑا ضبط کر رکھا تھا اس دوسری آفت نگہاں ی کے گزر جانے کے بعد اچانک ہی میرے ساکت جسم میں جان پڑ گئی اور میں وہاں سے چل پڑا تھوڑا سا آگے جا کر نیچے نشیب میں ایک دریا بہہ رہا تھا اب وہ دونوں ناگوں کو جوڑا اس دریا میں نصف تک ڈوب چکا تھا شاید وہ اپنی پیاس اس ٹھنڈے پانی سے بجھا رہے تھے اور میں اونچائی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا پھر وہ آہستہ آہستہ رینگتے رینگتے اس رواں پانی میں کہیں غائب ہو چکے تھے اب دور دور تک ان کا نشان تک دکھائی نہیں دے رہا تھا اور میں وہاں پر کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ اگر ان کی نظر مجھ پر پڑ گئی ہوتی تو وہ ایک ہی سانس میں مجھ کو ہڑپ کر گئے ہوتے اس وقت خوف مجھ پر حاوی ہونے لگا اور میں تھر تھر کانپنے لگا میں بمشکل چل کر گھر پہنچا تھا گھر والے پوچھنے لگے کہ آج تم دیر سے کیوں گھر آئے ہو جلدی گھر واپس آ جایا کرو ہمیں فکر رہتی ہے تھوڑا تھوڑا کام کیا کرو اور شام ڈھلنے سے پہلے گھر آ جایا کرو میں نے کہا آئندہ ایسا ہی کیا کرونگا میرا پورا جسم تپ رہا تھا پیشانی سے آگ ٹپک رہی تھی میں خود کو بہت تھکا تھکا سا محسوس کرنے لگا تھا میں جا کر اپنی چارپائی پر ڈھیر ہو گیا اور میری آنکھ لگ گئی۔

مجھ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی تھی اور مجھ کو امی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آوازیں دے رہی تھیں کہ اٹھ کر کھانا کھالو مگر مجھ پر انکی آوازوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا میں بس ہوں کہہ کر غنودگی میں پھر آنکھیں موند لیتا تھا امی نے اچانک ہی میری پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا اور پھر جھٹکے سے اپنا ہاتھ اٹھالیا تم کو تو بہت تیز بخار ہے میرا تو ہاتھ تمازت سے جل گیا ہے اٹھو ہاتھ منہ دھولو اور کھانا کھالو میں دیکھتی ہوں اگر دوا کی کوئی گولی مل جائے تو پھر کھا کر سو جاؤ مجھ میں ہمت نہیں تھی کہ میں اٹھ کر بیٹھ سکتا۔ بمشکل اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہوا اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا زبردستی دو نوالے روٹی کے کھائے اور پھر لیٹ گیا اتنے میں امی دوا کی ایک گولی کہیں سے ڈھونڈ کر لے آئیں اور مجھ کو دے دی میں نے دوا کی وہ گولی کھائی مگر اس سے بھی کوئی آرام نہ آیا پھر امی تھوڑی دیر بعد مکئی کے آٹے کے ستو توئے پر سیک کر لے آئیں وہ ستو سبز چاہے کے قہوے میں ڈال کر میں نے پی لیے جس سے میں پھر بے ہوش ہو گیا وہاں دیہات میں ہسپتال کی بڑی دقت تھی ایک ڈسپنسری تھی جس کو کمپاوڈر چار بجے ہی بند کر کے گھر چلا جاتا تھا اس طرح مریضوں کو بہت ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا بخار تیز سے تیز ہوتا چلا گیا میری امی پڑھی لکھی خاتون تھیں وہ دینی مسائل سے واقف تھیں انہوں نے کلام الہی پڑھ پڑھ کر مجھ پر پھونکنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ ٹھنڈے پانی کی پٹیاں بھی کرتی رہیں۔ تب جا کر آدھی رات کو میرے بخار میں ذرا کمی آئی اور میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں امی میرے سرہانے بیٹھی ہوئی پڑھ رہی تھیں۔

مجھ سے پوچھا کیا ہوا کہیں ڈر تو نہیں گئے تھے میں نے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے جان کر انکو اس واقعہ کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا کہ وہ خواہ مخواہ پریشان ہو جائیں گی اب میری حالت کچھ بہتر ہو گئی تھی دوسرے دن امی نے مجھ کو کام کرنے کھیتوں میں نہیں جانے دیا میں دن بھر گھر پر ہی رہا چار پائی باہر اخروٹ کے درخت کی چھاؤں تلے بچھا کر دن بھر لیٹا رہا۔ اور آرام کرتا رہا رات کو میں باہر صحن میں ہی چار پائی بچھا کر سو گیا اس رات بھی چاند کی چاندنی پورے جوبن پر تھی اور میں نیلے آسمان تلے لیٹا ہوا نیلے آسمان کو گھور رہا تھا آسمان پر ستارے جھلمل جھلمل کرتے ہوئے بہت بھلے لگ رہے تھے کبھی کوئی ستارہ مشرق کی طرف سے چھوٹ کر مغرب کی طرف تیزی سے غائب ہو جاتا تھا یہ منظر تو میں پہلے بھی کئی بار دیکھ چکا تھا مگر اس رات بے شمار ستارے آسمان سے چھوٹ چھوٹ کر تیزی سے کہیں دور جا کر غائب ہو جاتے تھے اور میں چار پائی پر دراز خدا کے اس معجزے کو دیکھ رہا تھا پھر اچانک ہی نیلے صاف وشفاف آسمان سے چھوٹے چھوٹے بے شمار ستاروں کی بارش شروع ہو گئی چھوٹے چھوٹے بے شمار ستارے بارش کی طرح آسمان سے برس رہے تھے اور خلا ہی میں کہیں غائب ہوتے جا رہے تھے زمیں پر ایک ٹکڑا بھی نہیں برسا تھا چھوٹی چمکیلی چنگاریاں برف کے سفید گالوں کی طرح چمکتی ہوئی برس کر اڑ رہی تھیں اور خلا کے درمیان روشنی ہی روشنی تھی۔

کافی دیر تک یہ سلسلہ شروع رہا تھا اور میں یہ قدرت کا کرشمہ دیکھتا رہا تھا آخر کار آہستہ آہستہ یہ منظر ختم ہو گیا اور خلاء ان بے شمار جھلمل جھلمل کرے ہوئے چھوٹے چھوٹے ستاروں سے صاف ہو گیا تھا چاند اپنی چاندنی بکھیرتا ہوا آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف رواں تھا میں ابھی تک قدرت کے رونما ہوں ے والے اس معجزے کے متعلق سوچ رہا تھا کہ اچانک ہی آدھ آسمان میں سے ایک باز اڑتا ہوا نمودار ہوا اس نے اپنے پنجوں میں کوئی چیز اٹھا رکھی تھی اتنی بڑی جسامت کا باز دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا وہ کوئی بیلی کا پٹر لگ رہا تھا نزدیک آنے پر میں اس کو پہچان چکا تھا کہ وہ ایک باز ہے اور اس نے اپنے پنجوں میں کوئی چیز اٹھا رکھی تھی وہ کسی بیلی کو پٹر ہی کی طرح اونچی اڑان اڑتا ہوا آ رہا تھا۔

اب اس کی پرواز نیچے ہوتی جا رہی تھی اور وہ اڑتا ہوا بالآخر آخروٹ کے اس درخت پر آ کر بیٹھ گیا جس کے نیچے میں دن بھر آرام کرتا رہا تھا اب اس کے پنجوں والی چیز اس کی برابر والی شاخ پر سامنے بیٹھی ہوئی تھی جس کی شکل ایک بلی سے ملتی جلتی تھی اور جسامت ایک صحت مند کتے جتنی تھی وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے باز بالکل اپنی

صحیح حالت میں بیٹھا ہوا تھا اس کی آنکھوں سے سرخ سرخ شعاعیں نکل رہی تھیں جو اس بلی نما جانور کی آنکھوں سے اندر جاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اور وہ زور زور سے اپنے سر کو جھٹک رہی تھی اور باز پھڑ پھڑا رہا تھا جتنا تیزی سے وہ پھڑ پھڑاتا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کی آنکھوں سے شعاعیں نکل کر اس کی آنکھوں میں داخل ہو رہی تھی بڑی دیر تک یہ سلسلہ شروع رہا تھا اور میں دم سادھے ہوئے دوسرا رونما ہونے ولا قدرت کا کرشمہ دیکھ رہا تھا پھر اچانک ہی اس بلی نما جانور نے میاؤں میاؤں کی آوازیں نکالنا شروع کر دیں اور پھر ساتھ ہی ساتھ اس کی ہیت بھی بدلتی جا رہی تھی اب اس بلی کی جگہ ایک سایہ بیٹھا ہوا تھا جو کسی عورت کا تھا۔ اور باز کی جگہ جو سایہ تھا وہ کسی مرد کا تھا اب میں ان دونوں سایوں کو پہچان چکا تھا جن کو میں گزشتہ رات خلا میں چلتے ہوئے دیکھ چکا تھا وہ دونوں سائے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ کچھ باتیں بھی کر رہے تھے ساتھ ساتھ وہ سائے بڑھتے بھی جا رہے تھے اور لمبے بھی ہوتے جا رہے تھے جتنے وہ لمبے ہوتے جا رہے تھے آگے جا کر وہ ایک سائے میں تبدیل ہو رہے تھے اب آخروٹ کے درخت کی چوٹی پر سے ایک ہیولہ اوپر اٹھتا ہوا خلا میں اڑتا ہوا جا رہا تھا اس کا رخ اس طرف تھا جس طرف سے وہ اڑ کر آئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہیولہ دور آسمان کی بلندیوں میں کہیں جا کر غائب ہو گیا تھا میری نظریں اس کے تعاقب میں جمی ہوئی تھیں اور میں دم بخود اس پراسرار سائے کو گم ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا جانے رات کا کون سا پہر ہو گیا تھا نیند تھی کہ آنکھوں سے بالکل غائب ہو چکی تھی وہ رات بھی اسی طرح جاگتے ہوئے گزر گئی تھی پے در پے واقعات نے مجھ کو اندر سے ہلا کر رکھ دیا تھا میں سوچ رہا تھا کہ یہ تمام تر واقعات میرے ساتھ ہی کیوں پیش آتے ہیں کیا کسی اور نے یہ واقعات دیکھے ہوں گے نہیں اگر کسی نے دیکھے ہوتے تو ضرور شور ہوتا میری طرح چپ کوئی نہ رہتا لوگ افشائے راز بہت جلد کر دیتے ہیں ان کے پیٹ میں کھدھ بدھ سی رہتی ہے وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک اپنے پیٹ کا بوجھ ہلکا نہ کر لیں میرا جی کام کرنے کو نہیں چاہتا تھا عجیب اس دل کی حالت ہو گئی تھی کوئی راز دان بھی نہ تھا جس کے ساتھ میں دل کی بات کہہ سکتا۔

میرا اسکول کے زمانے میں ایک دوست تھا کرم داد وہ ان دنوں شہر سے گھر آیا ہوا تھا وہ مجھے ملنے کی خاطر میرے گھر آیا وہ کافی عرصے کے بعد مجھ سے ملا تھا اس نے میری حالت دیکھی تو بہت پریشان ہوا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ تم کچھ پریشان ہو اور کمزور سے لگتے ہو جوان آدمی ہو تمہاری صحت بھی کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے مجھ کو بتاؤ آخر کیا قصہ ہے ہم بچپن کے دوست تھے اور ایک دوسرے کے ہمراز رہے ہیں اس نے سمجھا کہ شاید میں کسی حسینہ کے عشق میں روگ لگا بیٹھا ہوں وہ کون ہے جس نے تیری یہ حالت بنا رکھی ہے اس نے مجھ کو بہت کریدا مگر ایسی کوئی بات نہ تھی جو میں اس کو بتاتا اگر تم مجھ کو بتا دیتے تو شاید میں کچھ کر سکتا لیکن تم بتا نہیں رہے ہو تمہاری مرضی میں نے کہا وہ بات نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو دراصل بات کچھ اور ہے۔ وہ کون سی بات ہے جو تم چھپا رہے ہو اس کے بے حد اسرار پر میں نے اس کو تمام کہانی سنا دی جو مجھ پر بیت رہی تھی وہ سن کر بڑا حیران ہوا۔

یار یقین نہیں آ رہا ہے ایسے قصے کہانیاں تو ہم کتابوں میں پڑھتے تھے کیا حقیقت میں بھی ایسا ہوتا ہے اس نے سوال کیا ہوتا تو نہیں ہے مگر میرے ساتھ ہو رہا ہے اگر میرے ساتھ یہ واقعات پیش نہ آئے ہوتے تو میں بھی یقین نہ کرتا میں نے جواب دیا یہ کوئی خلائی مخلوق یا جن بھوت ہوں گے جن بھوت تو زمیں پر ہی غائب ہو جاتے ہیں یہ جو تم کہہ رہے ہو کہ دو سائے ایک ہو کر آسمان کی بلندیوں میں جا کر کہیں غائب ہو جاتے ہیں پھر یہ کوئی خلائی مخلوق ہی ہو سکتی ہے یہ قصہ تو پھر بڑا دلچسپ ہے آج میں بھی ادھر تمہارے گھر پر رہوں گا اور پھر رات کو میں بھی دیکھوں گا کہ جو تم نے کہانی سنائی ہے اس میں کتنی صداقت اور کتنی حقیقت ہے میں نے کہا ٹھیک ہے رک جاؤ اور پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کسی دوسرے آدمی کو نظر نہ آئیں صرف مجھے ہی نظر آتے ہوں دیکھ لیں گے آج رات کو کرم داد وہیں رک گیا رات کو ہم ایک ہی کمرے میں سوئے ہوئے تھے وہ تو تھوڑی دیر کے بعد ہی سوگیا تھا اور اس کے خراٹوں سے پورا کمرہ گونج رہا تھا اور مجھ کو نیند نہیں آ رہی تھی۔

رات کا پچھلا پہر تھا میں دروازہ کھول کر باہر نکل آیا چاند پہاڑیوں کی چوٹیوں پر نمودار ہو چکا تھا میں دوبارہ اندر واپس آگیا اس کے خراٹے اس طرح کمرے میں گونج رہے تھے میں نے اس کو جگایا اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ گیا ۔کیا ہوا کیا بات ہے اس نے خمار آلودہ آنکھوں سے گھور کر مجھ سے پوچھا میں نے کہا تم یہاں کس لیے ٹھہرے ہو باہر نہیں چلنا اس خلائی مخلوق کو دیکھنے کے لیے کون سی خلائی مخلوق وہی جس کو دیکھنے کے لیے تم یہاں رکے ہوا بھی وہ پوری طرح نیند میں ڈوبا ہوا تھا پھر میں نے اس کو یاد دلایا اور کچھ دیر غور کرنے پر اس کو یاد آگیا اور وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور پھر ہم دونوں کمرے سے باہر نکل آئے اب چاند پورے علاقے کو روشن کر رہا تھا اور ہم چاند کی محسور کن روشنی میں آگے ہی آگے بڑھ رہے تھے۔

رات کے پچھلے پہر کا چاند بڑے دلفریب انداز میں زمیں کو منور کر رہا تھا ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے اور میں اس کو تفصیل سے بتا رہا تھا جس جس جگہ میرے ساتھ واقعہ پیش آئے تھے وہ جگہ میں اس کو دکھاتا جا رہا تھا اور وہ چپ چاپ سنتا ہوا میرے ساتھ چل رہا تھا چلتے چلتے ہم پانی کے ایک چشمے کے قریب پہنچ گئے شڑپ شڑپ کی آواز پر ہم ادھر متوجہ ہوگئے ۔ایسے لگ رہا تھا کہ کوئی شخص نہا رہا ہے پانی کے چھینٹے دور دور تک گر رہے تھے پانی کا کھلا وشفاف چشمہ دور ہی سے نظر آ رہا تھا مگر نہاں نے والا شخص نظر نہیں آ رہا تھا پانی کے چھینٹے بدستور دور دور تک جا کر گر رہے تھے خود بخود پانی چشمے سے اوپر اٹھ رہا تھا جیسے کوئی شخص اپنے ہاتھوں کے پیالے سے پانی بھر بھر کر نہاتا ہے ایسے ہی پانی چشمے سے اٹھ رہا تھا اور ایک چھپاکے سے دور گر رہا تھا ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی شخص اپنے جسم پر پانی ڈال رہا ہے اور جس کے چھینٹے دور دور تک گر رہے ہیں ہم دونوں کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے مگر نہاں نے والا ہمیں نظر نہیں آ رہا تھا چاند کی چاندنی میں پانی کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے دور دور تک گر رہے تھے کچھ دیر تک یہی سلسلہ شروع رہا اور آخر کار پانی گرنا بند ہوگیا اب چشمہ بالکل خاموش اپنی جگہ ساکت وجامد نظر آ رہا تھا جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پر کچھ ہوا ہی نہیں تھا ہم دم بخود کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے۔

پھر ہمیں یوں محسوس ہوا کہ کوئی ہمارے قریب سے گزر رہا ہو ہمارے جسم کو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے تھرا کر رکھ دیا تھا اور اس شے کے گزرنے کا ہم کو صحیح طور پر احساس ہوا تھا ہمیں یوں محسوس ہوا تھا کہ ہمارے بدن سے کوئی چیز چھو کر گزر رہی ہو ہم ایک دوسرے کی طرف، ہونقوں کی طرح بت بنے کھڑے دیکھ رہے تھے کافی دیر تک ہم وہیں پر ساکت وجامد رہے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہماری چلنے کی طاقت کسی شے نے سلب کر دی ہے بالآخر کرم داد سرگوشی میں بولا یار کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا راز تھا نہاں نے والا شخص نظر نہیں آ رہا تھا اور منظر ایسا تھا کہ جیسے کوئی نہا رہا ہو میں نے جواب دیا ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے آگے بہت کچھ دیکھو گے میں نے کہا آؤ چشمے کے قریب جا کر دیکھتے ہیں پھر ہم چشمے کی طرف چل دیئے چشمے کا پانی بالکل حسب معمول اپنی روانی میں بہہ رہا تھا ان چھینٹوں کا بھی نشان تک نہیں تھا جو تھوڑی دیر پہلے آس پاس گرے تھے ہم دونوں نے وہاں سے چشمے کا تازہ اور میٹھا پانی پیا اور واپس آگئے سچ پوچھ تو مجھ کو ڈر لگنے لگا ہے کرم داد نے مجھ سے سرگوشی میں کہا۔

میں نے کہا ڈرو مت ہم دو ہیں تو تم ڈر رہے ہو میں اکیلا ساری رات کھیتوں میں کام کرتا رہتا ہوں مگر میں آج تک ڈرا نہیں ہوں میرے جیسے واقعات اگر تیرے ساتھ پیش آئیں تو تم رات کو گھر سے نکلنا ہی چھوڑ دو یا پھر یہ گاؤں ہی چھوڑ دو حوصلہ رکھو آؤ واپس گھر چلتے ہیں کرم داد بمشکل چل رہا تھا وہ کچھ گھبرایا ہوا لگ رہا تھا میں نے اس کا بازو تھام رکھا تھا اور وہ تھکے تھکے ہوئے قدم اٹھاتا ہوا

میرے ساتھ چل رہا تھا۔ ہم گھر کی طرف جا رہے تھے اچانک ہی کرم داد نے مجھ سے سرگوشی میں کہا وہ دیکھو سامنے پتھر پر کوئی بیٹھا ہوا ہے اچانک ہی اس کی نظر اس پر پڑی تھی اور میں بھی اس کی بتائی ہوئی جگہ پر دیکھنے لگا میں نے کہا وہ ایک نہیں بلکہ دو ہیں پتھر پر دو آدمی ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے یہ وہی پتھر تھا جس پر میں نے بیٹھ کر گزشتہ شب ان سایوں کو دیکھا تھا وہ ایک مرد اور ایک عورت ہی کے سائے تھے اور پھر وہ دو سے ایک سایہ ہوتا ہوا جا رہا تھا جب ہم قریب پہنچے تو وہ سایہ ایک ہیولے کی شکل میں پتھر سے اوپر اٹھا اور خلا میں اڑنے لگا اب وہ دو کی بجائے ایک ہی سایہ تھا جو اڑتا ہوا دیکھ رہے تھے یار اب مجھ کو یقین ہوگیا ہے کہ تو صحیح کہہ رہا تھا میں تو سمجھا تھا کہ تم غلط کہہ رہے ہو گھر آنے تک کرم داد کی حالت غیر ہوگئی تھی اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں اس کا پورا جسم بخار سے تپ رہا تھا بمشکل وہ اپنی چارپائی تک پہنچا تھا صبح ہونے میں تھوڑا ہی وقت باقی تھا کیونکہ رات کا نصف وقت ہم باہر گزار کر آئے تھے بخار تھا جو اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا اس کی حالت دیکھ کر میں بھی گھبرا گیا تھا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

صبح کے آثار نمودار ہو رہے تھے گھر والوں کو ابھی تک کوئی علم نہیں ہوا تھا میں نے صبح اٹھ کر والدہ کو بتایا وہ بھی پریشان ہوگئیں سورج پوری طرح طلوع ہو چکا تھا اس کے گھر والوں کو اطلاع دی اور اس کا بھائی اور والد بھی آگئے وہ بھی اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہوگئے اب تک وہ بے ہوش ہی پڑا تھا اس کے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے میڑھے ہوگئے تھے کسی کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا ک کیا کیا جائے اس کو چارپائی پر اٹھا کر ڈسپنسری لے جایا گیا ابھی تک ڈسپنسری بند تھی تھوڑی دیر بعد کمپاؤڈر آگیا اس نے اس کی نبض چیک کی اور دوا کی کچھ گولیاں اس کو کھانے کے لیے دیں بمشکل اس کے حلق سے دوائی اتری تھی پھر اس کو ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کی گئیں پھر اس کو گھر لے گئے دوائی سے بھی اس کو کوئی افاقہ نہ ہوا الٹا طبیعت اور بگڑ گئی اس کے پورے جسم پر زردی کھنڈ آئی تھی وہ ایک رات میں برسوں کا بیمار لگ رہا تھا ایک رات اور دن میں اس کی حالت پرانے مریض کی سی ہوگئی تھی کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کو اچانک کیا بیماری لاحق ہوگئی ہے اس کی آواز بالکل بند ہوگئی تھی دوسری رات بھی اس طرح گزری مگر کوئی افاقہ نہ ہوا دوسرے دن اس کو مسجد کے امام صاحب کے پاس لے گئے انہوں نے دم کیا اور کچھ تعویذ بھی دیئے پانی بھی دم کر کے دیا یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی اس کی صحت میں کوئی فرق نہ آیا وہ ان دونوں میں اتنا نحیف اور لاغر ہوگیا تھا کہ کمزوری کی وجہ سے وہ حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا پھر اس کے گھر والوں نے مشورہ کر کے اس کو شہر لے جانے کا ارادہ کیا۔

تیسرے دن اس کا چارپائی پر اٹھا کر شہر کی طرف روانہ ہوگئے میں بھی ساتھ ہی آیا تھا ابھی ہم نصف راستہ بھی عبور نہ کر پائے تھے کہ کرم داد یہ دار فانی چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مالک حقیقی سے جا ملا اب ہمارا سفر ختم ہوگیا تھا آگے جانے کی ضرورت نہیں رہی تھی پھر اس کو ہم واپس لے کر گھر آگئے اس کی والدہ بہن بھائی سب دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے کچھ دیر بعد اس کی تجہیز و تکفین کی گئی اور پھر اس کو آہوں اور سسکیوں میں رخصت کیا گیا اور اس کو منوں مٹی کے نیچے دبا کر واپس آگئے میں خود کو اس کی موت کا ذمہ دار سمجھ رہا تھا کاش نہ وہ میرا راز جاننے کی کوشش کرتا اور آج موت کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے نہ سوتا لیکن اس میں میرا بھی کوئی قصور نہیں تھا خدا کو یہی منظور تھا اب مجھ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے کہ کسی وقت میرا بھی یہی انجام ہو سکتا ہے میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اچانک کرم داد اتنے عرصے بعد مجھ کو ملے گا اور پھر میرے ہی ہاتھوں میں وہ موت کو گلے لگا لے گا رہ رہ کر مجھ کو یاد آ رہا تھا آہ جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی جس وقت وہ مجھ سے ملا تھا اگر وہ مجھ سے نہ ملا ہوتا تو شاید زندہ سلامت ہوتا سوچ سوچ کر میں پاگل ہو رہا تھا اس کا چند گھڑیوں کا ساتھ میرے دل پر چھریاں چلا رہا تھا مجھے اپنی سانسیں گھٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اس کا سوئم بھی ہو چکا تھا۔ انسان کی زندگی کیا ہے سانس جسم سے نکلی تو جسم بیگانہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روح اور جسم کا رشتہ بھی بہت عجیب رشتہ ہے جب تک دونوں کا ساتھ رہتا ہے تو وہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دن ہم نے جدا بھی ہونا ہے اور جب جدا ہوتے ہیں تو دونوں ایک اجنبی کی طرح اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں ان کی راہیں الگ الگ ہو جاتی ہیں پھر ان کو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا حال کیا ہے وہ کس حال میں ہیں روح کا ٹھکانہ کون سا ہے اور وہ کہاں رہتی ہے جسم منوں مٹی کے نیچے کس حال میں رہ رہا ہے یہ سب کاتب تقدیر ہی جانتا ہے کہ جسم اور روح ایک ساتھ رہنے والے سوچ کر میرا برا حال ہو رہا ہے دو تین دن پہلے کرم داد اچھا بھلا ہٹا کٹا تندرست و توانا میرے پاس آیا تھا پھر اچانک ہی اس کی کیا حالت ہو گئی تھی کرم داد تو انجام کو پہنچ گیا تھا اب شاید میری باری ہو۔

آہ اب میری باری ہو گی اسی وہم و تفکر میں مستغرق نیند سے عاری آنکھیں بوجھل کیے ہوئے نیند کی وادی میں گم ہو گیا اور پھر آدھی رات کو اچانک ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا کسی چیز کے جلنے کی ناگواری بو آ رہی تھی میرا دم گھٹا جا رہا تھا میں نے اٹھ کر لالٹین جلائی لالٹین کی ملگجی روشنی میں کمرے کے اندر دھواں ہی دھواں پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا میں کھانستا ہوا دروازے تک جا پہنچا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ باہر نکل کر مجھ کو کچھ سکون کا احساس ہوا اور میں لمبی لمبی سانسیں لینے لگا میری نگاہیں سامنے کی طرف اٹھ گئیں۔

سامنے کا منظر دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے سامنے میرے پڑوسی عبدالرحیم کے مکان کو آگ لگی ہوئی تھی آگ کے الاؤ آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے تھے اور پورا علاقہ لو سے روشن تھا روشنی سے دور دور تک کی ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی میں حیران و پریشان ہانپتا کانپتا عبدالرحیم کے جلتے ہوئے مکان کی طرف دوڑا کچھ ہی دیر بعد میں جائے واردات کی جگہ پہنچ گیا یہ دیکھ کر میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں مکان صحیح و سالم حالت میں اپنی جگہ امن و امان سے کھڑا میرا منہ چڑھا رہا تھا اور میں ہکا بکا اس مکان کو دیکھ رہا تھا جس کو میں جلتے ہوئے دیکھ کر بھاگم بھاگ وہاں تک پہنچا تھا لیکن مکان کو تو آگ نے چھوا تک نہیں تھا کیا میں کوئی خواب دیکھ رہا تھا اسی خوابیدہ حالت میں میں اٹھ کر باہر نکل آیا تھا نہیں یہ خواب نہیں ہو سکتا میں صحیح حالت میں جاگ رہا تھا پھر کمرے میں دھواں بھی تو پھیلا ہوا تھا دھواں میں میرا دم گھٹ رہا تھا اور میں دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا پھر میں جلتے ہوئے مکان کا منظر دیکھ کر یہاں دوڑا چلا آیا تھا اگر یہ خواب تھا تو پھر یہ منظر مجھے جاگتے ہوئے کیوں نظر آیا تھا میں نے تو جاگتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ کر یہاں تک پہنچا تھا پھر میں نے زور سے اپنے ہاتھ کی چھنگلی کو کاٹا مجھے درد کا شدید احساس ہوا میں پورے ہوش و حواس میں تھا جو کچھ میں نے دیکھا تھا وہ پورے ہوش اور جاگتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

ویسے اس سے قبل بھی چھوٹے موٹے واقعات میرے ساتھ پیش آتے رہتے تھے لیکن اس واقعہ نے مجھ کو اندر سے ہلا کر رکھ دیا تھا اور میں ساکت و جامد وہاں سے لوٹ آیا تھا دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا جس کو میں بند کرنا بھول گیا تھا میں اپنے کمرے میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا اندر کا ماحول بھی بالکل صحیح حالت میں تھا جیسے یہاں کچھ ہوا ہی نہیں تھا دھواں بھی غائب ہوا تھا اپنی چارپائی تک پہنچا اور پھر گرنے کے سے انداز میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اور پچھلے تمام واقعات کسی ریل کی طرح میرے ذہن کی سکرین پر چلنے لگے جو جو میرے سنگ بیتی تھی وہ واقعات ایک کھلی کتاب کی طرح میرے ذہن میں عیاں ہوتے جا رہے تھے اتنے سارے واقعات کسی عام انسان کے ساتھ پیش آتے تو وہ کب کا اس جہاں سے گزر گیا ہوتا میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ میرے ساتھ اتنا کچھ ہونے کے باوجود میں ابھی تک صحیح سلامت کیوں ہوں اوپر سے آج کا تازہ واقعہ جو پیش آیا تھا وہ حقیقت سے ایک کہانی ہی بن گیا تھا جو کچھ میں نے اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے دیکھا تھا میں اسے کیسے جھٹلا سکتا تھا اگر کسی کو بتاتا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے تو وہ میری صحت پر

شک کرتا اسی لیے میں نے کسی کو بتانا مناسب نہیں سمجھا پہلے بھی ایک کو راز دان بنا کر بہت بڑا نقصان اٹھایا تھا وہ بے چارہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا اب کسی اور کو راز دان بنانے کا متمنی نہیں ہو سکتا تھا۔

دھیرے دھیرے رات کی سیاہ چادر کا آنچل سرکنے لگا۔ اور نمود سحر سفیدی کی ردا لیے ہوئے نمودار ہوئی باہر لو کے آثار نمودار ہو چکے تھے اور میں اسی طرح اپنا سر پکڑے ہوئے چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا مجھ کو صبح ہونے کا احساس تک نہیں ہوا تھا موذن کی آواز نے مجھ کو چونکا دیا تھا میں نے کھڑکی سے باہر دیکھا صبح کی سفیدی پورے علاقہ میں پھیل چکی تھی میں نے اٹھ کر وضو کیا اور پھر نماز فجر ادا کی اور اس کے بعد سو گیا رات بھر کی نیند آنکھوں میں تھی میں لیٹتے ہی سو گیا اور کافی دیر تک سوتا رہا لیٹ جاگا تھا اس دن میں کام سے لیٹ ہو گیا تھا کافی وقت گزر چکا تھا تاہم میں دوپہر کا کھانا ساتھ ہی لے کر کھیتوں میں کام کرنے کی غرض سے روانہ ہو گیا میں اس چشمے کے قریب پہنچ جہاں کچھ دن پہلے میرے ساتھ رات کو وہ واقعہ پیش آیا تھا اس خونی چشمے نے میرے دوست کی جان لے لی تھی دوپہر کا وقت تھا اور مجھ کو اس جگہ سے کچھ خوف سا محسوس ہو رہا تھا حالانکہ سورج اپنے پورے جوبن پر روئے زمین کے ذرے ذرے کو اپنی پوری آب و تاب سے منور کر رہا تھا مجھے پیاس لگ رہی تھی میں نے ڈرتے ڈرتے وہاں سے پانی پیا اور کچھ پانی بوتل میں بھر کر ساتھ لے لیا کہ کھانے کے وقت کام آئے گا جس جگہ پر میں نے کام کرنا تھا وہاں پر پانی نہیں تھا اسی لیے پانی وہاں سے بھر کر ساتھ لے لیا میں نے کھیت میں پہنچ کر کھانا اور پانی کی بوتل ایک درخت کی شاخ پر لٹکا دیئے اور خود کام کرنے لگا سہ پہر تک کام کرتا رہا۔

مجھے تھوڑی تھوڑی بھوک لگ رہی تھی میں نے کام بند کر دیا اور اسی درخت کی چھاؤں تلے بیٹھ کر کھانا کھانے لگا پانی کی طلب ہوئی تو میں نے بوتل کا ڈھکن کھول کر بوتل منہ سے لگائی اور ابھی دو گھونٹ ہی پانی پیا تھا کہ مجھ کو پانی کا ذائقہ کچھ بدلا بدلا سا لگا اور ساتھ ہی ناگواری بد بو کا احساس ہوا میں نے بوتل فوراً منہ سے ہٹا لی اور تھوڑا سا پانی زمین پر گرا دیا میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا پانی کے بدلے سرخ رنگ کا سیال زمین پر گر رہا تھا میں نے غور سے دیکھا تو وہ خون تھا مجھے ابکائی سی آنے لگی میں نے جو کچھ تھوڑا بہت کھایا تھا وہ تمام کا تمام حلق سے الٹ دیا۔ میرے منہ سے سبز سبز رنگ کا پانی اور سفید جھاگ نکل رہا تھا میں بہت گھبرا گیا تھا میں نے پانی والی بوتل دور پھینک دی تھی اور پھر اپنا منہ صاف کرنے لگا منہ کا عجیب سا ذائقہ ہو گیا تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں نے ابھی ابھی تازہ خون پیا ہے تاہم دل کو کچھ قرار سا آ گیا تھا ہلکی ہلکی ابکائی اب بھی آ رہی تھی مگر الٹی آنا بند ہو گئی تھی روٹی رومال میں لپیٹ کر باندھ دی تھی۔

اب میری بھوک و پیاس ختم ہو گئی تھی اور میں سوچ میں پڑ گیا تھا کہ یہ کیا ماجرہ ہے جب میں نے بوتل میں پانی بھرا تھا کتنا شفاف اور میٹھا پانی تھا اور میں نے پانی پیا بھی تھا اس وقت وہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک تھا یہ کیسے ہو سکتا تھا ہے پانی کا رنگ بدل جائے پھر میں نے سوچا کہ اتنے بڑے بڑے واقعات رونما ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر انسان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں یہ بھی ان میں سے ایک واقعہ ہو سکتا ہے اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے شکر ہے کہ میں نے وہ تمام پانی پی نہیں لیا تھا اگر تمام پانی میرے معدے کے اندر پہنچ گیا ہوتا تو معلوم نہیں میرا کیا حشر ہوتا میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا میں خود کو کچھ سست سا محسوس کر رہا تھا میں نے سب کچھ بھلا کر کام کی طرف توجہ دی اور کام میں مصروف ہو گیا شام تک کام کرتا رہا اب میری حالت بہتر ہو چکی تھی میں شام سے پہلے ہی کام ختم کر کے گھر واپس لوٹ آیا تھا ابھی شام ڈھلنے میں کچھ وقت باقی تھا گاؤں میں لوگوں کی اتنی آمد و رفت نہیں ہوتی تھی جتنی شہر میں ہوتی ہے گاؤں میں شام کے وقت گا ہے بگا ہے کوئی شخص چلتا ہوا نظر آتا ہے میں کھیتوں کے بیچ و بیچ ہوتا ہوا گزر رہا تھا۔

شام کے آثار نمودار ہو رہے تھے اچانک ہی مکئی کے کھیت میں سے ایک شخص نمودار ہوا اور میرے آگے آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلنے لگا میں اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا کہ یہ اچانک کون شخص میرے سامنے آ گیا ہے میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا وہ اچانک ہی نکل کر میرے آگے چلنے لگا تھا اور وہ اتنا بے دھیانی سے چل رہا تھا کہ اس نے میرے وجود تک کو بھی نظر انداز کر دیا ہے پھر میں نے سوچا کوئی چور اچکا ہوگا چھلیاں توڑنے کی خاطر کھیت میں گھس گیا ہوگا اور میری موجودگی کے آثار دیکھ کر بھاگ گیا ہوگا بحر حال وہ میرے آگے آگے چل رہا تھا میں بھی خاموش اس کے پیچھے چل رہا تھا میں نے بھی اس کو بلانے کی زحمت گوارہ نہ کی شام کا ملگجہ اندھیرا پھیل گیا تھا آگے جا کر ایک راستہ دوسرے طرف بیلے کی طرف مڑتا تھا اور وہ اس راستے کی طرف مڑ گیا میں نے سوچا اس وقت اس شخص کا بیلے کی طرف کیا کام ہے اس کو تو آبادی کی طر جانا چاہیے تھا جہاں پر مکان ہیں تھوڑا سا آگے جا کر اس نے پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا تھا معاً اس پر میری نظر بھی پڑ چکی تھی ہم دونوں کی نظریں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرائی اور اس کو دیکھ کر میری سیٹی گم ہو گئی اور میں ہکا بکا رہ گیا اس ملگجے اندھیرے میں بھی میں نے اس شخص کو پہچان لیا تھا وہ سو فیصد کرم داد تھا ایک لمحے میں میں نے اس کو پہنچان لیا تھا۔ میرے اوسان خطا ہو گئے تھے مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی تھی یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ تو مر گیا تھا یہ زندہ کیسے ہو گیا ہے کیا کوئی مردہ بھی زندہ ہوتا ہے۔

آج پہلی بار میں نے اپنی آنکھوں سے ایسا ہوتے ہوئے دیکھا ہے پھر میں نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا اور وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا تھا اور میں نیم بے ہوشی کے عالم میں مرے مرے ہوئے قدم اٹھاتا ہوا گھر پہنچا تھا دروازے کے اندر میں نے قدم رکھا تھا مجھ کو صرف اتنا یاد تھا کہ میں دروازے سے اندر داخل ہوا تھا میں دروازے سے اندر قدم رکھتے ہی ڈھے گیا تھا پھر مجھ کو معلوم نہیں کہ میں اپنی جگہ چار پائی تک کیسے پہنچا تھا جب میری آنکھ کھلی تو تمام گھر والے میرے ارد گرد جمع تھے اور میرے ہاتھ اور پیروں پر تیل سے مالش کر رہے تھے ان سب کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا امی میری بلائیں لیتی ہوئی

بولیں شکر ہے تم کو ہوش آ گیا ہے میں تو ڈر گئی تھی کیا ہو گیا تھا تم کو اندر آتے ہی گر گیا تھا کہیں ڈر تو نہیں گیا تھا میں نے کہا نہیں ویسے ہی اندر آتے ہوئے چکر سا آ گیا تھا امی بولیں دن بھر کام کرتے رہتے ہوئے کتنے کمزور ہو گئے ہو کبھی آرام بھی کر لیا کرو کام ہوتے رہتے ہیں صحت ہے تو سب کچھ ہے اب میں ہوش میں آ گیا تھا اب بھی میرا دل دھک دھک کر رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرہ ہے کرم داد تو اس دار فانی سے کب کا جا چکا ہے پھر وہ زندہ کس طرح ہو گیا ہے کیا یہ میری نظر کا دھوکہ تھا نہیں نظر کا دھوکہ نہیں ہو سکتا سو فیصد وہی تھا بھلا میں اس کو پہچانتے ہوئے غلطی کس طرح کر سکتا ہوں امی ابھی تک میرے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔

میں نے ان سے پوچھا امی کیا کوئی مر کر بھی زندہ ہو سکتا ہے امی نے چونک کر میری طرف دیکھا اور پوچھا ۔کیا مطلب تم کیس بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو کبھی مردے بھی زندہ ہوتے ہیں اس لیے کہ آج میں نے ایک مردے کو دیکھا ہے جو میرے آگے آگے چل رہا تھا کیا مطلب پھر وہی بات بیٹں نے کہا ابھی ابھی آتے ہوئے میرے آگے آگے کرم داد چل رہا تھا اور وہ بیلے کی طرف چلا گیا تھا اور میں گھر آ گیا میں نے دیکھا ان کی پیشانی پر بھی پریشانی کی لکیریں نمودار ہوئی تھیں پھر وہ بولیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ تمہارا وہم ہے تم اس کو یاد کرتے رہتے ہو اسی لیے تمہارے ساتھ ایسا ہوا ہے میں نے کہا میں نے خود اس کو دیکھا ہے اس نے مڑ کر میری طرف دیکھا تھا اور میں نے اس کو پہچان لیا تھا اسی لیے میں خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا انہوں نے پھر مجھ کو تسلی دی اور کہا ایسا اکثر وہم کی وجہ سے ہو جاتا ہے جس شخص کو ہم کثرت سے یاد کرتے ہیں تصور میں اس کی پرچھائیاں نظر آنے لگتی ہیں تم سو جاؤ دل پر کوئی بات مت رکھو وہ رات کسی عذاب کی طرح گزری تھی رات کا واقعہ رہ رہ کر مجھ کو یاد آ رہا تھا خدا کرے وہ میرا وہم ہی ہو شاید وہ میرا وہم ہی تھا امی صحیح کہتی تھیں اگلے روز میں حسب معمول تیار ہو کر کام کرنے کی غرض سے کھیتوں میں چلا گیا تھا تمام دن بے دلی سے کام کرتا رہا

کام کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا میں خود کو تھکا تھکا سا محسوس کر رہا تھا آج میں جلدی ہی گھر واپس آ گیا تھا میں اکیلا تھا کام بہت تھا جو مجھے ہی کرنا تھا دوسرا کوئی بھی ہاتھ بٹانے والا نہیں تھا میں اگر گھر بیٹھ جاتا تو کام کون کرتا اسی لیے مجبوراً مجھ کو کام کرنا پڑتا تھا۔

دو دن بڑے سکون سے گزرے تھے اب میں نے حالات سے مقابلہ کرنا سیکھ لیا تھا میرے اندر کا خوف کم ہو گیا تھا میں نے سوچا کہ اگر میں یونہی ڈرتا رہا اور میرے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہا تو پھر زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا جیسے بھی حالات ہوں میں ان سے مقابلہ کروں گا اور اس رات کو بھی میں بیٹھا ہوا ایک ڈراؤنی کہانی پڑھ رہا تھا میرے ہاتھ میں ایک ڈراؤنی کہانیوں کی کتاب تھی جس میں خوفناک کہانیاں لکھی ہوئی تھیں میں ایک خوفناک کہانی پڑھ رہا تھا اس کہانی کے ٹائٹل میں دو خوفناک تصویریں تھیں جو ایک مرد اور ایک عورت کی تھیں میں بڑی انہماک اور محویت سے کہانی پڑھ رہا تھا کہ اچانک ہی میرے ہاتھ میں تھرتھراہٹ سی ہوئی اور میرا ہاتھ ہلکا ہلکا سا کانپنے لگا ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب آہستہ آہستہ پھڑ پھڑانے لگی جیسے کوئی جاندار چیز ہاتھ میں کانپ رہی ہو میں نے سمجھا میرا ہاتھ تھکاوٹ کی وجہ سے کانپ رہا ہے کافی دیر سے میں نے کتاب ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی شاید اسی لیے ہاتھ میں کپکپی طاری ہو گئی تھی۔

جب میری نظر ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کے صفحہ پر پڑی تو میرا دل اچھل کر سینے سے باہر آ گیا تھا وہ چھوٹی چھوٹی جیتی جاگتی گوشت پوست کی دو تصویریں کتاب کے صفحے پر حرکت کر رہی تھیں میری تو چیخ ہی نکل گئی تھی خوف کے مارے میرا پورا جسم کانپنے لگا پسینے سے سارا بدن بھیگ گیا تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے آہستہ آہستہ کتاب کے صفحے پر اچھل رہے تھے اور میں ہونقوں کی طرح ان کی طرف دیکھ رہا تھا پھر اسی طرح اچھلتے کودتے ہوئے انہوں نے کتاب کے صفحے سے نیچے چھلانگ لگا دی تھی میں نے نیچے جھانک کر دیکھا تو ان کا نام و نشان تک نہیں تھا میری نظر دوبارہ کتاب کے صفحے پر

پڑی تو میں حیران رہ گیا کتاب کے صفحے پر جو ڈراؤنی تصویریں تھیں ان کا نام تک موجود نہیں تھا تصویریں ایسے غائب تھیں جیسے کسی بلیڈ سے تراش کر نکال لی ہوں اب ان کی جگہ انکا کٹا ہوا مونوگراف تھا۔ جس کو دیکھ کر میں حیران ہو رہا تھا یا الٰہی یہ کیا ماجرہ ہے یہ سب کچھ میرے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے میں نے چار پائی کے نیچے بھی جھانک کر دیکھا کہ شاید نیچے تصویر پڑی ہوئی نظر آ جائے مگر وہاں اس کا نام و نشان تک موجود نہیں تھا میں نے اس تراشی ہوئی جگہ پر ہاتھ لگا کر بھی دیکھا پھر میرے ہاتھ کی انگلی اس کٹی ہوئی تراش سے دوسری طرف نکل گئی تھی میں نے کتاب بند کی اور رکھ دی اور پھر اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا میں نے جو واقعہ دیکھا تھا وہ اپنے پورے ہوش و ہواس کے ساتھ دیکھا تھا اس میں ذرا بھر بھی وہم کی کوئی گنجائش نہیں تھی میں نے اپنی جیتی جاگتی ہوئی آنکھوں سے تصویر کو کتاب کے صفحے پر متحرک ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر اچھلتے کودتے ہوئے چھلانگ لگا کر غائب ہوتے ہوئے بھی دیکھا تھا میں نے پھر دوبارہ کتاب کھول کر دیکھی وہ کٹا ہوا تصویر والا صفحہ جوں کا توں تھا دو تین بار کتاب میں نے الٹ پلٹ کر دیکھی معاملہ ویسا ہی تھا اب مجھ کو مکمل یقین ہو گیا تھا کہ جو کچھ میں نے دیکھا تھا وہ بالکل صحیح دیکھا تھا رات کو کس نے سونا تھا سو میں نے تمام رات جاگ کر گزاری دی یہ تو میرا روز کا معمول تھا دن بھر کام کرنا اور رات کو جاگنا میرے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔

دوسرے دن میں نے پھر کتاب کو کھول کر دیکھا اور مجھ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تصویر جوں کی توں اسی طرح صفحے پر موجود تھی اور میں حیرت کی تصویر بنے ہوئے منہ کھول کر دیکھ رہا تھا میں اپنا سر پیٹ کر رہ گیا اور کتاب کو دور پھینک دیا اس دن بھی میں کھیت میں کام کرنے نہیں گیا تھا سہ پہر کا وقت تھا میں نے گائے کھولی اور باہر نکل گیا گائے کے ساتھ بچھڑا بھی تھا میں گائے لے کر ایک جگہ پہنچ گیا جہاں چھوٹی چھوٹی سبز گھاس اگی ہوئی تھی گائے نے گھاس دیکھی اور وہ گھاس چرنے لگی ساتھ ساتھ بچھڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ں گھاس پر منہ مار رہا تھا میں ایک جگہ بیٹھ گیا اور دل لانے کی خاطر گنگنانے لگا گائے سکون سے گھاس ر رہی تھا۔

اچانک ہی نجانے کیا ہوا کہ بچھڑے نے دوڑ لگا دی ر بھاگ نکلا میں حیران تھا کہ اچانک ہی بچھڑے نے یوں دوڑ لگا دی اور بھاگ نکلا میں حیرانگی سے بچھڑے کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگا بچھڑا تھا کہ ہوا کو گھوڑا بنا ہوا بھاگ رہا تھا اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے میری سانسیں پھول ی تھیں پھر اچانک ہی بچھڑا دوڑتے دوڑتے ایک مکان کے دروازے کے سامنے جا کر رک گیا مکان کا دروازہ بند ا وہ مکان بہت عرصہ سے اسی طرح بند پڑا تھا اس میں ہنے والے تمام مکین اب اس دینا میں نہیں رہے تھے ر مکان اسی طرح ویران اور اجاڑ پڑا ہوا تھا کبھی کسی نے س کو کھول کر دیکھا تک نہیں تھا مکان کی چھت کچی تھی اور لسی کسی جگہ سے ٹوٹ کر نیچے گر چکی تھی میں بھی دوڑتا ہوا بچھڑے کے قریب پہنچ چکا تھا پھر اچانک ہی یکدم مکان کا نگ آلودہ دروازہ چڑچڑاہت کی آوازسے کھلا اور بچھڑے نے اندر چھلانگ لگا دی جیسے ہی بچھڑا دروازے سے اندر داخل ہوا اور پھر یکدم بند ہو گیا یہ تمام منظر میں نے خود بخود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا میں حیران تھا کہ خود بخود دروازہ کیسے کھل گیا اور پھر بند ہو گیا میں بے بس کھڑا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا کہ بچھڑے کو کیا ہو گیا ہے وہ مکان کے اندر کسی طرح چلا گیا ہے وہ کسی دوسری طرف بھی جا سکتا تھا میں کچھ دیر تک وہیں کھڑا رہا اور پھر زور زور سے اس بند دروازے کو پیٹنے لگا میں ساتھ ساتھ آوازیں بھی دے رہا تھا۔

کوئی اندر ہے اگر کوئی اندر ہے تو پھر بولتا کیوں نہیں میں دروازے کو دھکے دے رہا تھا مگر دروازہ تھا کہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا مجھ پر جنون کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی اور میں زور زور سے دروازہ پیٹ رہا تھا اسی کیفیت میں اچانک ہی چرچراہٹ سے دروازہ کھلا اور میں گرتے گرتے سنبھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا میرے سامنے جو چہرہ نمودار ہوا تھا اس کو دیکھ کر میری ساری اکڑ فوں نکل گئی تھی وہ چہرہ کرم داد کا تھا جو دروازہ کا پٹ پکڑے ہوئے دروازہ کھول کر باہر جھانک رہا تھا اس کا زردی نما چہرہ دیکھ کر میرے پیروں تلے سے زمیں نکل گئی تھی اس کے پیچھے ایک ہیولہ سا نظر آ رہا تھا جو خدو خال سے کسی عورت کا ہی لگ رہا تھا اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی طرح دھک رہی تھیں اور ڈھیلوں سے باہر نکلی ہوئی تھیں اس نے جب مجھ کو دیکھا تو ایک زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ دھڑام سے دروازہ بند کر دیا دروازہ اسی طرح بند تھا جس طرح پہلے بند تھا میں مریل سے قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے واپس پلٹ آیا پھر نجانے کیا ہوا کہ میرے دل میں ایک شدید ہوک سی اٹھی اور خوف سا اُمڈ آیا اور میں اندھا دھند دوڑنے لگا میں دوڑتے دوڑتے کسی چیز سے ٹکرا کر گر پڑا تھا تاہم میں سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بھاگنے لگا گائے کے نزدیک پہنچا گائے سکون کے ساتھ گھاس چر رہی تھی میں نے گائے کو ہاں کا اور تیز تیز چلتا ہوا گھر جا پہنچا جلدی جلدی گائے کو اندر باندھا اور پھر اپنے کمرے میں جا پہنچا۔

آج دوسری بار میں نے کرم داد کو دیکھا تھا کیا وہ زندہ ہے اس۔ نے مرنے کا ناٹک کیا تھا تو یہ سب ناٹک تھا کیا اتنا بھیانک ،ناٹک کوئی موت سے بھی کر سکتا ہے یہ کیا ماجرہ ہے یا تو اس کے جسم کے اندر کوئی روح حلول کر گئی ہے تب وہ زندہ نظر آتا ہے یہ تو مجھ کو معلوم تھا اور کتابوں میں بھی پڑھا تھا اور قصے کہانیوں میں بھی پڑھا تھا کہ کس رح روح مردہ جسم کے اندر حلول کر جاتی ہے آج مجھ کو صحیح اندازہ ہو رہا تھا ورنہ کوئی شخص مر کر کب زندہ ہو سکتا ہے اس شش و پنج میں مصروف تھ کہ دروازے کے باہر کھڑ کھڑ کی آوازیں آنے لگیں دل نہیں چاہ رہا تھا کہ میں اٹھ کر باہر دیکھوں میں سمجھا کوئی آوازہ کتا ہو گا پھر کھڑ کھڑ کی آوازیں بڑھ گئی تھیں ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی جانور دروازے کے ساتھ اپنا سر رگڑ رہا ہے میں نے دروازہ کھول کر باہر دیکھا باہر بچھڑا کھڑا تھا جس کی آنکھیں سرخ انگارے کی طرح دھک رہی تھیں میں حیران تھا کہ یہ واپس کس طرح آ گیا ہے اب میں تمام سبب جان چکا تھا بچھڑے پر کسی

چیز کا سایہ ہو چکا تھا اور اس کے زیر اثر تھا جوں ہی میں نے دروازہ کھولا بچھڑا چھلانگ لگا کر گائے کے پاس پہنچ گیا تھا اور گائے کی سوئی ہوئی ممتا جیسے جاگ اٹھی تھی وہ اپنی لمبی سرخ زبان بچھڑے کے جسم پر پھیرنے لگی تھی اور بچھڑا دودھ پینے لگ گیا تھا۔

میں یہ منظر دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا خدا نے انسان کے علاوہ جانوروں میں بھی محبت بھر دی ہے حیوان بھی اپنے بچوں سے انسانوں کی طرح محبت کرتے ہیں میں یہ منظر دیکھ کر چند ثانیوں کے لیے سب کچھ بھول گیا تھا اور محبت کی اس لازوال حقیقت کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت گائے کے چہرے سے عیاں تھی محبت کے ان لمحات میں ڈوب گیا تھا اس وقت مجھ کو کچھ یاد نہیں رہا تھا آج نجانے نیند مجھ پر کس طرح مہربان ہو گئی تھی اور میں سو گیا تھا اور ساری رات جی بھر کر سوتا رہا تھا صبح کو آنکھ کھلی تھی میں خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا میں نے اپنے دل میں ایک عہد کر لیا تھا کہ میں اس راز کو جان کر رہوں گا میں نے ہر قسم کے خوف وخطرے سے نمٹنے کا تہیہ کر لیا تھا لیکن اس کے لیے مجھ کو ہمت اور طاقت کی ضرورت تھی ایک ایسا رہنما جو اس حقیقت کی تہہ تک پہنچ سکتا ہو ان خوبیوں کا مالک کوئی پیر مرشد ہی ہو سکتا تھا یا پھر کوئی ایسا عامل جو آسیب زدہ قوتوں کو زیر کرنے کا ماہر ہو اسی وقت میرے ذہن میں ایک نام ابھرا وہ نام تھا پیر قدرت اللہ کا وہ بہت پائے کے بزرگ تھے وہ ہمارے گاؤں سے دور ایک تیسرے گاؤں میں رہتے تھے عملیات کی دنیا میں ان کا بڑا نام تھا دور دور سے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور ان حاجت مندوں کی مرادیں خدا کے فضل وکرم سے پوری ہوتی تھیں نماز روزہ کے وہ بہت پابند تھے میں نے سوچا کہ کسی دن ان کے پاس جا کر اپنی تمام روئیداد سناؤں گا مجھے امید ہے کہ وہ اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالیں گے میں کام سے ذرا فراغت پالوں تو ان کے پاس ضرور جاؤں گا۔

ان کے متعلق سوچ کر دل کو ذرا سی دھارس ہوئی تھی میں دل میں یہ عہد کر کے آج تقریباً تین دن بعد کھیتوں میں کام کی غرض سے گیا تھا بیچ میں سے کام چھوٹ گیا تھا ابھی کام کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا دوپہر تک کام کرتا رہا تھا پھر میں نے کھانا کھایا جو کہ میں ساتھ لے کر آیا تھا پھر کچھ دیر کے بعد میں ایک درخت کی چھاؤں تلے آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا۔ اچانک ہی میری آنکھ لگ گئی تھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ ایک کوا کہیں سے آ کر اس درخت پر بیٹھ گیا اور زور زور سے کائیں کائیں کرنے لگا وہ اتنی تیز آواز میں کائیں کائیں کر رہا تھا کہ شور سن کر ایک دم میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں میری نگاہیں اوپر اٹھ گئیں کوا درخت کی شاخ پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی چونچ میری طرف کر کے کائیں کائیں کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ پھڑ پھڑا رہا تھا ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ابھی مجھ پر حملہ کر دے گا اس کی تیز آواز میرے کانوں کو چیر رہی تھی میں نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دبا دیئے اور اٹھ بیٹھا میرے منہ سے نکلا۔

دفع ہو جا کالی بلا تو کہاں سے آ گئی ہے مجھ کو آرام کرنے دے جیسے اس نے میری کہی ہوئی بات سن لی ہو وہ پھڑ پھڑایا اور کائیں کائیں کرتے ہوئے اڑ گیا میں اس کو دور تک اڑتا ہوا دیکھ رہا تھا میں نے کہا دھت تیرے کی مجھ کو بے چین کرنے کے لیے آیا تھا یہ کہہ کر میں پھر لیٹنے کے لیے مڑا ابھی میں نے لیٹنے کے لیے زمین پر ہاتھ ٹیکا ہی تھا کہ میرے سامنے ایک بہت لمبا سیاہ رنگ کا سانپ کنڈلی مارے ہوئے اپنی دوشاخہ سرخ زبان منہ سے باہر نکالے ہوئے لہرا رہا تھا اس کو دیکھ کر میرے پسینے چھوٹ گئے میں اپنی موت کو بالکل قریب سے دیکھ رہا تھا اس کی چھوٹی چھوٹی سرخ آنکھیں سیاہ چہرے پر موتی کی طرح چمک رہی تھیں میں اسی حالت میں جھکا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا اتنا میں اس وقت نہیں ڈرا تھا ایک مرتبہ گھاس کاٹتے ہوئے سانپ میرے ہاتھ میں آ گیا تھا اور درانتی کیستھ آدھا کٹ گیا تھا اس کا سر میری مٹھی میں تھا اور میں نے گھبراہٹ سے گھاس سمیت اس ادھ کٹے ہوئے سانپ کو نیچے دریا میں پھینک دیا تھا بہرحال اس وقت بچ گیا تھا اور آج میں موت کو بالکل قریب سے دیکھ رہا تھا اگر میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ذرا بھر بھی حرکت کرتا تو وہ مجھ کو ڈس لیتا میں خوف سے کانپ رہا تھا۔

یا الٰہی میں کیا کروں اگر سیدھا ہوتا ہوں تو یہ مجھ کو ڈس لے گا پھر میں نے سوچا جو ہوگا دیکھا جائیگا میرے پاس ایک چادر تھی جو میں نے اپنے سرہاں ے رکھی ہوئی تھی میں نے اسی حالت میں دوسرے ہاتھ سے وہ چادر اٹھائی اور اچانک ہی پھرتی سے سانپ کی طرف پھینک دی چادر سانپ کے پھیلائے ہوئے پھن پر لگی تھی اور وہ نیچے دب گیا تھا اس کے نوکیلے اور زہریلے باریک دانت چادر میں پھنس گئے تھے اور وہ چادر کے اندر بل کھا رہا تھا وہ چادر کی لپیٹ میں بری طرح آچکا تھا اب میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا وہ چادر سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کے دانت چادر میں پھنسے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو رہا تھا میں نے دائیں بائیں دیکھا کہ کوئی چیز مل جائے جس کے ذریعے میں سانپ کو ہلاک کر دوں مجھ کو ایک جگہ ایک پتھر پڑا ہوا نظر آیا جس کا وزن تقریباً پانچ کلو ہوگا میں نے وہ پتھر اٹھایا اور سانپ کے سر پر دے مارا پتھر کا لگنا تھا کہ وہ مزید تیزی سے بل کھانے لگا میں نے پھر وہی پتھر اٹھایا اور دوبارہ اس کے سر پر دے مارا تین چار مرتبہ میں نے وہ پتھر اس کے سر پر مارا اب وہ آہستہ آہستہ بل کھا رہا تھا اس کی طاقت کم ہوتی جا رہی تھی پھر میں کہیں سے ایک موٹا سا ڈنڈا ڈھونڈ کر لایا تھا اور اس کی کمر پر زور زور سے مارنے لگا تھا اب اس میں تڑپنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی وہ بے دم ہو گیا تھا میں نے چادر زور سے کھینچی اور اوپر اٹھالی اس کا سر کچل گیا تھا اور خون نکل رہا تھا میں نے درانتی سے گڑھا کھودا اور اس کو اٹھا کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر مٹی ڈال دی اور ہاتھ جھاڑ کر واپس آ گیا۔

اس وقت میرے ذہن میں بات آئی کہ کوا کیوں کائیں کائیں کر رہا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد کے لیے غائب سے بھیجا تھا جس کی وجہ سے میری جان بچ گئی تھی اگر کوا شور نہ کرتا تو سانپ نے مجھ کو ڈس لیا ہوتا اور میں جاگنے تک سویا سویا ہی اگلے جہاں پہنچ گیا ہوتا جس کو اللہ رکھے اس کو کون مار سکتا ہے یہ بھی مجھ کو روزمرہ کی آسیب کا شاخسانہ لگ رہا تھا مگر آسیب یا جن بھوت رات کو ظاہر ہوتے ہیں پھر یہ کیا تھا خدا ہی بہتر جانتا تھا یہ کیا راز تھا میں کچھ دیر تک کام کرتا رہا اور پھر کام ختم کر کے گھر واپس آ گیا تھا میں نے گھر والوں سے بات کی کہ آج میرے ساتھ یہ انوکھا واقعہ پیش آیا ہے تمام گھر والے سن کر حیران رہ گئے تھے امی نے اس وقت مولوی صاحب کو بلا کر ایک بکرا ذبح کر کے صدقہ دے دیا کہتے ہیں کہ صدقہ سے بلائیں ٹل جاتی ہیں صدقہ کرتے رہنا چاہیے صدقہ دینے کے بعد میں ایک جگہ کام تھا وہاں چلا گیا اور پھر شام کے ڈھلنے سے پہلے ہی واپس آ گیا گاؤں میں لوگ جلد سونے کے عادی ہیں آٹھ نو بجے ہی سو جاتے ہیں میں بھی سونے کے لیے چارپائی پر لیٹ گیا روٹین کے مطابق نیند نہیں آ رہی تھی یہ کوئی نئی بات نہیں تھی یہ روز کا معمول تھا میں دل بہلائی کے لیے ایک ناول پڑھ رہا تھا ناول پڑھتے پڑھتے کچھ اکتاہٹ سی محسوس ہونے لگی میں بہت بور ہو رہا تھا کچھ گھبراہٹ بھی محسوس کر رہا تھا میں اٹھ کر باہر نکل آیا آج بھی وسط تاریخوں کا چاند تھا جو پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

چاند کی چاندنی پورے علاقے میں اپنی مدھر اور سہانی چاندنی بکھیر رہی تھی دل نے چاہا تھوڑا آگے سے ہو آؤں میں جا کر اسی پتھر پر بیٹھ گیا جس پر پہلے ایک بار بیٹھ کر دوڑتے ہوئے سائے دیکھ چکا تھا سنسان اور ویران علاقے میں ہو کا عالم تھا چاندنی تھی یا پھر میں تھا تا حد نگاہ لہراتے ہوئے سرسبز و شاداب کھیت ہوا سے جھول رہے تھے جس سے شائیں شائیں کی آوازیں آ رہی تھیں جو ویرانے کے اس مہیب سناٹے کو چیر کر گزر جاتی تھیں ہلکی ہلکی ہوا کی ٹھنڈک دل و دماغ کو تازگی اور شگفتگی کا احساس دلاتی تھی پھلواری کی خوشبو دل و دماغ کو معطر کر رہی تھی اس دلکش اور حسین ماحول میں میں نجانے کن خیالات میں ڈوبا ہوا تھا میری سوچیں جانے کیا کیا تانے بانے بن رہی تھیں کہ میرے کانوں میں کسی کے ہنسنے کی آواز گونجی کسی مرد ہی کی تھی جو کھردری سی تھی میں نے

نگاہیں اٹھا کر دیکھا مجھ کو کوئی بھی نظر نہ آیا دوبارہ ہنسنے کی آواز آئی جو کافی دور سے آ رہی تھی میں پریشان ہو گیا کہ ہنسنے کی آواز آ رہی ہے مگر ہنسنے والا نظر نہیں آ رہا تھا میں ٹکٹکی باندھے ہوئے اس طرف دیکھ رہا تھا جس طرف سے ہنسنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

اچانک ہی کوئی شخص نمودار ہوا جسے دیکھ کر یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بغیر سر کے کوئی شخص ہے میری تو جان ہی نکل گئی تھی وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا میری طرف ہی آ رہا تھا اب میں صحیح طور پر اس کو دیکھ سکتا تھا وہ ایک سرکٹا انسان تھا جس نے اپنا کٹا ہوا سر اپنے ہاتھوں کی ہتھیلی پر رکھا ہوا تھا اور ٹھیک ٹھاک حالت میں چل رہا تھا اتنے میں وہ بالکل میرے قریب آ گیا تھا چاند کی روشنی میں وہ واضح نظر آ رہا تھا اس شخص نے جو کٹا ہوا سر اپنی ہتھیلی پر رکھا ہوا تھا اس کو بھی میں پہنچان چکا تھا وہ سرگرم داد کا تھا جو مجھ کو دیکھ کر ہنس رہا تھا اور اس کی آنکھیں شریر مسکراہٹ کے ساتھ مجھ پر جمی ہوئی تھیں اس کے چہرے پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اس کی آنکھیں حرکت کر رہی تھیں اس کی پلکیں اوپر نیچے ہو رہی تھیں اور میرے دل پر خنجر چل رہا تھا مجھ کو اپنا دل کنپٹیوں میں گھستا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور وہ میرے مدمقابل کھڑا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ابھی مجھ پر حملہ کر دے گا وہ کٹا ہوا سر اپنے ہونٹوں پر اپنی سرخ زبان پھیر رہا تھا اور مجھ کو زمین گھومتی ہوئی نظر آ رہی تھی آخر میں زمین اور آسمان ایک ساتھ گھومتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور میرے حلق سے ایک زوردار چیخ برآمد ہوئی تھی اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا اس کے بعد کیا کچھ ہوا مجھے کچھ معلوم نہیں۔

دوسرے دن صبح کسی راہگیر نے آ کر گھر اطلاع دی تھی کہ جعفر حسین فلاں جگہ ایک پتھر کے نیچے بے ہوش پڑا ہے خبر سنتے ہی تمام گھر والے جائے واردات پر پہنچ گئے اور پھر مجھ کو اٹھا کر گھر لے گئے تھے کافی کوشش کے بعد مجھ کو ہوش آیا تھا میری زبان بند تھی اور نگاہیں سب کو دیکھ رہی تھیں میں سب کچھ سن رہا تھا اور بولنے سے عاری تھا گھر والے پوچھ رہے تھے اور میں چپ چاپ تھا اور جواب دینے سے قاصر تھا میں اپنے پورے ہوش و حواس میں تھا رات کا واقعہ اچھی طرح یاد تھا دن کافی چڑھ چکا تھا گھر میں کافی لوگ سن کر جمع ہو گئے تھے والد صاحب امام مسجد کو ساتھ لے کر آئے انہوں نے مجھ پر دم کیا کچھ تعویذ بھی دیئے اور پانی بھی دم کر کے دیا اس دم کئے ہوئے پانی اور تعویذ کے استعمال سے میں بولنے لگا ابو پوچھنے لگے کیا ہوا تھا میں نے کہا میں رات ویسے ہی باہر نکل گیا تھا مجھ کو چکر آنے لگے تھے اور میں گر کر بے ہوش ہو گیا تھا میں بات کو گول کر گیا تھا جتنے واقعات میرے ساتھ پیش آ رہے تھے اتنا ہی میں نڈر ہوتا جا رہا تھا مجھ کو ان واقعات سے دلچسپی پیدا ہوتی جا رہی تھی جس دن کوئی واقعہ پیش نہ آتا ہو اس دن میرے دل میں کھد بدھ سی رہتی تھی کیونکہ میں عادی ہو چکا تھا کسی چیز سے انسان کا دل لگ جائے یا مانوس ہو جائے تو وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا سو میرا معاملہ بھی ویسا ہی ہو گیا تھا۔

باقی گھر والے تو مطمئن تھے البتہ والدہ صاحبہ کچھ پریشان سی رہنے لگی تھیں ان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس پر کسی آسیب کا سایہ ہو گیا ہے اس لیے وہ زیادہ فکرمند رہنے لگی تھیں اور وہ اپنے طور پر میرے لیے تعویذ دھاگے میں مصروف تھیں ماں کا دل اولاد کے لیے بہت حساس ہوتا ہے وہ اپنی اولاد کو کبھی دکھی نہیں دیکھ سکتی وہ اس کے لیے ہر وقت فکرمند رہتی ہے اس کے لیے تمام اولاد ایک جیسی ہوتی ہے اور وہ سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہے چاہے کوئی کیسا ہی کیوں نہ ہو یہی حال ان کا بھی تھا۔ اسی لیے وہ میرے لیے بہت پریشان تھیں وہ ہر طرح کے جتن اور حیلے کر رہی تھیں ماں کی دعاؤں میں بہت اثر ہوتا ہے اس لیے میں انکی دعاؤں کی وجہ سے ابھی تک محفوظ تھا جس کے پیچھے ماں کی دعائیں ہوں بھلا اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے اسی لیے ماں کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے جس نے جنت تلاش کرنی ہے وہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت تلاش کرے مجھ پر میری ماں کی دعاؤں اور مہربانیوں کا اثر تھا جبھی اتنا کچھ ہو گزرنے کے باوجود بھی ابھی تک میرا بال تک بھی بھیگا نہیں ہوا تھا زندگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک امتحان ہے اس میں سینکڑوں نشیب وفراز ہوتے ہیں کبھی خوشی اور کبھی غم یہ تمام چیزیں زندگی کا ایک حصہ ہوتی ہیں ان چیزوں کے بغیر انسان کی زندگی ادھوری ہے وہ زندگی ہی کیا زندگی ہے جس میں دکھ درد اور تکلیف نہ ہو اس لیے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خوشی کے ساتھ دنیا میں ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں۔
جہاں بجتی ہیں شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

میرے ساتھ بھی یہی سلسلہ شروع تھا میری زندگی میں بھی دکھ درد اور تکلیف نے گھر بنا رکھا تھا لیکن میں ڈٹ کر ان کا مقابلہ کر رہا تھا کتنا ہی خوشحال آدمی کیوں نہ ہو ایکدن اس کو بھی دکھ درد کا منہ ضرور دیکھنا پڑتا ہے میں بھی خوشحال زندگی گزارنے کے باوجود ان گنت مصائب کا شکار ہو گیا تھا لیکن ابھی تک میں کسی بھی قسم کے نقصان سے بچا ہوا تھا یہ چھوٹے چھوٹے واقعات روز کا معمول بن چکے تھے جن کے ساتھ میں نبرآزما ہو رہا تھا پے درپے واقعات نے مجھ کو بھونچکا کر رکھ دیا تھا آسیب کی مجھ سے کچھ ایسی دل لگی ہو گئی تھی کہ روزانہ کوئی نہ کوئی واقعہ پیش آجاتا تھا۔

اس دن بھی لوگ عید کی تیاریوں میں مصروف تھے لوگ عید کی خریداری کر رہے تھے گاؤں سے کوئی تین میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا بازار تھا جہاں گاؤں والے خریداری کرنے جاتے تھے میں بھی وہاں گیا تھا میں نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش دوشیزہ چہرے پر نقاب کیئے ہوئے اور کاندھے پر بیگ لٹکائے ہوئے میرے آگے بڑے کروفر سے چل رہی تھی جس کو دیکھ کر میں حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا کہ یہ لڑکی کون ہے جو تنہا سفر کر رہی ہے گاؤں میں کوئی بھی جوان لڑکی اکیلی دن میں نظر نہیں آتی تھی تو رات کی بات تو دور کی بات ہے پھر میں نے سوچا کہ شاید شہر سے کوئی لڑکی عید منانے کی خاطر گاؤں سے آئی ہو جو مجبور ہو اور اس کے ساتھ آنے والا کوئی مرد نہ ہو لیکن یہ بات مجھ کو ہضم نہیں ہو رہی تھی کیونکہ گاؤں کی روایات کے مطابق اس لڑکی کا اکیلے سفر کرنا مجھ کو کچھ مایوب سا لگ رہا تھا وہ نپے تلے قدم اٹھاتی ہوئی چل رہی تھی اور میں بھی اس کے پیچھے چل رہا تھا اکا دکا لوگ بھی آجا رہے تھے جو چور نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر گزر جاتے تھے میں اس کے بالکل قریب پیچھے چل رہا تھا میں نے کئی بار اس سے آگے نکلنے کی کوشش کی مگر وہ اچانک ہی میرے آگے آجاتی جیسے وہ میری موجودگی سے بے خبر ہو وہ میرے آگے آگے چلتی جانے لگتی پھر وہ چلتے چلتے یکدم غائب ہو گئی اس کا دور دور تک کوئی بھی نشان دکھائی نہ دے رہا تھا مجھ پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا اور پھر میں چلنے لگا کافی دور جانے کے بعد مجھے کسی کی آواز سنائی دی کسی نے میرا نام لے کر مجھے پکارا تھا میں چونک اٹھا میرے سامنے وہی لڑکی کھڑی تھی اس وقت اس نے اپنا نقاب الٹ لیا تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھی میں نے پوچھا میرا نام کیسے جانتی ہو وہ بولی میں تیرے پورے خاندان کو جانتی ہوں میں ایک روح ہوں اب ایک جسم حاصل کر چکی ہوں میرے لیے کچھ بھی جاننا کوئی مشکل کم نہیں ہے اور تم پہلے شخص ہو جو ہمیں کئی بار دیکھ چکے ہو کہ ہم کون ہیں کیا ہیں۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے ایک دن تم سب کچھ جان جاؤ گے اتنا کہہ کر وہ میرے سامنے سے غائب ہو گئی اور میں دیدے پھاڑ پھاڑ کر اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں کچھ لمحے پہلے وہ کھڑی تھی اور مجھ سے باتیں کر رہی تھیں میں اسی کے متعلق سوچے جا رہا تھا۔

وقت کافی ہو گیا تھا ملگجے اندھیرے میں راستہ اس حد تک نظر آرہا تھا کہ بمشکل چلا جاتا تھا بالآخر میں گھر پہنچ گیا گھر والے میری راہ تک رہتے تھے صبح عید تھی میں نے کھانا کھایا اور پھر سونے کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا رات بھر اس پراسرار لڑکی کے متعلق سوچتے ہوئے گزری تھی اب میں نے غور کیا تھا کہ اس لڑکی کے خدوخال اس پرچھائی سے کتنے ملتے جلتے تھے جس کو میں کئی بار رات کی تاریکی میں دیکھ چکا تھا اس کا مطلب ہے کہ اس کے ساتھی مرد نے بھی کرم داد کا جسم حاصل کر لیا تھا اور اس پرچھائی نے کسی لڑکی کا جسم حاصل کر لیا تھا اب میں تمام کہانی کی تہہ تک پہنچ گیا تھا اب مجھ کو اس کہانی کی ابتدا تک پہنچنا تھا مجھ کو کھوج لگانی تھی کہ یہ کیا راز ہے اس لڑکی اور اس مرد کا

آپس میں کیا کردار ہے وہ رات بھی جاگ کر گزاری صبح اٹھ کر نہا دھو کر نماز پڑھی اور پھر عید کی نماز ادا کرنے کے عیدگاہ کی طرف چل دیا۔

نماز ادا کر کے واپس آیا تو پورا دن سوتا رہا کسی رشتہ دار کے ہاں بھی عید ملنے نہیں گیا میرے سنگی ساتھی عید کی خوشیاں منا رہے تھے اور میں سو رہا تھا شام کو جاگا تو ملگجا اندھیرا چھا چکا تھا دو سنگی ساتھی آگئے اور ان سے عید ملا اور پھر ہم باہر نکل گئے مکان کے پچھواڑے اخروٹ کے نیچے ایک چبوترا بنا ہوا تھا جس پر پتھر کی بڑی بڑی بھاری سلیں بچھائی ہوئی تھیں ہم اس چبوترے پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے لگے میں گم صم بیٹھا ہوا تھا میرا دھیان کسی اور طرف نکل گیا تھا اور وہ آپس میں ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جا رہے تھے پھر وہ سیریس ہو کر مجھ سے پوچھنے لگے یار کیا بات ہے ہم باتیں کر رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں تم منہ لٹکائے ہوئے کسی اور دنیا میں پہنچ گئے ہو آج عید ہے خوشی کا دن ہے اور تم اداس بیٹھے ہوئے ہو میں نے کہا ایسی کوئی بات نہیں ہے میرا دوست بولا نہیں کوئی بات ضرور ہے جو تم چھپا رہے ہو ہم باتین کر رہے ہیں ہم میں سے تیسرا دوست ابھی تک خاموش بیٹھا ہوا تھا اس نے کوئی بات نہیں کی تھی اس کی نظر قریب ہی جھاڑیوں پر جمی ہوئی تھی اور وہ اس طرف گھور گھور کر دیکھ رہا تھا پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے کہا وہ سامنے جھاڑیوں کے پیچھے دیکھو ہم دونوں بھی اس طرف دیکھنے لگے میں نے غور کیا تو اسے فوراً پہنچان گیا وہ کرم داد تھا جو جھاڑیوں کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا اور اس کا آدھا چہرہ واضح طور پر نظر آرہا تھا اور وہ ہماری طرف ہی دیکھ رہا تھا جب میں نے دیکھا تو وہ فوراً وہاں سے غائب ہو گیا۔

میں نے کہا نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا ہے دوسرا دوست بھی بولا کہ مجھ کو بھی کچھ نظر نہیں آرہا ہے مگر تیسرا دوست بضد تھا کہ میں نے ابھی ابھی وہاں جھاڑیوں کے پیچھے کوئی شخص دیکھا ہے جس کا چہرہ واضح طور پر نظر آرہا تھا جس کو میں نے پہنچان لیا تھا وہ ذرا جھجک کر بولا یار سمجھ نہیں آتی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کرم داد کا چہرہ تھا دوسرا دوست سن کر حیران ہو گیا اور کہنے لگا یار تم پاگل ہو گئے ہو وہ تو کب کا مر چکا ہے بھلا مردے بھی کبھی زندہ ہوتے ہیں پھر وہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگا یار تم بتاؤ کہ ایسا ہو سکتا ہے میں نے کہا ہرگز نہیں اس کو وہم ہو گیا ہے میں نے جان بوجھ کر ان کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا کہ یہ ڈر جائیں گے اور وہ قسمیں کھا کھا کر کہہ رہا تھا کہ میں نے کرم داد کو دیکھا ہے ہم بحث وتکرار میں لگے ہوئے تھے اس نے پھر کہا وہ دیکھو وہ دیکھو وہ اس جھاڑی کے پیچھے کھڑا ہے ہماری نظریں پھر اس طرف اٹھ گئیں اور میں نے دیکھا واقعی وہ ایک جھاڑی کے پیچھے کھڑا تھا اور اس وقت پورے کا پورا نظر آرہا تھا مگر دوسرے دوست کو کچھ بھی نظر نہ آیا وہ اس طرف دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا یار یہ تو پاگل ہو گیا ہے اس کو کرم داد فوبیا ہو گیا ہے اس کے ساتھ اس کی دوستی ہو گئی ہے اسی لیے اس کو دیکھائی دے رہا ہے میں چپ چاپ انکی باتیں سن رہا تھا۔

میں نے دل میں سوچا کہ یہ بیچارہ پاگل نہیں ہوا ہے یہ جو کچھ کہہ رہا ہے بالکل صحیح کہہ رہا ہے تم کو کیا معلوم گر تم حقیقت جان جاؤ تو شاید تم بھی جی نہ پاؤ پھر پاگل ہو جاؤ میں سوچ رہا تھا کہ یہ ہم دونوں ہی کو کیوں نظر آیا ہے اور اس کو نظر کیوں نہیں آیا ہے اس بے چارے کا قسمیں کھا کھا کر برا حال ہو رہا تھا پھر وہ دوست بولا یار بس کرو آج عید تھی تم دن بھر کھاتے رہے ہو تم کو بدہضمی ہو گئی ہے اسی لیے تم کو مردے نظر آتے ہیں وہ اس کی بات سن کر منہ بسور کر رہ گیا تھا کافی دیر تک ہم اس چبوترے پر بیٹھے رہے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہوتے رہے پھر ایک دوست چلا گیا تو میں نے دوسرے سے کہا یار واقعی تم نے کرم داد کو دیکھا ہے تو وہ قسمیں کھانے لگا کہ میں نے اسے دیکھا ہے تو میں اس کو تمام کہانی سنا دی تو وہ کانپ اٹھا اس پر کپکپی طاری ہونے لگی اور تیز بخار ہونے لگا اور وہ خوف سے ہی مر گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا اگلا شمارہ پڑھئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

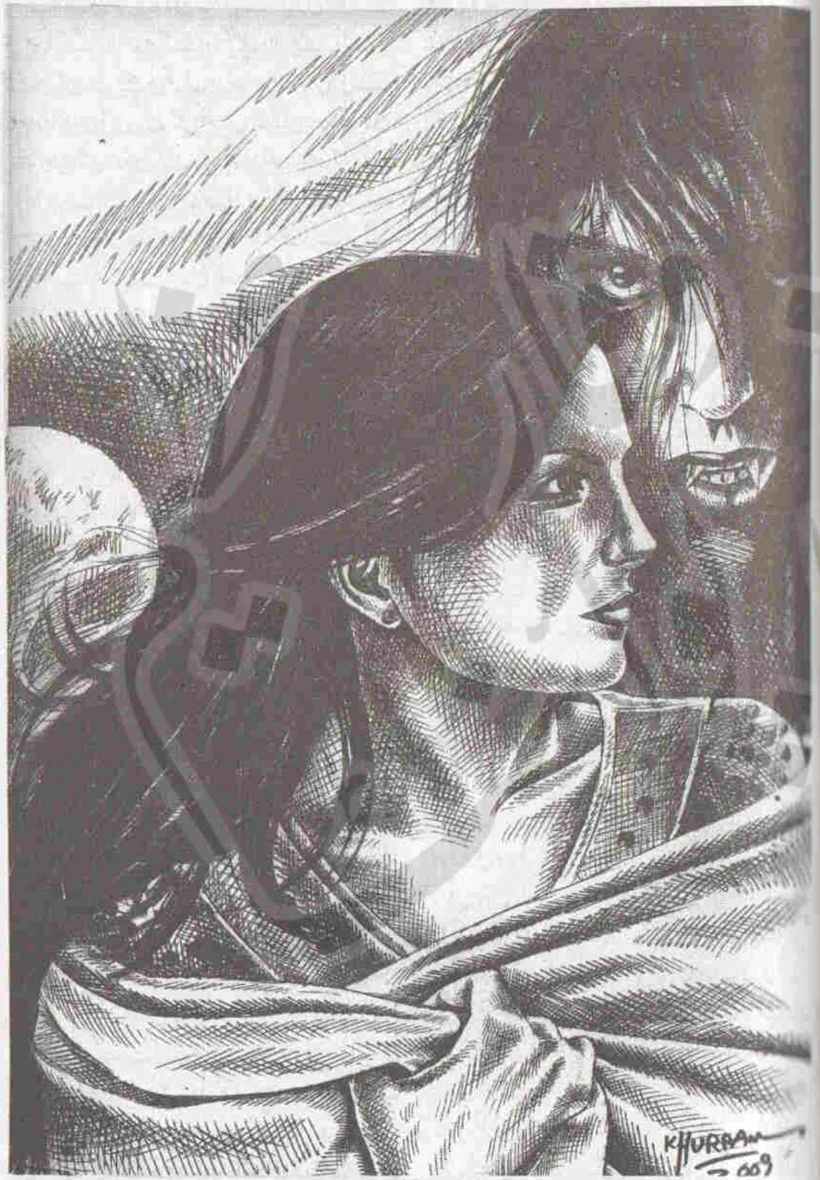

مرڈر تھری

۔۔۔تحریر: لعل شاہ رخ خان۔ ضلع کرک۔۔۔

تجھے پتہ ہی ہوگا کہ میں عصر کے وقت دو گھنٹے بعد غائب ہوتا تیرے بار بار پوچھنے پر بھی نہ بتایا اور سیر سپاٹے کا بہانہ بناتا رہا اصل میں وہ میں اپنے استاد مکنپوگ سے کالا جادو سیکھتا رہا جو میں نے تقریباً تین ماہ میں سیکھ لیا اور مجھے لوگوں کا گوشت روز خون پینے کا کہا اور اس کی ہڈیاں بھی لیکن کوئی خاص شرط نہ تھی بس جو کوئی بھی ملا لڑکا لڑکی بوڑھا جوان سب کو کھانے کا کہا جو میں بڑے احتیاط سے کرتا رہا پھر میں نے اپنے اندر بہت ساری تبدیلیاں محسوس کی تو پتہ چلا کہ تو میرے راستے کا سب سے بڑا کیکر کا کانٹا بن رہا ہے تجھے ہٹانے کے لیے بہت جتن کیے اپنے راج کے لیے بڑا گروہ بننے کے مجھے تجھے نشٹ کرانا ضروری تھی تجھے اپنے ساتھیوں سمیت جیسے میں نے بہت بڑی رشوت سے ساتھ ملا لیا تھا۔ تجھے زندہ گاڑھ دیا لیکن میں اپنا کوئی منتر پڑھ نہ سکا یا شاید بھول گیا تھا تجھے زندہ گاڑھنے کے بعد دو سال تک لوگوں کی ہڈیاں ابال ابال کر اس کا سوپ بناتا اور پی جاتا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ مجھ میں خوبصورتی آتی گئی اور کوئی بھی طاقت اب میرا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی خوبصورتی سے فائدہ اٹھا کر میں نے توشے سے شادی کر لی یہ بات سن کر توشے جو شاید اس کی بیوی تھی اچھل ہی پڑی اس کے بعد ایک سال کے خاص چلے سے میں نے بہت بڑی شکیاں حاصل کر لیں اور اگر میں ایک انسان کا خون کر کے سب کچھ کھا جاتا ٹھیک اس کے چار سال بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کر کے رہتی دیں اتک نشت ہو جاتا اور میری طاقت اتنی بڑھ جاتی کہ جہاں چاہتا جا سکتا تھا اور جیسا چاہتا کر سکتا تھا لیکن اس چھوکرے کے ساتھ میرا سب کچھ پورا ہو جاتا لیکن یہ چھوکرا ہم سے بھی تیز نکلا وہ کوئی بات نہیں اسے ہم بلی پر چڑھا کر ہی رہتے لیکن درمیان میں تو آن ٹپکا۔ اور میرا سب کچھ تباہ کر دیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

یار یار یہ گرمی آج پھر بھی ناں۔ اف مروا کے ہی چھوڑے گی۔ یار تھوڑا تو کم ہو جانا میں گرمی سے مرا جا رہا تھا خود ہی سے باتیں کر رہا تھا اور گرمی کو کوس رہا تھا اب ارجن۔۔ن۔ن۔۔نن۔ میں ایک دم سے رک گیا سنس وہیں کا وہیں رک گیا نہ آگے دیکھ رہا تھا اور نہ پیچھے خوف سے آنکھیں بند کر لیں خوف سے میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے ایسے ویرانے میں کسی کی آواز اور وہ بھی میرا نام جاننا پاگل کر دیں ے کے لیے یہی کافی تھا کہ آس پاس ایسی کوئی جگہ جھاڑی نہ تھی جہاں سے وہ مجھے چھپ کر دیکھ سکے اور پکارے ہاں تھوڑا سا جنگل ضرور تھا لیکن وہ بھی گھنے چنے بیس پچیس درخت ہی ہوں گے لیکن آواز۔ آواز تو پیچھے سے آئی ہے میں خوف سے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا وہم تو تبھی ہو سکتا ہے جب آواز تھوڑی بہت سنائی دے مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا بالکل عقب سے سنائی دیں ے والی آواز کو میں کیسے وہم قرار دے سکتا ہوں چھوٹے سے جنگل کے آگے آبادی تھی جس میں ہندو اور مسلمان لوگ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہر قسم کے مذہب کے لوگ رہتے تھے۔

جنگل کو کراس کیا لیکن وہ آواز کس کی ہو سکتی ہے جس نے اب بھی میرے دل میں ہلچل مچائی ہوئی تھی جنگل کے نزدیک ہمارے گاؤں کا ایک امیر آدمی رہتا تھا جس کا بنگلہ بھی گاؤں والوں سے خوبصورت تھا اس نے ہر قسم کی سہولیات کے ساتھ اپنے لیے گھر کے آگے چھوٹا سا تالاب بنایا ہوا تھا جہاں پر رنگ برنگی مچھلیاں بڑی ہی ودیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دکھائی دے رہی تھیں ابھی میں نے اس چھوٹے سے تالاب کو پوری طرح کراس کیا بھی نہ تھا کہ اس آواز نے ہی میرا آگے والا قدم آگے اور پیچھے والا پیچھے روک دیا جیسے ہی میں نے پیچھے کی طرف دیکھا میرا موبائل بھی بجنے لگا اور نوجوان جس سے میں نظریں ہٹا نہیں پا رہا تھا تالی بجاتا ہوا ارجن ارجن کہہ رہا تھا اور ساتھ ساتھ ہنس بھی رہا تھا میرے لیے یہ عالم ایسا تھا جو زندگی بھر مجھے یاد رہے گا میرے موبائل کا بجنا ادھر تالی کا بجنا بہت عجیب سا لگ رہا تھا سب کچھ میں نے دماغ کو دونوں ہاتھوں میں سے پکڑا آنکھیں بند کر لیں۔،

چپ چپ میں نہایت زور سے چیخا لیکن جیسے آنکھیں کھولیں ہاتھوں کا دباؤ دور کیا دماغ سے تو تالی بجنا بھی بند فون بھی بند سامنے کا نوجوان بھی سامنے کھڑا نہایت عجیب انداز سے گھور رہا تھا جو میرے پورے جسم کا الٹرا ساؤنڈ کر رہا تھا فون چیک کیا تو میری جان پونم کا فون تھا جو میری بہن تھی اور مجھ سے تین سال بڑی تھی اپنا اور اپنے گاؤں کا تعارف کرا ہی دوں میرا نام ارجن ہے میرے ابو کا اپنا کاروبار ہے میری امی بہت اچھی ہے میری بڑی بہن کا نام پونم ہے چھوٹی کا نام انعم ہے ابو کا نام وکرم ہے امی کا نام سپرتی ہے گھر میں سب مجھے پیار سے راجو پونم کو پوجے انعم کو انو کہتے تھے ہم لوگ ہندو تھے میرے دادا پردادا یہاں ہی رہتے تھے پاکستان آزاد ہونے کے بعد کچھ فیملی چلی گئی تھیں جبکہ کچھ اب بھی ادھر ہی تھے زمیں کافی تھی زندگی بڑی آرام سے گزر رہی تھی کسی چیز کا غم درد نہ تھا۔

پڑھائی میں جمال جو پونم سے اپنی کلاس میں اور مجھ سے میری کلاس میں کوئی بازی لے جائے چھوٹی بہن قدرتی طور پر اتنی لائق نہیں تھی لیکن اس کو اس کی محنت نے سب سے آگے کر دیا تھا دیکھو تو پڑھائی یا کسی اور کتاب کے ساتھ چپکی ہوئی بیٹھی ہے بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کا انتخابی نشان یا شناختی علامت کتاب تھا میں اکثر مذاق میں کہتا جب تمہارا شناختی کارڈ بنے گا تبھی ایک شناختی علامت کتاب ہی رکھیں گے علاقے کے خدوخال کچھ اس طرح ہیں کہ ہر مذہب والے ہر کسی کے جلوس وغیرہ ہوں سب ساتھ ہوتے تھے مسلمانوں کی جماعت میں جانا ان کی باتیں سننا اور کبھی کبھار روزے بھی رکھنا ہمارے لیے عام سی بات تھی جس کے بارے میں ہم اتنا برا نہیں مانتے تھے علاقہ بہت بڑا تھا علاقے کا نام شاہ قیصر تھا ان میں بعض عورتیں پردہ کی بہت پابند تھیں کوئی بھی ان کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا ہمارا بہت میل جول تھا اس کے ساتھ لیکن وہ باقی مسلمانوں سے بہت مختلف تھے کسی بھی جلوس یا فنکشن میں ہمارے ساتھ یا پھر کسی اور ساتھ جوڑ نہیں رکھتے تھے علاقہ میں ہندو زیادہ تھے اس لیے علاقے ان کا زور بھی زیادہ تھا اب میں حیران پریشان اسے دیکھ رہا تھا میرے فون چیک کرنے کے بعد وہ ایک جھٹکے کے ساتھ خوبصورت تندومند نوجوان تھا بل پیچھے کو مڑے ہوئے تھے جو گردن کو ٹچ کر رہے تھے یکدم گویا ہوا بڑی یاد آ ہی ہے جناب کی تو بہن کو یہ سن کر میں اچھل ہی پڑا تو۔۔تو۔۔

تمہیں کیسے پتہ۔ارے یار یہ تو کچھ بھی نہیں ابھی تو آپ کو بہت ساری چیزیں دیکھانی ہیں۔کیا دکھانا ہے مجھے میں ایسے بول رہا تھا جیسے ابھی ابھی نئی زبان سیکھی ہو ریلکس ریلکس وہ ہنس کر بولا۔میں نے آنکھیں بند کر لیں جیسے اور چند تیز تیز سانسیں خارج کیں تو تھوڑا بہت ریلکس ہوا تو میں نے یکدم سوال کر دیئے کیا دکھانا ہے تم نے مجھے۔۔آں کالا جادو۔جن ہو یا پھر تم کون سا رمیز ہو۔مچھلی کو پانی میں ڈبو کر مارنے والے کو رمیس کہتے ہیں۔ہاں ہوں دکھاؤں کیا۔دکھاؤ ذرا میں بھی تو دیکھوں یہی کہنا تھا کہ وہ پانی کے تالاب میں کود گیا اور ایک مچھلی پکڑ کر وہیں کا وہیں ڈھیر کر دیا ارے اوئے تیری تو میں گردن کو بائیں طرف موڑتے ہوئے کہا مرنے کے بعد مچھلی پانی کی اوپری سطح پر آ گئی اور وہ ہنستا ہوا واپس میری طرف آیا اور انجان سے لہجے میں کہا کیوں مرڈر تھری۔۔ہیں۔۔میں نے حیران ہوتے ہوئے چل چھوڑ یار۔وہ جانے لگا ابھی مڑا ہی تھی کہ واپس سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا ویسے آج تک بہت سارے لوگوں سے ملا ہوں سب نے میری تعریف کی ہے آپ نے نہیں کی۔ہاں البتہ میں ضرور آپ وچیتھر میں تعریف کروں گا ویسے تو مجھے سفید لوگ پسند ہیں مگر تو پہلا لڑکا ہے جو مجھے گندمی رنگت میں بھی پسند آیا اور وہ بھی سفیدوں سے زیادہ اور آپ میں کوئی نقص بھی نہیں ہے ہندو بھی ہو نقش بھی اچھے ہیں اور یہی چیز میرے لیے تو کیا ہم سب کی ضرورت ہے اس سے پہلے کہ میں کچھ بکتا وہ بھاگ کر چھوٹے سے جنگل میں روپوش ہو گیا جس میں چھوٹے چھوٹے درخت زیادہ تھے جس میں سے کسی چیز کا نظر آنا ناممکن سا ہے میں حیران و پریشان گھر کی طرف چل دیا۔

کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کون ہے کیا ہے کیا چاہتا ہے اور وہ بھی مجھ سے ہی ویرانے میں کہاں سے آواز دیں ایہ سب ایسے سوال تھے جو میری سمجھ سے باہر تھے اور ہر سوال سر ابھار ابھار کر ایک دوسرے سے پہلے حل ہونے کے لیے آگے کی طرف آ رہا تھا جس میں سے کسی ایک کا بھی حل میرے پاس نہ تھا اس سے پہلے کہ میں پاگل ہو جاؤں مجھے یہ سوچ ہی چھوڑ دیں اچاہیے گھر آ کر سانس بحال کی اف تھوڑا لمبا سا میرے منہ سے نکلا ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ پونم آ دھمکی او میرے خدا ایسا بھی کیا ہے کہ تو اتنا درد بھری آہ بھر رہا ہے پونم کا یہ فقرہ پورا نہ تھا کہ میں نے عجیب سی نظروں سے اسے گھورا جسے محسوس کر کے وہ تھوڑی سی جھینپی ضرور لیکن بعد میں جلد ہی سنبھل گئی بھیا جی۔یہ لو پانی پی او۔لوناں۔

میں جو تھکے باندھے اسے گھور رہا تھا پانی کا گلاس لیے ہوئے بھی میری نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں گلاس کا میرے ہاتھوں میں آنا تھا ہی تھا کہ وہ کی طرف بھاگ گئی پانی پینے کے بعد اگرچہ مجھے دوسرے گلاس کی بھی ضرورت تھی میں خود اٹھ کر پینے لگا پانی پی لیا پونم نے دیکھا تو اور بھی ڈر گئی کیونکہ آج دو نئی چیزیں سامنے آئی تھیں ایک تو یہ کہ آج تک اس نے ایسا کبھی نہیں کہا تھا جب تک میں کھانا نہ کھا لوں یا پوری طرح پانی نہ پی لوں وہ ساتھ ہی رہتی تھی اور چیز لینے کا آئی میرے انکار کے بعد ہی چلی جاتی تھی دوسری یہ کہ آج پہلی بار اس کے منہ سے خدا خیر کرے کا لفظ سنا تھا پونم کے بارے میں آپ کو یہ بتاؤں کہ وہ شروع سے ہی ڈھکی لباس پہنتی دوپٹہ ماتھے سے ہوتے ہوئے پورے جسم کے ساتھ خوبصورت طریقے سے اوڑھا ہوتا ہے حالانکہ وہ ہر وقت برقعہ ہی اوڑھے رکھتی تھی لیکن ایک دفعہ میں نے اس طرح چادر اوڑھے دیکھا تھا جو پونم اوڑھے رکھتی تھی پونم کے الفاظ مجھے عجیب سے لگ رہے تھے اور تو اور بالکل بالکس متناسب چھوٹی بہن نے کھانا لا کر دیا میں نے کھانا واپس کر دیا جسے دیکھ کر پونم کا رنگ اڑ گیا۔

میں اپنی دونوں بہنوں سے بہت پیار کرتا ہوں کوئی غلط نظر تو در کنار آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتے پھر اپنا حال اپنی طرح نہ پاتا یہ آدھے گھنٹے میں کیا کچھ ہو گیا میرا دماغ اس سے پہلے کہ کان کرنا چھوڑ دے میں جوتوں میں ہی سو گیا نماز تو ہم پڑھتے ہی نہ تھے مسلمان ہوتے تو پڑھتے ناں۔عصر کے وقت اٹھا پونم کے کمرے کا دروازہ اندر سے لاک تھا تقریباً پندرہ منٹ کے بعد دروازہ کھلا میں جو چند قدم کے فاصلے پر کھڑا ٹکٹکی باندھے پونم کو گھور رہا تھا بائیں طرف گردن موڑی عجیب سا انداز میرے دیکھنے کا یہ سب دیکھ کر چاند سے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی اور پیچھے کی طرف بھاگ گئی اور واش روم کو لاک کیا اور میرے منہ پر بے اختیار ہنسی آ گئی باہر نکلا تقریباً دس بجے رات کو انٹری دی گھر کو گرمیون میں دس بجے بھی کافی ٹائم ہوتا ہے سردیون میں گو جلد ہی لوگ سو جاتے ہین لیکن گرمیوں میں تقریباً دو بجے تک جاگتے رہتے ہیں لیٹ آنے پر دیکھا پونم بالکل میرے سر پر کھڑی کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی میں ہنس دیا اور وہ بے اختیار دوڑ کر میرے گلے لگ کر رونے لگی ارے ارے یہ کیا کی وجہ ہے کچھ ہوا تو نہیں لگتا ہے دن کے معاملے پر سوری کہہ رہی ہے درمیان میں امی آن ٹپکی بیٹا راجو اس نے کھانا نہیں کھایا آپ کے انتظار میں یہ تب سے لے کر اب غصہ میں ہے میری تو بات ہی نہیں سنتی یہ بھی آپ کو بتا تا چلوں کہ امی ابو خاص کر ابو تو پونم کے بارے میں غلط بات سوچتے بھی نہیں تھے اگر آپ پونم کی شکایت کرتے تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

الٹا آپ کو ہی ٹوکتے اور نہ ہی آج تک کسی نے پوم کی پرسنل لائف میں کسی نے ٹانگ تک نہیں اڑائی امی اسے کچھ نہیں ہوا۔ ہوا تو آپ کو ہے اگر آج تک پونم نے میرے بغیر کھانا کھایا ہو تو شاید آپ خود بھول رہے ہیں اگر آج میں تھوڑا سا لیٹ ہوا تو کیا ہوا اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ میرے بغیر کھا لے گی چل چھوڑ ہم دونوں کھانے پر بیٹھ گئے کھانے کے دوران میں نے سر نیچے کیے انجانے لہجے میں پونم سے کہا پومے وہ تقریباً اچھل ہی پڑی جی بھیا کیا ہے پومے آج تم کچھ ٹھیک تو ہو۔

ہاں بھیا ٹھیک ہوں یہ سن کر میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا کیونکہ ایسے ہی الفاظ اس اجنبی کے ساتھ میں نے بھی ادا کئے تھے جو ابھی پونم دہرا رہی تھی جیسے سن کر میرا حیران ہونا فطری عمل تھا پونم آج میں تم کیں کچھ خاص تبدیلیاں دیکھ رہا ہوں چند دن ہوئے ہیں نہ تو تم بھگوان کی پوجا اور نہ ہی پراتھنا کرتی ہو کسی کے لیے کیا وجہ ہے کچھ بھی نہیں ہے سب تمہارا وہم ہے اگر غور کرو تو تمہیں تو یاد نہیں کہ آخری بار تم نے خود کب کی پوجا کیتھی اس نے نہایت سپاٹ سے لہجے میں کہا جسے سن کر میں چپ سا رہ گیا کیونکہ ٹھیک ہی تو کہا تھا اچھا چلو اگر کھانا کھا لیا ہو تو چلو چلتی ہوں چلتی ہوں وہ چلی گئی کیبل آن کیا تازہ تیر ہیڈ لائنز چل رہی تھی شاہ قیصر علاقہ کے نزدیک علاقہ پورن میں آج پھر دو لاشیں مل گئی ہیں جس کا حشر بھی باقی لاشوں کی طرح کیا گیا ہے آج تک کوئی نہیں جان سکا کہ کون یہ سب کچھ کر رہا ہے۔

کیبل آف کر دیا عجیب بات ہے یا لاشوں کا حال باقی لاشوں کی طرح اور ہم کو آج تک پتہ بھی نہیں سو گیا صبح لیٹ آٹھا ناشتہ کیا اور ناشتے کے بعد باہر چلا گیا اپنے جگری دوست سہراب کے ساتھ سیر کے لیے چل پڑا جاتے جاتے علاقہ پورن پہنچے جہاں پر سہراب کی بڑی خالہ رہتی ہے جو راستے می ہی اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ مل گئی اور سہراب کو لے کر چلی گئی سہراب کو میں نے ہی لقب دیا تھا سہو پیار سے ناں میں اکیلا چند قدم آگے چلا گیا تو کچھ آدمیوں کو دیکھ جو ایک طرف کو بھاگے جا رہے تھے اور دور جا کر غائب ہو جاتے چند منٹ کے بعد میں نے بھی ہجوم کو جوائن کیا پولیس کھڑی بابا ہاتھوں سے ناک پکڑ رہی تھی لوگوں کو ہٹاتے ہوئے نزدیک گیا تو یکدم سے بدبو میرے نتھنوں سے ہوتی ہوئی پھیپھڑوں میں جا پڑی جس سے بڑی طرح میں ایک جھٹکے کے ساتھ تھوڑی کھانسی آ گئی اس یکدم کی کھانسی سے میرے دل میں درد شروع ہو گیا ور چند قدم جا کر دل کو ہاتھ میں پکڑے تھوڑا دور نکل گیا ایک درخت سے دایاں کندھا ملا کے نچلی طرف ہو گیا دل کو ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے نیچے زمین سے میرا سر لگ گیا جس سے درد تھوڑا کم ہوا اب بالکل درد ختم تھا کہ ان دا ٹائم میں اٹھ بھاگتا وہی کل والا چہرہ ایک درخت سے نمودار ہوا جسے دیکھ کر تقریباً میں بھاگ پڑتا اس نے ہنس کر مجھے بیٹھنے کو کہا اور میں بیٹھ گیا اور میرے دائیں کندھے سے اپنا بایاں کندھا ملا دیا اور اشارے سے لوگوں کی طرف متوجہ کیا کہنے لگا۔

جانتے ہو یہ کون ہیں۔ نہیں نہیں۔ نہیں ناں مجھے بھی پتہ تھا کہ تم نہیں جانتے سالوں نے بہت بڑا پاپ کیا تھا۔ یہ نہیں جانتے اور بھول گئے ہیں کہ ایک دفعہ سومر سنگھ نے حکم کر دیا تھا تو مان نہیں مانے آج پورے پانچ دن بعد سامنے پھینکا ہے اور دیکھو بدبو کل نیوز بھی اگر دیکھی ہو تو ۔۔اچھا۔۔ میں نے کندھا اس کے کندھے سے الگ کیا اور تھوڑی نیچے کرے ہوئے کہا تو تو سنگھ بھی ہے اور یہ مرڈر بھی تو نے ہی کیا ہے ناں اور کل کیسے پتہ چلا کہ میری بہن کی کال ہے ارے یار اس تپتی دھوپ میں اور کون تیرا پوچھ سکتی ہے چھوکرے باپ بیچارے کو ٹائم نہیں ملتا جان بناؤ سنگھار کرنے سے فارغ ہو تو چھوٹی تو ویسے بھی چھوٹی ہے یہی ایک بہن ہی تو ہے تمہاری جان ہاہاہا۔۔ اس نے جان کے لفظ کے ساتھ میرے دل پر ہلکا سا مکا مار کر کہا اور ظاہری بات سی بات ہے کہ۔ ہاں تو کر دیا ہے مرڈر اب تم چاہتے کیا ہو اور اتنا سب کچھ میرے بارے میں کیسے جانتے ہو چلو چھوڑو یار اپنے بارے میں پھر کبھی بتادوں گا فی الحال یہاں کے حالات پر تبصرہ کرے ہیں میں یکدم اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی طرف انگلی کر کے

کہا۔ ارے تو۔۔ تو چاہتا کیا ہے۔ کیا چاہتا ہوں وہی جو سری عمر چاہتا آرہا ہوں بلی۔۔ ہیں۔۔ ڈرنا نہیں میرے بچے کارن مت پوچھ ہاں اگر پوچھ لوں تو تو پوچھ میں نے کون سا جواب دیں اہے تمہیں کیا سمجھتے ہو تم اپنے آپ کو وہی جو ایک میرے جیسے سنگھ کو سمجھنا چاہیے ابے اوئے تمہاری یہ دھمکی میرے اندر۔۔

شی۔۔شی۔۔شی چپ۔ کیوں چپ تم بلوان تو ہو سکتے ہو مگر بھگوان نہیں میں نے تھوڑا اور اونچا بولتے ہوئے کہا اونچا بول کر بہت بڑا پاپ کر رہا ہے تو شمع کیجئے مگر اس کی پریوار میں نے تقریباً دوڑ کر اسے گریبان سے پکڑ کر کہا اور لگا تار دو چار چانٹے مارے جس سے اس کا سفید دودھیا رنگ سرخ پڑ گیا خبردار اگر میرے پریوار کے بارے میں غلط زبان استعمال کی تو ریلیکس ریلیکس ارجن صاحب چلو چلتے ہیں وہ پکے روڈ تک میرے ساتھ آ گیا اور میرے داہنے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا ہاتھ اٹھا کر بہت بڑا پاپ کر گیا تو چھوکرے پتہ نہیں تجھے یہ سومر سنگھ ہے سومر سنگھ کا بیٹا سومر سنگھ کا نام سن کر مجھے ایسا لگا جیسے زمین آگے زمیں آگے چل رہی ہو اور مجھے رت کی تاریکی میں ریگستان میں اکیلا چھوڑ گئی ہو کیوں جی نکل گئی ناں تیری ابے اوئے میں سوچ رہا تھا کہ یہ کون ہے جس کا نام ثور سے ملتا جلتا ہے کوئی بات نہیں اس کی نسل کا تو ہو گا ناں۔۔ ابے نو گالی ہاں سمجھے باپ ہے میرا کوئی پاپ نہیں جو تو ابھی کر گیا اے جا تو میں بھی کئی شاپ نہیں جو تو اپنی مرضی سے آیا کھایا پیا اور اپنی مرضی سے چلا گیا۔

ہاہاہا۔۔ ڈائیلاگ کافی اچھا کر لیتے ہو تم اور سچ کر دکھانے کا سپنا بھی پورا کرا سکتا ہوں آپ کا۔ اوئے دیکھا جائے گا وہ سوچ میں پڑتے ہوئے بولا اے جا پتہ نہیں کہاں سے آ جاتے ہیں۔ راستہ میں مجھے عجیب سا محسوس ہوا جیسے کوئی چیز مجھ پر اپنا وجود ظاہر کرنا چاہتی ہے لیکن کر نہیں پا رہی ہو جیسے میں سمجھ نہ سکا دماغ کو جھٹکا اور آگے چل پڑا سومر سنگھ بار بار میرے دماغ پر غالب آ رہا تھا کیونکہ اس کے بارے میں نے کافی کچھ سنا ہوا تھا تقریباً سارے ہندو مذہب لوگ اس کی پوجا کرتے اور تو اور کافی مسلمان تکلیف میں مبتلا اپنے مسائل حل کروانے کے لیے وہاں پر جاتے لیکن میرا تو علاقہ پورن میں جانا ہی پہلی دفعہ اتفاق تھا سومر سنگھ بہت بڑا ظالم اور کافی لائق انسان اور جادوگر تھا سنا تھا کہ سارا سارا دن مندروں میں پڑا رہتا تھا وہاں اسے دو فائدے ہوتے ایک تو اپنی عبادت کرتا دوسرا اگر خوبصورت لڑکا یا لڑکی پوجا کرنے آ جائے تو بڑی خوبصورت انداز میں ورغلا کر اسے اپنی بلی چڑھا دیتا لیکن لیکن ایسے لوگ تو شادی نہیں کرتے پر اس کا اتنا بڑا چھوکرا بھی ہے وہ خود بھی چھوکرا تھا فرق صرف یہ تھا کہ مجھ سے بڑا تھا اور چھوکرا بھی مجھے کہتا جو مجھے بڑا عجیب لگتا ٹائم دیکھا وہی کل والا ٹائم کل والی گرمی کل کی طرح ٹینشن اور سومر سنگھ کا آخری جھاڑ دیں ے والا فقرہ اے اوئے مرڈر تھری گھر نزدیک تھا میں اندر پاؤں رکھ دیتا جانی پہنچانی آواز نے میرے بڑھتے ہوئے قدم روک لیے سہراب تو اے چپ میری پسلیاں درد کرنے لگیں تمہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے اچھا چل یار۔

کیسے چھوڑوں یار کہاں چلا گیا تھا تو ۔۔اچھا یار ادھر سے آؤ میں بیٹھک کا دروازہ کھول دیتا ہوں تب تفصیلاً بات ہو گی پونم کو کہا مہمان ہے کھانا تیار کر لو اس نے کہا خاک مہمان ہے سہو ہی ہو گا اور میں ہنستا ہوا آگے چل پڑا ہاں اب بتا کہاں چلا گیا تھا تو کوئی عشق وشق کا چکر تو نہیں جو تو گدھے کے سینگ کی طرح آن دا ائیر ہو گیا تھا شٹ اپ یار وہ لاشوں کے بارے میں سنا تھا اس لیے وہاں چلے گئے لیکن تم تو وہاں نہ تھے ہاں یہ بھی سچ ہے اچھا چلو پھر بات کیا ہے وہ تھوڑا زور سے بولا میں نے صوفے سے ٹیک لگا کر کہا سنو گے تو دنگ رہ جاؤ گے اب بکو بھی سہو وہ ناں وہ ناں۔ اف میں مر جاؤں اب بتاتے بھی ہو یا پھر میں اٹھ کر چلا جاؤں میں نے اس کے پٹھے پر ہاتھ رکھ کر کہا سہو وہ سومر سنگھ ہے ناں اس کا رنگ یکدم متغیر ہو گیا۔۔ کیا کہا انہوں نے۔۔ اگر بس میں ناں بھی ہو تب بھی مقابلہ کریں گے وہ پھر سے یکدم سپاٹ ہو گیا سہراب میرا بہت ہی پرانا دوست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا ایسا کہنے بے جانہ ہوگا کہ وہ مجھ سے بپ سے بھی زیادہ پیار کرتا تھا اور میں بھی کچھ کم نہیں تھا چپ ہوجایار۔اوبات نہیں تو پھر کیا ہے اس کا بیٹا ۔۔وہ یکدم کھڑا ہوگیا وہ زور سے چیخا تمہیں پتہ ہے وہ اپنی زندگی سے بڑھ کر اپنے بیٹے راجہ اور اپنی بیٹی ارمنہ سے پیار کرتا ہے ہاں تو وہ گویا ہوا پھر سے وہ ناں میں نے راجہ کو دولا فے مارے ہیں یہی کہنا تھا کہ ایک زبردست لافا میرے کان کے نیچے پڑا مجھے یہ تھپڑ بہت عجیب سالگا میں نے سہراب کی طرف عجیب سی نظرون سے دیکھا یقیناً سہراب کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میری حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تھی بات کا پتہ ہوتا تو حوصلہ افزائی کرتا ناں لیکن سہو تو نے تو پہلے کہا کہ مقابلہ کریں گے اب تھپڑ۔چپ چپ۔وہ زور سے چلایا شاید یہ تھپڑ اس کے پیار کا ایک رنگ تھا جو اس نے میرے کان کے نیچے جڑ دیا تھا لیکن یہ بتاؤ ارجن کہ یہ سب ہوا کیسے کہ بات جا پرے تک جا پہنچی میں نے سہراب کو سارا قصہ سنا دیا۔

اوہ تو یہ بات ہے چلو دیکھتے ہیں کیا رزلٹ آتا ہے ویسے یہ مرڈر تھری والے الفاظ کچھ میرے بھی سمجھ سے باہر ہیں۔ہاں ہفتہ کے لیے تو میں رانی پور جا رہا ہوں ہفتے بعد دیکھا جائے گا لیکن سہو۔۔کچھ نہیں ہوگا میری جان کچھ بھی نہیں ہوگا اس نے آنکھیں نکال کر تھوڑا زور سے کہا کھانے کے بعد وہ چلا گیا سیکنڈ ٹائم پھر سے آن دھمکا میں نے دیکھا کہ وہ سویا نہیں تھا کیا بات ہے سہو دیہات میں لوگ دن کو بھی سوتے ہیں تمہاری آنکھیں ہاں یار کیا کریں ہاں اب اس سومر کے بارے میں ابو کو اگر پتہ چل گیا تو ابو پیار تو بہت کرتے ہیں لیکن یہ سومر سنگھ والی بات برداشت نہیں کر پائیگا۔

اچھا چھوڑ سہراب ایک بات اور بھی ہے کیا وہ میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا آج کل پونم کچھ مشکوک سی لگتی ہے۔کیا مطلب صاف بات کہو۔یہی کہ نماز کے ٹائم اس کا کمرہ لاک ہوتا ہے اور منہ سے بے اختیار خدا تعالیٰ والے الفاظ نکل جاتے ہیں۔خدا تعالیٰ والے نام پر سہراب کے چہرے پر بالکل زردی پڑ گئی خدا کا نام تو ہر کوئی لیتا ہے لیکن یہ نماز والی بات کچھ مشکوک سی لگتی ہے اور ہاں یہ زرد پڑنا اچھا۔اچھا اب معاملہ سمجھ میں آیا یہ اس کی سہیلی کا رچار چایا کھیل ہے۔کون سہیلی ارے وہی وہ صائمہ۔ہاں آج کل پونم وہاں ہی اکثر دیکھائی دیتی ہے شاید اس نے ۔شاید ۔۔لیکن سہراب پونم میں مسلمانوں والی بات پہلے ہی تھی پردہ میں رہنا اذان کو غور سے سننا کھڑکی کے باہر مسجد جاتے ہوئے لوگوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا سب اس کی فطرت میں تھا بلکہ دنیا میں آتے ہی اپنے ساتھ یہ سب کرنے کی عادتیں ساتھ لائی تھی اوکے مجھے ہفتہ گزارنے دو اگلے ہفتہ کو بات ہوگی سہراب کے جاتے ہی مجھے پھر سے وہ عجیب سا محسوس ہوا جیسے کوئی چیز مجھ پر اپنا وجود ظاہر کرنے کی کوشش کی لیکن ہوئی نہ جس کا منطق اب بھی سب سمجھ نہ سکا۔

❁❁❁

ہفتہ بعد سہراب آیا ملا سیکنڈ ٹائم تھا ملنے کے بعد جب جانے لگا اور کہا آج سے ٹھیک دس دن بعد روزے ہیں تو تمہاری پومے کا راز کھل جائے گا ارے یہ ہوئی ناں بات میں تقریباً اچھل ہی پڑا کیونکہ بات ہی کچھ ایسی تھی کہ مجھے پومے کے بارے میں پتہ چل جاتا عصر کے ٹائم وہ گیا میں نے دیکھا کہ نماز کا ٹائم تھا اور وہی کہ پونم کا کمرہ اندر سے لاک تھا تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا میں جو چند قدم کے فاصلے پر کھڑا گردن بائیں طرف مڑے سیدھا ٹکٹکی باندھے پونم کو دیکھ رہا تھا اس سے پہلے دروازہ جب میں نے لاک دیکھا تھا تو میرا غصہ آسمان کو چھونے لگا تھا اب جب سامنے آئی تو سارا غصہ ختم ہوگیا شاید یہ میری اپنی بہن کے ساتھ عشق کا نتیجہ تھا کہ سب کچھ فنا ہوگیا حسب معمول وہ پیچھے کی طرف بھاگی دوسرے دن صبح عجیب سا سماں تھا آج مجھے زیادہ وہی عجیب سی چیز نظر آنے لگی جو میں صرف محسوس کرسکتا تھا دیکھتا نہیں تھا سارا دن سہراب کے ساتھ پلان ترتیب دیں ے اور پونم کو پھر سے واپس کرنے میں لگے رہتے تھے اب تو شک ہی نہیں بالکل پختہ یقین ہوگیا تھا کہ پونم مسلمان ہوگئی ہے اور باقاعدہ طریقے سے نماز بھی پڑھنے لگی ہے جو شاید اس

کی دوست صائمہ نے اسے سکھا دی تھی اس طرح دن گزرتے گئے آج شام کو گھر آتے وقت میں نے چند مسلمان لوگون کو دیکھا جو مسجد سے باہر ہجوم سے انداز میں دیکھا جو شاید چانڈ ڈھونڈ رہے تھے ایسا شاید تبھی کرکے ہیں جب کل روزہ ہو گھر کو اندر داخل ہوا تو پونم جو اپنے کمرے کے فرنٹ والی کھڑکی سے کچھ دیکھ رہی تھی اوپر آسمان کو اور آنکھیں بند کئے ہوئے دعا میں ہاتھ اٹھائے کچھ بھنبھنا رہی تھی میں آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے امی ابو کے کمرے کی طرف روانہ ہوگیا کہ ان دونوں کو بھی بتا دوں لیکن شاید میرا ارادہ پونم بھانپ چکی تھی اور مجھے دیکھ بھی چکی تھی تبھی تو وہ کھڑکی میں نظر نہیں آرہی تھی کھانے کے بعد میں باہر نکلا کیا بات ہے آج سہراب کافی لیٹ ہوگیا ہے میں سکرین پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے موبائل جیب میں ڈال دیا کہ یکدم میرے کان کھڑے ہوگئے اور میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا ای تاریکی تو پہلے نہ تھی یکدم سے مجھے اپنی آنکھوں میں کچھ پڑتا ہوا محسوس ہوا اس کے بعد مجھے پتہ نہ چلا کہ میں کہاں ہوں کیا کررہا ہوں اب مجھے کیا پتہ کہ مجھے کتنے سے بعد ہوش آیا ہے جب ہوش آیا تو میرا اوپری سانس کا سانس اوپر اور نیچے والا سانس وہی دب کے بیٹھ گیا گو۔۔کون ہو تم لوگ۔۔مجھے جو نظر آرہا تھا زندگی بھر ایسا کچھ سنا بھی نہیں کیونکہ مجھے صرف بدن ہی نظر آرہے تھے سر کہیں ہوا میں معلق تھے اب اس عجیب وغریب مخلوق کو میں ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا اور کون ہے کون ہے نعرے لگا لگا کر ان سے پوچھ رہا تھا کہ ایک ہٹا کٹا جسم میرے سامنے آن رکا۔

کون ہو تم میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا اور تمہیں پکڑنے کا ادے کار کس نے دیا ہم نے خود دیا ہے۔کیا مطلب تم نے خود دیا ہے مجھے کڈنیپ کرنے کی کوئی وجہ ابے یار کسی کی پرسنل لائف میں ٹانگ اڑانے کا مطلب تم جانتے ہو کیا مطلب صاف بات کہو کیا با افواب تو نہیں سمجھا آواز کسی کنویں سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اب تو ماننا ہی ہوگا کہ سومر سنگھ کا بیٹا راصبر تمہیں چھوکرا کیوں کہتا تھا سچ ہی تو کہتا ہے ابے اوئے بند کر اپنی بک بک خود بھی بک رہا ہے اور ساتھ میں وہ راصبر بھی درمیان میں ٹپکار رہا ہے تو دیکھو مجھے آپ کی یہ منطق سمجھ آنے والی نہیں صاف بات کہو اور مجھے اپنا راستہ کاٹنے دو۔بڑا ہوشیار ہے تو تو اتنی آسانی سے کہاں چھوڑنے ولاے تیر کو تو اس نے میرے توڑی کو انگلیوں سے اوپر کرتے ہوئے کہا چپ، چپ میں اس زور سے چیخا کہ وہ پیچھے ہٹ طرف ہٹ گیا۔کیا چاہتے ہو تم وہی جو ایک مسلمان کو چاہیے آخر ہمارے لیے کیا ہے ہمیں کیا چاہیے صاف زندگی وہ گزار رہا صاف زندگی گزارو اور گزارنے دس کسی کو خواہ مخواہ تنگ نہ کرو دیکھو میں نے کسی کو تنگ نہیں کیا ہاں اگر کسی کو تنگ کیا ہوگا تو اس کی بھلائی کے لیے تو تو کیا جانے تم تمہاری اس بھلائی کی وجہ سے کوئی تنگ بھی ہے میرے خیال میں تو اب بھی میری بات کا مطلب سمجھا نہیں ظاہری سی بات ہے سر کٹے۔سر کٹے نہیں سر چھپا کے رکھنے والے ابے کیوں چھپا کے رکھنے والے میرے پاس کوں سی تلوار ہے جو تجھے ابھی جہنم واصل کروں۔

لگتا ہے تیری ڈائیلاگ بولنے کی عادت گئی نہیں اور شاید جائے بھی ناں میں نے ایک ادا سے منہ بناتے ہوئے کہا اچھا وہ مجھے ایک دھکارتے ہوئے چل پڑا میرے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے تھے اس لیے دھکارتے ہوئے پیچھے کی طرف گر پڑا اور پڑا ہی رہا چند دن گزر گئے مجھے نہ تو کھانے کی ضرورت رہی اور نہ پینے کی نہ ماں باپ کی یاد نہ ہی بہنوں کی لیکن ایک عجیب سا فرق میں محسوس کرنے لگا دن میں پانچ بار وہ کہ مجھے اپنا آپ آزاد سا لگتا اور تین بار ایسا ہوں ے کے بعد آزاد ہوجاؤں گا لیکن ایسا صرف دس پندرہ منٹ تک رہتا اور پھر وہی باندھنا اور آزاد لگنے کے ٹھیک پانچ منٹ بعد پھر آزاد ہوں اور پھر قید ہوں میری سمجھ سے باہر تھا تقریباً ایک مہینہ تک میرے ساتھ ایسا ہوتا رہا اور ایک اندھی ہی شام کو میں بالکل آزاد ہوگیا نہ تو میری سمجھ میں کچھ آیا اور نہ ہی میں نے دوبارہ اس مخلوق کو دیکھا پھر سے یکدم مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی آنکھوں میں محسوس ہوا کچھ دیر بعد اپنی آنکھیں کھلنے کے لائق ہوئی تو وہاں کا وہاں کھڑا تھا جہاں سے کڈنیپ ہوا تھا عجیب مخلوق تھی کچھ کہا بھی نہیں بس صرف لے گئے اور لے آئے یہی سوچتے ہوئے گھر آ گیا دیکھا کوئی بھی نہیں یکدم ڈر گیا میں پیچھے کی طرف دیکھا تو پونم کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی دوڑ کر گیا جیسے ہی دروازہ پار کیا امی ابو پونم اور انعم سب بیٹھے ہوئے آنکھوں میں آنسو لیے خاموش بیٹھے تھے جبکہ پونم تو باقاعدہ ہچکیوں سے خراب ہو رہی تھی بہت لاغر سی دکھائی دی البتہ چہرے پر ایک نیا نور میں نے محسوس کیا پو نے میرے منہ سے نکل گیا یہی کہنا تھا کہ وہ سب آنکھوں کو ملتے ہوئے دیکھنے لگے۔

ارے میں ارجن ہوں آپ سب کا راجو پہچانا تو مجھے پونم کی آنکھوں سے محسوس ہو رہا تھا کہ اسے اب بھی یقین نہیں کہ راجو سامنے کھڑا اسے گھور رہا ہے پھر ایک جھٹکے سے میری طرف لپکی میری جان میری جان بھیا جی کہاں چلے گئے تھے آپ اور زور زور سے رونے لگی اس طرح نہیں روتے اب میں آ گیا ہوں ناں اب پھر کہیں نہیں جاؤں گا لیکن تو کہاں تھا ذرہ بھر بھی اپنی اس پومے کے بارے میں نہیں سوچا کہ آپ کے جانے کے بعد اس کا حال کسی نے پوچھا ہوگا کہ نہیں اچھا اچھا اب نہیں ہوگا میں نے پونم کو الگ کرتے ہوئے کہا اور امی ابو سے گلے ملا انعم کو گود میں اٹھا کر ایک طرف صوفے پر بیٹھ گیا لیکن بھیا جی آپ گئے کہاں تھے چھوٹی انو نے سوال کیا پھر سنے اس کی ہاں میں ہاں ملائی تو پو نے ایک گلاس پانی لا دو جی بھیا پانی پینے کے بعد میں نے گلہ صاف کیا اور ساری سٹوری ایک ایک لفظ اس کے گوش گزار دی سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے البتہ پونم وہی سپاٹ سے ہی دکھائی دی جو کہ میں نے اچھی طرح محسوس کیا اس کے بعد ابو نے جو کچھ کہا میرا تو دم ہی گھٹ گیا۔

بیٹا آپ کے غائب ہونے کے بعد میں گروہ جی یعنی سومر سنگھ سے رابطہ کیا اف میں ماتھا پکڑ کر رہ گیا پھر وہی سومر سنگھ۔ کیا کہا ابو سومر نے بیٹا میں نے منہ مانگی رقم کا کہا کہ کہیں سے بھی میرا لاڈلہ مجھے لا کر دے دو سب کچھ قربان کر دونگا لیکن آپ کا نام لیے سے اس کے بیٹے نے کچھ اس کے کان میں کہا اور عجیب سے انداز میں اس نے سر ہلایا اور کہا کہ وکرم تمہارا بیٹا میرا بیٹا مجھے کچھ نہیں چاہیے آپ کی طرح آپ کا بیٹا ملجائے بھی یہ سن کر میرا جو خوشی سے حال ہوا وہ بیان سے باہر ہے مجھے لگا کہ جیسے کل ہی تو مل جائے گا لیکن ہفتے بعد میں نے جا کر پوچھ لیا تو وہ خود بھی پریشان تھا اور کہا کہ اب تمہیں تمہارا بیٹا کبھی نہیں مل سکتا لیکن وہ جو پریشان مجھ سے کہیں زیادہ جو میری سمجھ سے باہر تھا اب آ گئے آپ آ گئے آپ خود سوچو کچھ نہیں ہوا ابو میں آپ جا کر آرام کریں میں بھی سو جاتا ہوں لیکن بیٹا کھانا وہ کھا لیا ہے ابو آپ آرام کرو وہ سب چلے گئے تقریباً آدھا گھنٹہ تک میں اور پونم وہاں بیٹھے رہے پونم نے میرے سینے سے اپنا سر لگا رکھا تھا اور بڑی اشتیاق سے سن اور پوچھ رہی تھی اچھا پومے میں چلتا ہوں صبح ملاقات ہوگی گڈ نائٹ عقریب تھا کہ میں نکل جاتا کمرے سے ایک دم واپس آ گیا۔

پونم بھی حیران رہ گئی اور بڑی آہستہ سی اپنا سر ہلکا سے نیچے کرتے ہوئے ہلکی سی آواز میں کہا ہوں مطلب یہ کہ ہاں میری نظر دیوار میں لٹکے کپڑوں پر تھی مجھے سرخ کلر بہت پسند ہے لڑکیوں کے کپڑوں میں جب کسی لڑکی نے سرخ کلر کا کپڑا اپنا ہوا تو مجھے اچھا لگتا ہے پومے یہ کپڑے وہ ٹھٹھکی ضرور لیکن جلد ہی سنبھل کر کہنے لگی بھیا آپ کی پسند کے ہیں لیکن اج میں کہوں اور جبکہ میری طرف سے آپ ناامید ہی ہو گئے تھے لیکن بھیا ابو نے لا کر دیا ہے ناں، ضرور ابو نے لا کر دئے ہوں گے لیکن آپ کے کہنے پر پومے مجھے ایک بات حیران ضرور کر دیتی ہے کہ تم نے جھوٹ کہاں سے سیکھا ہے جسے سن کر اس کا سر نیچے کی طرف جھک گیا ابھی میں نے کمرے میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک اعلان میرے کانوں میں گھونجا غور کیا تو عید کا چاند دکھائی دیا تھا اور کل عید تھی مسلمانوں کی تب سارا معاملہ سمجھ میں آ گیا کہ پونم نے نئے کپڑے کیوں سلائی کیئے تھے ہوں۔ میں نے کندھے اچکاتے

ہوئے کہا اور اندر کی طرف چلا گیا صبح دیکھا میں نے اپنے کمرے میں دیوار کے ساتھ ٹیک لایا تھا پونم اپنے کمرے سے باہر نکلی امی ابو نے دیکھا تو اسی کی طرف آ گئے امی نے تو ہاتھ گھوما کر اس کے سامنے گھومایا اور گھول اپنے سر کے دونوں سائیڈ پر رکھ دیئے جس طرح ہندو لوگ اچھی چیز دیکھ کر نظر نہ لگنے کے لیے کرتے ہیں ابھی بھائی کمرے سے پینٹ لے کر آ گئی اور پونم کو ٹکھا لگانا چاہا جسے پونم نے بڑی خوبصورتی سے ٹال دیا تو سارا کا سارا سمجھ میں آ چکا تھا اس سے پہلے کہ پونم اب اور آگے چلے مجھے سب کچھ یہاں روک لینا چاہیے پھر سوچنے کے بعد دیکھا کہ پونم میری طرف ہی متوجہ تھی اور انگوٹھے کے اشارہ سے کہہ رہی تھی مطلب گڈ میں نے نفی میں سر یلا دیا اور وہ ناراض ہو کر کمرے کو بھاگ گئی۔

میں ننگے پاؤں پونم کے کمرے میں چلا گیا اور پونم پونم کہتا رہا لیکن وہ میری سن کہاں رہی تھی آنسو اتنے موٹے موٹے بہا رہی تھی جیسے اس کی ماں مر گئی ہو اچھا مت دیکھو میری طرف میں اٹھ کر جانے لگا تو وہ بھاگ کر میرے گلے لگ گئی یار پونم کیا ہو گیا ہے بات بات پر آنسو مگر مجھ اس بات پر وہ ہنس دی کچھ نہیں بھیا آج پورا دن پونم بہت خوش ہو رہی تھی تقریباً آدھے وقت اس نے اپنی سہیلی صائمہ کے گھر گزار دیا جب وہ گھر آئی میں نے اسے اپنے کمرے میں بلا لیا اور سختی سے کہا آج کے بعد تمہارا کسی سے ملنا جلنا بند گھر سے باہر قدم بھی رکھا ناں تو سانس تک کھینچ لوں گا پومے تو سمجھ رہی ہے میاری بات وہ سر جھکائے کھڑی رہی تھی اور ہاں میں سر ہلا رہی تھی تم بھگوان کی پوجا نہیں کرتی تو نہ کر لیکن آج کے بعد کسی سے بھی ملنے نہیں جاؤ گی اور نہ میں کوئی تمہیں یہ میرا آخری اور اٹل فیصلہ ہے۔

باہر آپ کو امی ابو میری بات سن چکے تھے ابو نے مجھے کندھے سے پکڑ کر کہا یہ جو چاہے کرے گی تمہیں اس سے کہا آج تک تمہارا کیسی نے پوچھا ہے آپ کرتے ہو کیا نہیں پر تمہیں یہ حق کس نے دیا کہ تم پونم سے اس طرح کی بات کرو اور وہ بھی آپ بڑی سے ہوش کے ناخن لو راجو ہوش کے ناخن لو میں ہوش کے ناخن ہے ارے آپ لوگ پاگل ہو گئے ہیں پاگل یہ پوری طرح سے مسلمان ہو چکی ہے مسلمان اب سمجھ میں آپ کے اگر دیکھنا چاہتے ہو تو نماز کے ٹائم اپنے ساتھ رکھ کر دیکھ لیں جب تک قضا کا ٹائم نہ ہو جائے ٹھیک ہے اس پر ابو نے کہا جسے سن کر پونم کو رنگ اڑ گیا دیکھ اس کے رنگ کو آج عصر سے لے کر شام تک پونم امی کے ساتھ رہی جس سے امی ابو کا شک دور ہو گیا لیکن پونم چہرے پر شوخی لانا چاہتی تھی جو چاہ کر بھی آ نہیں پا رہی تھی ابو مجھ پر پوری غصہ ہو رہے تھے ایسا لگتا تھا وہ مجھے کھا جائیں گے آج پہلی دفعہ ابو کو اتنے طیش میں دیکھا تھا آنکھیں ایسی لگ رہی تھیں جیسے آنکھوں سے ہی میں جل جاؤں گا آج رات میں سہراب کے ساتھ ہی ٹھہرا رہا اب تو سارا پیار ہی ختم ہو چکا تھا پونم امی ابو کا پیار سب کچھ صرف سہراب اس ٹائم تھا جو اس وقت میرے کو حوصلہ دے رہا تھا۔

رات کے ایک بجے ایک جھٹکے سے میں اٹھا ایسے لگا کسی نے مجھے اٹھا دیا ہو سہراب کی طرف دیکھا تو وہ ایسا پچ پچ سویا ہوا تھا کہ بس ایک دم سے مرے دماغ میں ایک پلان آیا جسے پورا کرنے کے لئے جلدی جلدی سے چپل پہنے اور گھر کی بیک سائیڈ سے پونم کے کمرے کی طرف آ رہا یہ دیکھ کر وہ کھڑکی کھولے آنکھیں بند کئے کچھ بھنبھا رہی تھی اور آنسو ایسے ٹپ ٹپ گر رہے تھے جیسے کسی نے بہت ظلم کیا ہو قریب ہوا سننے کی کوشش کی جو الفاظ اس کے کہے تھے میرا تو دل رونے لگا اے میرے اللہ یہ تیرا کیسا امتحان ہے جس پر میں پورا نہیں اتر سکتی اور تو مجھ سے لے رہا ہے ہاں دیکھ اللہ آج تو تو نے دیکھ ہی لیا کہ میں اپنے بھائی سے جان سے بھی زیادہ پیار کرتی اگر دنیا میں بھائیوں سے شادی ہوتی تو اب تک تو اپنے بھائی کی کب کی بیوی بن چکی ہوتی لیکن نہیں یہ کیا کوئی بھی ہندو مجھے ہاتھ تک نہیں لگا سکے گا جب تک میری لاش کے اوپر سے نہ گزرے آج دیکھ وہی بھائی میرے کتنے خلاف جا رہا ہے اے اللہ میں مزید اب اس امتحان پر پورا نہیں اتر سکتی اب دیکھ ناں ہندو کے گھر میں ایک سال تک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مسلمان بن کے رہنا کسی کی مجال یہ سن کر تو آنکھیں ہی ابل پڑی باہر کی طرف لیکن کر کچھ بھی نہ سکا اے اللہ نہیں رہ سکتی ناں اب اس دوزخ میں اے اللہ جس طرح ایک چھوٹا بچہ رو رو کر اپنی ماں سے ہاں کرواتا ہے تو ہاں کر دیتا ہے میرے مولا ہاں کر دیں ادیکھو تیری ایک نماز کی حفاظت بھی نہ کر سکی جو تو نے فرض کر لیا ہے سب مسلمانوں پر میرے مولا ساتھ مجھے اس گھر سے نکال یا پھر اس دنیا سے ہی اٹھا لے یہ سب باتیں کہہ وہ بلک بلک کر رو دی اور آنکھیں ایسی سرخ ہو رہی تھیں جیسے خشک لکڑی کی آگ۔

میں دیوار کے بہت قریب کھڑا تھا وہ اپنی دعاؤں میں اتنی مگن تھی کہ میرا قرب پا ہی نہ سکی کسی کے قریب جانے کی اتنی ہمت کر بھی کیسے سکتا تھا یہ تو اپنی جگری تھی جس کے قریب اتنی رات کو چپکے سے میں گیا تھا اگر دیکھ بھی لے کوئی گل نہ تھی اب مزید مجھ میں سننے کی ہمت نہ تھی آج میرے ساگر بوسم سے ایسے آ رہے تھے جیسے کسی پرنالے سے بارش کا پانی گر گر ندی کی طرف چل پڑا۔ کہ مجھے سر پر کسی چیز کا وزن محسوس ہوا اور دماغ تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا ہوش آیا تو دیکھا کہ راصبر سنگھ ساتھ ہی چارپائی پر سو رہا تھا کمرہ کچھ خاص نہ تھا اور میں ایک کرسی کے ساتھ باندھا ہوا تھا میں بے خودی میں ہنس گیا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب میں اس دنیا میں شاید ہی رہوں۔ آہ۔۔ آہ۔۔ اے۔۔ اے۔ اف۔۔ اف۔۔ ہاہاہا۔۔ ہی ہی ہی۔۔ اب دیکھ سومر سنگھ تیری میں کیسے چھڑی بناتا ہوں سالوں سے جو تو کر رہا ہے ناں آج بابرے کے ہاتھوں سب کا نشٹ ہو گا بہت کر لیا تو اب میری باری ہے تجھے تباہ کرنا میرا اوٹر ہے اب او سومرے۔ دیکھ اب یہ بھجیا کیا پلان بنا کر تیرا بھجیا بناتا ہے بابرے جو م جس کو کئی سالوں سے تو نے دفن کر دیا تھا آج دیکھ نصف صدی کے بعد کیسے زندہ ہو کر میں تجھے زندہ درگور کر دونگا یہی تو میری سب سے بڑی اچھا ہے۔

صبح کی کرنیں میری آنکھوں میں پڑی جس سے میری آنکھیں چندھیا گئیں آنکھیں زور زور سے بند اور کھول دیں اور سر کو کئی بار جھٹکا جس سے کچھ دکھائی کے قابل ہوا ہاہاہا۔۔ آواز دائیں طرف سے آئی دیکھا تو راصبر کرسی پر بیٹھے ٹوڑی ہتھیلی میں پکڑے میری طرف ہی متوجہ ہے اور ہنس بھی رہا تھ دیکھ کہا تھا ناں تیرے کو اور جو پاپ تو نے کیا ہے اس کی جو سزا ہو گی وہ خود ہی دیکھ لینا اپنی آنکھوں سے تجھے تو میں وہاں پہنچا دوں گا جہاں سے کو بھی واپس نہیں آیا اور تیرا جو میں کچرا کروں گا واہ۔۔ واہ۔۔ او اب لینڈ کروا دیجئے بہت اڑ گیا سالا آج کے بعد تیرا کام ڈاؤن شروع راصبر۔ ہوں ہوں۔ تیری سوپاری تو میں نے لی تھی جو میں نے پوری کر دی اور سے باوشر میرے لیے اور کوئی مے ٹر نہیں تھا۔ اب او ئے زیاد شارنگ بننے کی کوشش مت کر ایسا نہ کہ اپنی مرڈر کی بھی خود سوپاری لے لو پہلی بار تو چھوک گیا تھا ناں اب جتنی تو ونت ہو سکے گی ہم سے تیرے نشٹ کرانے میں منٹ بھی نہیں لگائیں گے اب او ئے گیڑ چاپ تو تو خود بناتے کا لفافہ یہ تو کیا نشٹ کرے گا میرا لگتا ہے تیرا ڈائیلاگ کرنے کا جوش اترا نہیں ہے اس نے میرے سر کو ایک طرف زور سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

موت کو دیکھ کر بھی تو ایسے بک رہا ہے اس نے اپنی بدلے کے دولا نفے مجھے مارے اور چلتا بنا جیسے ہی وہ دروازے کے باہر گیا مجھے عجیب سا منظر دیکھائی دیا پہلے والی چیز جو اپنا آپ اشکارہ کرنا چاہتی ہو لیکن کر نہیں پا رہی ہو میں حیران و پریشان اسے دیکھتا رہا آج وہ کچھ زیادہ ہی ٹائم کھڑا رہا اور پھر غائب ہو گیا میں نے بے خودی کے عالم میں ہوں کہا اور سر پیچھے کی طرف رکھ دیا آج بہت سردی لگ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا زوروں سے بارش ہو گی توقع کے مطابق تقریباً ایک گھنٹہ بارش ہوئی اور میرا سردی سے برا حال تھا بس ٹانگیں کبھی ایک دن میں اور کبھی دوسری دوالی دوسرے دن میں گھسا کر اپنی سردی کی خلش دور کر دیا تھا جو یقیناً میرا احمق پن تھا اور اس کے علاوہ لیں کر بھی کیا سکتا تھا چل جا میرے بہت ٹائم بعد شکار لگا ہے ہاتھ تیرے جانے نہ پائے ہاہاہا۔۔ نجانے کیوں مجھے ہنسی آ رہی تھی شاید بہت ٹائم بعد سکون ملا ہے اور شکار ابھی

اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں کیسے نہیں لینے گا بابرے میری جان ارے تو خود سے باتیں کرتا رہے گا یہ شکار بھی کرے گا اگلے سے ایک نہایت تنومند نوجوان درد سے بلبلا بابرے کے ہاتھوں میں جان دے کر اپنی خون سے فارغ ہو چکا تھا جو بابرے کی رگوں میں نرم نرم گھوم رہا تھا آج چوتھا دن تھا میرا باندھے ہوئے مار مار کر بہت لہولہان کر دیا تھا اس نے۔

آج خود سومر سنگھ مجھے دیکھنے آیا یہ تو نے کیا کیا ہے بیٹے آکار ہے بلی تھوڑی قبول کریں گے جس کا خون پہلے سے بہہ رہا ہو سومر کچھ زیادہ ہی راصبر ہے غصہ ہو رہا تھا کہ میری ہنسی کی آواز سن کر میری طرف متوجہ ہوا اب رو ئے کیا ہاں مارنے دو یارا اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتا ہے یہ بیچارہ ڈریکولا کسی بے بس آدمی کو مارنے کے علاوہ اس کا کام ہے کیا ہاتھ کھول میرے اس کی ہڈی پانی نہ تو کہنا میں نے غصے اور نفرت بھرے انداز میں راصب سنگھ کو گھورا کوئی بات نہیں میرے بچہ بنکو۔ جی سرکار اس کے ہاتھ پیر کھول دو اور اس کی تواضع میں کوئی کمی نہ چھوڑنا پندرہ دن بعد مجھے یہ ویسی ہی حالت میں چاہیے باپ کا لاڈلہ سومر نے پیار اور غصے نفرت بھرے ملے جلے انداز میں کہا اور چلتا بنا میرے ہاتھ پاؤں کھول دیئے میں اتنا ختم ہو چکا تھا کہ ایک طرف کو گر گیا اور بے ہوش ہو گیا کچھ پتہ نہیں چلا کیا ہوا ہے کیا نہیں پتہ چلا کہ دو دن بعد ہوش آیا ہے آنکھیں ملیں پچھلے واقعات تھوڑے تھوڑے یاد آنے لگے اب پورا معاملہ سمجھ میں آ چکا تھا کہ راصبر کا مجھے ملنا اتفاق نہ تھا اور میرے باپ کا سومر سے میرے بارے میں مدد مانگنا اور راصبر کا اس کے کان میں کھ کہنا سب کچھ میری سمجھ میں آ گیا یہ لوگ میری بلی چڑھانا چاہتے ہیں لیکن کیوں اس کا جواب شاید میرے پاس نہ تھا اور نہ ہی مرڈر تھری الفاظ کا سمجھنا یکدم مجھے میری بہن پونم کی یاد آ گئی۔

آہ ایسا لگا جیسے کوئی چیز اندر چھن سے ٹوٹ گئی ہو چھن سے جو ٹوٹے کوئی سپنا جگ سونا سونا لاگے کوئی رہے نہ جب اپنا یقیناً میرا کوئی خاص سپنا ٹوٹ گیا تھا اور وہ تھا میری جان پونم وہ رات میں کیسے بھول سکتا تھا میری وجہ سے وہ اپنی بربادی کی دعا مانگنا میں کیوں اس کی راہ میں رکاوٹ بنوں یہاں سے جب چھٹکارا مل جائے تو اس سے معافی مانگوں گا اور جو راستہ وہ اختیار کرنا چاہتے اس میں اس کا پورا پورا ساتھ دوں گا لیکن چھٹکارا مل کیسے جائے یہ سوچ کر عجیب سا لگا اور کوئی پھر سے ظاہر ہوں ے کے لیے ادھر ادھر پھرنے لگی اپنے محسوس ٹائم چلی گئی اف یہ کیا ہے کیون اور کیا چاہتا ہے وہی راصبر سنگھ کے ملنے کے پہلے دن بعد اب یہ نئے کیا دماغ کو شاک لگانا چاہتے ہیں تقریباً دو دن بعد میں کچھ اچھا سا محسوس کر رہا تھا شام کی تاریکی پھیلنے لگی کہ راصبر آن دھمکا کہا۔

چھوکرے آؤ تمہیں سیر کراؤں ارے یار اندھے کو تو دو آنکھیں مل گئی میں نے اپنے آپ سے کہا آپ نے کچھ کہا راصبر گویا ہوا نہیں تو تم نے کچھ سنا ہاں تھوڑا بہت سنا کیا سنا کوئی آنکھوں کا لفظ۔ ہاہاہا۔۔ میں ہنس دیا آنکھیں ہاں شاید چل چھوڑ یہ بات ہم پھر عام سے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے حویلی کا دروازہ کر اس کر گئے میں اپنے آپ میں پلان ترتیب دیں ے لگا کہ کیسے اس کو ٹپکا کر بھاگ نکلوں میں پلان ترتیب دے رہا تھا کہ راصبر کے دوست نے اسے پکارا اور وہ اس طرف چلا گیا مجھے رکنے کا اشارہ کیا اور ساتھ کہا کہ دیکھو سبھی چوکیدار آپ پر نظر رکھے ہوئے ہیں ایک بھی غلطی کی تو سیدھا۔۔ ہاں اس نے چٹکی سے آسمان کی طرف اشارہ کی اور میں نے بھی اسے گھورا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کو کہا بیک سائیڈ پر دیکھا سارے کے سارے چڑیل کی سی یو مجھے دیکھ رہے تھے حرام زادوں میں نے خودی میں ہمہ کرتے ہوئے کہا پانچ منٹ بعد راصبر واپس آ رہا تھا ایک ٹائم تو ایسا محسوس کیا کہ راصبر کتنا اچھا ہے کاش یہ دوستی میں کر لیتا لیکن شاید اس کا یہ جنٹل پن لوگوں کو پھنسانے کا ہی تھا اور اس کے کرتوت سمنے آ گئے تو دماغ میں ایک سو چالیس کی رفتار سے گرم سیسہ گھومنے لگا دل کرتا ابھی زندہ درگور کر دون لیکن ایسا کرنا صرف اور صرف احمق پن تھا میں نے ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بکھیرتے ہوئے کہا ابے اوئے رونگ مسٹر کال ایڈریس کے نمبر ڈائل زیرو سکس ادھر آ وہ آیا کیا ہے وہ سامنے لڑکیاں دیکھ رہا ہے ناں۔ہاں تجھ سے کچھ زیادہ ہے جا پھانکار اس کو پھر میں مانوں گا کہ تو سچ میں سنگھ ہے پھانکا دوں ہاں ہاں کہہ تو رہا ہوں اچھا چل ٹھیک ہے مجھے خطرہ سا محسوس ہوا کیونکہ اس کے بالوں کا سٹائل اور اس کی خوبصورتی کوئی لڑکی پکے آم کی طرح اس کی جھولی میں گرتی لیکن خیال رکھنا کچھ لڑکیون کے نک پر غصہ اور ہاتھ میں چپل آنے میں دیر نہیں لگتی بس چپ چپ صرف تماشا دیکھ وہ تو تم جیسے لوگوں کے لیے ہوگا اب دیکھ اس راجو کا کمال اچھا اچھا وہ آگے کی طرف نکلا میں دل ہی دل میں دعا کرنے لگا۔

اے بھگوان خیر کر عزت کا سوال ہے ورنہ میں پھر کسی کی عزت نہیں کروں گا وہ اس کیقر یب پہنچ میں نے دیکھا کہ وہ بائیں طرف والی کچھ زیادہ ہی خوبصورت تھی اور وہ اسی کو ہی لفٹ کرا رہا تھا وہ ان سے ملا پہنچنے پر انہوں نے نمستے کہا اور اس نے جواب دیا اور رکہا ہر وہ انسان خواہ وہ کسی بھی شعبے میں ہو امتحان میں ہوتا ہے میں بھی اس بری دنیا میں امتحان میں ہوں کیا آپ میرا ساتھ دو گی اس وہ لفٹ والی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ اس کی طرف ہستی ہوئی آئی میرا تو کلیجہ اگلنے لگا لیکن یہ کیا اگلے ہی لمحے اس بائیں طرف والی نے بائیں ہاتھ سے ایسا لافہ مارا کہ بس۔اوہو ہو۔میرا ہنسی سے برا حال تھا بار بار اپنے ماتھے اور درخت سے مکا مارتا اور پیٹ پر بھی ہاتھ رکھا تھا وہ لڑکی اسے پہنچان گئی تھی اور کہہ بھی رہی تھی کہ لڑکی کو پھنسا کر لوٹنا اور بس ہاں یہی سچ ہے ناں وہ چپ کھڑا رہا اور وہ بولتی ہی جا رہی تھی وہ میری طرف آنے لگا اور شرمندگی کی وجہ سے بولا وہ ۔۔وہ ۔۔وہ دونوں انگوٹھا چھاپ ہیں ہاں میں نے کہا آپ اس کو گئے پھانکانے اور اس نے تو تیری عزت پھڑ دی چل وہ بولا اور ہم دونوں چل پڑے۔

یہ تقریباً کل والا ٹائم تھا جس وقت راصبر کو جاپڑ ملا تھا اور میرا ہنسی سے برا حال تھا آج میں نے سوچا کل نہ نکل سکا چلو آج راصبر پر ٹرائی مارتے ہیں شید سیر کے لیے راضی ہو جائے اور کام بھی ہو جائے گا میرا لیکن یہ کیا میں نے اس کے کمرے کی کھڑکی سے دیکھا تو راصبر محنت کی وادیوں میں کوئی لڑکی کے ساتھ دیکھا یہ وہی کل لافے والی لڑکی تھی یہ دیکھنا تھا کہ اوچ میرے منہ سے نکلا اور تھوڑا کھڑکی سے پرے کھڑا ہو گیا لیکن دل نے نہ مانا اور پھر سے دیکھا لیکن یہ کیا وہ تو کل والا غصہ اتار رہا تھا اس لڑکی کو سزا دے رہا تھا اس کے لمبے بال پیچھے کو لٹکے ہوئے تھے اور وہ درد میں مبتلا تھی۔تو نہیں سدرے گا میرے منہ سے۔نکلا اور حویلی کے چکر کاٹنے لگا آج میرا آٹھواں دن تھا سومر کچھ پریشان سا میرے قریب ایا اور کہا کہ میرے خاص مرید جو پچھلے بیس سالوں سے میرا دایاں ہاتھ بن رہا ہے کی بیٹی کی شادی کا مسئلہ ہے جو تیرے سوا کوئی حل نہیں کروا سکتا تو کریگا اس سے شادی میں کیوں کروں گا میں اس کی سوپاری نہیں لے سکتا پتہ چل جائے گا اور راصبر کی کمرے کی طرف چل دیا شاید لڑکی کو اس نے کہیں غائب کر دیا تھا تبھی تو وہ اس کے کمرے میں داخل ہو گیا میں بنا آہٹ کے کھڑکی اوٹ میں کھڑا ہو گیا اور سننے لگا راصب نے پریشان ہونے کی وجہ دریافت کی بیٹے بہت بڑا پاپ ہو گیا ہے بابرے زندہ ہو گیا ہے اور ایک شکار بھی کھیل چکا ہے اگر دو شکار اور کر لیے تو میرا مقابلہ کرنا اتنا آسان نہ ہوگا۔

وہ کیا کیا۔۔حیرانی سے بولتا ہوا اور کیا مگر باؤاب کیا کیا جائے راصبر نے کہا یہی کہ ارجن کو مرچو کی بیٹی کے ساتھ منسلک کیا جائے ایک تو ارجن کے نکلنے کے راستے کم ہوں اور آسانی بھی کہ ارجن میرا داماد ہے کیونکہ بہت لوگوں کو پتہ کہ ماہم مرچو کی بیٹی ہے اور وہ دور دراز کے عاقوں والوں حویلی اور پورن میں کسی کو بھی پتہ نہیں آسانی یہ ہوگی کہ وہ اس حویلی میں ہی رہے گا اور تیسری بلی چڑھا کر میں امر ہو جاؤں گا اب ایسا کرو شادی کی تیاریاں شروع کرو حویلی میں میری اور مرچو کی شادی کی بات چل نکلی اور میں حیران پریشان صرف اپنے آنسو کے علاوہ کر بھی کیا سکتا تھا اگر میرے ماتا پیات کو پتہ چل

گیا تو اور کس منہ سے گھر جاؤں گا میں اتنا رویا کہ بس۔آنسو رکنے کا نام نہ لے رہے تھے۔

آج بابرے تیرا دوسرا چکار ہے چل نکل کرشنا کے نام سے ارے یار کیوں پریشان ہو رہا ہے ساتھ ہی تو بستی ہے اور اس ٹائم کسی کو خاک نظر آئے گا جو بابرے جیسی کالی شکل والے کالے بدن والے کو دیکھ لے کچھ دور شکار عقابی نظروں نے ڈھونڈ ہی لیا جو ایک دوشیرہ تھی پڑوسیوں سے کچھ لینے جا رہی تھی اگلے لمحے کہ وہ بھاگتی چیختی چلاتی بابرے کے منہ منہ ملائے بولتی اور سانس گنوا چکی تھی اب بابرے کی رگوں میں دوسرا خون بھی تقریباً شریان اعظم کو مل چکا تھا چل بابرے میری جان دو دن بعد تیسرا آخری شکار ہے اس کے بعد سومر کو اپنا تھوڑا دیکھا کہ ان پچاس سالوں نے میرا کچھ بھی نہیں بگاڑا اب ان ایک میں میں تیرا کون سا کچرا بناتا ہوں۔

❁❁❁

پنڈت منتر شروع کروا چکا تھا ماہم اچھی تھی جو سومر کے منہ بولی بیٹی تھی میں آہستہ آہستہ مرچو کے پاس پہنچ کر گویا ہوا۔دیکھ مرچو تو نے اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرا کر کون سا مرچو کا باپ بننا ہے نہیں بیٹے سومر نے زبردستی ایسا کرنے کا کہا ہے ورنہ میرا بھی تیرے جیسا حال ہوتا اگر تیرے مرنے سے میری بیٹی کی زندگی سنور جائے تب بھی انکار نہیں لیکن یہاں معاملہ الٹ ہے اگر مر بھی جاؤں تب بھی بیٹی برباد اگر زندہ ہوں تب بھی تو صرف یہ نصیحت کر دوں کہ خیال رکھنا میری بیٹی کا شدی ہوگی تو خیال کروں گا ناں وہ حیرانی سے دیکھتا رہا جبکہ سومر مجھے بازو سے پکڑے آگے نصیحت کرنے لگا دیکھ تو نے اب کی بار کچھ پاپ بھی کیا تو ٹھیک نہیں ہوگا سمجھا ناں تو بہت اچھی طرح میں اسے گھورنے لگا اور منڈپ تک جا پہنچا اور پنڈت سے کہا اگر تو نے اصلی منتر پڑھا تو تیری خیر نہیں کچھ جھوٹا بول دے منڈپ میں ہی اسے رشوت دے کر راضی کر لیا پھیرے مکمل ہو چکے تھے پنڈت نے آنکھ کے اشارے سے سب کچھ سمجھا دیا اور کہا۔

لڑکی ماتا پتا کہاں ہیں دولہا اور دلہن کو اشیرواد دے وہی اس سے پہلے کہ سومر آگے آتا میں نے کہا ہے ناں وہ پہلے اپنا سسر مرچو ادھر آوے اپنی بیٹی کو اشیرواد سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے اور عجیب سی نظروں سے سومر کو دیکھنے لگے سومر اور راصبر کا غصے کا اندازہ مجھے بعد میں پتہ چلتا جیسے میں نے محسوس کیا شادی میں ہل چل مچ گئی اور کینسل ہو گئی مجھے پھر وہیں سے باندھ کر مارا لیکن خون نہ نکلا پتہ نہیں سومر کہاں غائب ہو گیا تھا تقریباً دو دن تک غائب تھا۔ارے تھوڑا دیکھا سومر کمرے میں آیا اور کہا اب تیری ماتا پتا کو بھی جلد ڈالوں گا تو خود دیکھے گا۔کمال کرتے ہو تمہاری بیٹی سے شادی سے انکار پاپ تھوڑی کیا ہے جس کا تو مجھے اتنی بڑی سزا دے گا کہ موت بھی چاہوں تو تو نہ دے۔زبان سنبھال کے رکھ میں یہاں ہوتا تو سومر کے الفاظ سنتا ناں کیونکہ شاید اس کی بیٹی ارمنہہ تھی جو سامنے سے آ رہی تھی جس نے مجھے ہوش سے بیگانہ کر دیا تھا بالکل اپنے بھائی پر گئی کوئی اکیس بائیس سالہ شبہ زور دوشیرہ ہی لگتی تھی جو ایک ادا سے آ کر رکی میرے قریب آ کر تقریباً ہونٹ دائیں چہرے پر پھیرتے ہوئے کہا اور میری گردن بائیں طرف مڑی ہوئی تھی سالے اپنے آپ کو بڑا اجاج سمجھتا ہے تو۔۔تو تو کون سی لیڈی گاگا کی بیٹی ہے۔زبان سے چالو لگتا ہے۔لگتا تو ایسے ہی ہے اس درمیان سومر گویا ہوا اس کے ماتا پتا کو بھی گرفتار کر لو اور اس کے سامنے آگ میں ڈالو۔

کون سا تیری بیٹی چاندی کے روپے کے اوپر چل کر ٹھاکرائن بن گئی ہے اور میں سی کوشلیا کا بیٹا ادھر گونگا بہرہ آگ میں جل رہا کہ خود ہی ماتا کی چتا جلاؤں ٹھکلے گڑے۔درمیان میں ارمنہہ پھر سے میرے قریب آئی اور باپ کے سامنے ہی زبان ہونٹوں پر پھیرنے لگی اور تھوڑی سی ہنسی کیوں لگ رہا ہے ناں میرا احساس یقیناً ارمنہہ جیسی لڑکی اتنے قریب اور احساس تو لوگ خود ہی جان سکتے ہیں۔میں یہ سب برداشت نہ کر پایا اور اونچی آواز میں کہا تو نرکاشہ اور تیری ماں سب سے زاسو نرکاشہ۔کیا بولا تو ہاں کیا بولا سومر جلتا بجتا ہوا آیا اور ایسا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاپڑ مارا کان کے نیچے کہ میری گردن دائیں طرف کو جھک گئی اور تھر تھر کانپ کر سیدھا ہوں ے کی ناکام کوشش کرنے لگا عنقریب کہ وہ دوسرا سیسہ گرم کر کے میرے کان میں انڈیل دیتا آواز جیسے سن کر سب اس طرف متونہ ہوئی اگنی کے ساتھ تو پھیرے سب ہی لیتے ہیں لیکن زندگی کی آگ سے گزر کر جو رشتہ قائم ہوتا ہے وہ کبھی نہیں ٹوٹتا اور میرا اور تیرا رشتہ تو آگ سے بھی زیادہ پکا ہے سومرے میری جان ہاہاہا۔۔بارے تو ہاں بالکل ۔کیوں پہنچاننے میں دیر لگی ہے ہاں ٹھیک طرح سے پہچان نہیں پارہا کیا نہیں نہیں وشواس نہیں ہو رہا کہ تو یہاں کیسے آگیا یہاں تو ہر طرف حصار ہی حصار تھا ہاہاہا۔۔آج تیرا کوئی حصار نہیں چل سکتا آج تجھے اپنے حصاروں کے اندر حصار نہ کردوں تو کہنا زندگی بھر پھر ان حصار میں بلبلاتے رہنا مجھے تو سنسکاروں کی دولت چاہیے تھے جو تو نہ دے سکا اور اپنی شکتی شالیوں سے پکڑ کر ماردیا اور مشہور کردیا کہ میں نے آتما ہتھیا کرلی ہاں بول دھند دولت کے پجاری میں تو بھگوان سے یہی ایک ٹائم مانگ رہا تھا جس میں تیرے جیسے پھوڑے کو پھوڑ دوں اور ساری علاج پورن والی کو گناہوں سے جھاڑ دوں۔

اوئے سومر غصے سے چلایا نجانے کسی بھگوان نے تیر سن لی دکا دکا آج پتہ چلا کہ میرا اور تیرا اسمنبد ھ تھا ہی نہیں اور تیرے یہ ملکلش پجاری جو تجھ سے کسی گوشت چربی کی طرح چپکے رہتے ہیں بہت گرف ہے ناں تجھے اپنے آپ پر بابو تو آمقابلہ کر میرا اگر تو طاقت والا ہے تو کہ میرا انشٹ ابھی تو ٹائم نہیں پورا ہوا سومرے میری جان آج اس دھرتی پر میں آیا ہوں تیرے لیے سومر وارے واہ میں درمیان میں بول پڑا تو تو مجھ سے بھی زیادہ ڈائیلاگ مارتا ہے اے پر چھوکرا لوگ کیوں باندھا تو ادھر اچھا آج تو اپنی طاقت بڑھانا چاہتا تھا اور یہ کون سا مرڈر تھا بابرے نے پوچھا تھری اوہ تو تو اس کے بعد کتنا اور کتنا بڑا بننا چاہتا تھا وہ عجیب وغریب سے رنگ ویے والا شخص میری طرف آیا جو غالباً سومر اور اس کی پارٹی کو جانتا تھا اور مجھے رسیوں سے کھول دیا۔

اوہ بڑے ظالم لوگ ہیں یہ۔ پتہ نہیں کیا کرتے تھے باقی لوگوں کا اس سے پہلے کہ کچھ اور بولتا میں غالباً جس کا نام بابرے تھا نے سومر سنگھ کو ایسا جاپڑ مارا کہ وہ سنبھل ہی نہ سکا اور تقریباً چار پانچ فٹ پیچھے کی طرف جا گرا راصبر اس کی بہن اس کی ماں کچھ بھی نہ کرسکی اور اس کے درندے ویسے ہی دیکھتے ہی کانپ رہے تھے بتا کیا کرتا آیا ہے تو ان پچاس سالوں جلدی بتا تیرے جانے کا وقت آگیا ہے نہیں نہیں ایسا نہیں کرسکتا مجھے مت مار بتا تا ہوں سب بتاتا ہوں تو تو میرا پرانا دوست ہے ناں پکا وہ چلایا۔ تجھے دھوکہ دیں ے کے بعد جب ہم نے زندہ گاڑھ دیا رک رک بابرے درمیان میں میں بول پڑا تو نے مجھے زندہ گاڑھا تھا کیوں اس کی کوئی خاص کارن ۔ہاں یہ تو تجھے پتہ ہی ہوگا کہ میں عصر کے وقت دو گھنٹے بعد غائب ہوتا تیرے باربار پوچھنے پر بھی نہ بتایا اور سیر سپاٹے کا بہاں ہ بناتا رہا اصل میں وہ میں اپنے استاد مکنبوگ سے کالا جادو سیکھتا رہا جو میں نے تقریباً تین ماہ میں سیکھ لیا اور مجھے لوگوں کا گوشت روز خون پینے کا کہا اور اس کی ہڈیاں بھی لیکن کوئی خاص شرط نہ تھی بس جو کوئی بھی ملا لڑکا لڑکی بوڑھا جوان سب کو کھانے کا کہا جو میں بڑے اختیاط سے کرتا رہا پھر میں نے اپنے اندر بہت ساری تبدیلیاں محسوس کی تو پتہ چلا کہ تو میرے راستے کا سب سے بڑا کیکر کا کانٹا بن رہا ہے تجھے ہٹانے کے لیے بہت جتن کئے اپنے راج کے لیے بڑا گروہ بننے کے مجھے تجھے نشٹ کرانا ضروری تھی تجھے اپنے ساتھیون سمیت جیسے میں نے بہت بڑی رشوت سے ساتھ ملا لیا تھا۔

تجھے زندہ گاڑھ دیا لیکن میں اپنا کوئی منتر پڑھ نہ سکا یا شاید بھول گیا ھا تجھے زندہ گاڑھنے کے بعد دو سال تک لوگوں کی ہڈیاں ابال ابال کر اس کا سوپ بناتا اور راور پی جاتا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ مجھ میں خوبصورتی آتی گئی اور کوئی بھی طاقت اب میرا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی خوبصورتی سے فائدہ اٹھا کر میں نے توشے سے شادی کرلی یہ بات سن کر توشے جو شاید اس کی بیوی تھی اچھل ہی پڑی اس کے بعد ایک سال کے خاص چلے سے

میں نے بہت بڑی شکیاں حاصل کرلیں اور اگر میں ایک انسان کا خون کر کے سب کچھ کھا جاتا ٹھیک اس کے چار سال بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا کر کے رہتی دیں اتک نشت ہو جاتا اور میری طاقت اتنی بڑھ جاتی کہ جہاں چاہتا جاسکتا تھا اور جیسا چاہتا کرسکتا تھا لیکن اس چھوکرے کے ساتھ میرا سب کچھ پورا ہو جاتا لیکن یہ چھوکرا ہم سے بھی تیز نکلا وہ کوئی بات نہیں اسے ہم بلی پر چڑھا کر ہی رہتے لیکن درمیان میں تو آن ٹپکا اب کچھ نہیں ہوسکتا ناں سومرے وہ غصے سے چلایا جبکہ دربار میں سب منہ کھولے سومرے کی گتھا سن رہے تھے ماں بیٹی ایک دوسرے کو خیرت سے دیکھ رہی تھیں بیٹا ویسا ہی سپاٹ تھا کیونکہ وہ بھی ساتھ ملا ہوا تھا موت کی خاموشی چھائی ہوئی تھی تو اس لیے راصبر میرے کو فقرے کستا تھا۔

مرڈر تھری یعنی میرا مرڈر کر کے توامر ہو جاتا۔ میں تو مرنے سے رہا اب خود مرنے کا سامان کر میں نے دیکھا کہ سومر آنکھیں بند کئے کچھ پڑھ رہا تھا اور بابرے خاموشی سے دیکھتا اور ہنس رہا تھا یکدم اس نے ہم دونوں کی طرف پھونک ماری میرے آگے بابرے آگیا اور ہنستا ہوا سومر کے قریب گیا یہ تھی آپ کی ان پچاس سالوں کی محنت دکا دکا اب کیا کرے گا عنقریب کہ بابر اسے پکڑتا آہ کی آواز کے ساتھ اپنا پیٹ پکڑا ہوا تھا حیرانگی کے ساتھ بابرا میری طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ پاس پڑا ترشول میں نے ان کے پیٹ میں گھسیڑ دیا تھا اور ایسا کئی بار کیا تھا اور بابرا اس کے تازے خون کی طرف لپک پڑا اور اگلے ہی لمحے سومر کسی سورج مکھی کے پھول کی طرح زرد بابرے کے ہاتھ میں جھول رہا تھا اب بابرا میری طرف ہی دیکھ رہا تھا ترشول میرے ہاتھ میں تھا ایک جھٹکے سے پیچھے کی طرف گھوما اور ترشول راصبر کی گرن کے آر پار ہو گیا جس سے ماں بیٹی کی چیخیں نکل گئیں سومر کی طرح بابرے نے راصبر کا بھی وہی حال کیا ترشول میں نے نیچے پھینک دیا کیوں چھوکرے نیچے کیوں پھینک دیا برائی کی جڑ ختم کرا اور میری پیاس بجھا نہیں۔

ان دونوں نے تو میرے ساتھ کچھ نہیں کیا تو پھر کیوں انہیں ماروں اور دونوں ایک دوسری سے لپٹ کر کانپ رہی تھیں بابرے نے ترشول اٹھایا اور ہنس کر ترشول کے رنگین سرے کی طرف دیکھا اور ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا اور اگلے ہی لمحے ہاں کی آواز سے توشہ گر پڑی اور خون بابرے کے اندر پہنچ چکا تھا اب ملکہ حسن کی باری تھی ا کی بار ترشول بابرے کے ہاتھ سے بھی گر پڑا اور سور پنڈر کر کے میری طرف منہ چپکا کر اشارہ کیا کہ میں تو مارنے سے رہا مارتے کیوں نہیں سالی کو لے جا اس کو اب کی بار جو تیرے اندر دیکھ رہا ہوں اس کو بھی ویسا بنا اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا بابرا بول پڑا اگر تو نے کچھ غلط کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سختی سے نصیحت کی اور ہوا میں محلل ہو گیا اور میں ارمینہ کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر تک لے آیا اندر قدم رکھا باہر چارپائیوں پر ماں باپ اور انعم کو بیٹھے ہوئے پایا میرے ساتھ لڑکی کو دیکھ کر سب ہی حیران پریشان ہو گئے میں آہستہ آہستہ ان سب کے درمیان آن رکا تو دونوں نے منہ پھیر لیے ابو یونم کہاں ہے ابو آگے بڑھے اور ایک تھپڑ مارا آخر کار تو نے وہی کیا جس کا مجھے ڈر تھا ۔پر ابو میری بات۔۔

ایک اور تھپڑ دوسری گال پر پڑا امی میں بول پڑا وہ بھی منہ پھیر کر بولی نہیں کرنی مجھے تم سے کوئی بات میں ابو کے قریب ہوا باؤجی کیا آپ کو مجھ پر پہلے ہی شک تھا کہ میں ایسا کرون گا کیا میں آپ کا بیٹا نہیں پاس انعم کو کندھوں سے پکڑ کر نیچے بیٹھ گیا اور بولا انعم تو ہی ابو سے کہہ ناں کہ آج تک اس نے میری کوئی بات نہیں ٹھکرائی آج صرف ایک بات اور مان بس زندگی بھر کچھ نہیں مانگوں گا ہاں ابو بھیا ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ کو ان کی بات مان لینی چاہیے اس کے ساتھ ابو ہم دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اب جو کچھ بولنا ہے جلدی بول اٹھا ٹائم نہیں ہمارے پاس ابو نے لاپرواہی سے کہا تھوڑا ٹھنڈا ہوا تو ساری بات ابو کے گوش گزار دی جس کا ثبوت ارمنیہ کی صورت میں تھا جو اسے ملا اور ابو نے مجھے اختیار سینے سے لگا لیا امی بھی آنسو روک نہیں رہی تھی لیکن امی یونم کہاں ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ دونوں ہی اٹھ کر چلے گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے انعم سے پوچھا انو تو بتا پونم کہاں ہے ۔ میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں نہیں بھیا جی وہ مسلمان ہو چکی ہے پتہ ہے مجھے اور شادی بھی اس نے مسلمان سے کر لی ہے ۔ یہ سنتا تھا کہ میں چار پائی پر گر پڑا اور ارمنیہ بھاگ کر مجھے سنبھالنے لگی اور گود میں لے کر سب ٹھی تو ہے ناں میں نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو وہ بائیں ہاتھ سے بال کان کے اوپر رکھ رہی تھی اور میری نظر اس کی گردن پر پری اور ہنس کر اٹھ گیا کچھ نہیں ہوا بس صرف ۔ ۔ وہ ہنس دی ارمیں ہ کو پونم کا کمرہ دکھایا اور انعم اس کی انگلی پکڑ کر ہنستی ہوئی کمرے تک لے گئی اور میں باہر پونم کے گھر کی طرف چل پڑا وہاں پہنچ کر گھنٹی بجائی میری ہی عمر کا لڑکا باہر نکلا جس نے مجھے پہچان لیا تھا۔

ارجن بھائی آپ ہاں صحیح پہنچا نا مجھے پونم کہاں ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں میں نے گردن پھیرتے ہوئے کہا حالانکہ میرا ارادہ بدل چکا تھا تب بھی میں ایسے سپاٹ سے لہجے میں بات کر رہا تھا کہ وہ نکلتے ہی بساس کا گلہ دبا دوں گا نہیں ارجن وہ آپ سے نہیں مل سکتی کیوں ہیں مل سکتی اس کا بھائی ہوں آپ کے ہاں شادی کر دی کہ میرا حق بھی اس سے چھین رہے ہو لیکن لیکن کیا تم کون سا چین کے چنگ برم ہو کہ کہرم کی رانی ہاتھ میں آتے ہی رانی آپ کی ۔ ہاں مگر ڈائیلاگ میں جھڑنے والا تھا کہ ایک خوبصورت تقریباً مجھ سے پانچ چھ سال بڑا اگیا وہ لڑکا بولا ناصر بھائی یہ ارجن ہیں ہاں سب جانتا ہوں ملے گی اس سے ضرور ملے گی آپ ادھر کمرے میں بیٹھیں میں اسے لے کر آتا ہوں آپ کیا لیں گے چائے یا ۔ ۔ اس کا فقرہ ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ درمیان میں حسب عادت بول پڑا شیر اگر بھوک کے مارے مر بھی جائے تب بھی کتے کا جھوٹا نہیں کھاتا وہ ایک دم سے غصے میں گھورنے لگا میں نے آنکھیں نیچے کر لیں اور کہا جلدی بول اس کا میری جان کو اور بھی کام ہیں وہ یقیناً فرشتہ صفت ہضم کر گیا اور پونم کو لا کر اکیلا میرے ساتھ چھوڑ کر چل پڑا دونوں ایک دوسرے کو دیکھا تو سارے بندھن ٹوٹ گئے وہ میرے گلے لگ کر ایسی روئی کہ بس ۔

پونم بار بار مجھ سے گلے لگ جاتی کہ اس کے کندھے میرے کندھے کے ساتھ بڑے پختہ اور پر یقین لہجے میں تھا کہ اب میں نہیں جاؤ نگا کیوں چھوڑ کر چلے گئے اپنی پونم کو میں تھا کہ بس روئے جا رہا تھا اس کے بالون پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہیں نہیں بس میری جان لیکن میرے منہ سے الفاظ ادا نہیں ہو پا رہے تھے بولو ناں ارجن دیکھو رونا مت برداشت نہیں ہو رہا ارجن بولو ناں جواب دو کچھ ٹھیک ہوا تو اپنی بیتی اسے سنادی کہاں ہے ارمیں ہ ساتھ لے آئے ناں اس کو نکلے کہیں کے اور تھوڑی ہنس دی مجھے پتہ تھا تم مسلمان ہو گئی ہو اور اس رات ہائے اللہ وہ تو تھا نکلے آپ کی آواز گرنے کی سنی تو ایک دم سے کھڑی بند کی پونم کیا تم پھر پرانے راستے پر نہیں چلو گے وہ کہتے ہیں ناں کہ اگر واپس صحیح جگہ پر جانا چاہو تو پرانی جگہ پر جانا چاہیے وہ ایکدم سے سیریس ہو گئی کتنا نمک حرام ہے تو پتہ ہے جب تو روزے میں اغوا ہوا تھا تو ہر نماز کے بعد روتے ہوئے رب سے آپ کی آزادی کی دعائیں مانگتی افطاری میں بھی تو اور بھی روزے کیونکہ میرے لیے روزے رکھنا مشکل تھا ایک منٹ منٹ میر بھی کہوں کہ ہر روز پانچ دفعہ مجھے اپنا آپ آزاد ہوتا محسوس ہوتا اور عصر کے بعد ایک گھنٹہ بعد تو بالکل اس قدر آزاد لگتا یہ کیا ماجرا تھا کہیں تمہاری نماز اور افطاری کی دعاؤں کا اثر تو نہیں تھا وہ بھی حیران ہو کر بولی ہاں ضرور ہو گی افطاری عصر کے ایک گھنٹہ بعد کر کے ہے ناں۔

ہاں ہاں اپنا مخصوص ٹائم ہوتا ہے تقریباً گھنٹہ تک ہوتا ہے اور اب آئی سمجھ میں بات کہ پانچ دفعہ نماز کے ٹائم آزادی اور بالکل آزادی تو افطاری کی دعا ہی لگتی ہے بالکل پونم بولی اچھا ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں پونم پونم نہیں فاطمہ میں ہوں قوں بھر کے بولا ٹھیک ہے جیسے جناب کی مرضی ہم تو ذبح مرغ ہیں دروازہ ابھی پار کیا ہوا تھا کہ امی ابو مجھے گھور رہے تھے اور غصہ سے پکڑ کر چلنے لگے پونم نے دیکھ لیا تو بھاگی بھاگی امی ابو خدا کے لیے رک جاؤ آپ کی بیٹی کی سوال ہے صرف میں نے پیچھے دیکھا کہ پونم

نے امی کا پیر پکڑ رکھا تھا ہم رکے ہوئے اور پھر چلتے بنے پونم کی دونوں سنی ہی ناں ناصر جو شاید اس کا شوہر تھا اسے سہارا دیتے ہوئے اند لے گیا راستہ میں امی ابو نصیحت کرتے رہے بیٹا یہ شیطان تجھے بھی پھنسا لے گی لیکن تو اس کی باتون میں نہاں اہم جلد تیری شادی اس شہزادی سے کر دیں گے اور گھر میں پھر سے خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی کوئی ضرورت نہیں پونم کی میں نے حیرانگی سے دونوں کی طرف دیکھا اور وہ دونوں جو پونم کی وجہ سے مجھے برا بھلا کہہ رہے تھے آج اسی کو کوس رہے تھے اولاد تو آپ کی ہی ہے ناں دونوں نے رک کر دیکھا اور چلتے بنے راستے میں سہراب کی ماں آ گئی۔

بیٹا راجو ذرا سہراب کو دیکھو اس کے پتا کو ان سے تھوڑا کام ہے ابھی تک نہیں آیا میں نے ابو امی کی طرف دیکھا تو دونوں نے اجازت دے دی اور کہا کہ سیدھا گھر آنا جی اچھا جیسے آپ کی مرضی سوری حکم ادھر جنگل جو پاس ہی تھا دیکھا کہ سہراب چڑھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا اور کھٹیا جو غالباً اس بنگلے والون کی تھی وہ اور اس کے بچے سہراب کو شلوار سے پکڑ کر نیچے گرا رہے تھے میرا ہنسی سے برا حال ہوں ے لگا ارے راجو تو بچانہ ان سے ۔ میں تو جو صرف ہنس رہا تھا ارے دیکھ کیا رہے ہو گھائل پیٹو بھاگا ان کو اور بچا مجھے ۔ میں نے پتھر اٹھا کر سب کو بھگا دیا گلے مل کر میں نے کہا تو ان پچھرون سے ڈر رہا تھا ارے لیکن اس کے ساتھ اس کی ماں بھی تھی ارے اس کی ماں کی آنکھ کی میں نے کتوں کی طرف مکا کرتے ہوئے کہا سنبھل سنبھل کر سمجھ چکے ہیں لیکن کو کہاں تھا ۔ جواب تمہیں بھی سٹوری سنانی پڑے گی چل بول اسے بھی گتھا سنادی ارے چھوکرے تو تو کمال کر گیا اچھا گھر جا کر کام نپٹادوں پر ملتے ہیں آج پھر پونم سے ملنے گیا وہ مجھے مسلمان ہوں ے میں کوئی کسر نہ رکھنا چاہتی تھی مسلمان ہوں ے کا کہہ رہی تھی ظاہر سی بات تھی اتنا جاننے کے بعد کہ پونم کی دعاؤں سے میں بچ گیا تھا راضی ہو گیا۔

وہ بار بار مجھے گلے لگا رہی تھی ناصر نے بھی دروازے کی اوٹ سے نکل کر انگوٹھے سے گڈ کہا ۔ ارے

تو ہماری باتیں سن رہا ہے تیری تو ۔ بیٹی اسے بیٹھ ناں جس نے ہنس کر اسے بھی انگوٹھے سے جواب دیا ارمیں ہ کو صورتحال بتائی اس ے کہا جیسے آپ کی مرجی دونون مسلمان ہو گئے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی سہراب کو بتایا اور دوستی کا واسطہ دے کر کہا کہ کسی کو کچھ نہ بتائے وہ بھی راضی ہو گیا اچھا تو یا برے اس لیے کہہ رہا تھا کہ جو تیرے اندر دیکھ رہا ہوں اس کو ایسا ہی کر اچھا کر دیا ہے اس کو ویسے کا ویسا یا رے میری جان میں تبھی ہنس دیا تقریباً زندگی میں یہ واقعات سارے جو پیش آئے تھے پونم کو بیان کر دیے تھے وہ بہت خوش ہو رہی تھی اب ہمارے لیے رہنا ان کے میں ہمارے لیے مشکل تھا مطلب ماں باپ کے گھر میں امی ابو کو پتہ چلا وہ چیخے چلائے لیکن کچھ نہ کر سکے ہماری بیٹی بیٹا کو زور زبردستی ایسا کرنے پر اکسایا گیا لیکن ہم نے سب کچھ سچ کہہ دیا اب ناصر کی درخواست پر ہم دونوں نے شادی کر لی دونوں میں صرف دو سال کا فرق تھا میری تیئس سال اور ارمیں ہ جو اب شاید سونیا تھا اکیس سال مطلب دونوں ہی سیٹ تھے وہ سپاڈر میں میں ایک ڈائیلاگ ہے ناں کہ طاقت بڑھنے سے ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔

اب مسلمان ہوں ے سے میں کافی طاقت ور ہو گیا تھا ایک ذمے داری میری زندگی تھی پہلے تو سونا اور سٹڈی کرنا مگر یہاں معاملہ ہی الٹ تھا ایک رات ناصر بہت نصیحت کی باتیں مجھے کر رہا تھا میں نے اس سے کہا اب میری ذمہ ہے کہ ماں باپ کو مسلمان کروں اور انعم پر پرانی زندگی کا سایہ بھی پڑنے نہ دوں گا یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا لیکن ناصر تمہاری اور پونم کی شادی کیسے ہوئی ناصر نے کچھ توقف کے بعد کہا کہ جب سے تم لاپتہ ہو گئے تھے پونم بچاری کا تو برا حال تھا کہ ایک دن وہ صائمہ کے ساتھ آ گئی صائمہ نے کہا کہ بھائی جان پونم آج کل بہت مجبور ہے ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے ورنہ اس کا مسلمانوں سے اعتماد اٹھ جائے گا میں صائمہ کو امی ابو کے پاس بھیجا کہ مجھے انکار نہیں اگر وہ دونوں راضی ہیں تو اس طرح میری شادی پونم سے ہو گئی وہ ہر وقت آپ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بارے میں پریشان رہتی اور روتی میں بہت اعتماد دیتا کہ وہ آئے گا ہاں ناصر وہ آئے گا اور مسلمان بھی ہوگا اور آج دیکھو سب کچھ یہی ہوا جن کا تمہاری پونم کو یقین تھا ارے یہ تو میری پونم ہے جو مجھے کھینچ لائی میں جانے لگا تو ہم دونوں نے ایک سایہ دیکھا جو آہستہ آہستہ ہم دونوں پر ظاہر ہوں ے لگا مجھے تھوڑا تھوڑا یاد آنے لگا کہ یہ کیا چیز دیکھی ضرور ہے آخر کار آج کے دن وہ پوری طرح مجھ پر ظاہر ہوگئی اور ہنستے ہوئے انگوٹھے سے گڈ کہا ارے یہ تو وہی ہے سر کٹا انسان جو مجھے اغوا کر کے لے گیا تھا۔

اچھا تو تم تھے جو مجھ پر ظاہر ہوں اچاہ رہے تھے لیکن ہوتے نہ تھے اور روزوں میں مجھے اغوا کرلیا کہ پونم کو روزے میں تکلیف نہ ہو اور اس بات کی سمجھ اب آئی ہے کہ کسی کی ذاتی زندگی میں ٹانگ اڑانیکا مطلب تم جانتے ہو کیا۔ ہاں یار اب جان گیا ہوں اور وہ ہنستا ہوا چلا گیا یعنی ہوا میں محلل ہوگیا میں نے اسکو سر سے نیچے جو بدن وہاں سے پہنچان لیا کیونکہ وہ عجیب مخلوق کے وقت بالکل ہیں جسم میرے ساتھ باتیں کرر ہا تھا۔ آج تقریباً میں پرسکون ہوں کیونکہ سہراب پر میری باتوں کا گہرا اثر ہوا تھا اور وہ بھی عنقریب مسلمان ہوجائے گا اور مجھے پکا یقین ہے کہ ہم سب کی دعائیں بھی ماں باپ اور انعم کو بھی مسلمان کردیں گی کیونکہ میں پونم سے بہت پیار کرتا ہوں وہ سرائیکی کا ایک شعر ہے ناں۔

اساں واسدے حاسے تے وسدے نخاسے جو
تیڈی جھوک دے سے پاسے
سکوں نفس پلیت پلیت کیھتا
اساں ذات پلیت نخاسے

ترجمہ۔ یا اللہ ہماری روحیں تو پاکیزہ تھیں ہم ایک پل بھی آپ سے جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے تو نے دیں امیں بھیجا نفس ساتھ بھیجا اسی نفس نے ہم کو گندا کیا ذات کے اعتبار سے تو گندے نہیں سمجھے ناں یقیناً نفس نے سب انسانوں کو ہی پلیت کیا ہے خدا ہم سب کو اپنی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ کہاں ی بہنوں کے پیار کو اجاگر کرنے کے لیے لکھی ہے ہاں البتہ شاید آپ لوگ نام سے اتفاق نہ کریں پر مجھے یہ نام اچھا لگا اس لیے دے دیا ہندو بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس کہاں ی کا برا نہ منائیں صرف بہن کے پیار کی وجہ سے مذہب چینج کیا ہے مطلب اس کا پیار پانا سب کو بہنوں سے پیار کرنے کی درخواست اور بہنوں کو بھائیوں سے یقیناً یہ وہی جان سکتا ہے جس کی بہن نہ ہو جس طرح ہم لوگ اس طرح خوفناک کی انعم حویلیاں جس نے میری وجہ سے ڈائجسٹ چھوڑا سے ریکوسٹ ہے کہ وہ دوبارہ آئے اور میں دل سے سوری کرتا ہوں اس سے یقیناً میں نے اس کے لیے سخت الفاظ استعمال کئے تھے اگر میری وجہ سے نہ بھی چھوڑا ہو تب بھی معافی چاہتے ہیں ہم اب انک کی مرضی کہ وہ اس کہانی کو شائع کرتے ہیں یا نہیں اس کی مرضی کبھی کسی کو اپنی صفائی نہ دو کیونکہ جو آپ سے پیار کرتا ہے اس کی ضرورت نہیں اور جو نفرت کرتا ہے وہ کبھی یقین نہیں کرے گا دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھنا۔

❁❁❁

سنہرے خواب

پھولوں کی مہک میں
تاروں کی چھاؤں میں
جب چاند ندی کو تکا ہے
اور ٹھنڈی ہوا جھونکا لہرا لہرا کر چلتا ہے
تو کتنی حسین لگتی ہے یہ دنیا
بالکل پریوں کے دیس جیسی
اور اس دیس میں ایک پری
اپنے خوابوں کو سنہرا رنگ دیئے
کسی کا انتظار کرتی ہے
وہ جو بہت اپنا سا ہے

رخسانہ آفتاب

❁❁❁

آسیب

۔۔تحریر۔ افضال احمد عباسی۔ راولپنڈی۔۔

یہ کیسا آسیب ہے جو انسان کے اندر سمائے جا رہا ہے جو نہ صرف گھروں بلکہ بستیوں کو بھی ویران کرر ہا ہے ہر موڑ پر یہ دہشت زدہ چہروں نے بچوں سے بچپن اور محبت سے خواب چھین لیے ہیں جانے کب ان بستیوں کی رونقیں بحال ہوں گی جانے کب یہ وحشت دلوں کا پیچھا چھوڑیں گی۔ جیتی جاگتی زندگیوں سے کھلواڑ کرنے والے آسیب کا قصہ۔ جہاں ہر طرف آپ کو سنسنی خیز واقعات پڑھنے کو ملیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب مجھے اپنے سے شہر میں ملازمت نہ ملی اور برسرروزگار ہونے کی ہرآس ناکام عاشق کے دل کی طرح ٹوٹ گئی تو میں نے بوریا بستر یا باندھا بطور زادراہ اماں کی دعائیں لیں اور اس بڑے شہر میں چلا آیا میرا ایک دوست نوید جس سے برسوں سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اس شہر میں سکونت پذیر تھا اس نے اپنے گھر کی بیٹھک عارضی طور پر مجھے دے دی پھر حصول ملازمت کے لیے سڑک نودی شروع ہوئی ایک سڑک سے دوسری سڑک ایک دفتر سے دوسرا دفتر ابھی جوتوں کے تلے پوری طرح گھسے نہیں تھے کہ ایک دفتر میں ملازمت مل گئی جو میری توقع اور پسند کے مطابق نہیں تھی مگر بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی کے مصداق میں نے اسے غنیمت جانا نوید نے کہا پکڑلو اس نوکری کو ایک بار پاؤں جم جائیں تو بعد میں کوئی بہتر ملازمت تلاش کرلینا ملازمت پر لگ گیا تو پھر رہائش کے لیے دوڑ دھوپ شروع ہوئی اس بڑے شہر میں سب کچھ مل جاتا ہے دنیا کی ہر شے حتیٰ کہ نوکری بھی مگر کچھ اشیا عنقا ہیں جو قسمت والے ہی کو ملتی ہے مثلاً مروت رواداری۔ سکون۔ کل کا اعتبار اور مکان جب جوتوں کے نصف تلے گھس گئے اور کوئی قاعدے قرینے کا مکان ملنے کے آثار نظر نہیں آئے بلکہ حصول رہائش کی ہر آس پھر سے ناکام عاشق کے دل کی طرح ٹوٹنے لگی تو ایک دن اچانک اس مکان کے بارے میں اطلاع ملی مکان مجھے پسند آیا دو کمرے صحن آنگن باورچی خانہ اور ایک سٹور روم اور چھت پر بھی ایک چھوٹا سا کمرا مکان کی بائیں جانب ایک کشادہ گلی تھی جس میں ایک پرانا درکت ایستادہ تھا اور گہرے سبز پتوں سے لدی پھندی اس کی شاخیں نصف چھت پر سایہ کیے رہتی تھیں مکان کا داخلی دروازہ گلی میں تھا جبکہ عقبی کمرے کا کشادہ دریچہ سڑک کی جانب کھلتا تھا۔

مکان کا محل وقوع مجھے پسند آیا اس میں اتنی گنجائش بھی تھی کہ میری اماں اور چھوٹے بہن بھائی آرام سے رہ سکتے تھے ایک اور اچھی بات یہ تھی کہ مکان نوید کے گھر سے محض چند سو گز کے فاصلے پر تھا مکان تو اچھا ہے نوید نے کہا کرایہ بھی مناسب ہے مگر میں نے سوالیہ نظروں سے نوید کو دیکھا بھوت۔ ہاں سامنے والا پٹواری کہہ رہا تھا کہ مکان آسیب زدہ ہے مجھ سے بھی دو ایک افراد نے کہا میں نے سر ہلا دیا لیکن کیا تم واقعی سمجھتے ہو کہ اس مکان میں بھوت ہیں پتہ نہیں نوید نے کہا مناسب ہوگا کہ پہلے اچھی طرح چھان بین کرلی جائے چنانچہ چھان بین کی گئی چند ایک افراد کا کہنا تھا کہ مکان آسیب زدہ ہے پچھلا کرایہ دار اسی بنا پر مکان چھوڑ کر گیا تھا کیونکہ مکان میں رونما ہونے والے ناقابل یقین واقعات سے وہ اور اس کی بیوی بچے ڈر گئے تھے انہوں نے گھر میں سائے چلتے پھرتے دیکھتے اور آوازیں سنی تھیں تصدیق یا

تردید کے لیے بغیر سابقہ کرایہ دار سے ملاقات ممکن نہیں تھی کیونکہ وہ کسی دوسرے شہر منتقل ہوگیا تھا مالک مکان سے اس معاملے پر گفتگو ہوئی تو اس نے مکان میں کسی بھوت پریت کی موجودگی سے صاف انکار کردیا۔ پھر آپ نے مکان چھوڑا کیوں۔

ارے جناب میرا کنبہ بڑا ہے اس مکان مین ضرورت کے مطابق گنجائش نہیں تھی مجبوراً رہائش کے لیے دوسرا بندوبست کرنا پڑا مگر لوگ کہتے ہیں کہ سابقہ کرایہ دار مالک مکان ہنسا تو اس کی بات نہ پوچھیے اس نے تو کئی سال سے میرے کہنے سننے کے باوجود کرائے میں ایک پیسے کا بھی اضافہ نہیں کیا تھا جب میں نے ذرا سخت رویہ اختیار کیا تو اس نے بھوت پریت کی کہانی مشہور کردی مقصد صرف یہ تھا کہ میں کرایہ نہ بڑھاؤں تو گویا بھوت پریت کی کہانی محض ایک انتقامانہ کاروائی تھی نوید نے کہا جی ہاں تو پھر مکان گزشتہ کئی ماہ سے خالی کیوں پڑا ہوا ہے میں نے جرح کی اس شہر میں تو رہائش کی بے حد قلت ہے لوگوں کو جھونپڑی بھی مشکل سے ملتی ہے اس صورت میں کیا یہ عجیب بات ہے کہ آپ کا مکان جو اچھا خاصا ہے کئی ماہ سے خالی پڑا ہے عجیب بات تو ہے مالک نے ٹھنڈی سانس لی چاندی کی ڈبیا سے ایک عدد پان برآمد کیا اور کلے میں دبایا دیکھیے محترم آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسی کہانیاں مشہور ہوجائیں تو ان کا کچھ نہ کچھ اثر بھی ضرور پڑتا ہے یہی صورت میرے مکان کے ساتھ بھی ہے پچھلا کرایہ دار تو چلا گیا مگر اس محلے میں بدقسمتی سے میرے کئی بدخواہ ہیں جو ان کہانیوں و ہوا دیتے رہتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مکان کے خواہش مند آتے ہیں لیکن جب آسیب کے بارے میں سنتے ہیں تو غائب ہوجاتے ہیں۔

مالک مکان نے رک کر ایک اور ٹھنڈی سانس لی. میں نے تو جناب اسی بنا پر کرایہ بھی کم کردیا ہے چاہتا ہوں کہ مکان کسی طرح آباد ہوجائے مگر بات بنتی ہوئی نظر نہیں آتی آپ یقین کریں مکان ہر طرح سے محفوظ ہے اس میں کوئی ضرر رساں شے نہیں ہے یہ تو آپ کا بیان ہے نوید نے کہا فرض کیجئے اس مکان میں واقعی کچھ ہے تو مالک مکان نے تیسری بار سرد سانس بھری پھر مجھ سے مخاطب ہوا آپ اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کو کب تک بلانے کا ارادہ رکھتے ہیں ایک ڈیڑھ ماہ تک میں نے جواب دیا مالک مکان نے سوچتے ہوئے کہا تو پھر میں آپ کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں آپ اس مکان میں رہیے میں آپ سے ایک ماہ کا کرایہ نہیں لوں گا اگر مکان ہر طرح سے محفوظ محسوس کرو تو اپنی والدہ کو بلا لیجئے گا لیکن خدانخواستہ اس کے برعکس ہو تو مکان چھوڑ دیجئے گا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ نیا مکان تلاش کرنے میں میں خود آپ کی مدد کروں گا منظور ہے یار مجھے تو یہ تجویز خاصی معقول لگتی ہے۔ مگر سنو میں نے بات کاٹ کر کہا میں ایک تعلیم یافتہ اور باشعور آدمی ہوں بھوت پریت اور روحوں کو نہیں مانتا چنانچہ مجھے یقین ہے کہ مکان میں کوئی آسیب وغیرہ نہیں ہے تاہم اگر فرض کرلیا جائے کہ بات اس کے برعکس ہے اور مکان مین کوئی بھوت صاحب واقعی قیام پذیر ہیں تو بھی مجھے یقین ہے کہ میرا کچھ نہیں بگڑے گا اور پھر یہ بھی ہے کہ پاس پڑوس میں رہنے والے کبھی افراد نے مکان کے آسیب زدہ ہونے کی تصدیق نہیں کی کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی کسی غیر معمولی بت کا مشاہدہ نہیں کیا۔

تو پھر۔۔ نوید نے سوالیہ نظروں سے مجھے گھورا میں مکان مین رہوں گا میں نے جواب دیا ایک ماہ کا عرصہ کافی ہوتا ہے اگر مکان میں واقعی کسی آسیب کا سایہ ہے تو اس عرصے میں یہ بات ظاہر ہوجائے گی اور میں مکان چھوڑ دونگا یار پھر بھی۔۔ نوید نے متذبذب ہوکر قطع کلام کیا یوں ہی خوامخواہ اپنے آپ کو امتحان میں ڈالنا کچھ مناسب تو نہیں اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچا تو مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں نے کہا اطمینان رکھو۔ سوچ لو یار مجھے فکر رہے گی نوید کا یہ جملہ مجھے اچھا لگا مجھے فکر رہے گی اس دور نا پرساں میں جب ساری قدریں بیوہ کی چوڑیوں کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہیں جب نفسانفسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اورافرتفری نے آدمی کے حواس مختل کر دیئے ہیں جب آدمی ہجوم میں تنہا ہوتا جا رہا ہے اور اسے پڑوس کی خیریت پوچھنے کا بھی لحاظ نہیں ہے تو کسی کا یہ کہنا اچھا لگتا ہے کہ اسے فکر رہے گی یہ محض چند الفاظ ہی تو ہیں لیکن بے وقعتی کے اس دور میں یہ الفاظ انمول ہیں میں نے ممونیت سے اپنے دوست کو دیکھا پھر میں نے ایک سگریٹ جلائی نوید تم فکر نہ کرو مجھے کچھ نہیں ہوگا آخر کار میں نے کہا۔

بھوت پریت کے بارے میں بچپن سے سنتے آرہے ہیں لیکن کبھی کوئی تجربہ نہیں ہوا بدروحیں ہوتی ہیں یانہیں کبھی کبھی یہ جاننے کا شوق پیدا کرنا ہے لہذا میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے اگر ایک ماہ اس مکان میں گزارہ جائے اور دیکھا جائے کہ مکان واقعی آسیب زدہ ہے یانہیں میں یہ تجربہ ایک شغل کے طور پر کرنا چاہتا ہوں اور اطمینان رکھو اگر وہاں کوئی بھوت ہے تو ہو وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ میں ہی اسے گھر چھوڑنے پر مجبور کر دوں گا نوید نے ٹھنڈی سانس لی اور مجھے گھورا پہلی رات نوید میرے ساتھ گزاری ہم رات گئے تک چائے پیتے رہے اور باتیں کرتے رہے اور ساتھ شعوری طور پر بھوت کا انتظار کرتے رہے ابھی کچھ نظر آئے گا کوئی سایہ چمکتی ہوئی سرخ آنکھیں یا لپلپاتی ہوئی زبان کوئی دروازہ خود بخود کھلے گا یا گلاس میز سے گر کر ٹوٹ جائے گا لیکن کچھ نہ ہوا بھوت اگر تھا بھی تو اس رات اس نے آرام کرنے پر اکتفا کیا تھا۔رات گئے ہم دونوں سو گئے اگلے دن نوید اپنے بچوں کو لے کچھ دن کے اپنے آبائی گاؤں چلا گیا کہ وہاں اس کی چھوٹی خالہ کے بڑے دیور کی چھوٹی بیٹی کی شادی خانہ آبادی وغیرہ کا سلسلہ تھا جاتے جاتے وہ مجھے تاکید کر گیا کہ اگر مجھے ذرا سا بھی کسی ناخوشگوار صورت حال سے دوچار ہونا پڑا تو فوراً مکان چھوڑ دوں اور اس کے مکان کی بیٹھک میں منتقل ہو جاؤں میں نے چابی اس کے ہاتھ سے لے کر جیب میں رکھی اور وعدہ کیا کہ اس کی ہدایت پر پوری طرح عمل کروں گا۔

❁❁❁

ایک ہفتہ گزر گیا سات دن سات راتیں نہ پتہ ہلا نہ دروازہ کھلا یا بند ہوا اور نہ کوئی آواز سنائی دی گو میں بھوت پریت اور ارواح خبیثہ کا بالکل قائل نہیں ہوں اس کے باوجود میں شاید غیر شعوری طور پر کچھ غیر معمولی اور محیر العقل وقوعے کے رونما ہونے کا منتظر تھا ساتھ ہی یہ کہ شاید اندر سے کچھ خوفزدہ بھی تھا آتے جاتے غیر ارادی طور پر شک بھری نظروں سے مختلف اشیاء کو گھورتا یہ گلاس کیا اسی جگہ رکھا تھا کیا کھڑکی کا پردہ میں نے ہی کھولا تھا یہ دروازہ تو شاید پہلے نصف سے کم کھلا تھا اب پورا کیسے کھل گیا شام کے جھٹ پٹے میں اور رات کے پرسکوت سناٹے میں میری نگاہ خود بخود ادھر ادھر بھٹکتی شاید کسی نئے کسی ہیولے کی جستجو میں دل و دماغ میں ایک انجانا وسوسہ جاگزیں رہتا لیکن سات دن گزر گئے اور کچھ نہ ہوا میں دھیرے دھیرے مطمئن ہو گیا لیکن آٹھویں دن مجھے ایک ناقابل توجیہہ تجربے سے دوچار ہونا پڑا۔

شام کو وقت تھا خاموشی اور تاریکی چہروں طرف محیط تھی میں صحن میں بیٹھا لیمپ کی روشنی میں اماں کو خط لکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیمپ کی روشنی میں اس بنا پر کیونکہ حسب معمول بجلی چلی گئی تھی ہمارے یہاں بہت سی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں مثلاً مہنگائی۔آنے والا کل اور زندگی ویسے ہی بجلی کا بھی کوئی اعتبار نہیں ایک شوخ محبوبہ کی طرح اٹھکیلیاں کرتی رہتی ہے جھلک دکھاتی ہے مسکراتی ہے پھر غائب ہو جاتی ہے جب تیسری بار بجلی غائب ہوئی تو میں نے سوئچ ہی آف کر دیا اور لیمپ جلا لیا لیمپ کی زرد روشنی میں خیر خیریت کے رسمی الفاظ ذرا خوش خط حروف میں لکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ معاً میرے کانوں میں ایک آواز آئی ایک خفیف سی مسکراہٹ پھر ایک منظم سی سرگوشی زیادہ سچ یہ ہے کہ میں نے کوئی آواز نہیں سنی بلکہ صرف محسوس کیا غیر ارادی طور پر گردن خود بخود گھومی اور میں نے اندر کمرے میں جھانکا اسی وقت دروازے کی مدھم سی چرچراہٹ ابھری جو بالکل واضح تھی اور مجھے

صاف سنائی دی۔

میں چند ثانیے ساکت و صامت بیٹھا رہا اور قدرے سراسیمہ نظروں سے کمرے میں دیکھتا رہا پھر کسی اندرونی تحریک کے زیر اثر خود بخود اٹھا لیمپ ہاتھ میں لیا۔اور بے آواز قدموں سے کمرے میں داخل ہو گیا کمرے کے وسط میں پہنچ کر رک گیا اور سہمی ہوئی نظروں سے اردگرد کا جائزہ لیا کمرا بالکل خالی تھا دائیں جانب دوسرا کمرہ تھا مگر اس کا دروازہ بند تھا بائیں طرف ایک کوٹھڑی یا اسٹور روم تھا اس کا دروازہ البتہ کھلا تھا اور چرچراہٹ کی آواز غالباً اسی دروازے کے کھلنے سے ابھری تھی عقب میں دریچہ تھا جو نصف کھلا ہوا تھا اور اس کا پردہ ہوا سے لہرا رہا تھا میں چند لمحے دروازے اور دریچے کے پردے کو ہوا سے لہراتے ہوئے پردے کو دیکھا یقیناً یہی بات ہے شاید دروازہ کچھ کھلا ہوا تھا دریچے سے ہوا کا جھونکا آیا اور دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ مزید کھل گیا یہ بھی ممکن ہے کہ دریچے کا پٹ ہوا سے ہلا ہوا اور چرچراہٹ کی آواز اسی سے ابھری ہو ہاں یہی بات ہو سکتی ہے مجھے قدرے اطمینان کا احساس ہوا پھر میں آگے بڑھا دریچے کا پٹ بند کر کے چٹخنی لگائی اور واپس مڑا۔

معاً مجھے رکنا پڑا وہ کیا شے تھی یہ محض میرا وہم تھا مجھے یکایک ایک ہیولہ سا نظر آیا تھا ایک انسانی وجود غیر مرئی جو نظر نہیں آرہا تھا مگر محسوس ہو رہا تھا طویل القامت اور جسیم وہ کمرے کے وسط میں کھڑا تھا اور گو اس کی آنکھیں مجھے نظر نہیں آرہی تھیں تاہم صاف طور پر اور یقین کی حد تک محسوس ہو رہا تھا کہ عوجلتی ہوئی سرخ اور پرتپش آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں میرے دل کی دھڑکن یکایک بڑھ گئی ہاتھ پیروں میں سنسناہٹ ہونے لگی شاید ماتھے اور گردن پر پسینے کے دوچار قطرے بھی ابھر آئے تھے میں کئی منٹ تک ساکت و صامت کھڑا سراسیمہ نظروں سے اسے دیکھتا رہا شک کے حصار میں گھرا ہوا کیا واقعی میں اسے دیکھ رہا ہوں کیا واقعی وہ ہے یا بات محض اتنی سی ہے کہ میرے وہم نے اس کا نادیدہ وجود تراش لیا ہے میں نے سر کو ہولے سے جھٹکا دیا اور غور سے اسے دیکھا کون ہو تم یہ بات میرے ہونٹوں سے نکلی تھی مگر میں نے خود نہیں کہی تھی خود بخود کہی تھی میری آواز کمرے کی گہری خاموشی میں گونجی تو یکایک محسوس ہوا کہ اس کے بدن میں جنبش ہوئی ہے پھر شاید اس نے کچھ کہا جو سنائی نہیں دیا بس محسوس ہوا کہ اس نے کچھ کہا ہے پھر میں نے اسے جنبش کرتے ہوئے محسوس کیا وہ معاً مڑا اور ہوا کے ایک سبک جھونکے کی مانند چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا میں کچھ دیر وہیں کھڑا رہا پتھر کی طرح سکت اور ٹھہری ہوئی آنکھوں سے کھلے دروازے کو گھورتا رہا پھر یکایک اس طرح چونکا جیسے کسی ڈراؤنے خواب سے آنکھ کھلی ہو وحشت بھری نظروں سے اردگرد دیکھا دریچہ اسٹور روم کا دروازہ اور وہ جگہ جہاں وہ کھڑا تھا پھر میں آہستہ آہستہ چل کر صحن میں آیا اور کرسی پر بیٹھ گیا میری نظر صحن اور آنگن میں بھٹک رہی تھی کہاں گیا وہ صحن اور آنگن میں اس کی موجودگی کا احساس نہیں ہو رہا تھا شاید وہ اوپر چلا گیا تھا میں خاموش بیٹھا رہا۔

الجھن خوف اور تذبذب میں گرفتار یہ سب کیا تھا جو کچھ میں نہیں دیکھا پھر بھی جو دیکھ کیا واقعی دیکھا تھا کیا واقعی وہ انسانی ہیولا تھا کیا لوگ سچ کہتے ہیں یہ مکان سچ مچ آسیب زدہ ہے میں نے گردن گھما کر ایک بار پھر اس مقام پر نظر ڈالی جہاں میرے احساس کے مطابق وہ کھڑا تھا چند ثانیے دیکھتا رہا سر کو زور زور سے جھٹکا اور آہستہ سے ہنسا۔مجھے خود اپنی آواز اجنبی محسوس ہوئی کچھ دیر بعد جب ذہنی انتشار اور وحشت میں کمی ہوئی تو میں نے ذرا سکون اور اعتماد کے ساتھ سوچنا شروع کر دیا جو تجربہ ہوا تھا اسے اپنے تصور میں دوبارہ دیکھنے کی کوشش کی دروازے کی چرچراہٹ آہٹ اور ایک غیر مرئی انسانی ہیولا مگر میرا ذہن متامل تھا یہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا کہ میں واقعی کسی آسیب کی موجودگی سے دوچار ہوا تھا یہ میرا وہم بھی ہو سکتا تھا مکان کے بارے میں کئی کہانیاں سنی ہیں ہو سکتا ہے میرا ذہن ان سے پہلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہی متاثر ہوا اور لاشعوری طور پر کسی بھوت کو دیکھنے کا خواہش مند ہو ہاں یہی بات ہو سکتی ہے کسی آسیب کا کوئی وجود نہیں ہے دروازہ ہوا سے چرچرایا ہوگا آہٹ میرے وہم نے سنی۔

انسانی ہیولا میرے متاثر ذہن نے تراشا بس اتنی سی بات ہے مجھے خواہ مخواہ پریشان نہیں ہونا چاہیے میں نے طے کیا اگلے دو ہفتوں میں مزید ایسے تجربات ہوئے ایک بار لیمپ دو مرتبہ بجھا اور دوسری بار کوٹھڑی کا دروازہ آپ ہی کھل گیا حالانکہ میرا خیال تھا کہ دروازہ نہ صرف میں نے بند کیا تھا بلکہ کنڈی بھی لگا دی تھی دونوں ہی موقعوں پر مجھے آہٹ سننے کا گمان بھی گزرا تھا اور اس کی موجودگی کا احساس بھی ہوا تھا اور دونوں ہی بار یہ محسوس ہوا کہ وہ کوٹھڑی سے نکلا اور صحن سے گزر کر اوپر چلا گیا بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ مجھے محسوس ہوا کہ وہ کوٹھڑی سے نکلا اور صحن سے گزر کر اوپر گیا تھا ان تجربات کے باوجود میرا ذہن یہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا کہ مکان میں واقعی کوئی بدروح موجود ہے کچھ تو اس بنا پر کہ میں بھوت پریت کا قائل نہیں ہوں میں سمجھتا ہوں کہ جب آدمی مرتا ہے تو اس کا جسم مٹی میں مل کر ختم ہو جاتا ہے اور روح آسمانوں پر چلی جاتی ہے بھوت پریت۔ چڑیل۔ ارواح خبیثہ۔ یہ سب بیمار کمزور اور توہم پرست ذہنوں کی اختراع ہیں ایک وہم زدہ ذہن اندھیرے میں طرح طرح کی اشکال اور اشیاء دیکھتا ہے نہ صرف بھوت پریت بلکہ جن پری اور دیو بھی جبکہ ان کو کوئی وجود نہیں ہوتا۔

مجھے بھی یقین تھا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا لیمپ کا بجھنا کنڈی کا گرنا اور دروازے کی چرچراہٹ یا تو اتفاق تھا یا ہوا کی کارستانی اور انسانی پیکر میرے پراگندہ اور متاثر ذہن نے تراشا تھا۔ دوسرے اس بنا پر کہ اس نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ تھا تو بے ضرر تھا محض ایک غیر مرئی ہیولا بے وزن غیر مادی کوئی سرگرمی نہیں تھی میرے ذہن میں یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ چونکہ مکان خالی اور ویران پڑا ہے اس بنا پر وہ اس میں بسیرا کرتا ہے مکان آباد ہوگا تو خود ہی چلا جائے گا جس شام کنڈی گرنے اور دروازہ کھلنے کا واقعہ پیش آیا تھا میں صحن میں بیٹھا ہوا تھا چائے کا کپ میرے ہاتھ میں تھا کان میں چرچراہٹ کی آواز آئی تو نظر خود بخود کمرے میں چلی گئی پھر میں اٹھا اور بے آواز قدموں سے چل کر کیچن میں داخل ہوا یہ عمل غیر ارادی تھا میری نگاہ دروازے پر جمی ہوئی تھی محسوس ہوا کہ وہ اگر تھا تو اسٹور روم سے برآمد ہوا اور چند لمحوں کے لیے کمرے کے وسط میں ٹھہرا پھر صحن کی طرف بڑھ گیا گو میں اسے دیکھ نہیں سکتا تھا پھر بھی میری نظر اس کا تعاقب کرتی رہی جب وہ چلا گیا اور مجھے واضح طور پر یہ محسوس ہونے لگا کہ کمرے میں اب کوئی نہیں ہے تو میں آگے بڑھا اور دروازے کا جائزہ لیا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ میں نے دروازہ بند کیا تھا اور کنڈی بھی لگائی تھی پھر کنڈی کیسے گری اور دروازہ کیسے کھلا میں نے آگے بڑھ کر جائزہ لیا کنڈی ذرا ڈھیلی ہے کبھی کبھی کواڑ ہے تو خود بخود گر جاتی ہے پھر نگاہ دریچے کے کھلے پٹ کی طرف گئی اور میرے ذہن میں خیال ابھرا۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ہوا کا جھونکا آیا ہو اور کنڈی گر گئی ہو وہ رت کافی بے چینی میں گزری صبح اٹھ کر ناشتہ کیا اور معمول کے مطابق تیار ہو کر ساڑھے آٹھ بجے دفتر کے لیے گھر سے نکلا بس اسٹاپ پر پہنچا تو توجہ تیس چالیس افراد کے ہجوم نے کھینچی جو قریبی گلی میں موجود تھا بس اسٹاپ پر جو افراد بس کے انتظار میں کھڑے تھے ان کی توجہ بھی ہجوم ہی جانب تھی میں نے یوں ہی راہ روای میں ایک باریش بزرگ سے پوچھا کیا بات ہے محترم - یہ لوگ گلی میں کیوں جمع ہیں بزرگ نے چونک کر میری طرف دیکھا پھر تلخ لہجے میں بولے لاشیں ملی ہیں لاشیں۔ میں نے سٹپٹا کر کہا ہاں ہاں دو لاشیں ہیں بوریوں میں بند تھیں دونوں کو گولی ماری گئی تھی بزرگ نے یہ بات اس طرح کہی جیسے کہ خود کلامی کر رہے ہوں کیا وقت آ گیا ہے نہ خوف خدا نہ آدمیت کا احترام آدمی حیوان بنتا جا رہا ہے کسی بات کو کائی احترام نہیں رہا ہے

پہلے کہیں ہفتوں میں ایسا سانحہ ہو جاتا تھا اب لاشیں روزانہ کوڑوں کے ڈرموں میں بوریوں میں ملنے لگی ہیں آدمی اور کیڑے مکوڑے میں کوئی فرق ہی نہیں رہا اگر یہی حالات رہے تو۔۔

بزرگ بڑبڑاتے رہے میں غیر ارادی طور پر ہجوم کی طرف بڑھ گیا چہ میگوئیاں کرتے لوگوں کے درمیان سے راستہ بناتے ہوئے آگے بڑھا اور بوریوں سے برآمد ہونے والی لاشوں پر نظر ڈالی میں نے ذرا غور سے دونوں لاشوں کو دیکھا ایک لاش ایک ادھیڑ عمر آدمی کی تھی جبکہ دوسری ایک نوجوان لڑکے کی تھی اس کی عمر بیس سال سے کم لگتی تھی ان دونوں کے کپڑوں پر پھیلا ہوا خون خشک ہو کر سیاہ پڑنے لگا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ انہیں مرے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے غالباً چوبیس گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر گیا تھا فضا میں ایک تیز اور حد درجہ ناگوار بو پھیلی ہوئی تھی جو یقینی طور پر لاشوں سے اٹھ رہی تھی میں نے رومال جیب سے نکال کر ناک پر رکھا اور افسردہ نظروں سے نوجوان لڑکے کا چہرہ دیکھا گو وہ چہرا اخراج خون اور موت کے باعث مرجھا کر زرد بے رونق اور ڈراؤنا ہو گیا تھا مگر ناک نقشے اور قد کاٹھ سے عیاں تھا کہ بڑا وجیہہ خوش شکل اور جاذب نظر رہا ہوگا جدھر سے گزرتا ہوگا لڑکیاں پلٹ کر دوسری بار دیکھنے اور اس کی وجاہت پر دل و جان نثار کرنے کی آرزو کرتی ہوں گی مگر وہ وجاہت اب مر چکی تھی حالانکہ ابھی اس کی پوری عمر باقی تھی۔

ابھی یقیناً اسے بہت کچھ کرنا تھا کسی سے محبت کرنی تھی اور گھر بسانا تھا اور بچے پالنے تھے اور بوڑھی ماں کی خدمت کرنی تھی مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا اب نہ وہ کسی سے محبت کرے گا نہ گھر بسائے گا اور نہ اپنی محبت کرنے والی ماں کی خدمت کرے گا کیونکہ اس کے جسم میں گولیوں کے پانچ نشان ہیں اور اس کی لاش ٹاٹ کی بوری سے برآمد ہوئی ہے میری توجہ خود بخود قریب کھڑے ایک مدقوق سے آدمی کی طرف مبذول ہو گئی وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا سب سے پہلے عبداللہ بھائی نے دیکھا تھا بدبو کی وجہ سے انہیں کچھ شک ہوا چنانچہ انہوں نے شاکر بھائی کو اور مجھے آواز دے کر بلایا پھر ہم لوگ پولیس کو بلا لائے کون ہیں یہ لوگ۔ کیا اسی علاقے کے ہیں اس کے ساتھی نے پوچھا نہیں مدقوق آدمی نے کہا ہم نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا شاید رات میں کسی وقت یہ لاشیں یہاں رکھی گئی ہوں گی ہاں کسی نے دیکھا نہیں تھا کیا بات کرتے ہو یار اگر دیکھا ہوتا تو کیا وہ حرامی یہاں سے بھاگ کر جاتے جنہوں نے بورے رکھے تھے سالوں کے ٹکڑے کر دیتے مدقوق آدمی نے ذرا غصے سے کہا یار بڑی افسوس ناک بات ہے دوسرے آدمی نے رنج سے کہا جانے بیچارے کون ہیں یہ دونوں مدقوق آدمی نے ٹھنڈی سانس لی اور سر ہلایا میں یکا یک مڑا اور ایک عالم وحشت میں تیز تیز قدموں سے بس اسٹاپ کی طرف چل پڑا۔

اس دن دفتر میں قطعاً دل نہ لگا گزشتہ شام کا واقعہ پھر دونوں لاشیں میں نے خود کو فائلوں میں مصروف کرنے کی کوشش کی مگر بات نہیں بنی پھر اخبار اٹھایا تو دل کا بوجھ اور بھی بڑھ گیا پورا اخبار دل آزاد خبروں سے بڑھا پڑا تھا قتل اغوا چوری ڈکیتی زنا اور جانے کیا کیا گو ان دونون لاشوں کا ذکر کہیں نہیں تھا جو صبح میں نے دیکھی تھیں کیونکہ اخبار والوں کو ابھی علم نہیں ہوا ہوگا مگر دیگر چار لاشوں کا ذکر موجود تھا جو شہر کے مختلف علاقوں میں ایک دن قبل پائی گئی تھیں ایک لاش بورے میں ملی تھی ایک کوڑے کے ڈرم میں ایک لاش زیر تعمیر عمارت میں پائی گئی تھی جبکہ چوتھی لاش جس کا سر کاٹ کر الگ کر دیا گیا تھا اک نالے کے قریب جھاڑیوں سے ملی تھی ان لاشوں کے علاوہ کئی وارداتیں اغوا کی ہوئی تھیں تین کاریں اور چار موٹر سائیکلیں چھین لی گئی تھیں ایک بڑے تاجر کے بنگلے پر ڈاکہ پڑا تھا اور ڈکیت نقد رقم کے علاوہ زیورات اور دوسری قیمتی اشیاء لوٹنے میں کامیاب ہو گئے تھے شہ سرخی کے ساتھ ایک بڑے بیان بھی چھپا تھا کہ ان لوگوں کو بہت جلد پکڑ لیا جائے گا میں نے اخبار ایک طرف رکھ دیا اور افسردہ نظروں سے پہلے صفحے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی چھوٹی بڑی سرخیوں کو دیکھتا رہا جو زہریلے کیڑے مکوڑوں کی طرح نظر آ رہی تھیں کیا ضرورت ہے اخبار پڑھنے کی۔ کیا حاصل ہے محض۔ تضیع اوقات اور کچھ نہیں زندگی میں آزار کی پہلے کوئی کمی نہیں پہلے کوئی زمانہ تھا جب صبح طلوع ہوتی تھی تو فرحت اور تازگی لے کر آتی تھی اب اپنے دامن میں خوف بے یقینی اور رنج لے کر آتی ہے۔

میں خاموش بیٹھا رہا تھا کہ فاروق میری میز پر آ گیا کیا بات ہے بھئی آج بڑے اداس ہو ہاں یار میں نے پژمردگی سے کہا آج صبح صبح دو لاشیں دیکھی ہیں تب سے دل خراب ہو رہا ہے اچھا کہاں میں نے پوری بات بتائی فاروق ہنس کر بولا چھوڑ بھی یار کیا فضول بات لے کر بیٹھ گئے ہو ارے میاں یہ سب تو چلتا رہتا ہے دو چار افراد مار دیئے گئے تو کون سی قیامت آ گئی یہ تو روز کی بات ہے تم خوامخواہ منہ لٹکا کر بیٹھ گئے مگر یار وہ انسان تھے میں نے کہا۔ کیا واقعی۔ فاروق طنزیہ انداز میں ہنسا میں نے جلتی نظروں سے اسے گھورا مجھے تعجب ہے کہ تم ایسی بات کہہ رہے ہو معصوم لوگوں کا مرنا محض ایک لطیفہ ہے کہ اس پر ہنسا جائے فاروق یکا یک سنجیدہ ہو گیا نہیں یار لطیفہ نہیں ہے ماتم ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہوگا کیا یہ نفسا نفسی یونہی چلتی رہے گی کیونکہ یہ لوگ جو سب کچھ کر سکتے ہیں ہمیں بھی مار سکتے ہیں یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں بہنے لگی تھیں۔

پھر ہر روز ہی ایسے واقعات دیکھنے میں آنے لگے کبھی سڑک پر اور کبھی نالے میں کوئی نہ کوئی انسانی لاش دکھائی دینے لگی اس کی گردن کٹی ہوئی ہوتی اور لاش بوری بند ہوتی یوں لگتا ہے جیسے اسے کسی نے بہت بے دردی سے مارا ہو ان واقعات نے سب کو خوفزدہ کر دیا تھا میں بھی خوفزدہ رہنے لگا تھا اور سوچتا رہتا تھا کہ آسیب تو میرے گھر میں موجود ہے لیکن خون باہر کیوں ہوتے ہیں۔ یہی سوچ سوچ کر میں پیلا پڑنے لگا۔ کسی کے پاس بھی اس بات کا کوئی بھی حل نہ تھا ہر کوئی خوفزدہ تھا لیکن کچھ کہہ نہ پا رہا تھا کہ ان کی گردنیں کاٹنے والا کون ہے کہاں سے آتا ہے اور کیوں ایسا کرتا ہے کوئی بھی کچھ نہیں کہہ رہا تھا یہ کوئی آسیب تھا بدروح تھی بھوت تھا دیو تھا یا پھر کوئی اور کوئی بھی نہ جان پا رہا تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ ہر سی کو معلوم ہوتا تھا کہ صبح سویرے کسی کی لاش ضرور ملے گی اور ایسا ہی ہوتا تھا۔

ان واقعات کے چوتھے دن میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا اخبار پڑھ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی میں نے جا کر دروازہ کھولا تھا تو سامنے نوید کھڑا تھا اسے دیکھتے ہی میں نے تعجب سے کہا یار تم کب آئے وہ بولا آج ہی صبح آیا ہوں آؤ اندر آؤ اور سناؤ بھابھی بچے ٹھیک ہیں اور اماں کیسی ہیں کیا وہ بھی آئی ہیں کہ نہیں وہ فی الحال نہیں آئی وہیں رہیں گی نوید نے جواب دیا اچھا یار بیٹھو میں تمہارے لیے چائے بناتا ہوں میں چائے بنانے لگا تو نوید اخبار پڑھنے لگا میں چائے بنا لایا اور اس نے اخبار ایک طرف رکھ دیا اور چسکی لیتے ہوئے بولا۔ بتاؤ مکان کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے کیا کسی جن بھوت سے ملاقات ہوئی کہ نہیں۔ نہیں نوید چونک کر بولا یعنی تمہارا مطلب ہے کہ وہ کہانی بے بنیاد تھی مکان میں کوئی آسیب نہیں ہے۔ یار میں نے ذرا الجھ کر کہا بات اس طرح نہیں ہے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں، ہو سکتا ہے کہ میرا وہم ہو لیکن گزشتہ چوبیس بچیس دنوں میں کم از کم تین بار مجھے مکان میں کسی نادیدہ ہستی کی موجودگی کا احساس ہوا یوں لگا جیسے کوئی ہیولا کمرے میں موجود ہے وہ نظر بالکل نہیں آتا ہے نہ کوئی آواز سنائی دیتی ہے بس محسوس ہوتا ہے کہ کوئی غیر مرئی سایہ ہے وہ اس سامنے والی کوٹھڑی سے برآمد ہوتا ہے اور باہر چلا جاتا ہے اس لیے میں الجھن میں پڑ گیا ہوں یقین نہیں کہہ سکتا کہ مکان میں واقعی آسیب موجود ہے کہ نہیں۔ کیا واقعی نوید نے سنبھل کر بیٹھ کر تجسس آمیز نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ میں نے تذبذب کے ساتھ کہا لوگوں کا کہنا تھا کہ انہوں نے آوازیں سنی تھیں سائے کو چلتے پھرتے

دیکھا تھا اور دوسری محیر العقل سرگرمیاں لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہے مجھے کسی کی موجودگی کا احساس تو ضرور ہوا مگر شک وشبہ بھی ہے ہو سکتا ہے وہم ہی ہے ممکن ہے کہ میرا ذہن سنی سنائی باتوں سے متاثر ہوا اور اسی بنا پر مجھے کسی سائے یا ہیولے کی موجودگی کا احساس ہوا ہو اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے

فرض کرو مکان میں کوئی سایہ ہے تو بھی میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی اہم بات نہیں ہے جب مکان آباد ہو جائے گا مجھے یقین ہے کہ وہ چلا جائے گا۔ یار میں سمجھا نہیں۔ نوید نے حیرت سے کہا۔ کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ مکان بے ضرر ہے اور تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہاں میں ایسا ہی محسوس کرتا ہوں نوید تھوڑی دیر چپ رہا اور حیرت بھری نظروں سے مجھے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک سگریٹ جلائی اور نرم لہجے میں بولا تو گویا تم مطمئن ہو۔ ہاں تو پھر کیا خیال ہے کب تک اماں کو بلا رہے ہو۔ ابھی نہیں میں نے بھی ایک سگریٹ سلگائی سر دست میرا انہیں بلانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ کیوں۔ میں ٹھنڈی سانس لی اور کہا میں آسیب سے ڈرتا ہوں یار۔ نوید نے الجھ کر مجھے گھورا یار کمال ہے عجیب بات کرتے ہو تم ابھی کہہ رہے تھے کہ مکان محفوظ اور بے ضرر ہے اور اب کہہ رہے ہو کہ آسیب سے ڈرتے ہو آخر تمہارا مطلب کیا ہے اگر یہ مکان پسند نہیں ہے دوسرا ڈھونڈ لیتے ہیں میں نے گہری نظروں سے نوید کو دیکھا پھر اٹھ کر دریچے تک گیا اور پردہ سرکا کر باہر جھانکا سڑک اور چوراہا صاف نظر آ رہے تھے دکانیں کھلی ہوئی تھیں اور کہیں کہیں اکا دکا افراد آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے مگر گزشتہ دن کے سانحے کی بنا پر چہل پہل اور رونق نہیں تھی ایک نحوست ویرانی اور سوگوار فضا میں گھلی ہوئی تھی یوں لگتا تھا جیسے ہر شے خوفزدہ اور سہمی ہوئی ہے میں نے پلٹ کر نوید کی طرف دیکھا۔ وہ تجسس سے میری طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

میں مکان کی بات نہیں کر رہا آخر کار میں نے افسردہ آواز میں کہا میں باہر کی بات کر رہا ہوں آسیب تو باہر ہے سڑکوں پر اور گلیوں میں نکڑ پر ہر کونے میں اور ہر مکان کی چوکھٹ پر اور گھات لائے بیٹھا ہے کب موقع ملے اور اپنی لپلپاتی خون آلود زبان سے انسانی زندگیوں کو چاٹ لے۔ نوید مکان میں اگر آسیب ہے بھی تو وہ بے ضرر ہے، کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا مگر باہر کا آسیب خون آشام ہے اور ہر گھر میں اور ہر آنگن میں اپنا منحوس سایہ پھیلائے ہوئے ہے میں نے رک کر سانس لی اور اس لیے میں نے طے کیا ہے کہ ابھی اماں کو نہیں بلاؤں گا پھر میں چپ ہو گیا نوید حیرت سے مجھے دیکھتا رہا۔ اس کے پاس میری کسی بھی بات کا جواب نہ تھا۔ کیوں قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی پلیز اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا تاکہ میں مزید بہتر سے بہتر لکھ سکوں۔ مجھے انتظار رہے گا۔

❀❀❀

غزل

یہ نہ سمجھ کہ بچھڑا ہوں تو بھول گیا ہوں میں
تیری دوستی کی خوشبو میرے ہاتھوں میں آج بھی ہے
یہ اور بات ہے کہ مجبوریوں نے نبھانے نہ دی دوستی
ورنہ شامل سچائی میری دفاؤں میں آج بھی ہے
محبت سے بڑھ کر تجھ سے عقیدت ہے مجھے اے دوست
یوں مقام تیرا بلند دوستوں میں آج بھی ہے
ہر لمحہ زندگی میں محبت نصیب ہو تجھے
شامل تو میری دعاؤں میں آج بھی ہے

☆ نرگس ناز۔ سکھر

غزل

حق میری محبت کا ادا کیوں نہیں کرتے
تم درد تو دیتے ہو دعا کیوں نہیں کرتے
کیوں بیٹھے ہو خاموش سرہانے میرے آ کے
یارو میرے، مرنے کی دعا کیوں نہیں کرتے
پھول کی طرح جسم ہے پتھر کی طرح دل
جانے یہ حسین لوگ وفا کیوں نہیں کرتے

☆ حسنین کاظمی۔ رکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شکاری

---تحریر: ایس امتیاز احمد۔ کراچی---

اس نے فون کے بندوبست پہلے سے کرر کھا ہو بہرحال میں اس کھیل میں شکست تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے جب وہ کمرے میں واپس آیا تو میں اپنی کافی ختم کر چکی تھی۔ کیا تم نے کافی پی لی تھی میں نے حیرت سے پوچھا۔ ہاں کافی تو پی لی تھی مگر پیالی بدل دی تھی۔ اس نے بھی کافی پی اور شب بخیر کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا دوسرے دن حسب معمول جب میں چائے دینے کے لیے اس کے کمرے میں پہنچی تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چائے سے نجات مل چکی تھی میں نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا جس نے بتایا کہ وکٹر کی موت کو زیادہ دیر نہیں ہوئی لیکن اس نے موت کا سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کر دیا اس کا کہنا تھا کہ وکٹر کی موت چونکہ مشتبہ ہے لہذا پولیس کو اطلاع دی جائے پولیس آئی اور رسمی کاروائیاں شروع ہو گئیں۔ ایک سنسنی خیز کہانی۔

میں نے اس عورت کو سینٹ برناباس آئی کلینک میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا میں اپنی آنکھوں کے علاج کے لیے مہینے میں ایک بار اس کلینک میں آیا کرتی ہوں میرا نام مرایٹنا براؤن ہے اور آپ نے یقیناً میری لکھی ہوئی کتابیں دیکھی ہوں گی بے عقل لوگ میری کتابوں کو پسند نہیں کرتے لیکن میں انہیں نظر انداز کر دیتی ہوں ہمارے معاشرے میں بے شمار ایسی عورتیں ہیں جو بہت بے کیف زندگی گزار رہی ہیں میری کتابیں جادو کے ان آئینوں کی طرح ہیں جو ان عورتوں کو ان کے اصلی چہرے دکھا دیتی ہیں میری کتابیں عورتوں کے ظاہری خدوخال کی وضاحت نہیں کرتیں دراصل ہمارے معاشرے میں عورتوں کے دو روپ ہوتے ہیں ایک روپ ان کا اپنا ہوتا ہے دکھی اداس اور دل گرفتہ اور دوسرا روپ وہ ہوتا ہے جو خاندان والوں دوستوں اور ارد گرد کے لوگوں کو نظر آتا ہے یہ دوسرا مصنوعی روپ بہت وجیہہ خوشگوار حوصلہ مند اور باہمت ہوتا ہے حالانکہ وہ ایک چوہے سے بھی خوف زدہ ہو جاتی ہیں ان کا یہ مصنوعی خوش گوار روپ ہی مردوں کو متوجہ کرتا ہے اور بالاخر ان کی شادی ہو جاتی ہے بہرحال میں اس عورت کی بات کر رہی تھی جسے میں نے برناباس کلینک میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا جو لوگ کسی کلینک میں مستقل جانے والے ہوتے ہیں وہ اپنے ہی جیسے کسی دوسرے مریض کو فوراً پہچان لیتے ہیں لیکن وہ عورت میں لیے اجنبی تھی اس کی عمر چالیس سے تجاوز کر چکی تھی صورت شکل کی بس واجبی سی تھی لیکن اس کے چہرے پر ایک طرح کی طمانیت تھی اور اسی طمانیت نے اسے قابل توجہ بنا دیا تھا۔

اس کے کپڑے بے حد قیمتی تھے اس کے ہاتھ میں مگرمچھ کی کھال کا بنا ہوا ایک بیگ تھا جس کی قیمت ساٹھ ستر ڈالر کے لگ بھگ ہوگی کپڑوں کی طرح اس کے جوتے بھی قیمتی تھے اس کی ظاہری شباہت میں صرف ایک چیز کی کمی نظر آ رہی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے زندگی سے کوئی دلچسپی نہ ہو اس کا طمانیت بھرا چہرہ بے جان نظر آتا تھا اس کے ساتھ ایک مرد بھی تھا ہو سکتا ہے وہ اس کا شوہر ہو اس کی شخصیت بھی اس عورت ہی کی طرح شان دار تھی وہ دونوں یقیناً کسی بہت بڑے مکان میں رہتے ہوں گے جہاں آرام و آسائش کی ہر چیز مہیا ہوگی ان دونوں کی ہر حرکت سے ان کی بے پناہ دولت مندی کا اظہار ہو رہا تھا میں ہمیشہ اس کلینک میں کونے والے صوفے پر جا کر بیٹھا کرتی ہوں جہاں شاید میرے علاوہ اور کوئی نہیں بیٹھتا تھا مریضوں کا یہ خیال ہے کہ اگر وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈاکٹر کے کمرے کے دروازے کے سامنے بیٹھیں تو ڈاکٹر انہیں جلدی بلالے گا لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہوتی ہے ڈاکٹر مریض کو اسی وقت بلاتا ہے جب اس مریض کا نمبر آتا ہے اسی لیے میں نے کبھی سامنے بیٹھنے کی کوشش نہیں کی۔۔

اس دن میرے ہاتھ میں میری ایک نئی کتاب کا مسودہ تھا میرا خیال تھا کہ کلینک میں بیٹھ کر میں کچھ کام کرلوں گی اس دن خلاف معمول کلینک میں بہت رش تھا مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ اجنبی عورت میرے قریب ہی آکر بیٹھ گئی اس کا شوہر واپس چلا گیا تھا اس نے صوفے پر بیٹھنے کے بعد میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔معاف کیجیے گا اس کلینک میں کیا ہمیشہ اتنی ہی بھیڑ رہتی ہے ۔آج کچھ زیادہ ہی لوگ ہیں میں نے جواب دیا ولی انتظار کرنے سے بہت گھبراتا ہے اس لیے ایک گھنٹے میں واپس آنے کا کہہ کر کہیں چلا گیا ہے اس سے پہلے کہ میں کچھ کہہ سکتی اس نے میرے مسودے کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا اوہ ۔کیا تم ہی مارٹینا براؤن ہو ۔یہ کتاب تم ہی نے لکھی ہے اب مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ کیا ہونے والا ہے میں نے اس قسم کی باتیں سینکڑوں مرتبہ سنی تھیں ہر عورت اپنے ساتھ ایک کہانی لیے پھرتی ہے ہوسکتا ہے کہ اس نے اپنی کہانی کو لکھنے کی بھی کوشش کی ہو لیکن اس کے پاس وقت نہیں ہوتا اس کی کہانی بہت دلچسپ بھی ہوسکتی تھی کم سے کم ہر عورت اپنی کہانی کے متعلق ایسے ہی دعوے کرتی ہے اب میں اسے کیسے سمجھاتی کہ میرے پڑھنے والوں کو ایسی عورت کی کہانی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی تھی جس کی عمر چالیس سے تجاوز کرچکی ہو میں یہ سوچ رہی تھی کہ اس عورت نے پھر کہا بہت سے لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ تمہاری کہانی کے ہیرو ہر اعتبار سے مکمل انسان ہوتے ہیں میرے خیال میں یہ بات بالکل ہی ناقابل یقین ہے میں تمہیں اپنے شوہر وکٹر کی کہانی سناتی ہوں۔

اس کہانی سے تمہیں مرد کی فطرت کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا تم اس کے کردار کو آئندہ کسی کہانی میں بیان کرسکتی ہو میرا خیال یہ تھا کہ شاید تمہارے شوہر کا نام ولی ہے کیوں کہ تم نے پہلے والی کا نام لیا تھا ولی میرا دوسرا شوہر ہے وکٹر پہلا شوہر تھا عورت نے جواب دیا لیکن وکٹر اور ولی میں بہت فرق ہے وکٹر بہت شاندار آدمی تھا بہت خوبصورت تندرست اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ عورتیں اس پر جان دیتی تھیں میرا خیال یہ ہے کہ ان عورتوں کو یہ سن کر بہت حیرت ہوئی ہوگی کہ وکٹر مجھ سے شادی کررہا ہے۔ میں اس وقت زیادہ جوان بھی نہیں تھی یوں سمجھ لو کہ اس وقت میری عمر اٹھائیس برس کی تھیں شاید تم نے اپنی کسی کہانی میں اٹھائیس برس کی ہیروئن کا تذکرہ نہیں کیا ہوگا ۔اسکا مطلب یہ تھا کہ وہ میرے کرداروں کے متعلق جانتی ہے پڑھنے والے چوبیس برس سے زیادہ عمر کی ہیروئن کو پسند نہیں کرتے ۔عمر کو چھوڑو صورت شکل میں بھی میں تمہاری کسی ہیروئن سے نہیں ملتی عورت نے صاف گوئی سے کہا میرا باپ ایک وزیر تھا لیکن وہ بہت خوش مزاج آدمی تھا وہ اکثر پیار میں مجھے نامکمل حسینہ کہا کرتا تھا میں یہ سمجھ رہی تھی شاید میری کبھی شادی نہیں ہوسکے گی ہاں سب سے پہلے تمہیں اپنا نام بتا دوں میرا نام رتھ ہے۔

تم تو وکٹر کا تذکرہ کررہی تھیں میں نے اکتا کر اسے ٹوک دیا ۔ہاں جس وقت اس سے میری پہلی ملاقات ہوئی اس وقت میں پنے دفتر میں بیٹھی کام کررہی تھی میں اس زمانے میں ایک بہت بڑی کاروباری فرم کی مالک تھی وہ جیسے ہی میرے دفتر میں داخل ہوا مجھے یون لگا جیسے سورج نکل آیا ہو وہ مجھ سے کہیں زیادہ جوان تھا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ سنجیدہ مزاج عورتوں کو پسند کرتا ہے کم عمر لڑکیاں اس کے خیال سے مشکلات میں اضافہ کرتی ہیں مشکلات کو آسان کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے ۔وہ کام کیا کرتا تھا میں نے یوں ہی تکلفاً اس سے پوچھ لیا میں اپنے کرداروں کا مکمل پس منظر جانے بغیر ان کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتی تھی اور وکٹر ممکن تھا کہ کسی کہانی میں میرا کردار ہو ہی جاتا۔

اوہ۔۔ رتھ نے ایک طویل سانس لی اور ٹالنے والے انداز میں میری بات کا جواب دیا وہ ایک سیلز میں تھا بڑی بڑی فیکٹریوں سے اس کا رابطہ رہتا تھا۔ کیا وہ ایک اچھا سیلز میں تھا میں نے وکٹر کے متعلق ایک بار پھر دریافت کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مجھے وکٹر کی کامیابی یا ناکامی سے کوئی نہیں ہونی چاہیے لیکن وہ عورت زبردستی مجھے اپنی کہانی سنانے پر تل ہی گئی تھی تو میں بھی کرید کرید کر اس سے سوالات پوچھنے میں حق بجانب تھی یوں سمجھ لو کہ وہ اپنی شان دار شخصیت کی وجہ سے کبھی ناکام نہیں رہا حالانکہ وہ بار بار مجھے آگاہ کرتا رہتا تھا کہ آج کل کاروبار میں مقابلہ بہت سخت ہوگیا ہے بہر حال اس نے میرا ساتھ دیا اور فرم ترقی کرتی رہی وکٹر سے شادی کے بعد میں نے اپنی فرم فروخت کردی اور ایک گھریلو عورت کی طرح پرسکون زندگی بسر کرنے لگی۔

مجھے رتھ کی کہانی میں ابھی تک دلچسپی کا کوئی پہلو نظر نہیں آیا تھا ایسا عام طور پر ہوتا ہے بہت ممکن ہے کہ وکٹر نے رتھ سے صرف اس کی دولت کے لیے شادی کی ہو لیکن ہوسکتا ہے کہ آگے چل کر اس کہانی میں کوئی دوسرا مرد یا دوسری عورت آجائے کیونکہ بغیر کسی مثلث کے کوئی کہانی مکمل نہیں ہوتی لیکن ایسا دیکھائی دیتا تھا کہ اس عورت سے کسی دوسرے مرد نے بھی محبت کی ہو۔آگے کیا ہوا میں نے سوال کیا رتھ کے جواب نے مجھے چونکا دیا پھر وہ مرگیا ۔کیا وکٹر مرگیا ۔ہاں اس کی موت اچانک ہوئی تھی اب اس کی کہانی میں تھوڑی سی دلچسپی پیدا ہوچلی تھی میں نے جھجکتے ہوئے سوال کیا اس کی اچانک موت نے پولیس کو متوجہ کیا تھا رتھ نے اپنے قیمتی دستانے اتارے انہیں احتیاط سے تہہ کیا اور اپنے پہلو میں رکھ لیا میں نے دیکھا کہ رتھ کی انگلیوں میں اتنی قیمتی انگوٹھیاں تھیں جنہیں فروخت کرکے میں ایک سال تک اپنے مکان کا کرایہ ادا کرسکتی تھی پھر اس نے لرزتی ہوئی آواز میں میرے سوال کا مختصر سا جواب دیا۔

کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ وہ مرگیا ۔اس کے لہجے میں کسی دکھ یا مسرت کا اظہار نہیں ہورہا تھا لیکن اس کا اعتماد کہیں گم ہوگیا تھا شاید اسے خود پر اعتماد نہیں رہا تھا شاید وکٹر نے اسے بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہو میں اس کے متعلق سوچنے میں اتنا محو ہوگئی تھی کہ رتھ کے دو چار جملوں پر بالکل دھیان نہیں دے سکی لیکن پھر ایک جملے نے مجھے چونکا دیا وہ کہہ رہی تھی تم اس کی موت کو قتل نہیں کہہ سکتی میں نے مسلسل کئی برسوں تک یہ سننے کے لیے انتظار کیا کہ کوئی اس کی موت کو قتل کہے لیکن کسی نے بھی اس کی موت کو قتل نہیں کہا۔اس کی موت کے بارے میں پولیس کا کیا خیال تھا میرا مطلب ہے کہ اس کی موت کو قتل کس نے کہا تھا میں نے کچھ دیر بعد سوال کیا ایک لڑکی ہمارے درمیان آگئی تھی الزبیتھ ۔رتھ نے میری بات کا جواب دینے کی بجائے ایک دوسری کہانی چھیڑ دی ۔اوہ میں نے اطمینان کی ایک سانس لی اب اس کی کہانی میں کچھ جان پیدا ہوچلی تھی کہانی بھی اب ہزاروں دوسری کہانیوں کے روایتی مثلث تک پہنچ گئی تھی اس روایتی مثلث کے بغیر کوئی کہانی مکمل نہیں ہوتی۔

رتھ ایک طرف دیکھتے ہوئے دھیرے دھیرے کہنے لگی لوگ مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ کیا تم اس بات سے خوفزدہ نہیں ہو کہ تمہارے شوہر کو کوئی دوسری عورت ہتھیا سکتی ہے لیکن میں کبھی اس پہلو پر سوچتی ہی نہیں تھی بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگیا کہ ایک سمجھدار بیوی کو اپنی آنکھیں بند ہی رکھنی چاہیں وکٹر ہر ماہ کے آخر میں دو چار دنوں کے لیے باہر چلا جاتا تھا لیکن میں یہ کبھی نہیں کہوں گی کہ وہ میری غیر موجودگی میں بہت خوش رہتا تھا ایک مرے ہوئے آدمی کے لیے ایسی بات کہنا مناسب نہیں ہوتا بہر حال چھتیس برس کے ایک مرد کے لیے اکیس برس کی ایک لڑکی میں کشش تو ہوتی ہے ... مطلب ۔میں نے الجھ کر پوچھا مطلب یہ کہ اب ہمارے اس کہانی میں ایک لڑکی داخل ہوتی ہے اکیس سالہ مس الزبیتھ تم اس لڑکی کو اپنی کہانی کی ہیروئن بھی بنا سکتی ہو وہ اتنی خوبصورت لڑکی تھی کہ ہر شخص اسے حاصل کرنے کے خواب دیکھ سکتا تھا۔ کیا الزبیتھ کوئی دولت ... لڑکی تھی میں نے دریافت کیا ۔ہاں بہت دولت ... اپنے دولت۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مند باپ کی اکلوتی اولاد میں نے اس لڑکی کو صرف ایک بار دیکھا تھا۔ رتھ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی وکٹر کو اپنی کہانی میں ہیرو بنانے کا امکان میرے لیے ختم ہوتا جا رہا تھا میری کہانی کے ہیرو اپنی بیوی یا محبوبہ سے ہمیشہ وفادار رہتے ہیں جب کہ وکٹر اس عورت کو چھوڑ کر ایک دوسری لڑکی کی طرف راغب ہو گیا تھا اور ہو سکتا تھا کہ کچھ دنوں بعد وہ اس لڑکی کو بھی چھوڑ جاتا۔

رتھ نے پھر کہنا شروع کیا میں نے وکٹر کو سمجھانے کی کوشش کی ایک دن میں نے وکٹر سے کہا دیکھو وکٹر تم کیوں اس لڑکی کی زندگی تباہ کر رہے ہو۔ الزبیتھ کو کوئی غیر شادی شدہ مرد بھی مل سکتا ہے تم خود سوچو تم ایک شادی شدہ آدمی ہو تمہاری اور اس کی عمر میں بہت فرق ہے کچھ بھی ہو میں اسے چھوڑ نہیں سکتا وکٹر نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ تم صرف میری لاش سے گزرنے کے بعد ہی اس سے شادی کر سکتے ہو رتھ یہ کہہ کر پھر خاموش ہو گئی۔ میں نے مسکرا کر کہا لیکن بجائے تمہارے مرنے ے وکٹر ہی مر گیا۔ ہاں اس نے اپنا سر ہلایا۔ اور اسکی موت پر قتل کا شبہ کیا گیا میں نے پوچھا۔ شبہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ رتھ نے جواب دیا لیکن پولیس تو اسی چکر میں رہتی کہ کہیں سے کوئی سراغ ہاتھ آئے اور وہ ہاتھ دھو کر کسی کے پیچھے پڑ جائے تمہیں ذرا محتاط رہنا چاہیے میں نے جلدی سے رتھ کو ٹوک دیا۔ عام جگہوں پر ایسی گفتگو نہیں کیا کرتے بہت ممکن ہے کہ اس کلینک میں پولیس کا بھی کوئی آدمی بیٹھا ہو ہمبالٹ نامی پولیس کا ایک آدمی اس کلینک میں اکثر آتا ہے اس لیے تمہیں ذرا دھیمی آواز میں گفتگو کرنی چاہیے بہر حال یہ تو بتاؤ کہ وکٹر کی موت پر قتل کا شبہ کیوں ہوا تھا۔

میں تمہیں پوری کہانی سناتی ہوں رتھ نے جواب دیا الزبیتھ والی گفتگو کے تین چار دنوں کے بعد رات وکٹر حسب معمول اپنے اور میرے لیے کافی تھا کہ دوسرے کمرے میں فون کی گھنٹی سنائی دی میں سمجھ کر سننے کے لیے گئی لیکن وہ فون وکٹر کے لیے نے واپس آکر وکٹر کو بتایا کہ اس کا فون کرنے والے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور کافی کی پیالی کو گھورنے لگا وہ دوسرے کمرے میں جانے سے ہچکچا رہا تھا۔ کیا بات ہے تم فون سننے کیوں نہیں جا رہے میں نے پوچھا۔۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جب تم دوسرے کمرے میں جاؤ گے تو میں تمہاری کافی میں زہر ملا دوں گی۔

۔۔اوہ بہت خوب۔ وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔ اپنے شوہر کے لیے تمہیں ایسی بات کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے بہر حال تم کافی پیو میں ابھی فون سن کر آتا ہوں اتنا کہہ کر وہ اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا دوسرے کمرے کا دروازہ اس ۔نے بند کر دیا تھا اس کے جانے کے بعد میں نے اپنی کوفی کی پیالی اٹھائی اور نجانے کیا سوچ کر پیالی واپس رکھ دی پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی دروازے کے قریب پہنچی اور کان لگا کر وکٹر کی آواز سننے لگی وہ فون پر شاید کسی لڑکی ہی سے گفتگو کر رہا تھا اس کے لہجے سے بے پناہ خوشی کا اظہار ہو رہا تھا پھر اس نے میرے بارے میں باتیں شروع کر دیں۔ اب کی بتاؤں تنی وہ کس مزاج کی عورت ہے اس کے ساتھ محبت کرنی بے کار ہے بالکل ہی مریضانہ ذہنیت کی مالک ہے وکٹر یہ سب باتیں فون پر کسی سے کہہ رہا تھا اس سے زیادہ سننے کی مجھ سے سکت نہیں تھی

۔

میں دوبارہ صوفے پر آکر بیٹھ گئی اور کافی کا پیالی اٹھا لی لیکن اسی لمحے ایک اور سنسنی خیز خیال میرے ذہن میں پیدا ہوا میں کوئی ادیبہ یا شاعرہ نہیں ہوں کہ اپنے احساس کو بخوبی دوسروں تک پہنچا سکوں بس میں اتنا کہہ سکتی ہوں کہ میری چھٹی حس نے مجھے آگاہ کر دیا۔ مجھے کافی نہیں پینی چاہیے۔ شاید تم یہ سمجھ رہی تھیں کہ وکٹر نے تمہاری کافی میں زہر ملا دیا ہے کیوں۔ میں نے سوال کیا لیکن اگر ایسی بات ہوتی تو عین وقت پر فون کیسے آ سکتا تھا ۔ ہو سکتا تھا کہ اس نے فون کے بندوبست پہلے سے کر رکھا ہو بہر حال میں اس کھیل میں شکست تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے جب وہ کمرے میں واپس آیا تو میں اپنی کافی ختم کر چکی تھی ۔ کیا تم نے کافی پی لی تھی میں نے حیرت سے پوچھا۔ ہاں کافی تو پی لی تھی مگر پیالی

بدل دی تھی بہر حال اس نے بھی کافی پی اور شب بخیر کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا دوسرے دن حسب معمول جب میں چائے دینے کے لیے اس کے کمرے میں پہنچی تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چائے سے نجات مل چکی تھی میں نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا جس نے بتایا کہ وکٹر کی موت کو زیادہ دیر نہیں ہوئی لیکن اس نے موت کا سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کر دیا اس کا کہنا تھا کہ وکٹر کی موت چونکہ مشتبہ ہے لہٰذا پولیس کو اطلاع دے دی جائے پولیس آئی اور رسمی کارروائیاں شروع ہو گئیں۔

پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے کیا پتہ چلا تھا میں نے پوچھا۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے یہ بتایا تھا کہ وکٹر کی موت کا سبب ایک بہت ہی مہلک زہر ہے۔ بہر حال وکٹر کی موت کے بعد چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کچھ لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ وکٹر نے خودکشی کی ہے اور کچھ کا یہ خیال تھا کہ اسے ہلاک کیا گیا ہے پولیس نے تم سے کچھ نہیں پوچھا ۔کیوں نہیں ۔ لیکن میں نے پولیس کو بتایا کہ وکٹر کی موت سے مجھے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا تھا بلکہ الٹا مجھے وکٹر کے بہت سے قرضے چکانے ہیں۔ لیکن تم نے پولیس کو سچی بات کیوں نہیں بتائی ۔ کون میری بات کا یقین کرتا سب یہی کہتے کہ میں نے جان بوجھ کر وکٹر کو ہلاک کیا ہے حالانکہ جس وقت میں نے پیالی تبدیل کی تھی اس وقت مجھے یقین نہیں تھا کہ وکٹر نے واقعی پیالی میں زہر ملا دیا ہو گا بہر حال اس کی موت کے بعد بہت محتاط ہو گئی میں نے اپنے چہرے پر بے حسی طاری کر لی کسی کو میرے جذبات کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد تم نے ولی سے شادی کر لی میں نے پوچھا۔ ہاں ولی سے میری شادی کو تین برس بیت چکے ہیں وکٹر کی موت کے بعد میرے پاس اچھا خاصا سرمایہ تھا جسے میں نے ایک کاروبار میں لگا دیا میں اس کاروبار میں ایک عورت کی شریک ہو گئی تھی ولی ایک سٹور کے اوپری کمرے میں رہتا تھا ان دنوں اس کی حالت بہت خستہ تھی وہ بہت پریشانی کی زندگی گزار رہا تھا اس کی بیوی کے انتقال کو پندرہ برس گزر چکے تھے وکٹر اور ولی میں بہت فرق تھا وکٹر بہت جارحانہ عزائم رکھنے والا آدمی تھی جبکہ ولی بہت منکسر المزاج ہے وکٹر محفل میں ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا جبکہ بے چارے ولی کو کوئی نہیں پوچھتا تھا جب پہلی مرتبہ ولی میرے فلیٹ میں آیا تھا تو اس کی حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا مادام اپنی بیوی کے مرنے کے بعد میں نے کبھی کوئی گھر نہیں دیکھا تھا آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ پرسکون گھر کسے کہتے ہیں۔ خیر اس وقت میری عمر پچپن برس تھی یہ وہ عمر ہوتی ہے جب جذبوں میں کوئی گرمی باقی نہیں رہتی لیکن اس عمر میں کسی رفیق کے بغیر زندہ رہنا بھی بہت دشوار دکھائی دیتا ہے آخر کار ہم دونوں نے شادی کر لی میں نے اسے ایک دکان کھلوا دی جہاں اس نے دھیرے دھیرے ترقی شروع کر دی کیا تم نے ولی کو وکٹر کے متعلق بتا دیا تھا میں نے سوال کیا۔ نہیں رتھ نے جواب دیا ولی کو یہ سب بتانے کوی کوئی ضرورت نہیں تھی پھر اسی وقت رتھ کا نام پکارا گیا اور وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور تیزی سے لپکتی ہوئی ڈاکٹر کے کمرے میں داخل ہو گئی جلدی میں وہ اپنی چھتری بھی بھول گئی تھی شاید وہ ڈاکٹر کے پاس سے ہو کر دوبارہ واپس آنے والی تھی س کے جانے کے بعد میں نے اطمیناں کا سانس لیا اور دوبارہ اپنے مسودے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی اور کس نے مجھے مخاطب کیا اوہ مس براؤن تم ابھی تک یہیں بیٹھی ہوئی ہو۔ میں نے چہرہ اٹھا کر دیکھا میرے سامنے ہمبالٹ کھڑا تھا پولیس آفیسر۔ کیا بات ہے بہت دنوں بعد نظر آئے ہو میں نے ہمبالٹ سے پوچھا آج شاید لوگوں سے اچانک ملاقات کا دن ہے۔ میں یہاں اپنی آنکھوں کا معائنہ کروانے آیا ہوں ہمبالٹ نے جواب دیا کچھ دنوں سے محسوس کرنے لگا ہوں کہ میری آنکھیں جواب دیتی جا رہی ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں مسٹر ہمبالٹ میں نے جلدی سے کہا آپ ابھی اتنے بوڑھے نہیں ہوئے ہیں۔ میں بھی جانتا ہوں ہمبالٹ مسکرایا۔ کم سے کم میرا ذہن تو ہمیشہ جوان رہے گا۔ تو پھر میں اپنی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک تازہ کہانی کا ایک مسئلہ آپ سے پوچھ لوں مسٹر ہمبالٹ ۔کیا مسئلہ ہے ۔فرض کریں ایک عورت نے کسی شخص سے شادی کی اس شخص نے اس عورت کو ہلاک کرنے کی کوشش کی بعد میں وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کر لیتی ہے تو کیا اس عورت کو اپنے دوسرے شوہر سے پہلے شوہر کی بات بتا دینی چاہیے ۔نہیں ۔اس عورت کو چاہیے کہ اپنے دوسرے شوہر کو اس بات کا اشارہ بھی نہ کرے کہ اسے قتل کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے ۔بس میں یہی پوچھنا چاہتی تھی شکریہ۔

ہمبالٹ ایک طرف چلا گیا اور میں دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی ۔کچھ دیر کے بعد ایک دوسری آواز آئی میں نے سر اٹھا کر دیکھا میرے پاس اس عورت کا دوسرا شوہر ولی کھڑا تھا ۔معاف کیجئے گا اس نے بہت شائستگی سے کہا میں اپنی بیوی کو ڈھونڈ رہا ہوں اس کی چھتری یہاں رکھی ہوئی ہے ۔آپ کی بیوی ڈاکٹر کے پاس گئی ہوئی ہیں میں نے اسے بتایا اسی وقت ہمبالٹ بھی وہاں آ گیا اس نے ولی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔کیا بات ہے ولی ۔کچھ نہیں ۔میں اپنی بیوی کو لینے آیا تھا ۔اوہ ہمبالٹ نے ایک گہری سانس لی تم نے پھر شادی کر لی ولی اس مرتبہ تم اپنی نئی بیوی کے ساتھ کچھ دن گزار ہی لینا ورنہ کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس جاؤ گے حادثے بار بار نہیں ہوا کرتے سمجھے ۔اس سے پہلے کہ ولی کوئی جواب دیتا رتھ تیزی سے چلتی ہوئی ولی کے پاس آئی اور اس کا بازو پکڑتے ہوئے بولی ولی تمہیں زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا ۔آؤ چلتے ہیں ڈاکٹر نے اگلے ہفتے پھر بلایا ہے ولی نے چھتری اٹھائی اور وہ دونوں باہر چلے گئے رتھ نے ایک بار بھی ہمبالٹ کی طرف نہیں دیکھا تھا ان کے جانے کے بعد میں نے ہمبالٹ سے پوچھا کیا بات ہے مسٹر ہمبالٹ کیا اس آدمی کو جانتے ہو۔

ہاں ہمبالٹ نے جواب دیا پولیس کی نظروں میں یہ شخص مشتبہ ہے ۔وہ کیوں ۔اس کی بیویاں حادثوں میں ہلاک ہو جاتی ہیں اس کی پہلی بیوی شادی کے دو سال بعد ہی ڈوب کر ہلاک ہو گئی تھی لوگوں کے بیان کے مطابق ولی نے اپنی بیوی کو بچانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہوا ۔پھر اس میں ولی کیا قصور تھا میں نے دریافت کیا ۔صورت حال یہ ہے ولی اپنی بیوی کیساتھ اس وقت کشتی میں سیر کر رہا تھا کشتی ساحل سے بہت دور تھی ساحل سے دیکھنے والوں کو صاف صاف نظر نہیں آ سکا تھا لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ ولی نے پہلے تو اپنی بیوی کے سر پر چوٹ لائی تھی پھر نیم بے ہوش کر کے اسے سمندر میں پھینک دیا تھا تین سال بعد اس نے کوسٹا نامی ایک دوسری لڑکی سے شادی کر لی کوسٹا کو سمندر کی تفریح سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لیے اس کا انتقال کار کے حادثے میں ہوا یہ واقعہ اسپین کا ہے کوسٹا ولی کی کار لے کر کہیں گئی ہوئی تھیں جب رات گئے تک واپس نہیں لوٹی تو ولی نے پولیس کو فون کیا اسپین کی انتظامیہ کا حال تو شاید تمہیں معلوم ہی ہے ۔ہاں میں نے جواب دیا شکایت درج ہونے کے گھنٹوں بعد تفتیش شروع ہوتی ہے خیر تو اس کی لاش ایک ویران سڑک پر کار میں پھنسی ہوئی پائی گئی کار کا حادثہ ہو گیا تھا پولیس والوں کو خوب صورت کار کی بہت افسوس ہوا۔

حادثہ کیسے ہوا تھا ۔میں نے دریافت کیا ۔صحیح اندازہ تو نہیں لگایا جا سکا لیکن شاید کار کا اسٹرنگ خراب ہو گیا تھا یا بریک فیل ہو گئے تھے اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس کار کو ایک ہفتہ پہلے ہی گیراج میں بھیج کر والی نے چیک کروایا تھا حادثے کا کوئی گواہ بھی موجود نہیں تھا اور کاریں گواہی نہیں دیا کرتیں تھوڑی بہت تفتیش ہوئی اور بالآخر ولی کو بے گناہ قرار دے دیا گیا اور تجہیز و تکفین کے انتظامات اسپین میں ہی ہو گئے ۔اوہ تو اس کی بیوی اسپین ہی میں دفن کی گئی میں نے پوچھا ۔ہاں اس کی دونوں بیویاں بیرونی ملکوں میں دفن ہیں ایک فرانس میں ہے اور دوسری اسپین میں اب پتہ نہیں اسے یہ تیسری بیوی کس طرح مل گئی ۔مجھے بھی نہیں معلوم رتھ نے مجھے صرف اتنا بتایا تھا کہ ولی سے اس کی ملاقات ایک دکان میں ہوئی تھی اس کا یہ کہنا تھا کہ وہ کسی دوسری عورت کے ساتھ مل کر کوئی کاروبار کر رہی ہے ۔ہاں ہمبالٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا میں جانتا ہوں رتھ نے شادی کا ایک بہت بڑی ایجنسی کھول رکھی ہے اس کی ایجنسی اچھی خاصی چل رہی ہے اب مجھے یاد آیا ولی کی بھی ایک دکان ہے اس دکان کا نام بہت خوبصورت ہے اس وقت مجھے وہ نام یاد نہیں آ رہا ہے میں اپنی موت کے بعد ہی ریٹائر ہوں گا ہمبالٹ نے جواب دیا تمہیں اپنی کہانی کے لیے اچھا خاصا مواد مل گیا ہوگا۔

ہاں ۔میں نے جواب دیا ایک بات تو معلوم ہو گئی ہے کہ ولی بھی وکٹر ہی کے قبیلے کا آدمی دکھائی دیتا ہے وکٹر کون ہے ہمبالٹ نے چونک کر پوچھا ۔رتھ کا پہلا شوہر۔ اچھا یہ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ رتھ نے ولی سے پہلے بھی کسی سے شادی کر رکھی تھی کہیں وہ تم سے مذاق تو نہیں کر رہی تھی ۔نہیں ہمبالٹ وکٹر کی موت کے بعد ہی اس نے ولی سے شادی کی ہے ۔وکٹر کس طرح مرا تھا ۔ہمبالٹ نے پوچھا ۔میں نے ہمبالٹ کو ساری کہانی تفصیل سے سنانے کے بعد کہا اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ واقعہ کہاں ہوا تھا لیکن پولیس کے ریکارڈ میں ضرور ہوگا ۔اوہ ۔ہمبالٹ نے ایک گہری سانس لی پھر تو یہ رتھ زیادہ خطرناک ہوئی ۔نہیں مسٹر ہمبالٹ میں جلدی سے بولی اس میں رتھ کا کوئی قصور نہیں ہے رتھ نے صرف یہ کیا تھا کہ اپنی پیالی بدل لی تھی اس پر کوئی الزام لگایا ہی نہیں جا سکتا اس کا ماضی بھی بے داغ ہے وہ ولی کی طرح نہیں ہے اب مجھے رتھ کی فکر لاحق ہو گئی ہے پتہ نہیں کب ولی اس کی جان لے لے آپ پولیس کے آدمی ہیں آپ کو چاہیے کہ رتھ کی حفاظت کا بندوبست کریں ۔گھبراؤ نہیں ۔ہمبالٹ نے مجھے تسلی دی کم سے کم چار پانچ مہینوں تک رتھ کو کچھ نہیں ہوگا۔

لیکن ہمبالٹ کا خیال تھوڑا غلط ثابت ہوا تھوڑا سا اس لیے کہ اخبار میں کچھ دنوں بعد موت کی خبر چھپی تھی لیکن وہ خود ولی کی موت کی خبر تھی جو فرانس کے ایک ہوٹل کے بالکونی سے نیچے گر کر ہلاک ہو گیا تھا حادثے کے وقت ولی کی بیوی رتھ کمرے میں ہی موجود تھی اس کے بیان کے مطابق وہ کمرے میں بیٹھی ہوئی اخبار پڑھ رہی تھی کہ ولی کے چیخنے کی آواز سنائی دی وہ دوڑ کر بالکونی کے پاس پہنچی لیکن ولی اتنی دیر میں نیچے جا چکا تھا جن لوگوں کو ولی کی گزشتہ زندگی کے بارے میں معلوم تھا ان کا یہ کہنا تھا کہ قدرت نے خود ولی کو سزا دی ہے ولی نے اپنی بیوی کو اوپر سے گرانے کے لیے بالکونی کا دروازہ کھلا رکھا ہوگا لیکن اتفاق سے خود نیچے گر پڑا ۔کچھ دنوں کے بعد میرا اس دکان کی طرف جانے کا اتفاق ہوا جو رتھ نے ولی کے لیے کھلوائی تھی رتھ دکان پر موجود تھی مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی اور لپک کر بولی ۔تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی مس براؤن ۔شکریہ میں نے جواب دیا ۔مجھے ولی کے حادثے کی خبر پڑھ کر بہت افسوس ہوا تھا ۔اوہ میری تو قسمت ہی خراب ہے ولی کی موت نے مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا اگر مالکم نے مجھے سنبھال نہیں لیا ہوتا تو شاید میں پاگل ہو چکی تھی ۔کون مالکم ۔میں چونک کر پوچھا الکم روزویلٹ کتابوں کا ایک پبلشر ہے رتھ نے جواب دیا اب میرے لیے یہ اندازہ کرنا واقعی دشوار ہو گیا تھا کہ رتھ اور مالکم میں سے کون کامیاب ہوتا ہے کیوں کہ مالکم وہ آدمی تھا جس سے میں نے صرف اسی لیے علیحدگی اختیار کر لی تھی کہ میرا شوہر ہونے کے باوجود متعدد بار مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کر چکا تھا میں رتھ کو یہ بات بتا دینا چاہتی تھی لیکن یہ سوچ کر کہ وہ کہیں مجھے اپنا رقیب نہ سمجھنے لگے میں کوشش کے باوجود اس موضوع پر اس سے کوئی بات نہ کر سکی لیکن ایک دن جب میں نے رتھ کو اپنا آفس میں بہت اداس اور تنہا دیکھا تو بالآخر میں نے اس سے پوچھ ہی لیا کہ مالکم ہے اسنے دکھ بھرے لہجے میں جواب دیا کہ دو مہینے ہوئے وہ میری گاڑی لے کر شکار کھیلنے گیا تھا اور آج تک واپس نہیں آیا ہے میں یہ سوچ رہی ہوں اب مجھے پولیس کو اطلاع دے دینا چاہیے ۔نہیں رتھ میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ پولیس خود تمہیں اطلاع دے

ترجمہ ۔ایس امتیاز احمد ۔کراچی ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تکون

---تحریر: ساحل دعا بخاری۔ بصیر پور---

ہم الو بابا کی محل نما جھونپڑی میں داخل ہوئے تو جھونپڑی میں الو بول رہے تھے الو کے چار پنجرے لٹک رہے تھے ہر پنجرے میں ایک الو تھا اس کے علاوہ الو کی ہڈیوں کا سفوف بھی ایک تپیلے میں پڑا ہوا تھا جھونپڑی میں عجیب سی بدبو پھیلی ہوئی تھی کچھ دیر بعد الو بابا کی آمد ہوئی ان کا حلیہ سابقہ تھا گلے میں وہی الو کی کھوپڑیوں کی مالا بدرنگ سی دھوتی اور میلی بنیان کھچڑی بال گرد سے اٹے ہوئے تھے الوؤں میں رہ رہ کر یہ بھی الو بن گیا ہے ہامی ناک چڑھا کر بولا ہاں اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ الو کی طرح رات کو بھی واضح طور پر دیکھ سکتا ہے میں نے الو کے پنجرے کو گھورا کیا بات ہے بچہ بول کیا چاہیے الو بابا نے بارعب انداز میں کہا وہ بات یہ ہے میں نے کامی کے بارے میں بتایا بچہ کامیابی یوں ہی نہیں ملتی محنت کرنا پڑتی ہے محنت۔ پھر اسنے ایک چلہ بتایا جو راکھ پر کرنا تھا اس سے اس چلے کی طاقت تم میں آجائے گی پھر تم با آسانی اسے ڈھونڈ سکو گے الو بابا آپ نہیں بتا سکتے کہ وہ کہاں ہے نہیں۔ تمہیں خود محنت کرنا ہوگی ہڈحرام ہے آج کی نسل چاہتی ہے کہ بیٹھے بٹھائے ہر کام ہو جائے میں اپنا سا منہ لے کر رہ گیا میری فیس نکالو میری جیب میں اس وقت دس ہزار ر۔ پے تھے میں نے وہی نکال کر دئے پانچ ہزار کم ہیں اس نے پیسے لینے سے انکار کر دیا فی الحال میرے پاس یہی ہیں باقی بعد میں لے لیجئے گا نہیں ابھی دو ورنہ دونوں میرے یک منتر سے جل کر بھسم ہو جاؤ گے وہ دھمکیوں پر اتر آیا۔ ایک سنسنی خیز دل کہاں ی

اللہ کے نام پر دے دے بابا شمن نے دروازہ کھولا تو آواز آئی۔ ہو شمن میں دیکھتا ہوں میں مم کو ہاتھ سے ہٹایا باہر نکلا وہ ایک تقریباً بارہ سالہ بچہ تھا خوبصورت چہرے پر مسافتوں کی گرد تھی آنکھوں میں ایک خوبصورت سا تاثر۔ تم پڑھتے کیوں نہیں دس کا نوٹ اسے دیتے ہوئے میں نے پوچھا اس پر کیا لکھا ہے وہ حیرت سے نوٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا میرا مطلب ہے تم سکول کیوں نہیں جاتے ہو کچھ دن پہلے گیا تھا جی پر لڑکوں نے پھوٹی کوڑی بھی نہیں دی تھی چند ایک نے پکڑ کر مجھے پھنٹی لگا دی تھی کہ ہم لوگ یہاں پڑھنے آتے ہیں فقیروں سے محبت کرنے نہیں حالانکہ وہ صبح صبح خود دعا مانگتے ہیں کہ ہو میرا کام غریبوں کی حمایت کرنا دردمندوں سے فقیروں سے محبت کرنا فقریروں نہیں ضعیفوں سے میں نے تصیح کی ایک لفظ سے کیا فرق پڑتا ہے اس نے مکھی اڑائی ہاں بھاء ایک لفظ سے کیا فرق پڑتا ہے جیسے گم سم گم سم فقیری داموسم اج نہ منگن جاؤیں شمن باقاعدہ کانے لگی آپ میری انسلٹ کر رہی ہو جی وہ بدکا انسلٹ۔ واہ۔ واہ یہ جو تم روزانہ گھر گھر جاتے ہو مانگتے ہو اس میں انسلٹ نہیں ہوتی تمہاری شمن طنز سے بولی نہ جی کبھی میری انسلٹ نہیں ہوئی اس نے نفی میں سر ہلا دیا اچھا کیا واقعی کبھی کسی نے تمہاری بے عزتی نہیں کی میرا مطلب ہے انسلٹ نہیں کی۔

مجھے حیرت ہوئی نہیں کئی بار لوگوں نے آوازے کسے گالیاں دیں دھکے دے کر نکالا جی مگر آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ کامی کی بے عزتی کرے وہ فخر سے بتا رہا تھا شمن کے لبوں سے ہنسی ک فوارہ ابل پڑا اچھا تمہارا نام کامی ہے آؤ کھانا کھا لو میں نے شمن کو گھور کر کامی کو اندر بلا لیا مجھے یہ لڑکا کافی دلچسپ لگ رہا تھا اور مجھے اس پر ترس بھی آ رہا تھا کیا پکا ہے مٹن بریانی ۔واہ۔ یہ تو میری فیورٹ ڈش ہے اس نے چٹخارہ لیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کامی تم سکول پڑھنے جایا کرو تمہارے خرچہ کا ذمہ میں لیتا ہوں اوں ۔ پڑھنے کی بات نہ کریں اس سے تو میری جان جاتی ہے وہ برا سا منہ بنا کر بولا اتنے میں ثمن اس کے لیے کھانا لے آئی میرا بڑا بھائی ففتھ میں ہے مجھے پاپا روز سکول بھیجتے مگر میں سکول سے بھاگ آتا تنگ آ کر انہوں نے مجھے خوب مارا میں نے کہا میں ہر کام کرنے کو تیا ہوں مگر میں سکول نہیں جاؤں گا انہوں نے کہا پھر کشکول لے کر مانگنا شروع کردو میں نے یہی کیا وہ برانی پر رائتہ ڈالتے ہوئے مزے سے بتا رہا تھا تم رہتے کہاں ہو میں نے پوچھا ذیشان ولا میں ۔اس نے قریبی ایک بنگلہ کا نام لیا میں سمجھ گیا کہ وہ دینو بابا کا پوتا ہے دینو بابا ذیشان ولا میں مالی تھے او بمع فیملی وہیں رہتے تھے چلو مجھے اپنے پاپا سے ملواؤ۔

وہ کھانے سے فارغ ہوا تو میں نے کہا وہ شرافت سے میرے ساتھ چل پڑا ہم پہنچے تو ایک گاڑی گیٹ سے نکل رہی تھی پاپا یہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں وہ گاڑی میں بیٹھے سیٹھ ارجمند سے مخاطب ہوا اور اندر بھاگ گیا میرا ذہن تو لفظ پاپا پر اٹکا تھا کھوں وجوان سیٹھ ارجمند نے گاڑی سے سر نکالا وہ ۔۔وہ مجھے نہیں پتہ تھ کہ کامی آپ کا بیٹا ہے میں گڑبڑایا وہ ایک گہری سانس لے کر بولے اس نے تو میری ناک کٹوادی ہے میں نے حیرت سے ان کی چپٹی ناک کو دیکھا جو اپنی جگہ موجود تھی جبکہ وہ کہہ رہے تھے کامی نے ناک کٹوادی ہے خیر بڑے لوگوں کی بڑی باتیں یہ کسی صورت اسکول جانے کو پڑھنے کو آمادہ نہیں ہے میں کیا کروں اس کا وہ اپنی سلوٹ زدہ پیشانی مسل کر بولے آپ فکر نہ کریں میں اسے ٹھیک کردوں گا میری فطری مروت ورحم لی ایک توبہ شکن انگڑائی لے کر بیدار ہوگیا رئیلی ۔اگر تم ایسا کرسکو تو یہ مجھ پر احسان ہوگا بلکہ یہ لو پانچ ہزار تمہیں ایک ہفتے کے اندر اسے سکول بھیجنا ہے مجھے ایک ضروری کام ہے میں چلتا ہوں انہوں نے پانچ ہزار کا نوٹ میری مٹھی میں تھمایا اور گاڑی تیزی سے نکال لے گئے میں سوچوں میں مگن گھر داخل ہوا تو ابا چارپائی پر بیٹھے تھے۔

آؤ برخودار مل گئی فرصت ۔میں جلدی سے کچن میں گھس گیا ثمن کچھ کھانے کو ہے بالکل ہے باہر ابا بیٹھے ہیں ان سے کھالو وہ آٹے والے ہاتھ دھوتے ہوئے بولی ۔کیا کھالوں ۔۔گالیاں ۔۔وہ اٹھیں ان سے بولی یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اف پانچ ہزار ۔کہاں سے ملے وہ حیرت سے بولی کامی کے ابا سے ۔۔کیا ۔۔تم ۔۔تم نے مانگنا شروع کردیا ہے وہ بھی مانگنے والوں سے اس کا منہ کھلا رہ گیا افوہ میں نے اسے ساری بات بتائی تم اسے پڑھنے پر آمادہ کروگے ہاہاہا۔۔جو خود ۔۔وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتی رہی

❁❁❁

میں اس وقت اپنے بیڈ پر لیٹا سوچ رہا تھا کہ کامی کو کیسے اسکول جانے پر راضی کروں میں اسے ہر طرح سے سمجھا کر دیکھ چکا تھا مگر کامی میرے ذہن میں جھما کا سا ہوا یہ زیادہ پرانی بات نہ تھی یونہی ایک دن خوفناک ڈائجسٹ کا مطالعہ کرتے مجھ پر بھی رائٹر بننے کا بھوت سوار ہوگیا تھا تم ہاہاہا۔۔ثمن یہ سن کر کتنی ہی دیر ہنستی رہی کیوں میں کیوں نہیں بن سکتا رائٹر خوفناک میں جو لوگ لکھ رہے ہیں ان سے ان سب سے اچھا لکھ لوں گا میں خوفناک شہزادی انیلہ شہزادی کو پڑھا ہے میں نے بہت بڑھکیں ماری تھیں اس نے کہ میں ٹاپ رائٹر ہوں ہوں ہہ اس سے اچھا تو بچارہ زاہداللہ ہی لکھ لیتا ہے اور وہ اقرا صاحبہ کیا سٹوریز ہوتی ہیں واہ اچھی بھلی سٹوری کا انیڈ میں بیڑہ غرق کردیتی ہیں کوں لگتا ہے گویا اینڈ کسی بچے سے لکوایا ہوا واہ بھئی واہ میں سر دھننے لگا ثمن غصے سے مجھے گھور رہی تھی میں نے اپنی بات جاری رکھی اور وہ یاسین نگار اس کی کہاں یان جاسوسی ٹائپ ہوتی ہیں ایس امتیاز بھی اچھا لگتا تھا مطلب اس کی کہاں یاں مگر جب اس کی ایک نقل شدہ کہانی پڑھی ہے وہ بھی اور وہ عمران رشید اس کی کوئی کہانی بھی پولیس کے بغیر نامکمل ہے اور دی کنگ آف خوفناک یعنی ریاض احمد اس بے چارے کی نالج ہی نہ ہونے کے برابر ہے تبھی تو لفظ کانپ کی جگہ جھنپ لکھا ہوتا ہے سچویشن کافی مضحکہ خیز ہوجاتی ہے

اور وہ وارث آصف ابھی میں مزید گل نشانیاں کرتا مگر ثمن کی ہائی ہیل میرے چہرے پر نقش ونگار بنا گئی بھئی میں نے اس کے فیورٹ رائٹرز کی شان میں گستاخیاں کی تھیں اور میرا یہ جرم کوئی معمولی تو نہ تھا۔

❁❁❁

کانچ کی پتیلی میں پتھر کا ٹکڑا آجارے آجارے اب تو رک نا پچھلے ایک گھنٹے اور پندرہ منٹ سے میں یہ راگ الاپ رہا تھا یہ دراصل ایک منتر ہے جن قابو کرنے والا یہ کافی دقتوں کے بعد میں نے پندرہ ہزار دے کر ایک عامل الو بابا سے خریدا تھا یہ مجھے تین گھنٹے ایک ٹانگ پر کھڑے ہوکر پڑھنا تھا دراصل میں جن دیکھنا چاہتا تھا میرا خیال تھا کہ جن دیکھ کر میں اس کا حلیہ خوفناک میں کہانی کے لیے لکھوں گا تاکہ کہانی حقیقت سے قریب لگے ایک ٹانگ پر کھڑے کھڑے میرے پیر میں درد ہورہا تھا ٹانگ شل ہوگئی تھی۔

جونہی تین گھنٹے پورے ہوئے ایک عام سا شخص آنکھیں ملتا ہوا نمودار ہوا میں دھپ سے فرش پر گر گیا کیوں بلایا ہے مجھے اچھا بھلا تین سو سال سے سو رہا تھا تم نے میرے آرام میں خلل ڈالا ہے بولو کیوں وہ جمائی لیتا ہوا غرایا مم میں نے مجھے کام میں ہکلایا یکا یک مجھے یاد آیا کہ جن سے پہلی بار ذرا رعب سے بات کرنی چاہیے اپنا خوفناک ہے نا لہٰذا میں دھاڑا تین سو سال سے تمہاری نیند پوری نہیں ہوئی ۔خیر میں ایک کہانی لکھنا چاہ رہا ہوں اس میں کسی جن کا حلیہ بیان کرنے کے لیے بلایا ہے تمہیں ۔اچھا آپ مجھ سے کہانی لکھو گے مجھے بہت اچھا لگے گا آپ دیکھ لو میرا حلیہ وہ خوش ہوگیا میں نے اسے غور سے دیکھا چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد سنہری مائل رنگت سلکی بال کشادہ پیشانی گھور سیاہ آنکھیں جو چمک رہی تھیں چوڑا سینہ مضبوط بازو یہ تمہاری اصل شکل ہے میں مایوس ہوگیا بھئی یہ حلیہ کس جن کا نہیں ہوسکتا جو بھی پڑھے گا سے جن کی بجائے ہیرا سمجھے گا تو میں کیا ماسک لگائے گھوم رہا ہوں خیر میں تمہارے نو کام کروں گا اب بتاؤ کیا کروں وہ بے نیازی سے بولا

واہ نو کام میرا دل بلیوں اچھلنے لگا ابھی تم جاؤ میں پھر بلالوں گا ۔ارے ہاں تمہارا نام کیا ہے اور تمہیں بلاؤں کیسے۔

میں نے پوچھا ہامان نام ہے میرا سب ہامی کہتے ہیں آپ تین بار میرا نام لیجئے گا میں آجاؤں گا وہ بڑے اسٹائل سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا ٹھیک ہے اب تم جاکر آرام کرو مجھے جب بھی کوئی کام ہوا میں بلا لوں گا ایک کام تم نے کہہ دیا ہے اب باقی آٹھ کام ہیں اس نے تنبیہہ کی ۔ایک کام ۔میں نے کون سا کام کہا ہے میں حیرت سے اچھلا ابھی تم نے کہا ہے کہ سو جاؤ مطلب آرام کرو یہ کام ہی ہے ناں وہ کہہ کر پل بھر میں غائب ہوگیا واہ کیا شان جناتی ہے میں بڑبڑا کر رہ گیا۔ اب آپ سے کیا پردہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

❁❁❁

وہ ایک طویل سرد ترین رات تھی قبرستان میں ہولناک سناٹا چھایا تھا اوائل دنوں کا چاند سرِشام ہی اپنی چھب دکھلا کر دنیا کو اندھیروں کے حوالے کر گیا تھا قبرستان کافی وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا اکا دکا درخت کسی عفریت کا روپ دھارے کھڑے تھے خاموشی کے اس سمندر میں کبھی کبھار کسی الو اور گیدڑ کی آوازیں کنکر پھینکتی تھیں تاریکی ایسی گہری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا ایسے میں برگد کے قدیم تناور درخت کے عقب سے ایک ہیولہ نمودار ہوا اس کے سر پر بالوں کی جگہ کانٹے اگے ہوئے تھے ناک سموسے کی طرح چپٹی تھی ہونٹ گھوڑے سے مشابہ تھی جن سے دو ہاتھی نما دانت جھانک رہے تھے رنگ ایسا تھا گویا الٹا توا ہو آنکھوں کی جگہ انگارے دہک رہے تھے اس نے کچھ پڑھ کر پھونکا ایک تازہ قبر سے مردہ اٹھ کھڑا ہوا وہ ہیولہ جو اصل میں ہامان جن تھا مردے کی طرف بڑھنے لگا مردے کی بے نور آنکھیں ہامان عرف ہامی کو دیکھ رہی تھیں اس نے اپنے ہاتھ مردے کی جانب بڑھائے مردے کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی ہامی کے تیز دھار ناخنوں نے مردے کی گردن کھٹ سے اتار دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ چند منٹ میں ہی پورا مردہ چٹ کر گیا ایک چڑیل دفعتاً نمودار ہوئی اور جھنجلا کر ہامی کی جانب بڑھی ہامی۔ہامی۔ میرا حصہ کہاں ہے تم پھر سارا چٹ کر گئے اچھے بھائی ہو میں رائٹنگ ٹیبل پر جھکا لکھ رہا تھا جب کھٹکا سا ہوا میں ڈر کر اچھلا تم۔تم نے تو میرا تراہ۔ہی نکال دیا تھا میں سمجھا کوئی جن بھوت سینے پہ ہاتھ رکھ کر کہتے کہتے میں نے لب دانتوں تلے دبا لیے ہاہاہا۔تو میں کون ہوں ہامی ہنسا خیر مجھے کس لیے بلایا ہے وہ جمائی روکتے ہوئے بولا میں نے کب بلایا میں حیران ہوا ابھی تم نے تین بار ہامی ہامی کہا تھا اگر کوئی کم نہیں تھا تو میری نیند کیوں خراب کی اس نے دانت کچکچائے وہ میں کہانی لکھ رہا تھا شاید بے خیالی میں بلند آواز میں تمہارا نام لیا ہو آپ کہانی لکھ رہے ہو مجھے دکھائی پتہ تو چلے کہ میرا حلیہ کیسا لکھا ہے وہ اشتیاق بھرے لہجے میں بولا۔

نن۔۔نہیں تو میں کہانی تو نہیں۔۔مم میرا مطلب ہے تمہارا حلیہ تو نہیں لکھا میں نے جلدی سے فائل پیچھے چھپالی میرے ہاتھوں کے طوطے کبوتر سب اڑ چکے تھے اگر وہ اپنا حلیہ پڑھ لیتا تو میری شامت یقینی تھی دراصل میں نے سوچا کہ اگر اس کا اصلی حلیہ بیان کرتا ہوں تو خوفناک والے اسے جن کی بجائے پرا سمجھیں گے اس لیے میں نے اس کے حلیے میں تھوڑی بہت تبدیلی کر دی تھی ابھی تو تم نے کہا تھا کہ کہانی لکھتے ہوئے بلند آواز میں میرا نام لے بیٹھے وہ غرایا اور پھر اسنے وہیں کھڑے کھڑے فائل جھپٹ لی وہ ایک طویل سرد ترین رات تھی وہ بلند آواز میں پڑھنے لگا جوں جوں وہ پڑھتا جا رہا تھا اس کا رنگ تبدیل ہوتا جا رہا تھا کیا یہ۔۔یہ میں ہوں یعنی ہامی۔۔سموسے کی طرح ناک۔سموسہ تو تمہارا میں بناؤں گا وہ گہرے صدمے کے زیر اثر تھا اور ہونٹ گھوڑے جیسے دانت ہاتھی اس کی بیاسی گئی آنکھوں میں انگارے رنگ الٹا تو ا بالوں کی جگہ کا۔نٹے۔۔تمہیں تو میں بتاتا ہوں غصے کی شدت سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔۔نن نہیں۔۔اسے اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر میں پیچھے ہٹنے لگا ہونٹ گھوڑے آنکھیں انگارے بال کانٹے۔ہاتھی دانت۔ناک۔س۔سموسہ۔وہ بڑبڑاتا ہوا میرے پیچھے پیچھے تھا اور میں بریک ڈانس کرتا آگے آگے۔کیوں کیا تم نے ایسا بولو بالا خراس نے میری گردن دبوچ لی۔و۔۔و۔۔وہ میں۔۔میں۔میں کچھ کہنے کی کوشش میں ہلکا کر رہ گیا کیا میں میں لگا رکھی ہے بکرے بول کیوں۔۔کیوں۔وہ دھاڑا۔

مم۔میں نے سوچا اگر میں تمہارا اصل حلیہ لکھوں گا تو لوگ تمہیں جن کی بجائے پرا سمجھیں گے میں منمنایا پرا اس نے سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا ہاں وہ۔۔پری کا مذکر اس نے ایک جھٹکے سے مجھے بیڈ پہ پھینکا اب میں تمہارا وہی حشر کروں گا جو تم نے مردے کا لکھا ہے وہ کینہ توز نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس کا حلیہ ہو بہو وہی تھا جو میں نے لکھا تھا وہی سموسہ ناک گھوڑے ہونٹ۔ہاتھی دانت بال کانٹے۔رنگ الٹا تو۔اور آنکھیں انگارے۔اسے طیش کے عالم میں اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر میری روح فنا ہو گئی پھر کیا ہوا مجھے نہیں معلوم کیوں کہ میں ہوش وخرد سے بیگانہ ہو چکا تھا۔۔

❁❁❁

ہامی کو ہی بلا لیتا ہوں اسے کہوں گا کہ کامی کو سکول جانے پر راضی کرنے میں نے سوچ کر تین بار اسے پکارا ہامی ہامی ہامی۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ آ گیا تھا حسب معمول آنکھیں ملتا ہوا کیا بات ہے۔اب میرا حلیہ کیسا لکھا ہے غصہ تو اس کی ناک پر دھرا تا تھا سوری کس لیے اسنے گھورا تمہارا وہ حلیہ میں کچکچایا تم۔وہ دانت پیس کر بولا خیر کیوں بلایا ہے اس نے سر جھٹکا بات دراصل یہ ہے کہ میں اسے تفصیل سے بتانے لگا۔ہوں تو تمہیں میری مدد کی ضرورت ہے۔وہ مسکرایا ہاں ضرورت کے وقت تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے اگلا جملہ میں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا مگر اس نے شاید سن لیا مگر میں نے کب تمہیں باپ بنانے کی بات کی وہ حیرت سے اچھلا دیکھو آرام سے سیدھی طرح کوئی حل بتاؤ مجھے۔میں پیچ وتاب کھاتے بظاہر پرسکون انداز میں بولا آں ایسا کرو اس کے ساتھ تم بھی بھیک مانگنا شروع کر دو اس نے پرسوچ انداز میں کہا۔۔کیا۔۔میں اپنی جگہ سے اچھلا آرام سے بیٹھ جاؤ اس نے گھورا دیکھو تم اس کے ساتھ جاؤ گے تو اسے ٹھیک طرح سے سمجھا سکو گے کہ مانگنا ٹھیک نہیں بے عزتی ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ اور جب وہ بھیک مانگنا چھوڑ دے گا تو تمہارے اسے اسکول جانے پر آمادہ کرنا بہت آسان ہو جائے گا پھر وہ آسانی سے مان جنے گا اس کے مدلل انداز یہ میں قائل ہو کر اس کا شکریہ ادا کرنے لگا وہ کالر کھڑے کرتے ہوئے ہنس دیا۔

❁❁❁

اماں روٹی بھی دے دو کامی نے بوڑھی عورت سے آٹا لیتے ہوئے کہا وہ ٹھہر جا سب کچھ تیرے لیے ہی تو ہے ناں روٹی بھی دے دو۔وہ کامی کے انساز میں بولی میں کل سے کامی کے ساتھ آتا تھا ہم ایک محلہ چھوڑ کر آئے تھے کہ اپنے محلے میں تو سب پہچانتے ہین ایسا کرنے کے لیے میں نے کامی کو بمشکل منایا تھا ورنہ اس کا تو کہنا تھا کہ اپنا محلہ ہی ٹھیک ہے۔

مگر مجھے محلے والوں کی نظر میں اپنا امیج خراب نہیں کرنا تھا یہ تیسرا گھر تھا جہاں ہم مانگنے آئے تھے پہلے گھر سے ایک لڑکی نے پانچ روپے دئے تھے دوسرے گھر کا دروازہ ایک ادھیڑ عمر مرد نے کھولا تھا روز آ جاتے ہین منہ اٹھا کر اس نے بڑبڑاتے ہوئے ایک روپے کا سکہ کامی کی ہتھیلی پر پٹخا تھا ہٹے کٹے ہو کر بھیک مانگتے شرم نہیں آتی اس نے مجھے گھور کر دروازہ بند کر دیا تھا دیکھ کامی کتنی بے عزتی کی ہے اس نے ہم مانگنا چھوڑ دیتے ہیں میں نے اسے قائل کرنا چاہا کوئی بات نہیں شامی بھائی ویسے بھی بے عزتی ان کی ہوتی ہے جن کی کوئی عزت ہو اس نے تسلی دی تھی اماں نقل بندر کرتے ہیں کامی نے آٹا شاپر میں ڈالتے ہوئے کہا وے باندر ہوگا تو تیرے سارے اگلے پچھلے لا بھانڈا (برتن) پکڑا مجھے اماں دبنگ لہجے میں بولی اماں پہلے روٹی دے اور سالن بھی وے اپنی حد میں رہ ناں میرے پیو کی فیکٹریاں لگی ہیں بھانڈا دے اور چل بھاگ ادھر سے اس نے برتن پکڑنا چاہا ناں تو ایک روٹی دینے سے تجھے سکول درد پڑ جائے گا کامی کے ہاتھ نچا کر کہنے پہ میں بوکھلا گیا وے سکول پڑے تجھے تیرے ماں پیو کو تیرے چاچو ماموں کو ناں ایک گٹھ (بالشت) کا چھوکرا مجھے گالی دیتا ہے میں نے کامی کا ہاتھ پکڑا جسے اس نے درشت انداز میں چھڑا لیا پہلے اپنی جوئیں تو کڈھ جو ماتھے پر مڑگشت کر رہی ہیں پھر میری بدمعاشی کڈھیں اور پیڑ پڑے تیرے سارے رشتہ داروں کو تیرے دھی پتر ان کو تیری سات پشتون کو تیرے آنڈی گوانڈی۔تیرے سارے محلے کو تیرے محلے کے سارے کتے بلے کو ہر ایک مرغی ہر ایک بھینس کو پھر پینا تازہ لسی رڑک رڑک (بلوکر) کے۔

کامی نے چاٹی کو دیکھا اس کے کوسنوں پر میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا لے پھڑ اپنا بانڈہ۔اس نے اسٹیل کی بھاری پلیٹ اماں کی طرف اچھال دی جو اس کے سر پر ٹن سے بجی۔ہائے میں مر گئی۔ہائے لوکو مجھے مار دیا اس لڑکے نے کوئی ہے بچاؤ۔۔وے لوکو سارے کتھے مر گئے نے وہ سر تھام کر بلند آواز میں واویلا کرنے لگی۔کی ہو گیا اے انگوراں کی ہویا اے ماسی ملی جلی آوازیں اور دیواروں سے سر ابھرے لگے۔ایہنے میں وں ماریا اے سایے رل کے اینوں پھڑ لو تے مار وا ایہنے تے ایہندے ساتھی نے میں وں مارا ہے اس نے میری طرف اشارہ کیا۔شامی بھائی بھاگ کامی نے میرا ہاتھ پکڑ کر بھاگنا چاہا مگر میرے قدم گویا منجمد ہو گئے تھے۔

کامی تھک ہار کر اکیلا ہی بھاگ گیا کون ہے کس نے مارا ہے ماسی انگوراں تجھے۔آگے پیچھے کئی لوگ تیزی سے آئے اس نے۔ماسی انگوراں کے اشارہ کرنے کی دیر تھی وہ سب میری طرف لپکے اتنے سارے لوگوں کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے ہامی ہامی میں چہرے پر ہاتھ رکھ کر اپنا بچاؤ کرنے کی ناکام کوشش کرتا چیختا چلا گیا وے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یزی میں گالی دیتا ہے انگریزی کا رعب جماتا ہے
ے ہم اس گالی کو سمجھ نہیں سکیں گے مارو اسے
اور مارو۔ ماسی انگواراں انہیں مسلسل کہہ رہی تھی تبھی
چہروں کے عقب میں مجھے ہامی نظر آیا وہ حیرت سے
ھ رہا تھا میری۔۔ مدد کرو الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر میرے
ں سے ادا ہوئے اوئے پیچھے ہٹو سب۔۔ ہامی کی للکار
سب ٹھٹھک کر رکے اس کے۔لیے تو میں اکیلا ہی کافی
ں وہ مجھ پر پل پڑا اس نے سچ کہا تھا واقعی وہ اکیلا ہی
سب پر بھاری تھا میں کچھ ہی دیر اس کے بگ شو جان سینا
ر انڈر ٹیکر سے کئی گنا بھاری گھونسے برداشت کر پایا تھا
ر میں دینا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔

❀❀❀

جی کردا بھئی جی کردا۔۔ ساری پٹیاں لا ہواں جی
کردا جی کردا بھئی جی کردا تینوں چھتر لا ہواں جی کردا
چھتر وا اپنے چھتر وا اپنے میں تینو رج رج کے تون آلے
میرے ہتھ سونیا۔ میرا پورا وجود پٹیوں سے جکڑا ہوا تھا ئی
وہ پر پپی سنگھ کو ناچتا دیکھ کر مجھے لگا کہ ہامی میری حالت
دیکھ کر خوشی سے ناچ رہا ہے سو میں دل ہی دل میں اسے
دھمکیاں دے رہا تھا کیسا ہے میرا چاند۔ ابا اندر آئے
چاند چھپا پیٹون میں مار کھا کے لالالا۔۔
یہ دل جلانے والی گنگناہٹ ثمن کے سوا کس کی
ہو سکتی ہے۔ ٹھ ٹھیک ہوں ابا جی میں بہ وقت بولا۔ میں
دیکھ لوں گا سب کو کیوں مارا ہے میرے بیٹے کو میں نے
گھر میں بتایا تھا کہ چند غنڈوں سے لڑائی ہو گئی تھی چھچھ
چھوڑیں ابا جی وہ بہت خطرناک لوگ ہیں دفع کریں
میں نے بوکھلا کر کہا پھر یہ سوچ کر کچھ تسلی ہوئی کہ ابا کو کیا
معلوم کہ کون سے غنڈے تھے وہ بھائی۔ یہ سوپ پی لیں
ثمن نے باؤل میرے آگے کیا دل نہیں چاہ رہا میرے
کہنے پر ابا نے مجھے گھورا پھر ان کے اصرار پر دل نہ
چاہنے کے باوجود مجھے پینا پڑا ابا مجھے آرام کرنے کی تلقین
کر کے باہر نکل گئے تو کامی آ گیا سوری شامی بھائی مگر
میں نے کہا بھی تھا کہ بھاگ چلیں مگر وہ شرمندگی سے
بولا تمہیں ضرورت کیا تھی اس مادی مصیبت سے پنگا لینے
کی میں کراہ کر بولا میں تو ایسے پنگے شنگے روزانہ لیتا ہوں
اس کی بے نیازی نے مجھے سلگا کر رکھ دیا کامی تو تم سکول
نہیں جاؤ گے۔ ہرگز نہیں وہ حتمی انداز میں بولا اسکے یہ
پیسے اپنے ابا کو دینا اور کہنا کہ میں ان کا کام نہیں کر سکتا
۔میں نے پانچ ہزار کا نوٹ اسے تھما دیا مگر وہ جانتے ہیں
کہ میں ان کا کوئی کام نہیں کر سکتا اس نے گویا اطلاع دی
افوہ میں تمہاری نہیں اپنی بات کر رہا ہوں میں جھنجلا گیا
۔میں بھی اپنی ہی بات کر رہا ہوں وہ معصومیت سے
بولا۔
ان سے کہنا کہ میں یعنی احتشام ہادی ان کا وہ کام
جس کے لیے انہوں نے مجھے یہ پانچ ہزار روپیہ دئے تھے
نہیں کر سکتا میں نے تحمل سے سمجھایا مگر میں احتشام ہادی
تو نہیں ہوں اس نے گویا مجھے یاد دلایا اب وہ ترس بھری
نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا لگتا ہے چوٹ کا اثر دماغ پر
ہوا ہے اس کی بڑبڑاہٹ اتنی بلند ضرور تھی کہ میرے
کانوں تک پہنچ گئی جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ میرا پارہ
چڑھ گیا جا رہا ہوں شامی بھائی اوکھے کیوں ہوتے ہیں
وہ جاتے جاتے دروازے پر رکا اور دل جلانے والی
مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولا آئندہ دھیان سے کسی ماسی
انگواراں کے ہتھے نہ چڑھیں ورنہ یہ جو دو چار چیزیں بچ
گئی ہیں یہ بھی۔ تم۔۔ میں دانت پیستے ہوئے اس کے
پیچھے لپکا مگر وہ چھلاوے کی طرح پل بھر میں بھاگ گیا الو
۔۔ایک تو اسی کی وجہ سے میری دھلائی ہوئی اور اوپر
سے مذاق اڑاتا ہے۔ ایک بار ہاتھ تو آلے۔ میں نے
طیش کے عالم میں دیوار پر مکا مارا ہائے امی جی۔۔ ہائے
میں مر گیا۔۔ درد کی ایک لہر ہاتھ سے ابھرا ابھری اور
پورے جسم میں پھیل گئی اور وہ ہامی۔ اسے تو میں
پوچھوں گا ایک بار ٹھیک ہو لوں ہاتھ سہلاتے ہوئے میں
بیڈ پر گرا

❀❀❀

ارے شامی بھائی کوئی سیٹھ ارجمند آئے ہیں۔ ثمن
کی اطلاع پر میں چونک گیا تم چائے بناؤ میں آتا ہوں
وائٹ ٹراؤزر پر بلیو شرٹ پہنے میں بہت اسمارٹ اور

ہینڈسم لگ رہا تھا۔ السلام علیکم۔ سیٹھ صاحب مجھے بلا
لیا ہوتا مجھے تم سے ضروری کام تھا کامی دو دن سے گھر
نہیں آیا اسے ڈھونڈو انہوں نے حکمیہ لہجے میں کہا میں
مگر وہ گیا کہاں ہے میں پریشان ہو گیا پتہ نہیں۔۔ بے
وقوف اگر پتہ ہوتا تو۔۔ انہوں نے ناگواری سے مجھے
دیکھا ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا کہ اسے ڈھونڈ لوں
۔کوشش نہیں کرنی ہر حال میں ڈھونڈنا ہے وہ ایک ایک
لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولے اور اگر میں نہ ڈھونڈوں تو
مجھے ان کے حکمیہ لہجے پر غصہ آ گیا تو میں تمہارے خلاف
رپورٹ کروا دوں گا کہ گھر سے وہ تمہاری طرف آنے کا
کہہ کر گیا تھا تمہارے پاس تین دن ہیں اگر خیریت
چاہتے ہو تو ٹھیک ورنہ۔ وہ سفاکی سے بولے۔ ورنہ میں
۔۔سنا ہے اپنے باپ سے بہت محبت کرتے ہو میرا خیال
ہے اس کی لاش دیکھنا پسند نہیں کرو گے مجھے بت بنا
چھوڑ کے وہ باہر نکل گئے۔

❀❀❀

مجھے نہیں پتہ جو مرضی کرو مگر کامی کو ڈھونڈو
۔۔میں نے ضدی انداز میں ہامی سے کہا میں کہاں سے
ڈھونڈوں یار۔ یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ میں بے نیازی سے
بولا اف میں کوئی نجومی تھوڑی ہوں وہ جھلایا۔ مگر جن
تو ہو ناں تم میرے آٹھ کرنے کے پابند ہو میں نے
اسے یاد دلایا آٹھ نہیں میرے بھائی چھ ایک بار تم نے
جو کامی کو سکول بھیجنے کا مشورہ لیا تھا اور پھر جب تم نے مدد
کا کہا تھا ماسی انگوراں کے گھر اور تمہارے مشورے پر عمل
کرنے کی پاداش میں میرے ساتھ کیا ہوا تھا بھول گئے
اور بجائے میری مدد کرنے کے الٹا تم نے مجھے
مارا تھا میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا ہاہاہا۔۔ میں سمجھا
تھا تم نے لوگوں کی مدد کرنے کا کہا ہے اور میں حیران تھا
کہ تم پاگل تو نہیں ہو گئے پھر میں نے سوچا کہ وہ تو تم پہلے
ہو۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے مزے سے بولا
میں سلگ کر رہ گیا تاہم چپ رہا خیر میں کامی کو نہیں ڈھونڈ
سکتا۔ کیوں نہیں ڈھونڈ سکتے۔ تم جن ہو آخر۔ میں جھنجلایا
۔تو ہمارے پاس کوئی غیب کا علم تھوڑی ہے اگر ایسا ہوتا تو
جنوں کو مطلب ہمارے آباؤ اجداد کو حضرت سلیمانؑ کی
موت کا پتہ نہ چل جاتا۔ اس کی دلیل پر میں چپ کا چپ
رہ گیا تم اسی عامل سے رابطہ کرو نہ جن سے مجھے بلانے کا
منتر لیا تھا اس کے مشورے پر اچھل پڑا ارے واہ پہلے
کیوں نہیں بتایا۔

❀❀❀

الو بدنام ہوا۔ الو بابا تیرے لیے ہم الو بابا کی محل
نما جھونپڑی میں داخل ہوئے تو جھونپڑی میں الو بول
رہے تھے الو کے چار پنجرے لٹک رہے تھے ہر پنجرے
میں ایک الو تھا اس کے علاوہ الو کی ہڈیوں کا سفوف بھی
ایک پتیلے میں پڑا ہوا تھا جھونپڑی میں عجیب سی بدبو پھیلی
ہوئی تھی کچھ دیر بعد الو بابا کی آمد ہوئی ان کا حلیہ سابقہ تھا
گلے میں وہی الو کی کھوپڑیوں کی مالا بدرنگ سی دھوتی
اور میلی بنیان کھچڑی بال گرد سے اٹے ہوئے تھے الوؤں
میں رہ رہ کر یہ بھی الو بن گیا ہے ہامی ناک چڑھا کر بولا
ہاں اور اس کا دعوٰی ہے کہ وہ الو کی طرح رات کو بھی
واضح طور پر دیکھ سکتا ہے میں نے الو کے پنجرے کو گھورا
کیا بات ہے بچہ بول کیا چاہیے الو بابا نے بارعب
انداز میں کہا وہ بات یہ ہے میں نے کامی کے بارے
میں بتایا بچہ کامیابی یوں ہی نہیں ملتی محنت کرنا پڑتی ہے
محنت۔ پھر اس نے ایک چلہ بتایا جو راکھ پر کرنا تھا اس سے
اس چلے کی طاقت تم میں آ جائے گی پھر تم با آسانی اسے
ڈھونڈ سکو گے الو بابا آپ نہیں بتا سکتے کہ وہ کہاں ہے
نہیں۔ تمہیں خود محنت کرنا ہو گی ہڈحرام ہے آج کی نسل
چاہتی ہے کہ بیٹھے بٹھائے ہر کام ہو جائے میں اپنا سا منہ
لے کر رہ گیا میری فیس نکالو میری جیب میں اس وقت
دس ہزار روپے تھے میں نے وہی نکال کر دیئے۔
پانچ ہزار کم ہیں اس نے پیسے لینے سے انکار کر دیا
فی الحال میرے پاس یہی ہیں باقی بعد میں لے لیجئے گا
نہیں ابھی دو ورنہ دونوں میرے یک منتر سے جل کر بھسم
ہو جاؤ گے وہ دھمکیوں پر اتر آیا بھسم تو تجھے میں کروں گا
بڈھے ہامی حسب عادت غصے میں آ گیا کیا مجھے بڈھا
کہا تو نے مارے صدمے کے الو بابا کی آواز پھٹ سی گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں تو تو دودھ پیتا بچہ ہے ناں۔ ہامی تمسخر سے بولا تو میری توہین کر رہا ہے تو جانتا نہیں ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا غصے سے الو بابا کی گہر سانولی رنگت سیاہ ہوگئی جانتا ہوں تو بھی نہیں ہے کہ ہامی سے پنگا لینے کا انجا کیا ہوگا بڈھے کھوسٹ ۔ہامی نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا کیا بڈھا ہوگا تو تیرا باپ الو بابا اس وقت کوئی فلم ایکٹریس لگ رہا تھا بلکہ عمر چھپانے میں انہیں بھی مات دے رہا تھا کیا میرے باپ کا نام نہ لینا میں تیری زبان کھینچ لوں گا بڈھے کھوسٹ ہامی تو مرنے مارنے پر آمادہ ہوگیا پھر بڈھا کہا تو نے ۔الو بابا کے منہ سے کف اڑنے لگا۔ تیرا باپ تیرا دادا تیری سات پشتیں بڈھی ہوں گی تیری ماں تیری نانی دادی تیرے بہن بھائی ۔اوئے بڈھے میں نے پہلے بھی کہا ہے میرے باپ کا نام نہ لے" بڈھا تو خود ہے تیری ساتھ پشتیں تیرے سارے بزرگ تیری دادی نانی تیری ساری اولاد تیری آنے والی سات نسلیں تیرے یہ پنجروں بندالو تیرے سرے آنڈی گوانڈی تیرے گھر کے قریب رہنے والے سارے کتے بلیاں اور تیری یہ شاہی محل نما جھونپڑی ہاں۔ ہامی کے عورتوں کے انداز میں ہاتھ نچا نچا کر طعنے دینے پر میں یہ سب دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

ٹھہر جا میرا ایک منتر ابھی تجھے چپ کراتا ہے بڈھے کے پتر الو بابا نے مٹھی بھر سفوف اٹھایا اور کچھ بڑبڑانے لگا یہ تجھے الو بنادے گا تو صرف راتوں کو ہی دیکھا کرے گا ہاہاہا۔ الو بابا نے قہقہہ لگایا اور تو نہ رات کو دیکھ سکے گا اور نہ دن کو میں آنکھیں پھاڑے کبھی الو بابا کو بھڑکتے ہوئے دیکھ رہا تھا تو کبھی ہامی کو چراغ پا ہوتے الو بابا نے سفوف الو پر پھونک ماری اور سفوف ہامی پر چھڑکا ہامی اس حملے کے لیے تیار تھا لہذا وہ جھکائی دے گیا سفوف ضائع ہوگیا میں تجھے الو بنا کر رہوں گا تیرا پنجرہ یہاں لٹکاؤں گا الو بابا نے چھت کی جانب اشارہ کیا تو خود الو ہے مجھے کیا بنائے گا ہامی نے اس کی گردن دبوچ لی مجھے چھوڑ دے ورنہ میں تیرے پورے خاندان کو الو بنادوں گا الو بابا کی دہائی نما دھمکیاں جاری تھیں

اور ہامی کے گھونسے بھی جاری تھے جس تیزی سے الو بابا کی زبان چل رہی تھی اس سے کئی گنا زیادہ تیز رفتاری سے ہامی کے ہاتھ چل رہے تھے الو بابا ذرا سی مرمت کے بعد ہی بے ہوش ہوگیا اے تاں بچی پچی الو داپٹھا۔علی ظفر کے سونگ پر میں حیرت سے اچھلا علی ظفر یہاں کہاں آ گیا میں بڑبڑایا اے گھونچو علی ظفر تیرے سامنے کھڑا ہے یہ تو ہامی بول رہا ہے مگر آواز وہ دلکشی سے مسکرایا اب کیا کریں الو بابا کے بے ہوش وجود کو دیکھ کر میں نے آہ بھری بارش میں ہم تو دل سے پوچھو کیا کریں ہم م م م۔ ہامی گنگنایا تھا۔

❀❀❀

بھوک لگی ہے ہامی ۔ہم لوگ صبح سے کامی کی تلاش میں نکلے تھے شہر کا کونہ کونہ چھان مارا تھا مگر چلتے چلتے میری ٹانگیں دکھنے لگی تھیں اور شدت سے بھوک لگ رہی تھی آؤ کچھ کھاتے ہیں وہ ایک ہوٹل میں داخل ہوا ویٹر کو آڈر نوٹ کروا کے میں نے اخبار اٹھایا میری نظر شہ سرخی پر جم سی گئی سیٹھ ارجمند کا بیٹا کامران ارجمند گزشتہ پانچ روز سے غائب ہے آج شام سیٹھ ارجمند نے اپنے محلے کے ایک نوجوان احتشام ہادی کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی ہے ان کا شک ۔۔میرے ذہن میں سائیں سائیں ہوں ہے لگی کیا ہوا ہامی چونکا۔ میں نے اخبار اس کے آگے کر دیا تبھی میری نظر پولیس والوں پر پڑی وہ کاؤنٹر گرل سے کچھ پوچھ رہے تھے پھر انسپکٹر نے اسے کوئی تصویر دکھائی کاؤنٹر گرل نے چند لمحے سوچا پھر ہماری ٹیبل کی طرف اشارہ کیا انسپکٹر کی عقابی نظریں میری طرف اٹھیں وہ پر جوش انداز میں میری طرف لپکا میں اٹھتے ہوئے چلایا بھاگ ہامی ۔۔پھر بنا ہامی کا انتظار کئے میں بدحواسی سے بھاگ کھڑا ہوا بدحواسی سے بھاگتے میں ایک ٹیبل سے ٹکرایا جس پر رکھا کھانا ایک نوجوان کے عمدہ تھری پیس سوٹ پر نقش ونگار بنا گیا میں اور بھی دو تین ٹیبلز سے ٹکرایا دفعتاً ہامی میرا ہاتھ تھام کر غرایا آنکھیں بند کرو میں نے پلٹ کر دیکھا پولیس والے قریب بہت قریب پہنچ چکے تھے میں نے کبوتر کی طرح

آنکھیں بند کرلیں میرے جسم کو ایک جھٹکا لگا میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک ویران سی جگہ پر خود کو کھڑا پایا۔

❀❀❀

میں تجھ کو بھگا لایا ہوں تیرے گھر سے ہامی مسلسل گنگنا رہا تھا ہم پچھلے آٹھ پہر سے اس ویرانے میں رہائش پذیر تھے ابو اور ثمن کے بارے میں مجھے فکر نہیں تھی کیوں کہ وہ دو دن قبل میرے خالہ زاد کی شادی پر اندرون سندھ گئے ہوئے تھے اور ان کی واپسی ایک ماہ سے پہلے ہونے والی نہ تھی اب کہاں جائیں ہامی بڑبڑایا میں نے سوچا کہ ہامی کے ساتھ وہاں چلا جاتا ہوں جہاں وہ رہتا ہے میں اس سے یہ کہنے ہی والا تھا کہ وہ بول اٹھا کیوں نہ تم میرے ساتھ چلو تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی ہے میں فرط مسرت سے بولا ۔کیا وہ چلایا۔ میں تم سے کم از کم پانچ فٹ دور بیٹھا ہوں اور تمہارا منہ ویسے بھی بند تھا مگر اس نے تیزی سے میری بات کاٹ دی ارے میں نے تو کبھی بچے سے لالی پاپ نہیں چھینا میں نے تو کبھی رنگیلا سے کھانا بھی نہیں چھینا جو وہ ہر وقت ٹھونستا رہتا ہے میں نے تو کبھی نہیاں سے اپنی کتاب تک نہیں چھینی میں نے تو کبھی شاہ جنات سے ڈنڈا نہیں چھینا جس سے وہ ہمہ وقت بے گناہ اور کمزور جنات کی ٹھکائی کرتا رہتا ہے میں نے تو کسی مرغی کا انڈہ نہیں چھینا حالانکہ مجھے ابلے انڈے بہت پسند ہیں پھر میں تمہارے منہ سے بات کیسے چھین سکتا ہوں ہاں بولو۔ وہ بولنے میں تیز گام کو بھی مات دیئے مجھ پر چڑھ دوڑا میں سر تھام کر رہ گیا۔

❀❀❀

یہ بے حد پر رونق جگہ تھی ہر جگہ گہما گہمی تھی مختلف اشیا کی رنگ برنگی دوکانیں سجی ہوئی تھیں کہیں مٹھائیاں بن رہی تھیں تو کہیں پکوڑے سموسے کہیں کپڑوں کی دکانیں تھیں تو کہیں آلو چھولے کے ٹھیلے کئی لوگ خریداری کر رہے تھے اچانک سب آدم بو آدم بو کرتے ہوئے میری طرف لپکے ہا۔۔ہامی ۔میں نے بدحواس ہو کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ خبردار یہ میرا دوست ہے اسکی

طرف کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو ہڈی پسلی ایک کردوں گا کچومر بنادوں گا ہامی کی دھاڑ پر وہ لوگ مجھے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے واپس پلٹ گئے میرا دل بدستور تیز رفتاری سے دھڑک رہا تھا ارے یار ہاتھ تو چھوڑ نہ میں ابھیشک ہوں نہ تو جان ابراہیم اور نہ ہی یہاں ماں دالا ڈلہ وگڑ گیا فلمایا جا رہا ہے اس کے جھنجھلاہٹ نما شگفتگی سے کہنے پر میں نے جھینپ کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ہاہاہا۔۔اس کا جناتی قہقہہ مجھے خجل کر گیا تھا۔

❀❀❀

اف اللہ کیا کروں ۔میں بے بسی سے چلایا بھوک کی وجہ سے بری حالت ہو رہی تھی ہامی گزشتہ تین روز سے غائب تھا اس کا گھر دو کمروں پر مشتمل تھا ایک باورچی خانہ تھا اور ایک واش روم تھا ہامی کا ایک بڑا بھائی تھا اور تین چھوٹی بہنیں ان سب کی اشکال عجیب تھیں انہوں نے آج مجھے کچھ کھانے کو نہ دیا تھا صبح سے بھوک لگ رہی تھی آخر تنگ آ کر میں نے کچن کا رخ کیا خالہ جان کچھ کھانے کو ہے کچن میں ہامی کی امی تھیں ہاں ہے میرا سر کھالو وہ چڑ کر بولیں واپس جاتے ہوئے میں نے ان کی بڑبڑاہٹ سنی آ گیا ہے منہ اٹھا کر اب بھلا میں منہ اتار کر کدھر رکھتا بالفرض اتار کر رکھ بھی دیتا تو پھر جوڑتا کیسے میں کمرے میں ٹہلنے لگا ہامی نجانے کہاں مر گیا ہے میری نظر بھٹکتی ہوئی دیوار گیر الماری پر جا رکی شاید اس میں کچھ ہو کھانے کے لیے

تجھ سے مل کے مل گئی ہیں مجھے زندگی کی راہیں
میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تیری چوم لوں نگاہیں
(کامران خان K.S' سکھر)

جھوٹی ہی سہی اس کی شہادت مگر
دل کی تسلی کو یہ الفاظ بہت ہیں
(ایس آر' لاہور)

قسم کی قسم ہم تیرے ہیں ہم
بات میری مان جھوٹے نہیں ہم
(محمد عمران شاہد' رحیم یار خان)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ سوچ کر میں نے پٹ وا کر دیے ایک دھول مٹی سے اٹی کتاب سامنے ہی پڑی تھی میرے ہاتھوں نے بے ساختہ اسے اٹھالیا میں نے کھڑکی کی پٹ وا کیے اور کمرے کی واحد کرسی گھسیٹ کر کھڑکی ساتھ رکھی آسمان پہ بادل چھائے ہوئے تھے بازار میں حسب معمول گہما گہمی تھی مختلف پکوانوں کی اشتہا انگیز خوشبو میری بھوک کو مزید بڑھا رہی تھی میں نے کتاب کرسی پر رکھی اور کھڑکی کے راستے باہر کود گیا اردگرد بجی اشیا کو دیکھتے میں آگے بڑھنے لگا مچھلی تلنے کی تیز مہک نے میری بھوک میں اضافہ کیا جیب میں پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی میں بنا سوچے سمجھے ذریحان کے ہوٹل میں داخل ہوگیا ایک ٹیبل پہ حسب معمول رنگیلا اپنے سامنے کھانوں کا ڈھیر لگائے ہوئے جلدی جلدی سے کھا رہا تھا یہ ٹیبل کاؤنٹر کے نزدیک تھی میں نے اسی کا انتخاب کیا۔ کیا حال ہے رنگیلا بھائی۔ میں کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا میں ٹھیک ہوں تم سناؤ اور ہامی نہیں آیا۔ وہ جلدی جلدی نوالے چباتے ہوئے بولا نہیں ابھی تو نہیں آیا پتہ نہیں کہاں رہ گیا ہے اچھا رنگیلا بھائی آپ کبھی شکار پر گئے ہو میں نے درزیدہ نظروں سے بریانی کی پلیٹ کو دیکھا مجھے معلوم تھا کہ شکار اس کا پسندیدہ موضوع تھا اس کے دو ہی کام تھے کھانا اور شکار کے من گھڑت قصے سنانا۔ اور حسب توقع اس کی آنکھیں چمک اٹھیں وہ اپنی خیالی دنیا میں کھو گیا شکار ۔۔ شکار تو میں نے بہت کیا ہے اچھا کس کس چیز کا۔ میں نے آہستگی سے گرم گرم چپاتی اور فرائیڈ فش اپنے آگے کھسکائی خرگوش کا ہرن کا شیر کا چیتے کا تیندوے کا اور ہاتھی کا اور ۔۔ انسانوں کا۔

اس کی آخری بات پر مجھے زبردست اچھولگا وہ مزید کہہ رہا تھا پتہ ہے ایک بار کیا ہوا ایک بار افریقہ کے جنگل میں میرا سامنا شیروں کے ایک گروہ سے ہوگیا وہ کل سترہ شیر تھے میرے گرد دائرے میں رقص کرتے میں نے بندوق نکالی اور ان سب کو میری بندوق سے اگلتی آگ نے مار ڈالا ایک شیر البتہ بھاگ گیا میں نے اسے بھی ایک گولی ماری شیر بھاگتا ہوا ایک گیدڑ کی کھڈ (بل) میں گھس گیا گولی وہیں دبک کر کھڑی وہی کافی دیر انتظار کے بعد وہ باہر نکلا تو گولی سیدھی اس کے ماتھے پر لگی اور وہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکا واہ کیا گولی تھی میرا خیال ہے ایسی گولی بہت کم لوگوں کو ملتی ہے ۔۔ لیکن اس نے اپنی بات جاری رکھی ایک بار ایک سفید ہاتھیوں کے گروہ نے بیک وقت مجھ پر حملہ کر دیا میں نے وہ بے پر کی اڑا رہا تھا اور میں بریانی نان کوفتے ڈرم اسٹک اور کھیر خوب حلق تک ٹھونس لینے کے بعد میں نے برتن اس کے آگے کھسکا دیئے۔ اچھا میں اب چلتا ہوں میں اٹھا ارے میں نے سارا کھانا کھالیا اور مجھے پتہ بھی نہیں چلا اوئے چھوٹے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے چھوٹے کو پکار اایں اٹھیں ان سے چلتا کھڑکی کے راستے کمرے میں آ گیا۔

❁❁❁

پھر میں نے تیندوے کو اگلی دونوں ٹانگوں سے اٹھا کر گھمایا اور ایک طرف اچھا دیا وہ سیدھا ایک درخت سے ٹکرایا اور وہیں ٹن ہوگیا رنگیلا فخریہ انداز میں مسکرایا۔ ہائیں درخت سے چپک گیا میں نے ہونق ہو کر پوچھا اوہ نہیں نیچے گر کر اس کی وضاحت پر میری سان بحال ہوئی ورنہ میرے ذہن میں تو مرا ہوا تیندوا درخت سے چپکا آرہا تھا ذرا سوچ کر تو دیکھیں آپ بھی ہامی نجانے کہاں دفعہ ہوگیا تھا اس کے گھر والے مجھے عجیب سی نظروں سے گھورتے رہتے تھے اگرچہ کھانے کا مسئلہ تو حل ہوگیا تھا رنگیلا بھائی سے میری اچھی خاصی دوستی چلی تھی میں کھانا کھا کر کچھ دیر ان کی بہادری کے قصے سنتا رہا پھر اجازت لے کر اٹھا بستر پر لیٹنے کے بعد بھی نیند کا کہیں اتہ پتہ نہ تھا عجیب سی بے چینی تھی جو چند دن پہلے میں نے ہامی کی الماری سے جو کتاب نکالی تھی۔ میں نے کھڑکی کھولی کتاب اٹھائی اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کتاب پر سے گرد جھاڑی سیاہ جلد پر سنہرے جلی حروف جگمگا رہے تھے سنہری جادو۔

کالا جادو تو سنا تھا مگر یہ سنہرا جادو۔ جب نام اتنا دل چسپ ہے تو کتاب کتنی دلچسپ ہوگی میں نے کتاب کھولی ہی تھی کہ دروازہ دھڑ دھڑ ایا گیا کتاب میرے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری میں نے بوکھلا کر دروازہ کھولا سامنے بونے قد کے دو جن کھڑے تھے تمہیں شاہ جنات نے بلایا ہے۔

مجھ سے اسے کیا کام پڑ گیا مجھے حیرت ہوئی وہ جواباً خاموش رہے تو میں کندھے اچکائے اور ان کے ساتھ ہولیا وہ مجھے ایک محل میں لے گئے تو تم ہو ہامی کے دوست شاہ جنات نے بات کی تھی یا سوال میں سمجھ نہ پایا ایسا ہے آدم زاد کہ ہمیں تم سے ایک کام پڑ گیا ہے تمہیں چڑیل نگر سے ہمارے ایک جن کو چڑیلوں کی قید سے چھڑا کر لانا ہے یہ کام کوئی آدم زاد ہی کر سکتا ہے جبکہ میں تو چڑیل نگر سن کر ہی تھر تھر کرنپ رہا تھا نہیں۔ نہیں میں نہیں لاسکتا میرا صاف انکار سن کر وہ طیش میں آگیا تم شاہ جنات کے حکم کو رد کر رہے ہو جانتے ہو اس کا انجام کیا ہوگا جو بھی ہو مگر میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔ میرا جواب سن کر اس نے چند جنات کو حکم دیا اسے وادی تنہا میں چھوڑ آؤ اس کا حکم سن کر انہوں نے میرا احتجاج نظر انداز کرتے ہوئے مجھے دبوچ لیا وہ مجھے لے کر عجیب سی جگہ پہنچے یہ وادی تنہا ہے یہاں ہر وقت الو بولتے ہیں یہ جگہ خاص طور پر شاہ جنات نے بنائی ہے اب تم ہمیشہ یہیں رہو گے وہ اپنی بات مکمل کرتے ہی غائب ہو گئے میں نے اردگرد کا جائزہ لیا تو خوف کی سرد لہر میرے رگ وپے میں سرایت کر گئی اس جگہ ویرانی کا احساس شدید ترین تھا تاحد نگاہ اونچے نیچے ٹیلوں پہ خودرو جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں قد آدم خشک گھاس بھی ساکن تھی گویا ہوا بھی گزرنے سے گریزاں تھی ہر چیز اداسی حاوی تھی ویرانی ٹپک رہی تھی اور اداسی اور ویرانی کا یہ احساس اس قدر قوی تھا کہ مجھے یہ اداسی اور ویرانی اپنے اندر اترتی ہوئی محسوس ہوئی گہرا سکوت تھا موت کی سی خاموشی چھائی تھی کوئی ذی روح تھا نہ ذی نفس۔ میری نگاہ ایک درخت پر مرکوز ہوگئی اور میں ششدر رہ گیا درخت سے خون ٹپک رہا تھا جیسا کہ موسلا دھار بارش ہو رہی ہو تو درختوں سے پانی ٹپکتا ہے۔

میں میکانکی انداز میں چلتا ہوا درخت تک پہنچا درخت سے ٹپکتا خون نیچے نہیں گر رہا تھا نجانے کہاں غائب ہو رہا تھا میں ششدر سا دیکھتا رہ گیا۔

❁❁❁

تنہائی کی وحشت سے گھبرا کر میں نے ٹہلنا شروع کر دیا مجھے یہاں رہتے ہوئے پورے چار ہفتے ہو گئے تھے اور میرے لیے ایک پل بھی ایک صدی کے برابر تھا خوش قسمتی سے چند پھلدار درخت اور چھوٹا سا قدرتی چشمہ موجود تھا میں نے یہاں سے نکلنے کی بہت کوشش کی تھی مگر چلتے چلتے میری ٹانگیں شل ہو جاتیں مگر وادی تنہا سے نکلنے کا کوئی راستہ سجھائی نہ دیتا کئی جگہ مجھے انسانی ڈھانچے پڑے دکھائی دئے تھے غالباً انہیں بھی شاہ جنات کی حکم عدولی کی پاداش میں یہاں پھینکا گیا تھا اور یہیں ان کی موت واقع ہوگئی تھی میں چلتے چلتے ایک ڈھانچے کے قریب پہنچا میری نگاہ ڈھانچے کے قریب رکھی ہوئی کسی چیز پر پڑی میں نے اسے اٹھا کر دیکھا یہ ایک نوٹ بک تھی اس کا کاغذ اس قدر بوسیدہ ہوگیا تھا کہ ہاتھ لگانے سے پھٹ جاتا میں نے احتیاط سے اسے کھولا پہلے صفحے پر سرخ اور سبز مارکر سے جلی حروف میں منصور آفاق لکھا تھا اگلے صفحے پر درج تھا منصور آفاق اتوار 1808 میں ورق پلٹتا گیا میں منصور آفاق یہاں چار سال سے قید تنہائی کاٹ رہا ہوں میں نے یہاں سوائے ڈھانچوں کے کچھ نہیں دیکھا ہاں لیکن کبھی کبھی میں ایک ہاتھی کو دیکھتا ہوں جس کے ڈیلے بنا پتلیوں کے ہیں اور دانت تلوار کی مانند پھر اگلے صفحے پر شکستہ لکھائی میں شاید عجلت میں لکھا گیا تھا آج اس ہاتھ نے جو اصل میں ایک بھٹکی روح ہے مجھ پر چنگھاڑتے ہوئے حملہ کر دیا اس نے اپنے تلوار جیسے دانتوں سے مجھے لہولہان کر دیا ہے میں نہیں بچوں گا کچھ عرصے بعد یہاں میرا بھی ڈھانچہ پڑا ہوگا۔

آہ میرے گھر والوں کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ میرے ساتھ کیا ہوا میرا سر ۔۔ میرے اللہ ۔۔ اس سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آ گے نوٹ بک خالی تھی میں عجیب سے احساسات میں گھر گیا دفعتاً وادی تنہا ایک بلند چنگھاڑ سے گونج اٹھی میں ڈر سے اچھلا پیچھے دیکھا تو ایک طویل قامت ہاتھ کو سامنے پایا اس کی آنکھیں گویا سفید انڈے ہی تھیں اور تیز دھار دانت تلوار کی مانند چمک رہے تھے وہ اپنی لمبی سونڈ کو دائیں بائیں ہلا رہا تھا۔

وہ ایک بار پھر چنگھاڑا تو میرے اوسان خطا ہو گئے میں سمجھ گیا کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے تو کیا ابا اور ثمن کبھی جان پائیں گے کہ میرے ساتھ کیا کچھ بیتا چند دن بعد یہاں میرا ڈھانچہ پڑا ہوگا۔اف۔ف۔ف میں دہل اٹھا اور بدحواس ہو کر بھاگا کئی کانٹے دار جھاڑیاں راستہ روکے کھڑی تھیں یہاں بہت احتیاط سے چلنا پڑتا تھا مگر میں بھاگ رہا تھا کئی جگہ میں گرا کئی کانٹے میرے جسم میں پیوست ہوئے مگر اپنے عقب میں بھاری قدموں کی گونج مجھے پھر سے بھاگنے پر مجبور کر دیتی میرے عقب میں موت میرا تعاقب کر رہی تھی اور اس بھیانک موت کا تصور ہی اتنا کرب انگیز تھا کہ ۔۔میں ارد گرد دیکھے بنا بس بھاگ رہا تھا بلکہ میں تو سامنے بھی نہیں دیکھ رہا تھا نظریں زمین پر گاڑے بھاگا چلا جا رہا تھا میرے ذہن میں بس یہی بات گردش کر رہی تھی کہ مجھے اس بھیانک موت سے حتی المقدور حتیٰ الامکان دور جانا ہے مجھ پر ایک ہی دھن سوار تھی کہ مجھے اپنی جان بچانی ہے معاً مجھے ٹھوکر لگی ۔نتیجتاً میں زمین بوس ہو گیا تکلیف کے احساس سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کوئی بات نہیں انسان ٹھوکروں سے ہی سیکھتا ہے ہامی کی دلکش آواز پر میں نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا لائٹ بلیو ٹراؤزر پر آف وائٹ کی شرٹ میں وہ پہلے سے بھی زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا مجھے اٹھاتے ہوئے وہ مزید کہہ رہا تھا ہاں کچھ لوگ مجھ سے بھی ہوتے ہیں سیکھے سکھائے تم جیسے لوگوں کو بہر حال بہر طور ٹھوکروں کی ضرورت ہوتی ہے سیکھنے کے لیے میں روتے ہوئے اس کے گلے لگ گیا ہامی کہاں چلے گئے تھے تم۔شدت جذبات سے میری آواز رندھ گئی یار کامی کو ڈھونڈنے گیا تھا مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم بھی کھو جاؤ گے وہ اپنے مخصوص انداز میں ہنسا۔

❁❁❁

اگر تمہاری وہ بدروح اس کی جان لے لیتی تو ہامی نے چلا کر شاہ جنات سے پوچھا تو اس کی گھگھی بندھ گئی مم۔۔مجھے معاف کر دو ۔۔معاف کر دوں اور وہ بھی تمہیں ہامی اس کی گردن دبوچ کر دھاڑا پورے مجمع کو سانپ سونگھ گیا تھا جب شاہ جنات کی یہ حالت تھی تو کسی اور میں کہاں ہمت تھی کہ ۔۔میں نے مرعوب نظروں سے ہامی کو دیکھا جو شاہ جنات پر برس رہا تھا مجھے بس ایک بار معاف کر دو وہ منمنایا وادی تنہا کو تو ہامی نے وہیں ٹھیک کر دیا تھا مگر وہ شاہ جنات کو دھمکی دیتے ہوئے بولا میں تمہیں وادی تنہا میں پھینکوں گا۔۔

نہیں خدا کے لیے ایسا مت کرنا وہ کانپ اٹھا تمہاری خلاصی ایک صورت میں ممکن ہے ہامی نے قدرے توقف سے بات مکمل کی تم نے چونکہ شامی کو نہایت تکلیف میں رکھا ہے لہذا اپنے ڈانس سے اس کا دل خوش کر و ٔے جہاں شاہ جنات کا رنگ اڑا وہیں میں بھی بوکھلایا۔نہیں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ڈانس وانس میں تم چپ رہو ہامی نے مجھے ڈپٹا پھر اس کے حکم پر ڈانس کا اہتمام کیا گیا منی بدنام ہوئی ڈارلنگ تیرے لیے۔ میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا منہ بند کرو کر لو کوئی جن گھس جائے گا اور تمہیں نہیں پتہ کہ منی بیچاری کس قدر بدنام ہوئی ہے ہامی نے ہاتھ سے میرا منہ بند کیا پتہ ہے مگر یہ نہیں پتہ تھا کہ یہاں بھی بدنام ہوئی ہے میں بڑبڑایا تمام درباری دلچسپی سے شاہ جنات کا مضحکہ خیز ڈانس دیکھ رہے تھے جو کبھی مکھیاں اڑانے کے انداز میں ہاتھ ہلانے لگتا تو کبھی جہاز بن کر فضا میں پرواز کرنے لگتا کبھی تلوار بازی کی مشق کرنے لگتا تو کبھی کسی نادیدہ دشمن سے ہاتھا پائی کرنے لگتا منی کے بعد شیلا لیلہ اور وائٹ وائٹ فیس کی باری آئی بالآخر میں نے اس کا تاج جو دوران ڈانس گر گیا تھا اٹھا کر اس کے سر پر رکھا اور اسے تخت پر بیٹھا دیا۔

❁❁❁

نائٹ فائٹ ریس ریکھے دلوایہ بیار ٹھنڈا سانس مارے رے اوویری سیڈ ان یور ہارٹ دن میں دیکھے تارے رے میں یعنی شامی ہامی اور کامی پارک میں بیٹھے تھے ہامی نے بہت مشکل سے کامی کو ڈھونڈا تھا وہ بھکاریوں کے ایک گرہ کے ہتھے چڑھ گیا تھا کامی کا دماغ بھی درست ہو چکا تھا اور وہ اب سنجیدگی سے پڑھائی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

ہامی اگرچہ میرے نو کام پورے کر چکا تھا مگر اب میرا عزیز از جان دوست بن چکا تھا لہذا سارا دن میرے ساتھ گزارنا اس کو معمول بن چکا تھا کامی بھی ہمارا معصوم سا دوست ہے محلے میں ہمیں تکون پکارا جاتا ہے یہ نام ہمیں ایک دل جلے نے دیا تھا جب ہم نے اسے ایک بزرگ کو تنگ کرنے پر اس کی ٹھکائی کی تھی شامی بھائی وہ کل مجھے ماسی انگوراں ملی تھی کامی کی آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں کامی تو میں نے دانت کچکچائے وہ آپ کو یاد کر رہی تھی کہہ رہی تھی اس دن تو وہ بچ گیا تھا اب نہیں بچے گا پیچھے ہٹتے ہوئے وہ بولا۔تو وہ اب نہیں بچے گا میرے ہاتھ سے ۔میں اس کے پیچھے لپکا وہ ہنستا ہوا بھاگ گیا میں بھی چلتا ہوں ہامی نے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا میں بھی جانے کے ارادے اٹھا ابا اور ثمن انتظار کر رہے ہوں گے اور پھر مجھے سنہری جادو بھی تو پڑھنے ہے یہ وہی کتاب ہے جو مجھے ہامی کے گھر سے ملی تھی اس کے بارے میں بتاؤں گا آپ لوگوں کو ارے گھوریئے مت ابھی نہیں پھر کبھی بتاؤں گا مجھے پتہ ہے اب آپ اکتا گئے ہیں لہذا اگر آپ لوگوں نے تائید کی تو میں ضرور آپ کو سنہری جادو کے بارے میں بتاؤں گا شامی ایک بات تو بتاؤ ہمی یکا یک پلٹا۔کیا۔تمہیں خوفناک ڈائجسٹ کے لیے کہاں ی کے لیے ہماری بستی میں بھی کوئی جن نہیں ملا ۔نہیں سب جن س زیادہ جوکر لگتے تھے شکل سے میں نے مایوسی سے سر ہلایا دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی۔

اپنے دعوے جو یاد آ گئے تھے کہ میں خوفناک کے رائٹر سے اچھا لکھ سکتا ہوں ہاہ۔۔مگر میں تمہارے مطلوب کو جانتا ہوں بالوں کی جگہ سانپ آنکھوں کی جگہ بطخ کے انڈے اونٹ کی طرح لٹکتے ہونٹ ہاتھی کی طرح لمبے لمبے کان ممناک بھی گویا ہاتھی سونڈ ہو بھیڑیے جیسے دانت رنگ ایسا کہ سب دیجور بھی شرما جائے ناخن تلوار جتنے لمبے اور چال ایسی گویا بدمست اونٹ چل رہا ہو دھپڑ دھپڑ ۔وہ ایک جذب کے عالم میں بول رہا تھا واؤ۔میری خوشی کا کوئی تھکانہ نہ رہا گویا میں خوفناک کا عظیم ترین ۔بقلم خود بذات خود اور بزعم خود رائٹر بن سکتا ہوں میرا سینہ فخر سے چوڑا ہو گیا اور گردن تن گئی تم مجھے اس سے ملوا سکتے ہو میں نے بے تابی اور اشتیاق سے استفسار کیا ارے کیوں نہیں اس سے ملنا بہت آسان ہے دیکھنا چاہو گے اسے میں نے جھٹ سے اثبات میں سر ہلایا ۔تو آئینہ دیکھ لو ۔واٹ ۔میرا دماغ بھک سے اڑ گیا ہامی تو۔۔تو آج زندہ نہیں ۔بچ گا میرے ہاتھ سے میں دانت پیستے ہوئے اس کی جانب لپکا وہ اپنے مخصوص دل جلانے والے انداز میں ہنستا ہوا جست لگا کر بھاگ گیا۔ تجھے آج چھوڑوں گا نہیں میں ۔قہقہے لگاتا ہوا ہامی آگے آگے تھا اور میں دھمکیاں دیتا ہوا پیچھے پیچھے۔

پارک میں چہل قدمی کرتے ہوئے لوگ تحیر سے ہمیں دیکھ رہے تھے جب میں نے جانا کہ ہامی کو نہیں پکڑ سکوں گا تو میں سنگی بنچ پر بیٹھ کر ہاں پنے لگا وہ بھی پاس آ کر بیٹھ گیا میں نے خفگی سے منہ پھیر لیا آنکھیں پھیرنے والے کو طوطا چشم کہتے ہیں منہ پھیرنے والے کو کیا کہتے ہیں ۔وہ معصومیت سے مستفسر ہوا تمہارا سر ۔میں دھاڑا تمہارا سر ارے اوہ تمہارا سر ادھر تو دیکھو میرے گھورنے پر وہ سہنے کی ایکٹنگ کرنے لگا ارے رے گھورو نہیں ابھی ہم موم کی مانند پگھل جائیں گے تنگ نہیں رو میں بے زاری سے بولا ہمارے چہرے پر آج تک وہ تمہاری گھوری سلگ رہی ہے اس نے لمبی تان لگائی عمر یا ندن تھی تجربے میں کم تھی بخریا بلم کی بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھ پر گرم تھی لوگ اب دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے اب کون سا گانا گاؤں۔

وہ سر کھجانے لگا کچھ بھی مت گاؤ میں نے اسے کڑی نظروں سے گھورا دیکھ لو دینا والو لوگ مجھے گانے بھی نہیں دیتے حالانکہ اگر بالی ووڈ والے میری سریلی اور دلکش آواز سن لیں تو عاطف اسلم راحت فتح علی اور شفقت امانت علی کی جگہ صرف اور صرف مجھے بک کریں یہاں ہماری کوئی قدر ہی نہیں دہائی ہے دہائی ہے سچ ہے گھر کی مرغی دال برابر کم از کم عاطف اسلم کو خود سے کمپیر مت کرو میں نے رکھائی سے عاطف اسلم میرا فیورٹ تھا ہاں میں اسے خود سے کمپیر کر بھی کیسے سکتا ہوں کہاں وہ کہاں میں اسے وائے گلا پھاڑ کر چنگھاڑنے کے اور آتا ہی کیا ہے۔ تیرا ہونے لگا ہوں کھونے لگا ہوں۔ جب سے ملا ہوں لو بھئی اب یہ سب اتنا چلا چلا کر بتانے کی کیا ضرورت ہے لازمی گلا پھاڑنا ہے وہ منہ بگاڑ کر بولا میں غصہ پینے کی کوشش کرنے لگا ارے وہ دیکھو تمہارا سر جا رہا ہے اس نے انگلی سے ایک طرف اشارہ کیا تمہارا سر ہوگا میں تلملا اٹھا تم نے خود ہی کہا تھا کہ منہ پھیرنے والے کو تمہارا سر کہتے ہیں اس نے معصومیت کے تمام تر ریکارڈ توڑ ڈالے۔ سامنے ہی ایک بڑی بی جا رہی تھی ایک لڑکی لجاجت سے بولتی پیچھے تھی تمہارا اس سر۔ کیسی ہیں آپ ہامی نے نہایت ادب سے پوچھا میں نے بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

ارے تیرا سر تیری ماں کا سر تیرے باپ کا سر تیرے سوتوں کا سر بڑی بی کی توپوں کا رخ ہامی کی جانب مڑ گیا ہامی بیچارگی کی تصویر بنا بنا بڑی بی کو خود پر برستے دیکھ رہا تھا میرے منہ سے قہقہوں کا طوفان ابل پڑا ہامی نے مجھے گھورا ہم دونوں کی نظریں ملیں پھر ہم نے بڑی بی کو دیکھا جو مسلسل برس رہی تھیں ارے دیکھو تو تمہارے باپ کی ٹانگیں قبر میں ہوں گی اور مجھے کہہ رہا ہے تمہارا سر ہماری نظریں ایک بار پھر ملیں اور پارک ہمارے مشترکہ قہقہے سے گونج اٹھا۔ لوگ متحیر سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔

جی قارئین کیسی لگی ہماری کاوش تنقید فیملی کے ممبرز آپ لوگوں کی تنقید کا سپیشلی انتظار رہے گا آفٹر آل آپ سب کو پنی تنقید سے نوازتے ہیں ہم نے اتنی محنت کی ہے سو کچھ حق آپ کی تنقید پر ہمارا بھی بنتا ہے کیا خیال ہے لہذا قادری سسٹرز عبداللہ حسن شبنم گل فرزانہ یاسمیں اور جناب ایم وارث آصف میری سٹوریز پر دل کھول کر تنقید کیجئے گا اور بلال احمد آپ بھی جلے دل کے پھپھولے پھوڑیئے گا یاسمیں سلیم آپ کا انتخاب اچھا ہوتا ہے اور وارث آصف کوئی زاک محل سی تحریر لکھیں ناں۔ اور کنگ آف خوفناک ڈائجسٹ ریاض احمد آپ سے ایک شکایت ہے جو ہم نے اسی سٹوری میں بیان کی ہے ہو سکے تو پلیز غور کیجئے گا اور ذکا اللہ قریشی صاحب آپ واپس آئیں خوفناک میں پلیز آخر میں کہنا چاہیں گے کہ آپ کی آراء کا انتظار رہے گا خوش رہیں خوشیاں بانٹئے ٹیک کیئر۔

❀❀❀

لوگ چھوڑ دیتے ہیں

دل بہل جاتے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
کوئی اور مل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
چار دن کی چاندنی کا کیا کرنا
چاندنی ڈھل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
قسمیں تو کھاتے ہیں سدا ساتھ نبھانے کی
ذہن بدل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
آج کل کے لوگوں کا بھروسہ کیا کرنا
موسم بدل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
لوگ محبت کرتے ہیں مطلب کے لئے
مطلب نکل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں

تنزیلہ حنیف۔ نکیال

❀❀❀

سپنوں کا محل

تحریر: احسان سحر۔ میانوالی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے پھر پوچھا تم نے بتایا یا نہیں تم کون ہو وہ پھر اسی طرح مسکرائی اور بولی تو یوں لگا جیسے فضا میں جلترنگ سے بج اٹھے ہوں میں فردوس ہوں اندر آجاؤ میں نے دھڑکتے دل سے کہا تمہاری اجازت کے بغیر میں اندر نہیں آسکتی اس میں بھلا اجازت کی کیا ضرورت ہے اجازت کی ضرورت نہ ہوتی تو میں پہلے ہی آچکی تھی آجاؤ اجازت ہے میں نے بے تابی سے کہا نہ جانے وہ کیسے لمحے بھر میں اندر آگئی میں حیران تھا کہ نہ ہی دروازہ کھلا اور نہ ہی کھڑکی تو وہ اچانک اندر کیسے آگئی کہ میں پریشان ہوں اور خوفزدہ ہوگیا ہوں میرے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ گویا ہوئی میں انسانی مخلوق نہیں ہوں لیکن اس اللہ ہی کی مخلوق ہوں جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے تو تمہارا تعلق جنات سے ہے میں اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے بولا بے شک تم انسان اشرف المخلوقات ہو جنات بھی بے پناہ طاقت رکھتے ہیں مگر اس کائنات میں ان دو کے علاوہ مخلوقات ہیں میرا تعلق ان میں سے کسی کے ساتھ ہے وہ دھیمے اور پیار بھرے لہجے میں بولی تو پھر تم میرے پاس کیوں آئی ہو میرا اور تمہارا کیا تعلق ہے ایک تعلق ہے ہمدردی اور خلوص کا میں اسی ناطے سے تم سے ملنے آئی ہوں مگر کیوں۔ میں روہانسا ہو کر بولا میں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں کیونکہ تم میرے محسن ہو تم نے میری جان بچائی ہے تم کیسا مذاق کر رہی ہو میں تو تمہیں آج پہلی بار دیکھ رہا ہوں میں نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا تمہیں وہ بلیتو یاد ہوگی جو تمہیں سڑک کے کنارے میں ملی تھی اور تم اسے گھر لے آئے تھے دودھ پلایا تھا ڈبل روٹی کھلائی تھی ہاں ہاں یاد ہے میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں وہ بلی میں تھی وہ سپاٹ لہجے میں بولی ۔وہ تم تھی اور اب یہ روپ میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں تم ڈرو نہیں میں جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی میرے حواس بحال ہوگئے تو وہ میرے قریب آگئی اس مجسمہ حسن نور کو اپنے قریب پا کر میرے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہونے لگیں میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کی نیلی آنکھیں چمک رہی تھیں وہ میرے قریب آکر بیٹھ گئی اس کے دلکش بدن سے اٹھتی ہوئی مسحور کن خوشبو میرے حواس پر طاری ہونے لگی اس کا حسن پاگل کردینے والا تھا۔ تم کون ہو اور کہاں سے آتی ہو میں یہ ضرور جاننا چاہتا ہوں میں نے اس کی نیلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا میرا نام فردوس ہے وہ اپنے بارے میں بتانے لگی میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں اور تمہاری دنیا میں سیر کرنے آئی ہوں ہماری دنیا اور تمہاری دنیا ایک دوسرے کے قریب ہے لیکن ہماری زبان مکان اور فضا تمہاری زمین سے بالکل مختلف ہے مگر وہ تمہاری دنیا سے زیادہ آرام دہ ہے آج میں تمہیں اپنی دنیا کی سیر کرانے جاؤں گی چلو گے نہ میرے ساتھ وہ میری طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی ہاں میں تمہاری دنیا ضرور دیکھوں گا میں نے بلا سوچے سمجھے کہہ دیا تم میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھو وہ جادو بھرے لہجے میں بولی میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تو اس کی آنکھوں کی چمک بڑھنے لگی یوں لگا جیسے ہر سو نیلی اور گہری دھند چھائی جا رہی ہو اور میں اس دھند میں ڈوبتا جا رہا ہوں نہ جانے کتنی دیر میں اس دھند میں ڈوبا رہا پھر آہستہ آہستہ دھند کم ہونے لگی۔ ایک سنسنی خیز کہانی

اس پہاڑی اور جنگلی قصبے میں تبدیلی کے آرڈر پاکر میں پریشان ہوگیا مگر کیا کرتا سرکاری احکام کی پابندی لازم تھی اس لیے میں نے بادل نخواستہ اس قصبے میں ج پہنچا میرے محکمہ کے دفتر کی برانچ حال ہی میں

کھولی گئی تھی میں یہاں پہنچا تو مجھے وہ علاقہ بہت ہی خوبصورت لگا چاروں طرف بلند وبالا پہاڑ تھے ان پہاڑوں میں کھائیاں بھی تھیں جنگلی جانور اور مختلف قسم کے پودے تھے موسم بہار میں جب درختوں پر سبزہ آتا اور رنگ برنگیں پھول کھلتے تو ان کی مہک دل و دماغ کو مسحور کر دیتی اور وہ علاقہ جنت کا سماں پیدا کر دیتا میری رہائش ایک ٹیلے پر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے مکان میں تھی جہاں سے بڑے قصبے کا نظارہ ہوتا تھا اور وہ منظر دل کو بہت ہی بھلا لگتا تھا رات کا کھانا کھانے کے بعد عموماً میں چہل قدمی کے لیے ادھر ادھر نکل جاتا تھا کبھی اکیلا ہوتا تھا اور کبھی کسی ساتھی یا دوست کے ہمراہ گھومتا پھرتا رہتا کبھی تو میں جلدی واپس آجاتا اور کبھی رات گئے واپسی ہوتی۔

وہ دسمبر کے آخری ہفتے کی سرد شام تھی میں اکیلا ہی گھومنے نکل گیا تھا میں ایک سڑک کے کناتے فلمی نغمہ گنگناتے ہوئے جا رہا تھا اس سڑک پر کوئی آبادی نہ تھی البتہ فاصلے فاصلے پر لائٹس لگی ہوئی تھیں جن میں سے اکا دکا جل رہی تھیں اور زیادہ تر خراب ہونے کی وجہ سے بجھی ہوئی تھیں ایک لائٹ والے کھمبے کے قریب سے گزرتے ہوئے مجھے کسی بلی کے کراہنے کی آواز آئی تو میں اس سمت متوجہ ہوگیا جس طرف سے آواز آئی تھی روشنی ہونے کی وجہ سے وہ مجھے نظر آگئی وہ بلی کا بچہ تھا بہت ہی پیارا اور خوبصورت سردی کی وجہ سے اس کی حالت بہت خراب تھی لگتا تھا کہ وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے مجھے اس پر پیار کے ساتھ ساتھ رحم بھی آیا میں اسے اٹھا کر جلدی سے رہائش گاہ پر لوٹ آیا میں نے ہیٹر آن کیا اور اسے تولیہ میں لپیٹ کر ہیٹر کے قریب کر دیا کچھ ہی دیر میں اس کی حالت سنبھل گئی لگتا تھا اسے بھوک بھی لگی ہے میں نے ڈبل روٹی کے ٹکڑے دودھ میں بھگو کر اسے کھلانے شروع کر دیئے کھانے کے بعد میں نے لائٹ بند کی اور سو گیا وہ دو تین دن میرے پاس رہا میں نے اس کی خوب خدمت کی چوتھے روز وہ غائب ہوگیا۔ تو میں نے اس کی کمی شدت سے محسوس کی خواہ مخواہ ہی مجھے اس سے انس ہوگیا تھا ایک ماہ گزر گیا تو میں بھی اسے بھول گیا۔

ایک روز پھر مجھے اپنے مکان میں وہ نظر آگیا میں نے اسے بلایا تو وہ میرے قدموں میں آکر لوٹنے لگا میں نے اسے اس روز دودھ پلایا اس نے دودھ پیا اور پھر بھاگ گیا اور میں اسے آوازیں ہی دیتا رہ گیا میں حیران تھا کہ وہ کہاں غائب ہوگیا ہے مجھے اس کی آنکھیں بہت ہی پیاری لگتی تھیں ان میں عجیب سی کشش تھی لگتا تھا کہ وہ گہرا نیلا سمندر ہے جن میں ڈوب جانے کو دل چاہتا ہے۔

یہ سلسلہ چھ ماہ تک چلتا رہا اور وہ بلی بڑی ہوگئی ایک روز میں غنودگی کے عالم میں تھا کہ ایک نہایت ہی مسحور کن خوشبو کمرے میں پھیل گئی ایسی خوشبو اس سے قبل میں نے کبھی محسوس نہ کی تھی میں نے فوراً آنکھیں کھول دیں تاکہ دیکھ سکوں کہ یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے مجھے یقین تھا کہ میں رات کو بتی بند کر کے سویا تھا مگر اس وقت کمرہ عجیب سی روشنی سے بھرا ہوا تھا جیسے میں کوئی نام نہیں دے سکتا تھا وہ روشنی سفید تھی دودھیائی یا کوئی اور میں نے بلب کی طرف دیکھا وہ تو جل ہی نہیں رہا تھا تو پھر یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے میں اٹھ کر بیٹھ گیا ادھر ادھر دیکھا تو نظر آیا کہ روشنی کھڑکی کی جانب سے آرہی ہے، اس کھڑکی کے باہر ایک لڑکی کھڑی تھی جو بہت ہی حسین لگ رہی تھی میں اسے دیکھ کر ششدر رہ گیا یہ کون ہے اور یہاں کیوں آئی ہے اگلے ہی لمحے مجھے خیال آیا کہ کھڑکی تو بہت اونچائی پر ہے اور کھڑکی کے باہر کوئی کھڑا ہونے کی جگہ بھی نہیں ہے یہ کھڑکی کے باہر کیسے کھڑی ہے میں نے اپنی آنکھوں کو اچھی طرح سے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے رگڑا کہ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا مگر وہ خواب نہیں حقیقت تھی اس لڑکی نے ہلکا سنہری رنگ کا لباس پہن رکھا تھا جو اتنا باریک تھا کہ اس میں اس کا تو یہ شکن جسم صاف نظر آرہا تھا جو اتنا باریک تھا کہ اس میں اس کا تو یہ شکن جسم صاف نظر آرہا تھا اس کے بالوں کا رنگ بھی سنہری تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کے سائے میں اس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا اس کی نیلی آنکھیں دیکھ کر میں دنگ رہ گیا یہی لگا کہ جیسے میں یہی آنکھیں پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں اس پر جمال ہستی کے حسن نے مجھے اس قدر مسحور کر ڈالا تھا کہ میں اسے تک دیکھے جا رہا تھا کچھ سوچنے اور سمجھنے کی مہلت ہی نہیں مل رہی تھی لگتا تھا جیسے اس نے مجھے جکڑ لیا ہو تم کون ہو میں گھبراتے ہوئے لہجے میں بولا اس کے لبوں پر ایک دلنشین مسکراہٹ پھیل گئی جو میری روح میں اتر سی گئی ایسے لگا جیسے کوئی رنگین سی پھوار پھوٹتی ہو اس کی مسکراہٹ کے سامنے مونالیزا اور الزبتھ ٹیلر کی مسکراہٹیں بھی ہیچ نظر آتی میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا وہ ابھی تک بولی نہ تھی اس لیے میں نے پھر پوچھا تم نے بتایا یا نہیں تم کون ہو وہ پھر اسی طرح مسکرائی اور بولی تو یوں لگا جیسے فضا میں جلترنگ سے بج اٹھے ہوں میں فردوس ہوں اندر آ جاؤ میں نے دھڑکتے دل سے کہا تمہاری اجازت کے بغیر میں اندر نہیں آ سکتی اس میں بھلا اجازت کی کیا ضرورت ہے اجازت کی ضرورت نہ ہوتی تو میں پہلے ہی آ چکی تھی آ جاؤ اجازت ہے میں نے بے تابی سے کہا نہ جانے وہ کیسے لمحے بھر میں اندر آ گئی میں حیران تھا کہ نہ ہی دروازہ کھلا اور نہ ہی کھڑکی تو وہ اچانک اندر کیسے آ گئی کہ میں پریشان ہوں اور خوفزدہ ہو گیا ہوں میرے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ گویا ہوئی میں انسانی مخلوق نہیں ہوں لیکن اس اللہ ہی کی مخلوق ہوں جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے تو تمہارا تعلق جنات سے ہے میں اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے بولا بے شک تم انسان اشرف المخلوقات ہو جنات بھی بے پناہ طاقت رکھتے ہیں مگر اس کائنات میں ان دو کے علاوہ مخلوقات ہیں میرا تعلق ان میں سے کسی کے ساتھ ہے وہ دھیمے اور پیار بھرے لہجے میں بولی تو پھر تم میرے پاس کیوں آئی ہو میرا اور تمہارا کیا تعلق ہے ایک تعلق ہے ہمدردی اور خلوص کا میں اسی ناطے سے تم سے ملنے آئی ہوں مگر کیوں۔

میں روہانسا ہو کر بولا میں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں کیونکہ تم میرے محسن ہو تم نے میری جان بچائی ہے تم کیسا مذاق کر رہی ہو میں تو تمہیں آج پہلی بار دیکھ رہا ہوں میں نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا تمہیں وہ بلی تو یاد ہو گی جو تمہیں سڑک کے کنارے میں ملی تھی اور تم اسے گھر لے آئے تھے دودھ پلایا تھا ڈبل روٹی کھلائی تھی ہاں ہاں یاد ہے میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں وہ بلی میں ہی تھی وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

وہ تم تھی اور اب یہ روپ میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں تم ڈرو نہیں میں جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی میرے حواس بحال ہو گئے تو وہ میرے قریب آ گئی اس مجسمہ حسن نور کو اپنے قریب پا کر میرے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہونے لگیں میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کی نیلی آنکھیں چمک رہی تھیں وہ میرے قریب آ کر بیٹھ گئی اس کے دلکش بدن سے اٹھتی ہوئی مسحور کن خوشبو میرے حواس پر طاری ہونے لگی اس کا حسن پاگل کر دینے والا تھا۔ تم کون ہو اور کہاں سے آتی ہو میں یہ ضرور جاننا چاہتا ہوں میں نے اس کی نیلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا میرا نام فردوس ہے وہ اپنے بارے میں بتانے لگی میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں اور تمہاری دنیا میں سیر کرنے آئی ہوں ہماری دنیا اور تمہاری دنیا ایک دوسرے کے قریب ہے لیکن ہماری زبان مکان اور فضا تمہاری زمین سے بالکل مختلف ہے مگر وہ تمہاری دنیا سے زیادہ آرام دہ ہے آج میں تمہیں اپنی دنیا کی سیر کرانے جاؤں گی چلو گے نہ میرے ساتھ وہ میری طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی ہاں میں تمہاری دنیا ضرور دیکھوں گا میں نے بلا سوچے سمجھے کہہ دیا تم میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھو وہ جادو بھرے لہجے میں بولی میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تو اس کی آنکھوں کی چمک بڑھنے لگی یوں لگا جیسے ہر سو نیلی اور گہری دھند چھائی جا رہی ہو اور میں اس دھند میں ڈوبتا جا رہا ہوں نہ جانے کتنی دیر میں اس دھند میں ڈوبا رہا پھر آہستہ آہستہ دھند کم ہونے لگی۔

میں ابھی تک اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا اب اردگرد دیکھو وہ مسکراتے ہوئے بولی میں نے دیکھا کہ ہم دونوں کھلی فضا میں ایک سرسبز پہاڑی پر بیٹھے تھے اس کے چاروں طرف دور تک دلکش اور حسن قطعات تھے رنگ برنگے پھول تھے پھل سے لدے ہوئے درخت تھے کیسی لگی تمہیں میری دنیا بالکل تمہاری طرح حسین اور خوبصورت میں نے محبت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا لگتا ہے میری طرح تم بھی مجھے چاہنے لگے ہو کیا تم مجھ سے شادی کرو گے۔ جی تو چاہتا ہے تمہیں ان آنکھوں سے سمیٹ لوں مگر میں انسان ہوں اور تم کوئی اور مخلوق ہو میں نے حسرت بھرے انداز میں کہا میں بھی تمہیں بے حد چاہنے لگی ہوں مگر ہم شادی کے بعد ساری عمر تڑپتے ہوئے وہ اداسی بھرے لہجے میں بولی میں تڑپنے کے لیے تیار ہوں میں نے بے تابی سے کہا تو پھر تمہیں میرے بابا سے بات کرنی پڑے گی جو اس قبیلے کا سردار ہے تم مجھے اس کے پاس لے چلو ہاں ٹھیک ہے ہمیں ان کی عدالت میں پیش ہونا پڑیگا کیوں کیا ہم نے کوئی جرم کیا ہے ہماری دنیا میں کسی آدم زاد کا بغیر اجازت آنا ایک جرم ہے آؤ نیچے چلیں کیونکہ قبیلے کے لوگ ہمارے منتظر ہیں عدالت لگ چکی ہے اگر ہمیں دیر ہو گئی تو وہ خود ہمیں لینے آ جائیں گے یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا ہم دونوں ان کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے فردوس یہ آدم زاد کون ہے۔ سردار گردار آواز میں بولا بابا یہ میرے محسن ہیں اور میں اسے یہاں لے کر آئی ہوں وہ پر اعتماد لہجے میں بولی پھر اس نے سردار کو تمام کہانی سنا دی جب میں نے شدید سردی میں اس کی جان بچائی تھی وہ سب کچھ سن کر سردار بولا۔

یہ واقعی تمہارا محسن ہے اس وجہ سے ہم اسے بغیر اجازت اپنی دنیا میں آنے پر معاف کرتے ہیں اب یہ ہمارا مہمان خاص ہو گا بابا یہ مجھ سے شادی کا خواہش مند ہے وہ بلا جھجک بولی ٹھیک ہے اسے مہمان خانے میں لے جاؤ یہ کہہ کر سردار اٹھا اور ایک طرف چل پڑا

فردوس نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے لے کر ایک عمارت کے اندر آ گئی وہ مجھے عمارت کے اندر آرام دہ کمرے میں لے گئی اس کی آرائش کو میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا فردوس مجھے اس کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گئی میں کمرے کے حسین نقش و نگار میں کھویا ہوا تھا کہ ایک حسین اور نوعمر لڑکی کمرے میں داخل ہوئی اس نے سفید اور باریک لباس پہن رکھا تھا۔

معزز مہمان۔ غسل فرما لیجیے یہ کہہ کر وہ مجھے ایک بہت بڑے غسل خانے میں لے گئی اس کے اندر بنے ہوئے تالاب سے خوشبو بھی بھاپ اٹھ رہی تھی وہ مجھے خود غسل کرانا چاہتی تھی مگر میں نے اسے منع کر دیا اور ایکے جانے کے بعد میں خوشبودار تالاب میں اتر گیا میں غسل کر کے واپس کمرے میں آیا تو اس لڑکی جیسی دو اور نوعمر لڑکیاں کمرے میں قالین پر دستر خوان بچھا کر اس پر قابیں لا کر رکھنے لگیں وہ ایک بہت بڑی دعوت کا کھانا تھا جو کئی لوگ کھا سکتے تھے مگر وہ دستر خوان صرف میرے لیے تھا میں نے اپنی دنیا میں ایسے کھانے کبھی نہ کھائے تھے اور نہ ہی کبھی ان کے بارے میں کبھی سنا اور پڑھا تھا کھانے کے مجھے نہایت ہی عمدہ اور خوشبودار قہوہ پیش کیا گیا کھانے اور قہوہ پینے کے بعد مجھ پر ایک قسم کی غنودگی طاری ہونے لگی کہ اچانک ایک خادمہ آ گئی اور کہنے لگی معزز مہمان۔ آپ کو یاد فرمایا جا رہا ہے۔ میں اس خادمہ کے پیچھے چلتا ہوا ایک بہت بڑے ہال میں پہنچ گیا اس ہال کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ایک سرخ رنگ کا پھولدار قالین بچھا ہوا تھا جس پر سنہری رنگ کی کرسیاں بچھائی گئی تھیں ایک طرف ایک بڑا سا پردہ لگا ہوا تھا بالکل ایسے جیسے سینما گھروں کی سکرین ہوتی ہے ایک طرف ایک سٹیج بنایا گیا تھا جہاں ان کا سردار درمیان میں ایک بڑی اور شاہی طرز کی کرسی پر براجمان تھا اس کے دائیں طرف کرسی خالی تھی جبکہ بائیں طرف فردوس دلہن کے روپ میں بیٹھی ہوئی تھی سٹیج کی رکھی دوسری کرسیوں پر قبیلے کے دوسرے معزز لوگ بیٹھے تھے ہال میں رکھی گئی دیگر کرسیوں پر ایک طرف مرد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ردوسری طرف عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں مجھے وہ خادمہ ردار کی ساتھ والی کرسی تک لے گئی۔

سردار نے مجھے اس پر بیٹھنے کو کہا تو میں وہاں بیٹھ گیا سردار نے اسے مخاطب کر کے کہا محترم شروع کیجئے کاح خوان نے میرا نام پوچھا پھر میرے والد کا وہ سب کچھ ایک رجسٹر پر لکھتا جا رہا تھا پھر اس نے مجھ سے تین ار کہلوایا کہ تمہیں فردوس اختر سردار استجابت قبول ہے یں نے کہا قبول ہے پھر وہ اٹھ کر فردوس کے پاس گیا ور اسے بھی یہی کہا کہ تمہیں شمس ولد نور احمد قبول ہے فردوس نے کہا قبول ہے اس کے ساتھ ہی ہال تالیوں سے اور مبارک باد کے شور سے گونج اٹھا کچھ دیر بعد جب شور تھما تو ہال کا پردہ اٹھا دیا گیا اور وہاں رقص وساز کا پروگرام شروع ہوگیا حسین اور جوان لڑکیوں نے ایسا رقص کیا کہ یوں لگا جیسے سب کچھ ساکت ہوگیا ہو وہ سب ایک سے بڑھ کر حسین تھیں اوراوپر سفید رنگت قیامت ڈھا رہا تھا لگتا تھا کہ سارے جہاں کا حسن اس ہال میں سمٹ آیا تھا ایسی موسیقی میں نے کبھی نہ سنی تھی جی چاہتا تھا کہ وہ یونہی ناچتی اور گاتی رہیں اور میں دیکھتا رہوں لیکن دیر گئے وہ پروگرام ختم ہوا مجھے روز فردوس کو ایک خوبصورتی سے سجائی گئی خواب گاہ میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں آ کر فردوس نے دلہنوں والا لباس اتار کر سنہری لباس پہن لیا اس وقت اس کا حسن قیامت ڈھا رہا تھا اس کی حسین مسکراہٹ مجھ پاگل کر رہی تھی مجھے فردوس کے ساتھ دن ہنسی خوشی گزرنے لگے ایک دن وہ بولی۔

شمس آپ کے جانے کا وقت ہوگیا ہے فردوس اداس لہجے میں بولی کہاں جانے کا میں نے پوچھا واپس تمہاری دینا میں وہ سسکتے ہوئے بولی اب میں اور تم کبھی نہ مل سکیں گے نہیں فردوس میں اب کہیں جاؤں گا یہاں ہی رہوں گا میں نے اٹل لہجے میں کہا۔ نہیں شمس تمہیں جانا ہوگا ہماری دنیا کا یہی قاعدہ اور قانون ہے یہاں کوئی آدم زاد آ ہی نہیں سکتا اور اگر آ جائے بھی جائے تو زندہ نہیں واپس نہیں جا سکتا تم خوش قسمت ہو کہ میری پسند ہو میرے شوہر بھی ہو اس لیے زندہ ہو تمہاری بہتیری اسی میں ہے کہ تم واپس چلے جاؤ ورنہ تم زندہ نہ رہ پاؤ گے اس سلسلے میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گی لیکن میں نہیں جاؤں گا فردوس کیونکہ آپ میری بیوی ہو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا تم نے مجھے محبت کے اس رنگ اور شدت سے روشناس کرایا ہے کہ مجھے آپ اپنی دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں لگے گی میں نے یقین سے کہہ دیا شمس بے کار کی ضد چھوڑ دو وہ التجائیہ لہجے میں بولی ٹھیک ہے میں یہاں نہیں رہوں گا مگر تمہیں بھی میرے ساتھ جانا ہوگا۔

تمہیں کیسے سمجھاؤں شمس یہ ناممکن ہے کیونکہ اب میری اور تمہاری ملاقات بھی نہ ہوگی ہاں ہوتی بھی تو اگلے جہاں ہوگی کیونکہ ہماری اور تمہاری دنیا بالکل مختلف ہے مانا کہ ہماری شکلیں انسانوں جیسی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم تم سے مختلف ہیں تمہیں جانا ہوگا فردوس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں فردوس یہ ظلم ہے جو تم مجھ پر ہی نہیں اپنے آپ پر بھی کر رہی ہو میں نے التجائیہ لہجے میں کہا وہ روتے ہوئے بولی اور کہنے لگی میں آپ کبھی نہیں تمہاری دنیا میں جا سکوں گی نہ تم سے مل سکوں گی مجھے یہاں ہی مر جانے دو میں نے ہمت ہارتے ہوئے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا تم اگر یہاں رہ بھی گئے تو ہم تمہیں تمہاری دنیا میں پھینک آئیں گے آؤ میرے ساتھ وہ میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی کہاں میں نے مایوسی بھرے انداز میں کہا اسی پہاڑی پر جہاں ہم ملے تھے میں فردوس کے ہمراہ چلتا ہوا اسی پہاڑی پر آ گیا میں نے نیچے آبادی کی طرف دیکھا تو فردوس کے قبیلے کے تمام لوگ جمع تھے اور ہم دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے شمس اب تم اپنی دنیا میں جاؤ گے۔ ورنہ میرے قبیلے کے لوگ قیامت برپا کر دیں گے ٹھیک ہے فردوس مجھے تمہاری جدائی اب سہنا پڑے گی بس تم اب سمجھ لینا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو ہاں ایک بات اور یاد رکھنا اب تم اپنی دنیا میں جا کر کسی عورت سے شادی مت کرنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے فردوس یہ کہہ کر میرے قریب آئی اور رس

بھرے انداز میں بولی۔۔۔ میری آنکھوں میں دیکھو میں نے اس کی گہری نیل جیسی آنکھوں میں دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔

پھر نیلی دھند میرے چاروں طرف پھیلنے لگی اور میں اس میں ڈوبنے لگا میں نے فردوس کو پکڑنے کے لیے ہاتھ پاؤں چلائے مگر وہ نا جانے کہاں چلی گئی تھی میں خلا میں ہاتھ پیر مارتا رہا پھر آہستہ آہستہ دھند چھٹنے لگی مجھے ہوش آیا تو میں اپنے کمرے میں تھا اور شدید بخار کی شدت سے سلگ رہا تھا چند لمحوں بعد پھر میں بے ہوش ہوگیا میں تین ماہ بیمار رہا مجھے عجیب قسم کا بخار ہوگیا تھا ڈاکٹروں کی سمجھ میں اس کا علاج نہ آ رہا تھا دن بدن میں کمزور ہوتا جا رہا تھا مجھے فردوس اب بھی یاد آتی تھی لگتا تھا وہ سب خواب تھا مگر نہیں اتنا بھرپور اور مسلسل خواب وہ حقیقت تھی فردوس سے جدائی کا دکھ میرے اندر کروٹیں لینے لگا۔

میں اس کے بغیر اداس رہنے لگا تین ماہ بعد میں تندرست ہوگیا آہستہ آہستہ میری کمزوری دور ہوتی گئی ایک سال بعد میری صحت پھر ویسی ہوگئی فردوس کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات میں نہ بھول پایا تھا وہ میری زندگی کا حاصل تھے میری تبدیلی اب اپنے شہر ہوگئی گھر والوں کو اب میری شادی کی فکر تھی جبکہ میں شادی نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ میں فردوس سے شادی کر چکا تھا میں اس کے علاوہ کسی کا تصور نہیں کر سکتا تھا میں گھر والوں کو فردوس کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ میری اس بات پر کوئی یقین نہیں کرے گا بلکہ مجھے پاگل سمجھا جانے لگے گا اس لیے میں نے کسی کو نہ بتایا میں ایک دوسرے مخلوق سے شادی کر چکا ہوں گھر والوں کے بے حد اصرار پر مجھے ہتھیار ڈالنے پڑ ہی گئے ساحل میری بیوی بن کر آ گئی ساحل میرے قریبی رشتہ داروں میں تھی پوری برادری میں اس جیسی حسین کوئی نہ تھی میں اسے پسند کرتا تھا مگر فردوس سے ملاقات ہونے سے پہلے مگر اب مجبوراً مجھے اس کے ساتھ نبھاہ کرنا پڑا وہ ہماری سہاگ رات تھی ارمانوں اور امنگوں بھری رات اس رات مجھے فردوس بہت یاد آئی اور ساتھ اس کے آخری الفاظ بھی کہ اب شادی نہ کرنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے مگر میں نے انہیں بھلا کر آگے بڑھ کر ساحل کا گھونگٹ الٹ دیا میں نے ساحل کو انگوٹھی پہنائی اور پھر محبت کی دنیا میں کھو گئے وہ رات میرے اور میری ساحل کے ملن کی پہلی اور آخری رات ثابت ہوئی ساحل نے مجھ سے طلاق لے کر کہیں اور شادی کر لی کیونکہ میں اس کے قابل نہ رہا تھا بلکہ کسی بھی عورت کے قابل نہ رہا تھا شاید اسی نقصان کا ذکر فردوس نے کیا تھا میں اب تنہا ہوں اور فردوس کی یادوں کو سینے سے لگائے جی رہا ہوں میں اب بھی اسی آس پر ہوں کہ شاید وہ حسن کی دیوی مجھ پر مہربان ہو جائے میں نہیں جانتا کہ فردوس کون تھی اس کا تعلق کس دنیا سے تھا وہ مجھ پر کیوں مہربان ہوئی اور مجھے کس جرم کی پاداش میں مردانگی سے محروم کر دیا۔

❀❀❀

اچھا لگتا ہے

بھری محفل میں تنہا رہنا اچھا لگتا ہے یوں
تیرے بارے میں سوچتے رہنا اچھا لگتا ہے یوں
کبھی پھولوں میں کبھی کلیوں میں
تجھ کو بھی ڈھونڈتے رہنا اچھا لگتا ہے یوں
میری زندگی کی خوشیاں تمہیں سے ہیں وابستہ
رب سے صرف تمہیں بھی مانگنا اچھا لگتا ہے
ہمارے درمیاں حائل رہیں صدیوں کی خاموشیاں
کچھ اس طرح گفتگو کرنا اچھا لگتا ہے
تمہارے بغیر زندگی کا کوئی تصور نہیں ہے
تم ہی کو چاہا تم ہی کو چاہتے ہیں
تم ہی کو چاہتے رہنا اچھا لگتا ہے
میں چھین لوں گا تمہیں دنیا کی رسموں سے
کہ مجھے زمانے سے بغاوت کرنا اچھا لگتا ہے
شاہد محمود۔ بھکر

❀❀❀

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خونی زنجیر

------تحریر: ریحان خان۔میرا شاہ------

اسی دن کے لیے مجھے اللہ نے زندہ رکھا ہوا تھا کیونکہ میرا بدلہ ادھورا رہ گیا تھا اور دنیا میں ایک شیطانی طاقت باقی تھی آج میں اس زنجیر کو توڑ کر اپنا بدلہ بھی پورا کرونگا۔اور اس دنیا سے شیطانی طاقتوں کا خاتمہ بھی تا کہ پھر کوئی آدم خور جن آدم زاد سے ٹکر نہ لے سکے توحید نے اللہ کا نام لے کر زنجیر پر اپنی پوری طاقت لگانی شروع کر دی توحید نے زنجیر کو توڑ دیا جس سے وہ آدم خور جن ایک چیخ ماری اس کے بعد ایک دھماکہ ہوا جس سے اس کا جسم پھٹ گیا اور اس کے ہر حصے کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھوڑی دیر بعد وہاں اسکی راکھ پڑی ہوئی تھی۔

اپنی موت کے لیے تیار ہو جا۔ہاہاہا۔۔اچانک زیبا کے سامنے ایک خوفناک کالا خلیہ نظر آیا اس کی آواز میں اتنی وحشت تھی کہ زیبا کا سارا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا اور اس کالے حلیے کو دیکھ کر اس کے سامنے زمیں و آسمان گھومتے ہوئے نظر آنے لگے کیونکہ اتنا بھیانک حلیہ اس نے آج زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا اچانک اس نے ہاتھ آگے کی طرف کیا اور اچانک اس کے موٹے موٹے کالے سیاہ ہاتھوں میں خون سے لت پت ایک بھیانک زنجیر رونما ہوئی جس سے خون کے قطرے زمیں پر گر رہے تھے اچانک وہ زنجر زیبا کے پورے جسم پر پھیلتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے پورے جسم کو جکڑ لیا اور پھر ایک تیز آندھی آئی اور سب کچھ غائب ہو گیا وہ زیبا کو لے گیا تھا اب وہاں پر خون کے قطروں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

کیا ہوا اسد تم آج بہت کھوئے کھوئے نظر آرہے ہو

ہاں یار صمد پتہ نہیں کہ سائیلا بھی مجھ سے پیار کرتی بھی ہے یا نہیں اسد پاگل مت بنو تو نے آج تک اس پر کبھی ظاہر نہیں کیا کہ تم اس سے پیار کتے ہو اور ایک بات اور تمہیں بتاتا چلوں کہ وہ ایک امیر باپ کی بیٹی ہے اور تم ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہو اس لیے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اسے بھول جائے۔یار صمد میں نے بہت کوشش کی ہے سے بھولنے کی مگر میں ہر بار ناکام ہو جاتا ہوں جب وہ میرے سامنے آتی ہے۔اب عالم یہ ہے کہ وہ میری رگ رگ میں سما چکی ہے میری زندگی سائیلا کے ساتھ جڑ گئی ہے جب وہ سانس لے تو میں سانس لیتا ہوں اس لیے صمد سے بھولنا اب میرے بس کی بت نہیں اور آئندہ یہ بات زبان پر کبھی بھی مت لانا کہ میں اسے بھول جاؤں۔

او کے یار میں تو یہی دعا کروں گا کہ وہ تجھے مل جائے اس کی محبت تجھے جلد ہی نصیب ہو جائے اب چلو یار کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے اسد اور صمد گہرے دوست تھے اور وہ انجینئرنگ کالج میں پڑھتے تھے اور وہ دونوں ایک ہی کلاس فرسٹ ائیر میں پڑھتے تھے اسد ایک غریب گھرانے کا لڑکا تھا اور کالج میں اس کا ایڈمشن اس کی قابلیت کی وجہ سے ہوا تھا کیونکہ میٹرک کے بعد ہی اس نے ایک انیٹی ٹسیٹ دیا تھا جس میں اس کو پورری کامیابی ملی اور حکومت نے اس کے خرچے کی ذمہ داری اٹھالی تھی اسد کا باپ اس دنیا سے فوت ہو چکا تھا اور اس کے گھر اس کی ایک بہن اور ایک ماں تھی گھر کا خرچہ اس کے باپ کی پینشن سے چلتا تھا کیونکہ اس کا باپ سرکاری ملازم تھا اور تین سال پہلے ہ ایک کا ایکسیڈنٹ میں چل بسا تھا اور صمد وہ نہ زیادہ امیر تھا اور نہ ہی زیادہ غریب اس کے چار بھائی تھے وہ سب ملازم تھے یک فیکٹری میں نوکری کتے تھے جس کی وجہ سے اس کے گھر کے حالات ٹھیک تھے اسد کے اس کالج میں چار ماہ ہو چکے تھے پہلے ہی دن جب وہ اس کالج

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں آیا تھا اس کی کلاس میں سائیلا بھی تھی پہلی نظر میں ہی اس نے سائیلا کو دل دیا تھا اور وہ اسے دیوانوں کی طرح چاہتا تھا۔

سائیلا کو اس بات کی بالکل بھی خبر نہیں تھی کہ اسد مجھ سے پیار کرتا ہے وہ دل ہی دل میں سائیلا سے محبت کرتا تھا صرف اسد ہی نہیں کلاس کے پورے لڑکوں کی سائیلا پر نظر تھی کیونہ وہ تھی ہی اتنی خوبصورت اگر کوئی اسے پرستان کی پری کہتا تو بھی غلط نہ تھا دوسری طرف اسد بھی کچھ کم نہیں تھا وہ بھی کلاس کی سب لڑکیوں کا آئیڈیل تھا لیکن شرم میں بھی اول نمبر پر تھا اکثر لڑکے کلاس میں اس کا مذاق اڑاتے تھے ایک تو اس لیے کیونکہ وہ غریب تھا اور دوسرا اس لیے کیونکہ وہ ہنڈسم تھا اس کے کالے کالے بال سفید دودھیا رنگت اور ایک بہترین باڈی بھی رکھتا تھا آج اسد نے کالا اور سرخ رنگ کا ٹریک سوٹ پہنا ہوا تھا جیسے ہی صمد اور اسد کلاس میں داخل ہوئے دیکھو اسد کو ایسا لگ رہا ہے جیسے سڑھا ہوا آلو احسن کی اس بات پر سب کلاس کی ہنسی چھوٹ گئی آج سائیلا اسد کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی پتہ نہیں یہ نظر سے نفرت کی تھی یا محبت کی اسد کو کچھ سمجھ نہیں آئی کیوں یار تم بھی احسن بھکاریوں کے منہ لگتے ہو یہ نہ تو کسی سے بات کرتا ہے اور نہ ہی لڑکیوں کو چھیڑتا ہے نہیں یار اسلم اس کے آنے سے کچھ اچھا نہیں لگتا کیوں کلاس میں ٹھیک کہا ناں احسن نے اٹھ کر سب کلاس والوں سے کہا جس کے جواب میں سب کہنے لگے ہاں ہاں احسن ہم اسے اتنا تڑپائیں گے جس کی وجہ سے یہ خود کالج چھوڑ کر چلا جائے گا۔

اتنے میں صمد بول پڑا پتہ نہیں کیوں اسد سے جلتے ہو اس لیے ناں کہ یہ تم سب سے زیادہ ہینڈسم ہے تم جیسا گیڈر نہیں اور ایک بات اور تم لوگ جتنی بھی کوشش کرلو اسد کو اس کالج سے باہر نہیں نکال سکتے ہو صمد کی اس بات پر احسن نے اچھل کر صمد کا گریبان پکڑا اور کہا تم نے ہم لوگوں کو گیڈر کہا ہے ابھی تم کو مزہ چکھاتا ہوں مارو اس کو جیسے ہی کلاس کے اور لڑکے صمد کو مارنے کے لیے اٹھے سائیلا نے جھٹ سے اٹھ کر صمد کا گریبان احسن سے چھڑایا اور کہنے لگی بس بہت ہو گیا یہ کلاس ہے یا گائے بھینسوں کی منڈی جو جی میں آیا کرے جا رہا ہے خود تو پڑھائی کرتے نہیں اور ہم لوگوں کو بھی پڑھائی کرنے نہیں دیتے اور کیا کہا صمد نے یہی کہ ناں تم لوگوں سے زیادہ ہینڈسم ہے اس لیے تم سے اس سے جلتے ہو تو یہ تو غلط بات نہیں ہے اسد تم سب میں زیادہ ہیڈسم ہے میں دیکھتی جا رہی ہوں جب سے اسد نے اس کالج میں داخلہ لیا ہے تم لوگ اسے تنگ کرتے جا رہے ہو آخر کیا بگاڑا ہے اسد نے تم لوگوں کا اب بہتری اسی میں ہے کہ خود بھی پڑھو اور ہم کو بھی پڑھنے دو سائیلا نے ایک ہی سانس میں یہ سب باتیں کہہ ڈالیں جسے سن کر سب خاموش ہو گئے اور اسد کو تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں سپنا دیکھ رہا ہوں کہ حقیقت میں سائیلا نے میرے بارے میں ایسا کہا ہے یہ سب باتیں سن کر احسن غصے اس آگ بگولا ہو گیا کیونکہ کلاس کی سب سے حسین لڑکی نے اسد کی طرفداری کی تھی احسن دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی واہ واہ کیا بات ہے۔

دیکھو دوستو کلاس کی سب سے امیر اور حسین لڑکی نے اس کی طرف داری کی ہے واہ اسد واہ تیری تو لاٹری نکل پڑی اس پر سائیلا نے کہا کیا مطلب ہے تمہارا میرا مطلب بالکل صاف ہے تم کو اتنے پورے کلاس میں یہ بھکاری ملا دل لگانے کو ارے ہم بھی تھے ناں دل لگانے کو ایک بار مجھ سے بھی کہہ دیتی پورے کالج میں لڑکوں کی لائن لگا دیتا احسن کی اس بات پر سائیلا نے ایک تیز اور زوردار تھپڑ احسن کے گال پر مارا جس کی گونج پوری کلاس میں پھیل گئی تھپڑ پڑتے ہی صمد غصے سے لہراتا ہوا آیا اور جیسے ہی احسن نے سائیلا کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا اسد نے جھٹ سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لڑکیوں پر وہی ہاتھ اٹھاتے ہیں جو کی کلائیاں کمزور ہوتی ہیں اور ایسی کلائی توڑنا مجھے آتا ہے آج اسد نے اپنے بازوؤں کا زور دکھا ہی دیا ایک ہی جھٹکے سے اس نے احسن کی کلائی توڑ دی احسن کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اتنے میں استاد بھی آ گئے اور احسن کی حالت دیکھ کر اس کو جلدی سے ہسپتال پہنچا دیا گیا اسد تمہیں پتہ ہے کہ تم نے کیا کیا ہے اس کی وجہ

سے شاید تم کو کالج سے نکالا بھی جا سکتا ہے اسد خاموش کھڑا رہا وہ سائیلا پر کوئی مصیبت نہیں ڈالنا چاہتا تھا پرنسپل نے دوبارہ کہا۔

دیکھو اسد تم ایک قابل سٹوڈنٹ ہو اس لیے تم کو دوسرا موقع دیا جاتا ہے لیکن تم ایسا کیوں کیا لیکن اسد نے زبان پر تالا لگا دیا تھا اس سے پہلے کہ پرنسپل اپنا فیصلہ سناتے سائیلا آ گئی اور بولی سر میں آپ کو بتاتی ہوں کہ سچ کیا ہے پھر سائیلا نے پرنسپل کو کالج کے پہلے دن سے لے کر آج تک سب واقعہ سنا ڈالا او کے اسد تم جا سکتے ہو پرنسپل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اسد اسد تم نے پرنسپل کو حقیقت کیوں نہیں بتائی سائیلا میں نہیں چاہتا تھا کہ تم پر کوئی آنچ آئی اس لیے میں نے پرنسپل کو سچائی نہیں بتائی اسد نے جب یہ بات کہی تو سائیلا تھوڑی سی شرما گئی اور کہنے لگی اتنی فکر کرتے ہو میری اسد نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا اسد میں تو سمجھتی تھی کہ تم میں صرف شرم ہی نہیں بلکہ شرم کے ساتھ ساتھ تم ڈرپوک بھی ہو لیکن آج پتہ چلا کہ تم واقعی ایک بہادر انسان ہو اور ایک بات اور وہ کیا۔۔ اسد نے بے تابی سے کہا۔ وہ یہ کہ شکریہ۔ اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے یہ تو میرا فرض تھا اسد کل اتوار ہے کیا تم فری ہو سائیلا نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا آج اسد بہت زیادہ خوش تھا وہ سائیلا کی آنکھوں میں دیکھتا ہی چلا گیا دیکھتا ہی چلا سائیلا نے چونکتے ہوئے کہا۔

اسد اسد کہاں کھو گئے ہو اسد اپنے سپنوں کی دنیا سے جلدی ہی بیدار ہوا۔۔ اسد میں نے کچھ کہا ہے کہ کل اتوار ہے تم فری ہو کیا۔ ہاہاہا۔ لیکن کیوں ۔ کیونکہ میں کل تمہیں اپنے گھر لے چلوں گی کل کا کھانا تم میرے گھر پر کھاؤ گے میں تمہیں اپنا گھر بھی دکھاؤں گی اسد نے جب یہ سنا تو اسے ایسا لگا جیسے وہ ہواؤں میں اڑ رہا ہو ہاہا۔ میں چلوں گا اتنے میں دور کھڑا صمد جو یہ سب باتیں سن رہا تھا تیزی سے اسد کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اسد اسد الو کے پٹھے آج خود قسمت چل کر تمہارے پاس آئی تھی اور تو بھوت بنا صرف۔ اچھا او کے یہ کہہ رہا ہے صمد یا مت پوچھو میں اس کی آنکھوں میں ایسا کھو یا رہا کہ مجھے ایسا لگا جیسے میں آسمانوں کی سیر کر رہا ہوں اس کی جھیل جیسی آنکھوں میں میں ایسا کھو یا رہا کہ سمندر میں مجھے ساحل نظر نہیں آتا یار صمد میں چل نہیں سکتا مجھے اٹھا کر میرے ہاسٹل میں لے چلو کیا کہا صمد نے اچھل کر کہا میرا مطلب مجھے اٹھا کر میرے ہاسٹل میں چھوڑ آؤ اسد اسد ہوش میں آؤ۔ نہیں یار مجھے اب ہوش نہیں سائیلا جو اس کا پن لٹانے کے لیے اسد کے پیچھے کھڑی تھی اس کی یہ باتیں سن لیں اسد اسد تمہار پین ۔ اسد نے کہا صمد یار اب دیکھو مجھے تمہاری آواز بھی سائیلا کی طرح لگ رہی ہے صمد نے سائیلا کو دیکھا تو کہنے لگا یار ہوش میں آؤ یہ میری آواز نہیں ہے سائیلا تمہارے پیچھے کھڑی ہے اب تمہاری خیر نہیں اسد نے جب یہ سنا تو یکدم اچھل پڑا ہاں پیچھے دیکھو۔

اسد نے جیسے ہی پیچھے دیکھا سائیلا تم ۔ ت ۔۔ تم وہ تم کہاں ۔ یہاں تو میں ۔ وہ اسد کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی سائیلا کھلکھلا کر ہنس دی صمد صمد تمہارے دوست کو پلیز اٹھاؤ اسے اس کے کمرے میں رکھ دو اسد یہ لو پین اس نے اسد کی طرف پین کیا اور ہنس کر چل دی جبکہ اسد اپنا سر پکڑ کر نیچے بیٹھ گیا۔

❀❀❀

شاباش میرے جن آخر کار تم نے اپنے بڑے بھائی کا ادھورا کام پورا کر دیا ایک لال سرخ روشنی سے یہ خوفناک آواز آ رہی تھی وہ دن دور نہیں جب تم اپنی خونی زنجیر سے ہر طرف دہشت پھیلاؤ گے بس اگلی چودھویں رات کو جب تم ایک آدم زادی سے شادی کر گے اور ہمیشہ کے لیے امر ہو جاؤ گے اور موت کو ہمیشہ لے لیے ختم کر دو گے پھر تمہیں کوئی بھی مار نہیں سکے گا اب جلدی سے اس ساتویں لڑکی کو مجھے بلی چڑھا دو ایسا نہ ہو کہ چاند ڈوب جائے اس پر اس کالے سیاہ حلیے نے کہا جس نے ابھی تک اپنا چہرہ نہیں دکھایا تھا جی حکم میرے آقا پھر اچانک اس نے خونی زنجیر کو جھٹکا دیا اور ایکدم وہ لڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا لڑکی اسے دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئی پھر آہستہ آہستہ اس کا سارا جسم زنجیر کی لپیٹ میں آ گیا پھر اچانک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ں زنجیر سے آگ کے شعلے نکلنے لگے دھیرے دھیرے ں لڑکی کا سارا جسم جلنے لگا اور اس کا سارا خون ایک لکیر کی کل میں شیطان دیوتا کے اندر اس لال سرخ روشنی کے ندر چلا گیا نیچے اب اس لڑکی کا نام ونشان نہ تھا سرخ روشنی کے اند سے پھر آواز سنائی دی تمہارے سات لڑکیوں کی ک کا کام پورا ہوگیا ہے اب یہ آخری کام جو میں تم کو بتانے جارہا ہوں اس کو توجہ سے سنو کیونکہ اس کام کے ند تم ہمیشہ کے لیے امر ہو جاؤ گے اور کوئی بھی تمہیں مار نہیں سکے گا تم جس آدم زادی سے شادی کروگے اسے پہلے تمہیں ڈھونڈنا ہوگا کیونکہ اس کام کے لیے تمہیں کسی ایسی ی کو تلاش کرنا ہوگا جو کسی اور سے پیار کرتی ہوگی اور ایسا یسا پیار نہیں بلکہ ایسی لڑکی جو کسی ایک لڑکے سے اتنی محبت کرتی ہوگی کہ اس کے بغیر کسی اور لڑکے کا تصور بھی نہ کرے جب تمہیں ایسی لڑکی مل جائے تو تمہیں اس لڑکی کو پنی محبت کے جال میں پھنسانا ہوگا جب وہ لڑکی مکمل مہاری آنکھوں کے سحر میں ڈوب جائے تو تمہیں اس کو ورن ماشی کی رات کو یعنی چاند کی اسی چودھویں تاریخ کو یہاں لانا ہوگا اور یہاں پر تمہیں اس کے ساتھ شادی کرنی ہوگی آج سے تم اپنی تلاش شروع کردو اور ایک بات اور کبھی بھول کر بھی اس لڑکی کے سامنے اپنا بھیانک چہرہ ظاہر مت کرنا تمہیں ایک الگ روپ وشکل کے ساتھ اس کے ساتھ ملنا ہوگا۔

❁❁❁

اسد نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر بستر پر لیٹ گیا ور دوبارہ سو گیا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ آج سائیلا نہیں آئے گی کیونکہ کل اس نے ساری باتیں سن لی تھیں لیکن سائیلا صبح ہی صبح کالج آ گئی تھی وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی لیکن اسد کہیں پر اسے نظر نہیں آرہا تھا وہ نظر آتا بھی کیسے اسے نیند سے فرصت ملتی تو وہ نظر آتا۔ اوہائے سائیلا تم یہاں کیسے آ گئی تم کو پتہ ہے کہ آج اتوار ہے اور چھٹی ہے سائیلا کی ایک سہیلی کلثوم نے کہا۔

ہاں مجھے پتہ ہے کہ آج چھٹی ہے وہ میں اسد کو ڈھونڈ رہی تھی پتہ نہیں کہاں ہے وہ کل تو میں نے اسے کہا تھا کہ کہیں مت جانا۔ کون اسد۔ وہ کہاں جاسکتا ہے اسے نیند سے فرصت ملے تو کہیں جائے گا کلثوم نے کہا کیا کلثوم میں کچھ سمجھی نہیں میں یہ کہہ رہی تھی کہ وہا اس کا ہاسٹل وہاں پر سو رہا ہوگا کیا نمزا کے بعد بھی وہ سوتا ہے ہاں سائیلا اتوار کو اس کو سونے کے علاوہ اور کچھ کام نہیں ہوتا ہے بے چارہ جائے بھی تو کہاں جائے اس کا اپنا کوئی ہو تو جائے گا کلثوم نے منہ بناتے ہوئے کہا اس پر سائیلا نے کہا آج وہ ضرور جائے گا میرے گھر پر۔ واہ۔ سائیلا لگتا ہے تم اس کو پسند کرنے لگی ہو پتہ نہیں کلثوم مجھے اس کے لیے اتنی بے تابی کیوں ہے رات بھر بھی اس کے بارے میں سوچتی رہی ہوں۔ اوہو یہ پیار نہیں تو اور کیا ہے کلثوم نے سائیلا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا جاؤ تمہارا دیوانہ سو رہا ہوگا ابھی دیکھو کہ میں اس کو کس انداز سے جگاتی ہوں پھر سائیلا تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی سیدھی اسد کے کمرے میں چلی گئی جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی اسد خراٹے لے رہا تھا پھر سائیلا نے دھیرے سے کہا۔

اچھا تو جناب یہاں پر خراٹے لے رہے ہیں اور آرام کی نیند سو رہے ہیں اور میں رات بھر سو نہ سکی۔ ابھی اسے مزہ چکھاتی ہوں پھر وہ باتھ روم میں گئی اور وہاں سے لوٹے میں ٹھنڈا پانی لے کر آ گئی اور تمام پانی اسد پر پھینک دیا ٹھنڈا پانی پڑتے ہی اسد چھلانگ لگا کر اٹھ گیا۔ سائیلا کی ہنسی چھوٹ گئی اور کھلکھلا کر ہنس دی سائیلا تم ۔تم۔۔ لیکن سائیلا چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی اسد اب پرسکون ہوکر بیڈ پر بیٹھ گیا اور سائیلا کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگا اسکی ہنسی اس کو اتنی پیاری لگی کہ اس کا دل چاہا کہ بس وہ ہنستی رہے اور میں تا قیامت تک اسے دیکھتا ہی رہوں جب سائیلا نے اس کی محبت بھری نظروں کو سمجھ لیا تو شرما کر چپ ہوگئی اور کہنے لگی کیوں کل کا بھوت ابھی بھی تم پر سوار ہے کل میں نے تم سے کیا کہا تھا اور تم آج مجھے سمجھ آیا کہ تم کو ذرا بھی میری پرواہ نہیں ہے اگر میری پرواہ ہوتی تو صبح کی نماز کے بعد تم سوتے نہیں بلکہ تیار ہوکر گیٹ پر میرا انتظار کرتے نہیں سائیلا ایسی بات نہیں ہے۔ وہ تو۔۔ وہ تو۔۔ میں سمجھا کہ کل وہ سب سن کر

تم ناراض ہوگئی ہوگی ۔اچھا تو ایک اور جھوٹ اگر میں ناراض ہوتی تو کل وہی پر تمہیں کچھ کہے بغیر چلی جاتی ہنس کر اور مسکرا کر کیوں جاتی اور اتنے بدھو ہو تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکے تھے لڑکی جب ہنس کر جاتی ہے تو ناراض ہوکر نہیں خوش ہوکر جاتی ہے۔

سائیلا نے شرما کر منہ نیچے کی طرف کر کے کہا اس پر اسد نے کہا اوکے میں ابھی تیار ہوکر آتا ہوں تم باہر گیٹ پر میرا انتظار کرنا اوکے جلدی آنا۔ اوشٹ سائیلا کو میں نے چائے کا بھی نہیں کہا سائیلا رکو۔۔ کیوں کیا ہوا۔ وہ واپس مڑی ۔تم بیٹھو میں تمہارے لیے چائے بنا کر لاتا ہوں ۔نہیں اسد اس کی ضرورت نہیں ہے وہ میرے گھر پر ہی پی لیں گے تم بس جلدی سے تیار ہوکر آجاؤ تھوڑی دیر بعد اسد تیار ہوکر گیٹ پر پہنچ گیا آج اس نے سردی کی وجہ سے سیاہ پینٹ شرٹ اور اس پر سیاہ کوٹ پہن لیا تھا جسے دیکھ کر ہی سائیلا اپنی نظریں دوبارہ ہٹانا بھول گئی ۔اس پر اسد نے اس کے سامنے چٹکی مارتے ہوئے کہا ارے کہاں کھوگئی ہو چلیے جناب ۔اوہ ہاں ۔سائیلا نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا واہ سائیلا کتنی عمدہ کار ہے یہ آپ کی ۔ہاں اس جیسی تمیں چالیس اور بھی ہیں باہرے اتنی زیادہ ۔ہاں کیوں نہیں ۔ویسے ہی ۔اچھا اسد تم بتاؤ تمہارے گھر میں کون کون ہے میرے گھر میں میری ماں اور میری ایک بہن ہے اس پر سائیلا نے کہا کیوں باپ نہیں ہے ۔نہیں تین سال پہلے وہ ایک کار حادثہ میں چل بسے تھے سوری اسد مجھے پتہ نہیں تھا اچھا یہ تو تم واقعی میں بہت غریب ہوں ہاں سائیلا بس یہ ہی میری قسمت ہے اچھا تم بتاؤ اپنی فیملی کے بارے میں اسد نے پوچھا۔ میرے گھر میں صرف میری ماں اور باپ اور میں اس کا مطلب تمہارے بہن بھائی نہیں ہیں ۔ہاں بس میں صرف اکیلی ہوں۔

تھوڑی دیر بعد وہ سائیلا کی حویلی میں پہنچ گئے اتنی بڑی حویلی میں نے زندگی میں پہلے نہیں دیکھی تھی سائیلا نے اسد کو پورا گھر دکھایا ماں باپ سے بھی ملوایا اچھا سائیلا اب میں چلتا ہوں آج پورا تمہاری فیملی کے ساتھ میرا گزرا ہے مجھے بہت اچھا لگا ہے اسد آج رات یہی رک جاؤ ۔نہیں سائیلا میں نے پرنسپل کو بھی نہیں بتایا کہ میں یہاں ہوں اچھا چلو میں تمہیں چھوڑ دیتی ہوں پھر سائیلا نے اسد کو کالج کے گیٹ پر چھوڑ دیا اچھا اوس اب میں چلتی ہوں صبح کالج میں ملاقات ہوگی ۔اتنا کہہ وہ چلی گئی آج دونوں کو موقع ملا تھا محبت کے اظہار کرنے کا لیکن آج قسمت نے ان دونوں کا ساتھ نہیں دیا تھا آج اسد کو خوشی کی وجہ سے نیند نہیں آرہی تھی کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ سائیلا بھی اس سے محبت کرتی ہے لیکن یہ جان نہ پایا کہ صبح کو اس کی زندگی میں ایک قیامت آنے والی ہے ۔کیونکہ ان دونوں پر ایک شیطان جن کی نظر تھی صبح کو سب کلاس سٹوڈنٹ اکھٹے ہوگئے اسد اور سائیلا ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں پرنسپل صاحب آگئے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو اپنے حسن سے قیامت ڈھا رہا تھا اس کی نیلی نیلی موٹی آنکھیں اس کے کالے کالے بال اس کی آنکھوں تک پہنچ رہے تھے دودھ کی طرح سفید رنگت لڑکیاں تو اسے دیکھ کر مبہوت ہی رہ گئیں کیونکہ وہ خوبصورتی کا بے تاج بادشاہ تھا اور اس کی آنکھوں میں ایک بہت بڑی کشش تھی۔

میرے پیارے طالب علموں یہ آپ کا نیا ساتھی ہے جس نے کسی مجبوری کی وجہ سے لیٹ ایڈمشن لیا ہے اس کا نام عامر ہے سب اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا۔ اس کی نظریں عموماً سائیلا کو ہی دیکھ رہی تھیں پھر وہ سیدھا آ کر سائیلا کے ساتھ والے بینچ پر بیٹھ گیا سائیلا بھی اس کی آنکھوں میں کھوسی گئی تھی جی آپ کے پاس پین ہے اس نے سائیلا سے کہا اس کی آواز میں اتنا سوز تھا کہ سائیلا کو ایسا لگا جیسے وہ باتیں کرتا جائے اور وہ سنتی جائے سائیلا نے اسے پین دے دیا کالج کی چھٹی ہونے پر عامر نے سائیلا سے کہا لیجئے آپ کا پین ۔سائیلا بار بار اس کی آنکھوں میں ڈوب رہی تھی جی آپ کا کیا نام ہے۔ سائیلا ۔آپ کا بہت پیارا نام ہے سائیلا کچھ کہے بغیر ہی چلی گئی لیکن اس کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت تھی رات ہونے والی تھی رات کی گہری تاریکی ہر طرف پھیل رہی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس زنجیر سے آگ کے شعلے نکلنے لگے دھیرے دھیرے اس لڑکی کا سارا جسم جلنے لگا اور اس کا سارا خون ایک لکیر کی شکل میں شیطان دیوتا کے اندر اس لال سرخ روشنی کے اندر چلا گیا نیچے اب اس لڑکی کا نام ونشان نہ تھا سرخ روشنی کے اندر سے پھر آواز سنائی دی تمہارے سات لڑکیوں کی بلک کا کام پورا ہوگیا ہے اب یہ آخری کام جو میں تم کو بتانے جا رہا ہوں اس کو توجہ سے سنو کیونکہ اس کام کے بعد تم ہمیشہ کے لیے امر ہو جاؤ گے اور کوئی بھی تمہیں مار نہیں سکے گا تم جس آدم زادی سے شادی کرو گے اسے پہلے تمہیں ڈھونڈنا ہوگا کیونکہ اس کام کے لیے تمہیں کسی ایسی لڑکی کو تلاش کرنا ہوگا جو کسی اور سے پیار کرتی ہوگی اور ایسا ویسا پیار نہیں بلکہ ایسی لڑکی جو کسی ایک لڑکے سے اتنی محبت کرتی ہوگی کہ اس کے بغیر کسی اور لڑکے کا تصور بھی نہ کرے جب تمہیں ایسی لڑکی مل جائے تو تمہیں اس لڑکی کو اپنی محبت کے جال میں پھنسانا ہوگا جب وہ لڑکی مکمل تمہاری آنکھوں کے سحر میں ڈوب جائے تو تمہیں اس کو پورن ماشی کی رات کو یعنی چاند کی اسی چودھویں تاریخ کو یہاں لانا ہوگا اور یہاں پر تمہیں اس کے ساتھ شادی کرنی ہوگی آج سے تم اپنی تلاش شروع کر دو اور ایک بات اور کبھی بھول کر بھی اس لڑکی کے سامنے اپنا بھیانک چہرہ ظاہر مت کرنا تمہیں ایک الگ روپ وشکل کے ساتھ اس کے ساتھ ملنا ہوگا۔

❁❁❁

اسد نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر بستر پر لیٹ گیا اور دوبارہ سو گیا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ آج سائیلا نہیں آئے گی کیونکہ کل اس نے ساری باتیں سن لی تھیں لیکن سائیلا صبح ہی صبح کالج آ گئی تھی وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی لیکن اسد کہیں پر اسے نظر نہیں آ رہا تھا وہ نظر آتا بھی کیسے اسے نیند سے فرصت ملتی تو وہ نظر آتا۔ او ہائے سائیلا تم یہاں کیسے آ گئی تم کو پتہ ہے کہ آج اتوار ہے اور چھٹی ہے سائیلا کی ایک سہیلی کلثوم نے کہا۔

ہاں مجھے پتہ ہے کہ آج چھٹی ہے وہ میں اسد کو ڈھونڈ رہی تھی پتہ نہیں کہاں ہے وہ کل تو میں نے اسے کہا تھا کہ کہیں مت جانا۔ کون اسد۔ وہ کہاں جا سکتا ہے اسے نیند سے فرصت ملے تو کہیں جائے گا کلثوم نے کہا کیا کلثوم میں کچھ سمجھی نہیں میں یہ کہہ رہی تھی کہ وہ اس کا ہاسٹل وہاں پر سو رہا ہوگا کیا نمزا کے بعد بھی وہ سوتا ہے ہاں سائیلا اتوار کو اس کو سونے کے علاوہ اور کچھ کام نہیں ہوتا ہے بے چارہ جائے بھی تو کہاں جائے اس کا اپنا کوئی ہو تو جائے گا کلثوم نے منہ بناتے ہوئے کہا اس پر سائیلا نے کہا آج وہ ضرور جائے گا میرے گھر پر۔ واہ۔ سائیلا لگتا ہے تم اس کو پسند کرنے لگی ہو پتہ نہیں کلثوم مجھے اس کے لیے اتنی بے تابی کیوں ہے رات بھر بھی اس کے بارے میں سوچتی رہی ہوں۔ اوہو یہ پیار نہیں تو اور کیا ہے کلثوم نے سائیلا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا جاؤ تمہارا دیوانہ سو رہا ہوگا ابھی دیکھو کہ میں اس کو کس انداز سے جگاتی ہوں پھر سائیلا تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی سیدھی اسد کے کمرے میں چلی گئی جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی اسد خراٹے لے رہا تھا پھر سائیلا نے دھیرے سے کہا۔

اچھا تو جناب یہاں پر خراٹے لے رہے ہیں اور آرام کی نیند سو رہے ہیں اور میں رات بھر سو نہ سکی۔ ابھی اسے مزہ چکھاتی ہوں پھر وہ باتھ روم میں گئی اور وہاں سے لوٹے میں ٹھنڈا پانی لے کر آ گئی اور تمام پانی اسد پر پھینک دیا ٹھنڈا پانی پڑتے ہی اسد چھلانگ لگا کر اٹھ گیا۔ سائیلا کی ہنسی چھوٹ گئی اور کھلکھلا کر ہنس دی سائیلا تم۔ تم۔۔ لیکن سائیلا چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی اسد اب پرسکون ہو کر بیڈ پر بیٹھ گیا اور سائیلا کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگا اسکی ہنسی اس کو اتنی پیاری لگی کہ اس کا دل چاہا کہ بس وہ ہنستی رہے اور میں تا قیامت تک اسے دیکھتا ہی رہوں جب سائیلا نے اس کی محبت بھری نظروں کو سمجھ لیا تو شرما کر چپ ہوگئی اور کہنے لگی کیوں کل کا بھوت ابھی بھی تم پر سوار ہے کل میں نے تم سے کیا کہا تھا اور تم آج مجھے سمجھ آیا کہ تم کو ذرا بھی میری پرواہ نہیں ہے اگر میری پرواہ ہوتی تو صبح کی نماز کے بعد تم سوتے نہیں بلکہ تیار ہو کر گیٹ پر میرا انتظار کرتے نہیں سائیلا ایسی بات نہیں ہے۔ وہ تو۔۔ وہ تو۔۔ میں سمجھا کہ کل وہ سب سن کر

تم ناراض ہوگئی ہوگی۔ اچھا تو ایک اور جھوٹ اگر میں ناراض ہوتی تو کل وہی پر تمہیں کچھ کہے بغیر چلی جاتی ہنس کر اور مسکرا کر کیوں جاتی اور اتنے بدھو ہو تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکے تھے لڑکی جب ہنس کر جاتی ہے تو ناراض ہو کر نہیں خوش ہو کر جاتی ہے۔

سائیلا نے شرما کر منہ نیچے کی طرف کر کے کہا اس پر اسد نے کہا اوکے میں ابھی تیار ہو کر آتا ہوں تم باہر گیٹ پر میرا انتظار کرنا اوکے جلدی آنا۔ او شٹ سائیلا کو میں نے چائے کا بھی نہیں کہا سائیلا رکو۔۔ کیوں کیا ہوا۔ وہ واپس مڑی۔ تم بیٹھو میں تمہارے لیے چائے بنا کر لاتا ہوں۔ نہیں اسد اس کی ضرورت نہیں ہے وہ میرے گھر پر ہی پی لیں گے تم بس جلدی سے تیار ہو کر آ جاؤ تھوڑی دیر بعد اسد تیار ہو کر گیٹ پر پہنچ گیا آج اس نے سردی کی وجہ سے سیاہ پینٹ شرٹ اور اس پر سیاہ کوٹ پہن لیا تھا جسے دیکھ کر ہی سائیلا اپنی نظریں دوبارہ ہٹانا بھول گئی۔ اس پر اسد نے اس کے سامنے چٹکی مارتے ہوئے کہا ارے کہاں کھو گئی ہو چلیے جناب۔ اوہ ہاں۔ سائیلا نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا واہ سائیلا کتنی عمدہ کار ہے یہ آپ کی۔ ہاں اس جیسی تیس چالیس اور بھی ہیں باہرے اتنی زیادہ۔ ہاں کیوں نہیں۔ ویسے ہی۔ اچھا اسد تم بتاؤ تمہارے گھر میں کون کون ہے میرے گھر میں میری ماں اور میری ایک بہن ہے اس پر سائیلا نے کہا کیوں باپ نہیں ہے۔ نہیں تین سال پہلے وہ ایک کار حادثہ میں چل بسے تھے سوری اسد مجھے پتہ نہیں تھا اچھا یہ تو تم واقعی میں بہت غریب ہوں ہاں سائیلا بس یہ ہی میری قسمت ہے اچھا تم بتاؤ اپنی فیملی کے بارے میں اسد نے پوچھا۔ میرے گھر میں صرف میری ماں اور باپ اور میں اس کا مطلب تمہارے بہن بھائی نہیں ہیں۔ ہاں بس میں صرف اکیلی ہوں۔

تھوڑی دیر بعد وہ سائیلا کی حویلی میں پہنچ گئے اتنی بڑی حویلی میں نے زندگی میں پہلے نہیں دیکھی تھی سائیلا نے اسد کو پورا گھر دکھایا ماں باپ سے بھی ملوایا اچھا سائیلا اب میں چلتا ہوں آج پورا تمہاری فیملی کے ساتھ میرا گزرا ہے مجھے بہت اچھا لگا ہے اسد آج رات یہی رک جاؤ۔ نہیں سائیلا میں نے پرنسپل کو بھی نہیں بتایا کہ میں یہاں ہوں اچھا چلو میں تمہیں چھوڑ دیتی ہوں پھر سائیلا نے اسد کو کالج کے گیٹ پر چھوڑ دیا اچھا اسد اب میں چلتی ہوں صبح کالج میں ملاقات ہوگی۔ اتنا کہہ وہ چلی گئی آج دونوں کو موقع ملا تھا محبت کے اظہار کرنے کا لیکن آج قسمت نے ان دونوں کا ساتھ نہیں دیا تھا آج اسد کو خوشی کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی تھی کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ سائیلا بھی اس سے محبت کرتی ہے لیکن یہ جان نہ پایا کہ صبح کو اس کی زندگی میں ایک قیامت آنے والی ہے۔ کیونکہ ان دونوں پر ایک شیطان جن کی نظر تھی صبح کو سب کلاس سٹوڈنٹ اکٹھے ہوگئے اسد اور سائیلا ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں پرنسپل صاحب آ گئے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو اپنے حسن سے قیامت ڈھا رہا تھا اس کی نیلی نیلی موٹی آنکھیں اس کے کالے کالے بال اس کی آنکھوں تک پہنچ رہے تھے دودھ کی طرح سفید رنگت لڑکیاں تو اسے دیکھ کر مبہوت بنی رہ گئیں کیونکہ وہ خوبصورتی کا بے تاج بادشاہ تھا اور اس کی آنکھوں میں ایک بہت بڑی کشش تھی۔

میرے پیارے طالب علموں یہ آپ کا نیا ساتھی ہے جس نے کسی مجبوری کی وجہ سے لیٹ ایڈمشن لیا ہے اس کا نام عامر ہے سب اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا۔ اس کی نظریں عموماً سائیلا کو ہی دیکھ رہی تھیں پھر وہ سیدھا آ کر سائیلا کے ساتھ والے بینچ پر بیٹھ گیا سائیلا بھی اس کی آنکھوں میں کھوسی گئی تھی جی آپ کے پاس پین ہے اس نے سائیلا سے کہا اس کی آواز میں اتنا سوز تھا کہ سائیلا کو ایسا لگا جیسے وہ باتیں کرتا جائے اور وہ سنتی جائے سائیلا نے اسے پین دے دیا کالج کی چھٹی ہونے پر عامر نے سائیلا سے کہا لیجیے آپ کا پین۔ سائیلا بار بار اس کی آنکھوں میں ڈوب رہی تھی جی آپ کا کیا نام ہے۔ سائیلا۔ آپ کا بہت پیارا نام ہے سائیلا کچھ کہے بغیر ہی چلی گئی لیکن اس کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت تھی رات ہونے والی تھی رات کی گہری تاریکی ہر طرف پھیل رہی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کالج جوکہ گاؤں کے ماحول میں تھا اس لیے ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی اسی اثنا میں خونی جن کا کال حلیہ کلثوم کے گھر کی طرف تیزی سے جارہا تھا رات کے بارہ بجے سب ہی گہری نیند سو رہے تھے کلثوم دینا و جہاں سے بے خبر گہری نیند سو رہی تھی۔

کلثوم صمد سے بے انتہا محبت کرتی تھی وہ ایک دوسرے سے اظہار محبت بھی کر چکے تھے وہ سایہ سیدھا کلثوم کے کمرے میں چلا گیا اچانک کمرے کی لائٹس کبھی جلتی اور کبھی بجھتی کلثوم م م م م م۔۔۔ جیسے ہی یہ آواز کلثوم کے کانوں سے ٹکرائی کلثوم جھٹ سے اٹھ کر پلنگ پر بیٹھ گئی کون ہے۔۔ کون ہے پھر اس کالے سائے نے اس کا بیڈ اوپر کی طرف اٹھانے لگا اور کمرے کی لائٹس بھی پوری طرح بجھ گئیں کلثوم چیختی اور چلاتی رہی کون کون ہے لیکن اس کی آواز کمروں کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس آجاتی کلثوم کا خوف سے برا حال تھا ایسا بھیانک ماحول اس نے پہلی دفعہ دیکھا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہی اس کالے سیاہ حلیے سے ایک بھیانک روپ بن گیا جس سے آگ کی طرح چنگاڑیاں نکل رہی تھیں اور اس کا پورا جسم آگ میں جل رہا تھا اس کے چہرے سے گوشت ٹپک ٹپک کر نیچے گر رہا تھا کلثوم نے اس کا جب یہ بھیانک روپ دیکھا تو ایک زوردار چیخ مار کر بے ہوش ہوگئی بھی بھی اس ظالم نے اس پر رحم نہیں کیا کیونکہ وہ انسانی خون کا آدمی ہو چکا تھا پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے اس خونی زنجیر کو کلثوم کی طرف پھینک دیا جس سے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے پر ایک خوفناک کھوپڑی رونما ہوئی جس کے دو لمبے لمبے دانت تھے اس نے اپنے دونوں دانت کلثوم کی گردن میں پیوست کر دیئے کلثوم کا سارا خون زنجیر کی مدد سے اس خونی جن کے منہ میں چلا گیا۔

کلثوم کے جسم کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں بچا تھا اور اس کی روح اس کے جسم سے آسمانوں کی طرف پرواز کر گئی۔ اور وہ جن آندھی کی تیز ہوا کے ساتھ غائب ہوگیا۔ آج محبت کی ایک بار پھر موت ہوگئی صبح پرنسپل نے اعلان کیا کہ سب سٹوڈنٹ باہر حال میں جلدی اکھٹے ہوں اسد آج بہت دنوں کے بعد پرنسپل صاحب نے کیا ہو سکتا ہے سائیلا نے کہا اس پر اسد نے کہا یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ آؤ ہال میں چلتے ہیں پتہ چل جائے گا اتنے میں صمد بھی آگیا چلو اسد اور سائیلا جلدی، چلو پتہ نہیں پرنسپل صاحب کس بات کا اعلان کرنے والے ہیں سب سٹوڈنٹ باہر ہال میں مجع تھے صرف عامر نہیں تھا میرے پیارے طالب علموں جیسے کہ آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے کالج کے جس سٹوڈنٹ کے ساتھ جب کوئی واقعہ ہوا ہے ہم اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہیں جیسے آپ کو پتہ کہ پچھلے مہینے ہمارے کالج کی سٹوڈنٹ زیبا گم ہوگئی تھی جو ابھی تک اس کا پتہ نہیں چلا اور آج ہمارے کالج کی ایک اور ذہین سٹوڈنٹ کلثوم کی پراسرار موت ہوئی ہے اس لیے ہم سب ابھی اس کے نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لیے جائیں گے کلثوم کی موت کی خبر سنتے ہی صمد پر قیامت ٹوٹ پڑی اس کو زمین آسمان گھومتے ہوئے دیکھائی دیئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا سائیلا بھی رونے لگی کیونکہ کلثوم ہی اس کی ایک کلوز فرینڈ تھی۔

اسد نے صمد کو گلے سے لگایا اور کہا بس کرو صمد ہونی کو کون ٹال سکتا ہے دیکھو کالج کے سٹوڈنٹ تمہیں دیکھ رہے ہیں نہیں اسد مجھے بھی اس بے وفا دینا میں نہیں رہنا ہے میں مرنا چاہتا ہوں اس سے پہلے کہ لوگ کلثوم کو اس گہری تاریکی میں دفن کریں مجھے بھی اس گہری تاریکی میں جانا ہوگا چھوڑ اسد مجھے میں جینا نہیں چاہتا ہوں ارے جب میری کلثوم ہی نہیں رہی تو میں یہاں جی کر کیا کروں گا مجھے مرنا ہے ہوش میں آؤ صمد ہوش میں آؤ کیا پاگلوں جیسی باتیں کر رہے ہو چلو جلدی کرو کلثوم کو آخری بار دیکھ لو اسد کی اس بات پر صمد کی آنکھوں میں آنسوؤں میں اور بھی اضافہ ہوگیا اسد بھی صمد کی اس حالت کو نہ سنبھال سکا اس کے آنسو بھی بہنے لگے اور پھر سب ہی کلثوم کے گھر جا پہنچے تھے ہر ایک کے آنکھوں میں آنسو تھے جب وہ کلثوم کی پراسرار موت کا سنتے اور اس کے چہرے کو دیکھتے جو زرد ہو چکا تھا اس کے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ تھا اس کا گورا رنگ مکمل سفید ہوگیا تھا

جب صمد نے آخری بار کلثوم کو دیکھا تو اس کی موت برداشت نہ کر سکا اور وہی پر گر گیا اور گرتے ہی موت کے منہ میں چلا گیا۔

صمد نے بھی کلثوم کی چارپائی پر دم توڑ دیا اور اس فانی دینا سے ہمیشہ کے لیے چلا گیا جیتے جی تو وہ ایک نہ ہو سکے شاید مر کر ایک ہو جائیں اسد کا بھی یہ ہی ایک سہارا تھا پورے کالج میں جیسے میں اس نے صمد کی مردہ لاش دیکھی تو وہی بے ہوش ہوگیا اسد کا ہسپتال لایا گیا جبکہ کلثوم اور صمد کو نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان دونوں کی قبریں ایک ساتھ ہی بنائی گئی تھیں صرف ایک فٹ کا فرق تھا آج پورے کالج کو ان دونوں کی سچی محبت پر فخر ہو رہا تھا آج ان دونون نے ثابت کر دیا تھا کہ سچی محبت اس کو کہتے ہیں ادھر ہسپتال میں اسد کو بھی ہوش آگیا تھا سائیلا۔ سائیلا۔ کیا ہے صمد سائیلا جو اسد کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا اسد خود کو سنبھالو صمد اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے نہیں سائیلا نہیں صمد مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا اسد کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اسد خود کو سنبھالو جب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کلثوم کی موت خود نہیں ہوئی ہے اس کو پراسرار طریقے سے مارا گیا ہے اور کلثوم کی اس پراسرار موت کو صمد بھی برداشت نہ کر سکا اور وہ بھی اس دنیا سے چل بسا کیونکہ وہ کلثوم کو خود سے بھی زیادہ چاہتا تھا اس پر اسد نے کہا۔ لیکن سائیلا وہ مجھے ہر بات کہتا تھا لیکن کیوں اس نے یہ بات مجھ سے چھپائی کہ وہ کلثوم سے پیار کرتا ہے اسد صرف تجھے ہی نہیں بلکہ مجھے بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ ایک دوسرے کو بے حد چاہتے ہیں مجھے بھی اس کی موت سے پتہ چلا ہے جس طرح صمد تمہارا جگری دوست تھا اسی طرح کلثوم بھی میری سب سے نزدیک اور میری سب سے کلوز فرینڈ تھی۔

صبح کو کالج پھر سے شروع ہوگیا سبھی سٹوڈنٹ اپنی اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گئے اسد اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا صمد کی گہری دوستی کو یاد کر رہا تھا اور اس کی ساتھ والی کرسی خالی تھی جسے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے ادھ عامر کے ہونٹوں پر پراسراری مسکراہٹ تھی سائیلا سنا ہے کہ کلثوم کی پراسرار موت ہوئی ہے عامر نے سائیلا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا اس کی آنکھوں کا طلسم دھیرے دھیرے۔۔ سائیلا پر چلا جا رہا تھا سائیلا تھوڑی دیر اس کی نیلی نیلی آنکھوں میں کھوئی رہی پھر عامر نے کہا ہیلو سائیلا کہاں کھوئی ہو عامر نے کہا تو وہ چونکی ہاں واقعی کلثوم کی موت پراسرار طریقے سے ہوئی ہے لگتا ہے کہ کسی درندے نے اس کو بے دردی سے مارا ہو لیکن سائیلا یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے خود۔۔۔ اتنا کہتے ہی وہ چپ ہوگیا کیونکہ اس کے سامنے اسد کھڑا تھا پتہ نہیں کیوں آج اسد کو سائیلا پر غصہ آرہا تھا سائیلا یہ درخواست پرنسپل کو دے دو میرے سر میں درد ہے اس پر سائیلا نے کہا کیوں اسد کیا ہوا ہے چلو میں تم کو ڈاکٹر کے پاس لے چلتی ہوں نہیں سائیلا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں اسد نے اپنی نگاہیں سائیلا کے چہرے سے ہٹاتے ہوئے کہا اور کچھ کہے بغیر ہی واپس چل دیا اور کلاس روم سے باہر نکل گیا اب ایک سنہرا موقع مل گیا تھا عامر کو اپنی آنکھوں کا پورا طلسم سائیلا کی آنکھوں میں ڈالنے کا۔ اس نے فوراً بہانا کیا سائیلا ذرا دیکھو تو میری آنکھوں میں کچھ چلا گیا ہے جیسے ہی سائیلا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو س کا دماغ گہرائیوں میں ڈوبتا جانے لگا تھوڑی دیر بعد اس کو عامر دینا کا سب سے حسین انسان لگا آج سے ایک اور کی محبت کی تباہی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

❁❁❁

سورج پوری طرح غروب ہوگیا تھا رات کی ہولناک تاریکی چارون طرف پھیلی ہوئی تھی اچانک آسمان پر گہرے بادل چھا گئے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے زوردار بارش ہونے لگی تھی اسی گاؤں میں ایک ہی پہنچے ہوئے علم والے بزرگ رہتے تھے جو بہت ہی پہنچے ہوئے تھے وہ جن بھوتوں کو پکڑنے کا عمل کر چکے تھے اس بابا کی ایک لولی بیٹی کمرے میں پرسکون نیند سو رہی تھی اچانک بارش کے ساتھ ساتھ طوفان بھی آنے لگا بابا نے دل ہی دل میں کہا اس طوفان کا مطلب یہ ہے کہ آج آدم زاد اور جن زاد کے بیچ ایک زوردار ٹکر ہونے والی تھی یا اللہ اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بندوں پر رحم کرا چانک اس کی بیٹی کے کمرے کا دروازہ کھلا اور سامنے اس بھیانک جن کو دیکھ کر اچھل پڑا تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی کے کمرے میں جانے کی اس کی بیٹی چارپائی پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی آؤ آؤ جن کی ایک بھیانک آواز کمرے میں گونجی۔

میں جان بوجھ کر تمہاری بیٹی کے کمرے میں آیا ہوں آج میں تمہیں اور تمہاری بیٹی کو ختم کر کے اس گاؤں کو نورانی عمل سے آزاد کردوں گا اور ہر رات میرا کام آسانی سے ہوجایا کرے گا اس پر بابا نے کہا اے خبیث جن یہ تمہاری بھول ہے آج میں تمہیں ختم کر کے برائی کو جڑ سے نکال دوں گا آج میں تمہیں ختم کردوں گا اور تم سے گاؤں کی پراسرار اموات کا بدلہ لوں گا بابا نے کچھ پڑھ کر جن پر پھونک ماری تو ایک سفید روشنی جن کے بائیں ہاتھ پر لگی جس سے جن نے ایک زوردار چیخ ماری اب بابا نے دوسری بات کچھ پڑھ کر جن پر پھونک ماری تو جن نے اپنی خونی زنجیر اس کے آگے کی طرف کردی جس سے وہ روشنی ختم ہوگئی جب بابا نے اس خونی زنجیر کو دیکھا تو اچھل کر پیچھے ہٹ گئے اور کہنے لگے اچھا تو تم اس جن کی نسل سے ہو جو آج سے تقریباً تین سال پہلے حیدر نامی ایک جنونی عاشق نے اس جن کو اذیت دے کر بری موت مارا تھا بلکہ اس خونی زنجیر کو بھی توڑ دیا تھا بابا کی اس بات پر جن غصے سے آگ بگولہ ہوگیا اور زنجیر کو اپنے دائیں ہاتھ سے ایک جھٹکا دیا جس سے اس زنجیر سے آگ نکلنی شروع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری زنجیر بابا کے جسم پر پھیلنے لگی بابا نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے اس پر جن نے کہا بتاؤ وہ لڑکا اس وقت کہاں ہوگا جس نے میرے بھائی کی جان لی تھی جن لہرا کے کہہ رہا تھا ۔بابا نے کہا۔

اے آدم خور جن خدا سے دعا کرو کہ کبھی بھی تو حیدر تمہارے سامنے نہ آئے لیکن وہ آئے گا تمہاری اس خونی کھیل کو ختم کرنے آئے گا تبھی تجھے اندازہ ہوجائے گا کہ تو حیدر کیسا طوفان ہے اس کے شکنجے سے تو کبھی بھی نہیں بچ پائے گا بابا کی اس بات پر اس نے زنجیر سے بابا کے جسم میں آگ لگادی اور اس گاؤں سے آج ایک نورانی ہستی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی گئی پھر اس آدم خور جن نے اس معصوم لڑکی کی جان بھی لے لی اور اس کے جسم کا سارا خون بھی پی لیا اب وہاں پر دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں صبح کو سب گاؤں والے بابا کے گھر میں موجود تھے آج پورے گاؤں والوں کو لگ رہا تھا کہ یہ ایک جادوائی کھیل ہے گاؤں والوں نے ایک فیصلہ کیا کہ ہر رات پہرہ دیا جائے گا۔

❁❁❁

اسد جیسے ہی ہاسپٹل سے باہر نکلا تو سامنے ہال میں سائیلا اور عامر کو ہنستے ہوئے دیکھا اس کے دل کو ایک شدید جھٹکا لگا وہ اپنے دوست کے صدمے سے باہر نہ نکلا تھا کہ اسے ایک اور صدمہ کا سامنا کرنا پڑ رہا اسد سیدھا سائیلا اور عامر کے پاس چلا گیا سائیلا نے اسے دیکھ کر منہ دوسری طرف کرلیا اسد نے اس سے کہا ہائے سائیلا کیسی ہو لیکن سائیلا خاموش رہی سائیلا تم کو مجھ سے پوچھنا چاہیے تھا کہ میں کیسا ہوں لیکن کیا ہوا تم مجھ سے ناراض ہو سائیلا بدستور خاموش رہی بتاؤ تو سہی سائیلا اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ عامر نے جھٹ سے اسد کا ہاتھ پکڑا اور کہا جب سائیلا بات نہیں کرنا چاہتی تو تم اس سے زبردستی کیوں کررہے ہو اسد نے کہا عامر میرا ہاتھ چھوڑ دو لیکن عامر نے اسد کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا عامر میں پھر سے کہتا ہوں ہاتھ چھوڑ دو میرا ۔نہیں چھوڑتا بولو کیا کرلو گے میرا اس پر اسد نے بائیں ہاتھ سے ایک زوردار مکہ عامر کو مار دیا اسد کو ایسا لگا جیسے اس کا ہاتھ پتھر سے ٹکرایا ہو اس پر عامر نے کہا کیا ہوگیا اب میری باری ہے عامر نے اس کا ہاتھ جو ابھی بھی پکڑا ہوا تھا ایک جھٹکے سے اس کا دایاں ہاتھ توڑ دیا تڑاخ خ خ۔۔اس کے ہاتھ کی ٹوٹنے کی آواز اتنی زور کی تھی کہ سب سٹوڈنٹ نے سن لی اور سب ہی وہاں پر آگئے اور دوسری بار عامر نے اسد کو ایک لات ماری جس سے اسد کئی فٹ دور جا گرا سائیلا نے آگے بڑھ کر کہا۔

بس اسد تم کو تمہارا جواب مل گیا ہے اسد کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جب وہ زمیں سے اٹھا تو اس کے منہ اور چہرہ مٹی سے لدھا ہوا تھا اور اس کے منہ سے جھاگ بہہ رہی تھی۔۔

سائیلا۔اچھا ہوا تم نے بھی مجھ سے منہ موڑ لیا ارے جب انسان کی زندگی میں بدقسمتی جنم لیتی ہے تو ہر کوئی اس سے منہ پھیر لیتا ہے مجھ سے بے وفائی کر کے تم نے بہت اچھا کیا ہے کیونکہ میں ایک غریب انسان ہوں اور غریب انسان کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا ہے اور یقیناً تم میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی تھی تمہاری خوشی عامر میں میں جانتا ہوں کہ تم عامر کے ساتھ بہت خوش رہو گی تم کو تمہاری خوشی مبارک ہو اتنا کہہ کر اسد زمیں پر گر پڑا اور بے ہوش ہوگیا سب کالج کے سٹوڈنٹ عامر اور سائیلا کو نفرت بری نظروں سے دیکھ رہے تھے اسد کو ہسپتال میں داخل کروادیا گیا اور عامر سے پوچھ گچھ شروع کردی۔لیکن وہ بے گناہ قرار دے دیا گیا۔سائیلا نے عامر سے محبت کا اظہار کرڈالا اور عامر نے اسے چاند کی چودہ کو شادی کا فیصلہ کرلیا پورے دو ہفتوں بعد ہسپتال سے ٹھیک ہوکر واپس کالج چلا گیا اسی طرح دن گزرتے رہے گاؤں میں ہر رات ایک نوجوان لڑکی کی لاش ملتی جس میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا تھا اب اسد کا ایک ہی مقصد تھا کہ وہ کلثوم کی موت کا بدلہ لے کیونکہ اس کو دوستی کا حق ادا کرنا تھا ایک دن وہ رات کو بارہ بجے اپنے ہاسٹل سے باہر آگیا اور جیسے ہی وہ گیٹ تک پہنچا تو اس نے دروازہ کھولنے کی آواز سنی وہ وہاں پر گیٹ کے پاس جھاڑیوں میں چھپ گیا وہ سمجھا کہ شائد پرنسپل صاحب ہوں گے لیکن جب اس نے ٹھیک طریقے سے دیکھا تو وہ عامر تھا وہ سیدھا کالج کے گیٹ کے پاس آیا اور گیٹ کھول کر باہر نکل گیا اسد یہ سب دیکھ کر حیران سا رہ گیا اس کے دل میں کئی سوالوں نے جنم لیا پہلے تو یہ کہ وہ اتنی آدھی رات کو باہر کس کام سے گیا اور دوسرا یہ کہ کالج کے گیٹ پر تو تالا لگا ہوا تھا پھر اس نے گیٹ کو کیسے کھولا نہ اس کے پاس چابی تھی اور نہ اس نے تالا توڑا تھا تو پھر کیسے۔۔

اسد جلدی سے جھاڑیوں سے باہر نکلا اور گیٹ کے نزدیک چلا گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تالا کھلا ہوا تھا اب اس سارے سوالوں کے جواب کو تلاش کرنے کا جاننے کا صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ یہ کہ وہ عامر کا پیچھا کرے گا وہ کیا کرنے جارہا تھا اسد نے عامر کا پیچھا شروع کردیا عامر سیدھا گاؤں میں گیا اور وہاں ایک کچے مکان میں داخل ہوگیا اسد دور کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا اچانک مکان کے اندر سے ایک دردناک چیخ اسد کو سنائی دی کہ اتنے میں ایک آدم خور بلا وہاں سے نکلی جس کے جسم سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور ہاتھ میں تین فٹ موٹی اور بارہ فٹ لمبی زنجیر اس کے ہاتھ میں تھی جو مکمل خون سے لت پت تھی اسد کو خوف کا ایک شدید جھٹکا لگا اور اس کا سارا جسم کانپنے لگا آج پہلی بار اس نے یہ بھیانک اور خونی منظر دیکھا تھا اسد کے پاؤں حرکت سے باہر ہوگئے تھے وہ وہاں ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا اور پھر یکدم وہ اس بھیانک روپ سے عامر کے روپ میں آگیا اور سیدھا کالج کی طرف چلا گیا اسد پر ابھی بھی خوف طاری تھا اور وہاں پر بیٹھ کر رونے لگا آج اسے اپنے سارے سوالوں کا جواب مل گیا تھا اور وہاں پر بیٹھ کر اپنی بے بسی پر رو رہا تھا۔

اسے آج پتہ چل گیا تھا کہ ان سب اموات کا ذمہ دار کون ہے وہ کہنے لگا میں تمہیں اب نہیں چھوڑوں گا تم سے اپنے دوست کا بدلہ لے کر رہوں گا تم نے میری زندگی جہنم بنادی ہے ایک سہارا بچ گیا تھا میرا سائیلا اس کو بھی تو نے مجھ سے چھین لیا اب میں تمہارا یہ روپ سائیلا اور پورے کالج میں بے نقاب کروں گا پھر وہ واپس کالج میں چلا گیا صبح کالج کے سب سٹوڈنٹ کا موضوع گاؤں میں ہونے والی اموات تھا رات کو ہونے والے قتل کی خبر کالج میں بھی پہنچ چکی تھی اسد سیدھا کالج کے گیٹ کی طرف گیا اور وہاں پر سائیلا کو انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر بعد سائیلا اپنی سرخ کار میں آگئی جیسے ہی اس نے کار پارکنگ میں کھڑی کی اسد سیدھا اس کے پاس چلا گیا سائیلا۔۔سائیلا۔۔سنو لیکن سائیلا تیزی سے جارہی تھی سائیلا سنو تو ایک بہت ضروری بات کرنی ہے تجھ سے لیکن وہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی اس اس کے سامنے کھڑا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوگیا سائیلا صرف ایک بار میری بات سنو اس کے بعد میں تمہیں اپنی شکل بھی نہیں دیکھاؤں گا۔ اچھا بولو کیا بات ہے۔

سائیلا نے اسے نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا سائیلا گاؤں میں ہونیوالے اموات کا ذمہ دار کون ہے تیری دوست کلثوم اور میرے دوست صمد کو ہم سے چھیننے والا کون ہے ہماری محبت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا کون ہے ان سبھی کا ایک ہی شخص ذمہ دار ہے اور وہ ہے اسی کالج کا سٹوڈنٹ جس سے تم پیار کرتی ہو عامر۔۔۔اسددددد۔۔ سائیلا غصے سے چیخی۔ زبان سنبھال کر بات کرو پتہ ہے تم کس کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو میری محبت کے بارے میں آئیندہ اگر ایسا کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سائیلا سمجھنے کی کوشش کرو میں نے خود اس کو کل گاؤں میں قتل کرتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ ہی نہیں وہ کوئی عام انسان نہیں ہے وہ جن بھوتوں کی مخلوق ہے آج میں اس کا یہ روپ پورے کالج میں بتادوں گا آج میں اس کو بے نقاب کر دونگا اتنے میں پیچھے سے عامر کی آواز سنائی دی ضرور کرنا بے نقاب اگر کوئی تمہاری باتوں پر یقین کرے تو عامر تم سائیلا نے عامر کو دیکھتے ہوئے کہا ہاں سائیلا میں دیکھو ناں عامر اسد تمہارے بارے میں کیا کہہ رہا ہے جان کہنے دو اسے اس کے کہنے سے کیا ہوگا آج کل ان باتوں پر کون یقین کرتا ہے اور اکالج میں تو بالکل بھی نہیں کوئی یقین کرے گا کیونکہ یہاں پر سائنس کی تعلیم دی جاتی ہے اور بے وقوف سائنس تو ان باتوں کا مانتی ہی نہیں ہے سب یہ کہیں گے کہ یہ پاگل ہوگیا ہے بس اسد نے غصہ سے اپنا ہاتھ اٹھایا کمیں ے۔۔

عامر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا یہ ہاتھ سنبھال کر رکھ لو لکھائی پڑھائی کے لیے یہ مت بھولنا کہ میں کیا چیز ہوں اگر تو آج کے بعد میرے راستے میں آیا اور کبھی بھی سائیلا سے ملنے کی کوشش کی تو رات والا واقعہ یاد ہے ناں ۔۔اور ہاں اسد میں تمہیں ایک گڈ نیوز دیتا ہوں چاند کی چودہ کو ہماری شادی ہے اس کے بعد ہم دونوں ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائیں گے پھر سائیلا نے عامر کا ہاتھ پکڑا اور کلاس روم میں چلے گئے اس پر اسد نے دل ہی دل میں کہا میں اپنے دوست کو تو نہ بچا سکا لیکن اپنی محبت کو ضرور بچاؤں گا آج سے دس بعد کے بعد یا تو میں رہوں گا یا تم اس نے پرنسپل سے دس دنوں کی چھٹی لی اور گاؤں چلا گیا جہاں اس نے سب کو ہر بات بتادی۔ اور کہا کہ ہر کوئی رات کو پہرہ دے گاؤں والوں نے ایسا ہی کیا رات کو پورا گاؤں ہی پہرہ دینے لگا جب رات کے بارہ بج گئے ہر طرف خاموشی ہی خاموشی چھا گئی اتنے میں دور سے کسی کی چیخ سنائی دی سبھی لوگ وہاں پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں پر ایک لڑکی سمیت تین افراد کی موت ہوئی تھی دو آدمی جل کر مرے تھے جبکہ لڑکی کا خون چوسا گیا تھا ۔صاحب جی صاحب جی دو آدمی ہماری طرف آئے گاؤں کے ایک نوجوان نے ہانپتے ہوئے کہا۔ ہم نے اسے دیکھ لیا تھا اس کے جسم سے آگ نکل رہی تھی اور اس کے جسم پر لپٹی ہوئی زنجیر دیکھی جس سے تازہ خون ٹپک رہا تھا آج گاؤں والوں کو یقین ہوگیا کہ اسد کی بات ٹھیک تھی صبح ہوئی تو سب گاؤں ووالوں نے کہا کہ اس خونی کھیل کو روکنے کے لیے ایک عامل بابا کی ضرورت ہے ایک شخص بولا لیکن گاؤں میں تو ایک ہی عامل تھا وہ بھی اس شیطان کے ہاتھوں مارا گیا ہے اس پر اسد نے کہا دوسرے گاؤں سے کسی عامل کو بلا لاتے ہیں سبھی اس بات پر رضامند ہوگئے شم کو گاؤں والوں نے ایک عامل بابا کو تلاش کرلیا جو دوسرے گاؤں میں رہتا تھا رات کا کھانے کھانے کے بعد بزرگ نے عامل بابا سے کہا عمل بابا کیا ہم اسے مارنے میں کامیاب ہوجائیں گے اس پر عامل بابا نے ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں ایک بار اسے دیکھنے کے بعد پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا چیز ہے رات کو عامل بابا نے گاؤں کے بیچ وبیچ آگ جلادی اور اس آگ کے چاروں طرف حصار کھینچی اور اس میں اندر بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگے جب رات کے بارہ بجے تو ایک بھیانک طوفان آگیا بابا کو آگ جلانا مشکل ہونے لگا وہ طوفان دھیرے دھیرے گاؤں کی طرف بڑھتا چلا آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے حصار میں لگی ہوئی آگ کو اس نے بجھا دیا اس کے ہاتھ

میں خونی زنجیر موجود تھی بابا نے جب اس کا بھیانک روپ دیکھا تو اس کو بھی خوف کے کئی جھٹکے لگے اور اس نے تھرتھراتی ہوئی آواز میں کہا کون ہو تم اس پر آدم خور جن نے کہا آتا ہوں طوفان کی طرح جاتا ہوں آندھی کی طرح لاتا ہوں اپنے ساتھ موت کی جاگیر جسے کہتے ہی خونی زنجیر ارے بوڑھے تو کیا سمجھتا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دونگا تو میرے ہاتھ سے اب کبھی بھی بچ نہیں سکے گا تیرا یہ حصار میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے۔

اتنا کہہ کر اس نے زنجیر کو آگے کی طرف پھیلا دیا جیسے ہی وہ زنجیر حصار سے ٹکرائی حصار ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور زنجیر عامل بابا کے پورے جسم کو جکڑتا چلا گیا آگ نے عامل بابا کے پورے جسم کو جلا دیا اور پھر ایک تیز آندھی آئی اور وہ غائب ہوگیا عامل بابا میں کچھ سانسیں باقی تھیں جیسے ہی اسد اور باقی گاؤں ولے وہاں پر پہنچے تو عامل بابا کی یہ حالت دیکھ کر ان سب کے رونگھٹے کھڑے ہوگئے بابا کو پورا جسم آگ میں جھلس رہا تھا۔ گاؤں والو یہ کوئی عام بھوت پریت نہیں ہے یہ خونی زنجیر والا دوسرا جن ہے تم لوگ وقت ضائع مت کرنا اس آدم خور جن کو کوئی بھی نہیں مار سکتا ہے اس کو صرف ایک ہی نورانی طاقتوں والا اٹھارہ سالہ لڑکا مار سکتا ہے جس کا نام توحید ہے کیونکہ اس کے بڑے بھائی کو بھی حیدر نے مارا تھا اور اس کی خونی زنجیر کو توڑا تھا میں نے پتہ لگالیا ہے چودھویں رات کو وہ ایک آدم زادی سے شادی کرنے والا ہے اگر ایک بار اس نے شادی کرلی تو اس کو کوئی بھی نہیں مار سکے گا اور اس کے خونی کھیل کو کوئی بھی نہیں روک پائے گا جاؤ جلدی کرو اس جنونی عاشق کو ڈھونڈو آپ لوگوں کے پاس وقت بہت کم ہے لیکن بابا ہم اس دینا میں اس کو کیسے تلاش کر سکتے ہیں اسد نے کہا تو اس پر بابا نے بس اتنا ہی کہا وہ۔۔وہ۔۔ وہ۔۔وہ۔۔م۔م۔م مری۔۔ اس کے بعد دوسرا لفظ وہ کہہ نہ سکے اور اس دنیا سے چل بسے۔

اس پر اسد نے کہا مری اس کا مطلب ہے وہ مری میں ہے اسد بیٹا تم کو اس کو تلاش کر کے لانا ہے اسد نے کہا جی بابا میں کل ہی چلا جاؤنگا۔ اور اس جنونی عاشق کو یہاں ضرور لاؤں گا اور پھر دوسرے ہی دن وہ مری کے لیے چل دیا اور رات کو وہ مری جا پہنچا جہاں جاتے ہی اس نے توحید کی تلاش شروع کردی اس کی ملاقات ایک لڑکی سے ہوئی جو توحید کی عاشق تھی اس نے بتایا کہ توحید نے ایک درندے کو دیکھا تھا جو انسانوں کا خون پیتا تھا اس کے ہاتھ میں ایک زنجیر تھی توحید نے اس کا مقابلہ کرنے کا سوچا اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ انسان نہیں ہے انسانی روپ میں کوئی بلا ہے اس نے کئی عاملوں سے رابطہ کیا لیکن کسی نے بھی اس کی مدد نہ کی اور پھر ایک نیک بزرگ نے اس کی مدد کی اس نے توحید کو ایک کروایا جس سے اس کے اندر بے شمار طاقتیں آگئیں تھیں توحید اپنی محبوبہ کی موت کا اس سے بدلہ لینا چاہتا تھا جس سے وہ بے انتہا پیار کرتا تھا وہ یہ بھی جان چکا تھا کہ ایک دیو اس کی محبوبہ پر عاشق ہے۔۔ وہ ایک عاشق تھا جنونی عاشق اس دی ڈالا تھا وہ اس کو اٹھا کر لے گیا تھا اور توحید اس کے لیے پاگل ہوگیا تھا وہ اس کو اس کی قید سے چھڑانا چاہتا تھا اور اس تک جا پہنچا تھا لیکن اپنی محبوبہ کو نہ بچا سکا تھا کیونکہ اس جن نے اس کو خونی زنجیر میں باندھ رکھا تھا جونہی توحید نے جن کو مارنا تو اس نے جلدی سے اس کی محبوبہ کو جلا دیا کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ وہ مات کھانے والا ہے توحید اپنی محبوبہ کی موت کو دیکھ کر پاگل ہوگیا تھا بس اب بھی اس کے عشق میں پاگلوں کی طرح کبھی کہیں کبھی کہیں دیکھائی دیتا ہے۔

لڑکی نے تمام کہانی سنا دی اور اسد ایک سرد سی سانس لے کر رہ گیا اور بولا مجھے توحید سے ملوا سکتی ہو وہ بولی ہاں ملوا سکتی ہوں آؤ میرے ساتھ اتنا کہہ کر وہ اسد کو لے کر چل دی اور نجانے کہاں کہاں جانے کے بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی اس نے توحید کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا وہ چارپائی پر لیٹا ہوا تھا اس کی گہری سیاہ آنکھیں اس کے چہرے پر نور ہی نور تھا سفید گلابی رنگت چونکہ وہ تین سالوں سے چارپائی پر لیٹا ہوا تھا پھر بھی اس کی رنگت میں۔ بے پناہ نور تھا اس نے تیزی سے جا کر توحید کو گلے سے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا توحید آج پھر اس شیطان نے جنم لیا ہے پھر سے اس کے خونی زنجیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے دہشت پھلا رکھی ہے اس بار اس کا نشانہ میں ہوں لڑکی انیلہ نے کہا یہ تم کیا کہہ رہے ہو اس جن کو توحید نے اپنے ہاتھوں سے جلا دیا تھا۔

ہاں انیلہ لیکن اب اس کا دوسرا بھائی اس کے ادھورے کام پورے کرنے آ گیا ہے جس کام کو توحید نے ختم کر دیا تھا اس کو پورا کرنے اس کا دوسرا بھائی آ گیا ہے اور اس بار وہ میری محبوبہ سے شادی کرنے والا ہے پھر اسد نے کالج کے دن سے لے کر سب واقعات بتا دئے توحید تمہیں آنا ہو گا اپنا بدلہ لینے کے لیے اپنی محبت کا بدلہ لینے کے لیے اس خونی کھیل کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے جو ظلم اس جن کے بھائی نے تمہاری محبوبہ پر کئے تھے آج پھر وہی کہانی اس کا دوسرا بھائی جن دھرا رہا ہے اٹھو توحید تم نے بدلہ لینا ہے اسد رو رو کر کہہ رہا تھا لیکن توحید کا جسم بے سدھ پڑا ہوا تھا اس کی نہ تو آنکھوں نے حرکت کی نہ ہی ہاتھ پاؤں کو ہلایا تھا انیلا نے اسد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اسد کوئی اثر نہیں ہو گا توحید کا ٹھیک ہونا اب اللہ کے ہاتھوں میں ہے پھر دونوں ہی توحید کے کمرے سے باہر نکل آئے اسد میں نے اس کا ہر طرح کا علاج کروایا ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں ہوا ہے کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں میں اس کو لے کر نہیں گئی ہوں لیکن کچھ بھی حاصل نہ ہوا میں اس سے بہت محبت کرتی ہوں اپنے آپ سے بھی بڑھ کر۔ کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ یہ کیسے ٹھیک ہو گا۔ انیلہ نے درد بھرے لہجے میں کہا اور میں بھی پریشان ہو گیا اور کہا انیلہ بہن میں چلتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ وہ جن سب کچھ تباہ کر دے گا مجھے اب خود ہی اس کا مقابلہ کرنا ہو گا وہ وہاں سے چل دیا اور ایک لمبا سفر کرنے کے بعد گاؤں واپس آ گیا۔ اس نے بزرگ کا دروازہ کھٹکھٹایا تھوڑی دیر بعد بزرگ نے دروازہ کھولا اسد تم اس وقت۔

بابا جی میں ابھی ابھی آیا ہوں اور سیدھا آپ کے پاس ہی آیا ہوں۔ بتاؤ توحید کا کیا بنا بابا نے پوچھا اور اسد نے تمام کہانی سنا دی جسے سن کر بابا نے کہا اس کا مطلب ہے اب ہمیں اس آفت سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا ہے نہیں بابا آپ ایسا کیوں کہتے ہیں ہم سب مل کر اس کو ختم کریں گے بابا توحید بھی تو ہماری طرح انسان ہی ہے اسنے اپنے جنون سے اس آدم خور کو آگ میں جھلسا دیا تھا پھر ہم سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے چاند کی چودہ کو ابھی چار دن باقی ہیں ہم ان کو صرف ایک ہی حالت میں مار سکتے ہیں جب وہ سائیلا سے شادی کی تیاری میں ہو تو ہم اسے مار سکتے ہیں بیٹا یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن مجھے نہیں لگتا کہ گاؤں کا کوئی بھی فرد تمہارا ساتھ دے کیونکہ ابھی تک وہ اس عامل بابا کی پراسرار موت کو نہیں بھول پائے بزرگ کی اس بات پر اسد نے کہا۔

کوئی میرا ساتھ دے یا نہ دے لیکن میں اپنی محبت کو ضرور بچاؤں گا اور اپنے دوست کا بدلہ لوں گا چاہے مجھے جو بھی کرنا پڑے کروں گا اس میں اگر میری جان بھی چلی جائے تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا اتنے میں صبح ہو گئی اور دونوں نماز پڑھنے چلے گئے اور جب سورج طلوع ہوا تو اسد کے آنے کی خبر سب کو مل گئی اور سبھی لوگ جمع ہو گئے اسد نے سب کہانی سب کو ہی سنا دی گاؤں والے کہانی سن کر پریشان ہو گئے اور کہا اب کیا ہو گا اب ہم کس کی مدد لیں اسد نے کہا دیکھو چار دن باقی ہیں اگر ان چار دنوں میں ہم نے اسے نہیں روکا تو پھر گاؤں کا ایک بھی شخص زندہ نہیں بچے گا اور جہاں تک مدد کا سوال ہے تو کوئی بھی ہماری مدد نہیں کر سکتا ہے ہمیں خود ہی اس سے لڑنا ہو گا جو بھی کرنا ہے ہم سب گاؤں والوں کو مل کر کرنا ہو گا بتاؤ کون کون میرے ساتھ ہے لیکن گاؤں والے خاموش رہے ان پر خوف چھا گیا تھا وہ سمجھ گیا کہ کوئی بھی اس کی مدد کرنے کو تیار نہیں ہے تو وہ بولا ٹھیک ہے اگر تم لوگ میرا ساتھ نہیں دے سکتے ہو تو میں اکیلا ہی یہ کام کروں گا اتنا کہہ کر وہ کالج چلا گیا کالج کے گیٹ پر ہی عامر اور سائیلا اس کو دکھائی دیے سائیلا کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر وہ پر سکون ہو گیا اور واپس آ گیا اور تیاریاں کرنے لگا وہ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ اس کو کیسے مار سکے گا کوئی ایسا حل اس کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

آج کی چاند کی چودہ تاریخ تھی اسد جانتا تھا کہ آج

عامر کالج میں سائیلا کو ضرور کوئی راستہ بتائے گا اسی وجہ وہ کالج چلا گیا اور اس کو وہ دونوں پھر دکھائی دیئے سائیلا آج تیار رہنا میں تمہیں رات کے دس بجے لے کر جاؤ نگا آج رات کو ہم ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائیں گے پھر ہمیں کوئی بھی الگ کرنے والا نہ ہو گا۔

سائیلا اس کی ہاں میں ہاں ملاتی رہی اس کو کچھ بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ کیا کرنے جا رہی ہے اس کا دماغ خونی جن نے مکمل مفلوج کر دیا تھا رات کے نو بجے اس نے مکمل سامان بیگ میں رکھ دیا۔ اور سائیلا کے گھر کی طرف چل دیا دسمبر کی سرد رات تھی ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی چودھویں کا چاند پوری طرح روشن تھا وہ کندھے پر بیگ رکھے ہوئے جسم پر سیاہ چادر اوڑھے ہوئے چلتا جا رہا تھا اور پھر کچھ دیر بعد وہ سائیلا کے گھر کے پاس جا پہنچا جہاں وہ ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اور عامر کا انتظار کرنے لگا کچھ ہی دیر بعد عامر ایک کالی کار میں آتا ہوا دکھائی دیا اس نے کار روکی اور کسی ہیولے کی طرح سائیلا کی حویلی کے اندر چلا گیا اس کے پاس یہی ایک موقع تھا وہ درخت کی اوٹ سے باہر نکلا اور تیزی سے گاڑی کی ڈکی کھول کر اس میں بیٹھ گیا اور ڈکی کو اچھی طرح بند کر دیا کچھ ہی دیر میں اسے کار چلتی ہوئی محسوس ہوئی جو تیزی سے چلتی جا رہی تھی اور ایک طویل سفر کے بعد کار پہاڑوں تک جا پہنچی وہاں جا کر کار رک گئی عامر سائیلا کا ہاتھ پکڑے اسے ایک غار میں لے گیا اسد بھی ڈکی سے باہر نکلا اور غار میں جا گھسا اسے خوف کے کئی جھٹکے لگے غار میں داخل ہوتے ہی ایک زبردست طوفان شروع ہو گیا تھا غار کے اندر کا ماحول بہت بھیانک ہو گیا تھا وہاں ہر طرف ڈھانچے ہی ڈھانچے تھے درمیان میں آگ لگائی گئی تھی جس کے شعلے اوپر کی طرف اٹھ رہے تھے اور اس کے چاروں طرف کھوپڑیاں تھیں ہر طرف انسانی گوشت کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اور خون ہی خون تھا دونوں ہی آگ کے نزدیک بیٹھ گئے۔

اسد نے اپنے ہاتھوں میں ایک تیز دھار تلوار لی اور دوسرے ہاتھ میں جلتا ہوا مشعل لیا اور کہا سائیلا رک جاؤ۔ جیسے ہی اسد ان دونوں کے نزدیک پہنچا عامر غصے سے پھنکارنے لگا سائیلا یہ تم کیا کر رہی ہو سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی تم ایک آدم خور سے شادی کر رہی ہو دیکھو ہر طرف انسانی اعضا بکھرے ہوئے ہیں سائیلا جواب تک نیچے دیکھ رہی تھی جب اس نے دھیرے دھیرے اپنا سر اٹھایا اور جونہی اسد نے سائیلا کو دیکھا تو اچھل کر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ سائیلا کی آنکھیں مکمل طور پر نیلی ہو چکی تھیں اور چہرہ بھی بگڑا ہوا تھا اس کی آنکھون سے نیلی نیلی روشنی نکل رہی تھی اسد نے ایک زور دار چیخ ماری شیطان کی اولاد۔ تو نے میری سائیلا کو بھی اپنے جیسا کر دیا ہے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑونگا پھر اسد نے تلوار سے ایک زور دار وار عامر پر کر دیا جس کے نتیجے میں اسد کی تلوار ٹوٹ کر نیچے گر گئی مارو مجھے دیکھ کیا رہا ہے تو مارو مجھے عامر غصے سے چیخ رہا تھا پھر دوسری بار اسد نے اپنی پوری طاقت سے آگ کا مشعل اٹھا کر عامر کے سر پر دے مارا جس سے مشعل مکمل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا طوفانی ہوا اور بھی تیز ہو گئی تھی پھر عامر نے کہا۔

بس اتنا ہی زور تھا تم میں اب میری باری ہے پھر عامر نے اسد کو گلے سے پکڑ کر اوپر کی طرف اٹھا دیا اور دور پھینک دیا اور ساتھ ہی اس نے اسد کے گالوں پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا جس سے اسد کے گال سے خون بہنے لگا جیسے ہی دوسرا تھپڑ مارنے کے لیے عامر نے ہاتھ اوپر اٹھایا تو کسی نے عامر کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا اور طوفان بھی رک گیا اسد بھی حیران رہ گیا تھا کہ کس نے عامر کا ہاتھ پکڑا ہے پھر عامر نے دوسرا ہاتھ بھی مکہ مارنے کے لیے اٹھایا تو کسی نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اس نے جب پیچھے دیکھا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ کوئی اور نہ تھا توحید تھا۔ کون ہو تم جن نے غصہ سے کہا طوفانوں اور آندھیوں کو چیرنے والا تمہارے بھائی کو آگ میں جھلسانے والا تمہاری اس خونی کھیل کو ختم کرنے والا اور تمہیں جہنم رسید کرنے والا ملو مجھ سے میں ہوں جنونی عاشق نام ہے میرا توحید ددد۔۔اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی تھی آج پہلی بار اسے توحید کو نارمل حالت میں دیکھا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اللہ تعالیٰ نے واقعی میں توحید کو کیا حسن دیا تھا توحید نے عامر کو گلے سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور ایک جھٹکا دے کر کئی فٹ دور پھینک دیا توحید نے منہ میں کچھ پڑھ کر سائیلا کی طرف پھونک ماری جس سے سائیلا نیچے زمیں پر گر پڑی اور بے ہوش ہو گئی توحید نے اسد سے کہا اسد تم سائیلا کو سنبھالو میں آج اس آدم خور جن کا کام تمام کرتا ہوں اب عامر کا چہرہ مکمل طور پر بدل گیا تھا اور وہ وہی خونی جن جس کے پورے بدن سے آگ نکل رہی تھی بن گیا تھا اس نے آگ کے شعلے توحید کی طرف پھینک دئے وہ شعلے توحید کے جسم پر پڑتے ہی بجھ گئے توحید نے اس کا بایاں ہاتھ پکڑا اور ایک جھٹکے سے اس نے اس جن کا ہاتھ اس کے جسم سے علیحدہ کر دیا اب آدم خور جن کے پاس صرف ایک ہی طاقت بچی تھی وہ تھی خونی زنجیر اس نے فوراً اپنے جسم سے خونی زنجیر نکالی اور کہا۔

اب دیکھتا ہوں تو اس خونی زنجیر سے کیسے بچ سکے گا جیسے ہی توحید نے خونی زنجیر دیکھی تو اس کو یکدم مکمل واقعہ یاد آنے لگا وہ یادوں کی دنیا میں کھو گیا ادھر آدم خور نے توحید پر زنجیر کا وار کر دیا اور زنجیر توحید کے جسم پر پھیلتی چلی گئی لیکن توحید ابھی تک اپنی یادوں میں کھویا ہوا تھا اسے سمرن کی موت یاد آ رہی تھی اور پھر اس نے یادوں کی دنیا سے نکل کر ایک زوردار چیخ ماری سمرن ن ن ن۔۔ خونی زنجیر نے توحید کے پورے جسم کو جکڑ رکھا تھا اس نے ایک جھٹکا دیا جس سے خونی زنجیر کو ٹورنے لگا ہاہاہا۔۔ آدم خور نے ایک قہقہہ لگایا تم کیا سمجھتے ہو یہ وہی والی زنجیر ہے جس کو تو نے آسانی سے توڑ دیا تھا یہ کوئی عام زنجیر نہیں ہے بلکہ اس کے اندر ہماری سات پشتوں کی طاقت موجود ہے جب یہ زنجیر بنا تو مجھ سے کہا گیا کہ اس زنجیر کو دنیا میں ایک ہی لڑکا توڑ سکتا ہے لیکن اس کے توڑنے سے وہ بھی مر جائے گا اس لیے کبھی بھی اس زنجیر کو نہیں توڑ سکتا اور تم اس کو توڑنا چاہتے ہو ہاہاہا۔۔ اس نے پھر قہقہہ لگایا اس پر توحید نے کہا شاید اسی دن کے لیے مجھے اللہ نے زندہ رکھا ہوا تھا کیونکہ میرا بدلہ ادھورا رہ گیا تھا اور دنیا میں ایک شیطانی طاقت باقی تھی آج میں اس زنجیر کو توڑ کر اپنا بدلہ بھی پورا کرونگا۔ اور اس دنیا سے شیطانی طاقتوں کا خاتمہ بھی تا کہ پھر کوئی آدم خور جن آدم زاد سے ٹکر نہ لے سکے توحید نے اللہ کا نام لے کر زنجیر پر اپنی پوری طاقت لگانی شروع کر دی کہ یکدم اسد کی آواز سنائی دی نہیں توحید اس نے سائیلا کو چھوڑ کر توحید کی طرف دوڑ لگا دی توحید نہیں جیسے ہی وہ توحید کے نزدیک پہنچا توحید نے زنجیر کو توڑ دیا جس سے وہ آدم خور جن ایک چیخ مار کر کہنے لگا میں ہار گیا اس کے بعد ایک دھماکہ ہوا جس سے اس کا جسم پھٹ گیا اور اس کے ہر حصے کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھوڑی دیر بعد وہاں پر صرف آدم خور جن کی راکھ پڑی ہوئی تھی توحید توحید تم ٹھیک تو ہو ناں اسد اسکی طرف بھاگا سائیلا بھی ہوش میں آ چکی تھی اور پھر پورے گاؤں والے بھی وہاں آ گئے ان میں انیلہ بھی تھی جس نے توحید کا سر اپنی گود میں رکھ لیا وہ زور زور سے رونے لگی نہیں توحید تمہیں کچھ نہیں ہوگا اسد نے کہا دوست تم نے ہماری جانوں کو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ وہ بولا نہیں میرے دوست میں نے اپنی محبوبہ کی موت کا بدلہ لیا ہے آج مجھے پتہ چلا ہے کہ اللہ نے مجھے کیوں زندہ رکھا ہوا تھا میرے دوست تم کو اپنی محبت مل گئی تو مجھے اور کیا چاہیے مرتے مرتے میں نے دو پیار کرنے والوں کو ملوا دیا ہے میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

توحید تم مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتے ہو انیلہ نے روتے ہوئے کہا اس پر توحید بولا انیلہ مجھے معاف کر دو میری وجہ سے تم کو بہت دکھ پہنچا اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو مجھے معاف کر دینا اور پھر ساتھ ہی اس کی روح جسم کا ساتھ چھوڑ گئی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیا فانی سے چلا گیا سائیلا اور اسد کی شادی ہو گئی انیلہ بھی اپنے محبوب کے پاس جا پہنچی ان دونوں کی قبریں ایک ہی ساتھ بنا دی گئی تھیں آج اسد اور سائیلا کا ایک بیٹا بھی ہے جس کا نام انہوں نے توحید رکھا ہے۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے نوازیئے گا۔ میں انتظار کروں گا۔

اقوالِ زرّیں

* برائی کسی کے در پر دستک نہیں دیتی بلکہ گھر میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی بات ماننے سے پہلے تم بھی اِدھر اُدھر دیکھ لو جو تم کو بات بتانے سے پہلے اِدھر اُدھر دیکھے۔
* بار بار بولنے سے بہتر ہے کہ بیک وقت اپنے مقاصد بیان کر ڈالو جو تمہیں اچھا لگتا ہے، تم بھی اسے ضرور اچھے لگتے ہو۔
* تلوار کا زخم جسم پر لگتا ہے جبکہ زبان کا زخم روح پر۔ تلوار کا لگا زخم بھر جاتا ہے مگر زبان سے لگا زخم کبھی نہیں بھرتا۔
* کم بولنا عبادت ہے کم کھانا صحت کم کھانا ہے۔
* زندہ رہنے کے لئے کھاؤ، کھانے کے لئے مت جیو۔
* مصائب میں مت گھبراؤ کیونکہ ستارے اندھیروں میں چمکتے ہیں۔
* خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔
* بے وقوف شخص ایک ہی گڑھے میں بار بار گرتا ہے۔
* برائی سے بچنا چاہتے ہو تو برے دوستوں سے بچو۔
* بہت عظیم ہے وہ شخص جو ٹوٹے دل کے ساتھ بھی مسکراتا ہے۔

مدثر سعید اداس - ماڑی گاؤں

ماں کی شان

* پھول نے کہا: ماں ایسی خوشبو ہے جسے کوئی نہیں چرا سکتا۔
* چاند نے کہا: ماں ایسی چمک ہے جس سے سب کچھ روشن ہو جاتا ہے۔
* سورج نے کہا: ماں ایسی روشنی ہے جسے کوئی بھی نہیں چھپا سکتا۔
* مالی نے کہا: ماں باغ کا ایسا پھول ہے جس سے باغ کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔
* ستارے نے کہا: ماں ایک نور ہے جس کی وجہ سے تمام دنیا میں چمک اور دمک قائم ہے۔
* آسمان نے کہا: ماں ایک ایسی ہستی ہے جس کی دُعا رحمت ہے، جو سات آسمانوں کو ہلا دیتی ہے۔
* دریا نے کہا: ماں کے آنسو ایک لہر ہیں اور جب یہ لہر اٹھتی ہے تو زمین اور آسمان ہلا دیتی ہے۔

انجینئر اور مکینک

پاگل خانے کا معائنہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب ایک کمرے میں داخل ہوئے تو نرس نے کہا۔ جناب! یہ کمرہ ان ذہین مریضوں کا ہے جو آٹو موبائل انجینئر اور مکینک ہیں۔ ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا۔ لیکن یہ لوگ گئے کہاں، بستر پر تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ جناب! سب کے سب بستر کے نیچے ہیں اور گاڑیوں کی مرمت کر رہے ہیں۔

مختیار علی کیانی - گاؤں تلی

دِل کیا چیز ہے

★ وہ دِل جسے انسانی جسم میں بڑی اہمیت دی جاتی ہے اُسے پورے جسم کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔
★ یہ دِل اتنا نازک ہوتا ہے کہ کسی کی زبان سے نکلا ہوا ننھا سا لفظ بھی چکنا چور کر دیتا ہے۔
★ جب اس کے ٹکڑے بکھر جاتے ہیں تو آنسوؤں کے سمندر میں ایک طوفان سا برپا ہو جاتا ہے۔
★ اور جب یہ طوفان بہہ نکلتا ہے تو انسان کے اندر سارا غبار ساری کدورت پل بھر میں دور ہو جاتی ہے۔
★ پہلا آنسو قطرہ قطرہ ٹپک ٹپک کر احساس کی بند راہوں کو جوڑتے ہیں۔
★ کتنے ہمدرد ہوتے ہیں یہ ننھے آنسو کہ قطرے کتنے بے درد ہوتے ہیں۔
★ وہ ننھا سا لفظ جو دِل پر وار کر کے آنگنِ دِل میں ویرانی کا سماں بنا دیتا ہے۔

یہ ہے وہ نازک دِل جس کی ہم بات کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرزاق عنصر - پپلاں

میری پسند

کسی کے دِل کی بے چینی کسی کے دِل کی بے تابی
وہی محسوس کرتا ہے جس کا دِل بے تاب ہوتا ہے

- - - - -

کیا کہوں دِل کی حقیقت آرزو خاموش ہے
فقط پرغرور تھا آنسوؤں کی قلم خاموش ہے

- - - - -

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

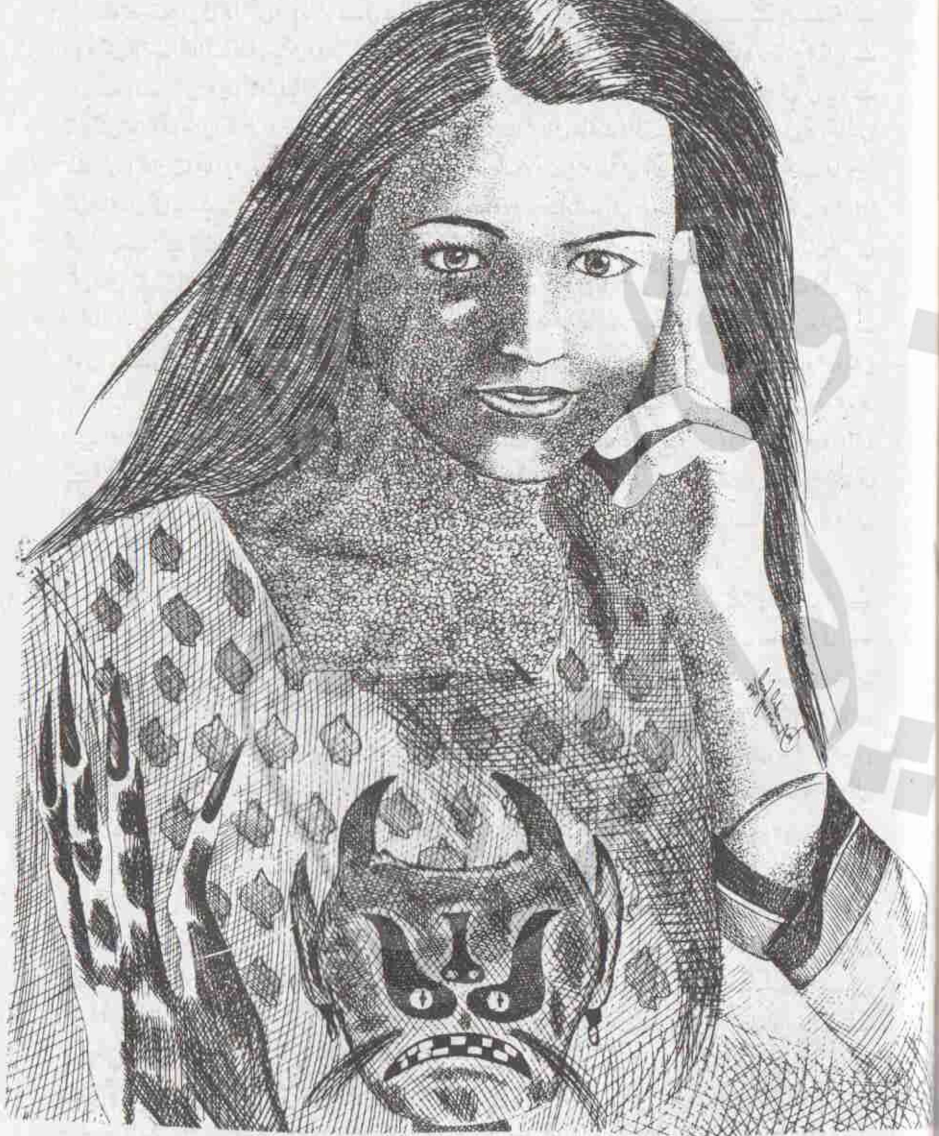

پراسرار آدمی

---تحریر۔ریاض احمد۔لاہور۔قسط نمبر ۲---

وہ بھوت ایک جگہ جا کر وہ رک گیا یہ کوئی پرانی قبر تھی جہاں وہ رکا تھا میں اس کو رکتے ہوئے دیکھ کر رک گیا تو بولا اس قبر کو کھودو۔کیا کیا۔میں بری طرح کانپا۔ہاں اس کو کھودو اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو مجھے خود ہی کرنا ہوگا اور پھر اس قبر میں اس کی بجائے تجھے دفن کرنا ہوگا اس کی یہ سن کر مجھے موت کی وحشت سے خوف آنے موت نام ہی ایسا ہی اس کی دہشت ہی ایسی ہے کہ اس کا نام سنتے ہی تمام پسینہ میں بھیگ جاتا ہے لیکن میرے پاس کوئی بھی اوزار نہیں ہے وہ سب کمرے میں پڑے ہوئے ہیں میری بات سن کر وہ بولا وہ میں جا کر لے آتا ہوں اتنا کہہ کر وہ میرے کمرے کی طرف چل دیا وہ اس وقت بچہ تھا معصوم بچہ لیکن میں۔نے اس کی اصل حالت کو دیکھ لیا ہوا تھا کہ اس کا اصل روپ کتنا بھیانک ہے میں اس سے بھاگنا بھی چاہتا تو بھاگ نہ سکتا تھا کیونکہ اگر میں بھاگ بھی جاتا تو اس کا آہنی ہاتھ میری گردن پر ہوتا میں وہاں ہی رکا رہا وہ لمحوں میں ہی میرے قبر کھودنے کے اوزار لے آیا جو اس نے میرے سامنے پھینک دیئے لو اب کھودو قبر۔میں نے ڈرتے ڈرتے اوزار پکڑے اور قبر کھودنے لگا اور پھر کھودتا ہی چلا گیا وہ پرانی قبر تھی اس کی مٹی بہت پکی ہو چکی تھی بہت محنت طلب کام تھا جو مجھے کرنا پڑ رہا تھا اور وہ میرے سامنے بیٹھا ہوا مجھ سے کروا رہا تھا میں نے ایک گھنٹہ کے محنت کے بعد قبر کو کھود دیا اسکے اندر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا جو اس نے چھلانگ لگا کر پکڑ لیا اور اسی طرح اوپر چھلانگ کر اوپر چڑھ گیا اور ڈھانچہ کی ہڈیاں توڑ توڑ کر چبانے لگا کرچ کرچ کی آوازیں اس سناٹے میں بہت وحشت پھیلانے لگی تھیں میں چلوں اب میں نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا ہاں جاؤ میں کل پھر آؤں گا تم نے ہر روز مجھے قبر سے ایک ڈھانچہ نکال کر دینا ہوگا اور ان کی تعداد گیارہ ہوگی۔ایک سنسنی خیز اور خوف میں ڈوبی ہوئی کہانی۔

رات مجھ پر ایک عجیب سا نشہ طاری تھا ایسا نشہ جو اس سے قبل مجھے کبھی بھی نہیں ملا تھا میں حیران ہو رہا تھا کہ مجھے یہ کیا ہو گیا تھا اس کے خون میں اتنی لذت کیوں تھی۔میں نے اپنے دانت اس کی گردن سے باہر نکال دیئے اور ایک نظر اس کو دیکھا تو وہ مسکرا رہی تھی اس کو مسکراتا ہوا دیکھ کر حیرت سے میری باچھیں کھلنے لگیں۔وہ اپنے ہاتھ گردن تک لے گئی اور اس کی گردن سے بہنے والا خون اس کے ہاتھوں کو لگ گیا جسے وہ چوسنے لگی۔شاہد وہ مسکراتے ہوئے بولی آج میں بہت خوش ہوں تم نے میری دیرینہ خواہش کو پورا کر دیا۔میں۔میں سمجھا نہیں ہوں۔میری اس بات پر وہ ہنس دی اور بولی میں تم کو سمجھاتی ہوں لیکن یہاں نہیں یہ جگہ ہم۔۔نوں کے لیے محفوظ نہیں ہے اور میں کوئی بھی خطرہ مول نہیں لینا چاہتی ہوں تم کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔کہاں۔میں نے حیرت سے پوچھا بس جہاں میں کہوں مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اٹھو اتنا کہہ کر وہ اٹھ گئی اور اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا میں نے جونہی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا تو مجھے ایک کرنٹ سا لگا اتنا گرم اس کا ہاتھ تھا جیسے آگ ہو میں نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی لیکن وہ مسکرا دی اور بولی یہ جلن کچھ بھی نہیں ہے اس سے ڈرو مت۔

اتنا کہتے ہی اس نے مجھے اوپر کی طرف کھینچ لیا اور میں اٹھ کھڑا ہوا آؤ میرے جدھر جدھر میں چلتی جاؤں ادھر ادھر چلتے جانا اتنا کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی اور میں بھی اس کے ساتھ چلنے لگا میں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ کوئی انسان نہ ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان کے روپ میں کوئی اور مخلوق ہو اور مجھے بھی تجسس ہونے لگا کہ وہ کون ہے مجھے جاننا چاہیے ہوسکتا ہے کہ میری مدد کر سکے میرے دل کی خواہش کو پورا کرے گی۔ ہاں میں تمہاری ہر خواہش کو پورا کروں گی اس نے چلتے ہوئے جواب دیا تو میں کانپ اٹھا اف خدایا یہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح دل کی باتیں جانتی ہیں مجھے اس سے محتاط رہنا ہوگا میں نے اس کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا اور خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے چلتا جانے لگا وہ مجھے کہاں لئے جارہی تھی یہ بات میں نہیں جانتا تھا لیکن اتنا ضرور جانتا تھا وہ جو کوئی بھی ہے کوئی بہت علم والی طاقت والی ہے اگر عام لڑکی ہوتی تو جتنا میں نے اس کا خون پیا تھا وہ مرجاتی لیکن اس کو کچھ بھی نہیں ہوا تھا بلکہ وہ تو میرا خون بھی پیتی رہی تھی اس کا مطلب تھا جیسا میں تھا ویسی ہی یہ ہے ہے تو لڑکی لیکن میری طرح اس نے خود کو دوسرے رنگ میں لیا ہے بس ایسی ہی سوچیں سوچتا ہوا میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا چلا وہ مجھے شہر کے ایک کونے میں لے گئی یہ علاقہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا کہیں کہیں لائٹس جل رہی تھیں یہاں اتنا آبادی نہیں تھی کئی پلاٹ خالی تھے کہیں کہیں کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں یہ علاقہ میں نے پہلی دفعہ دیکھا تھا اس لڑکی کے کتنے گھر ہیں جس گھر سے آئے ہیں وہ بھی اس کا گھر تھا یا پھر ہوسکتا تھا وہ کسی اور کا گھر ہو اور اب جہاں یہ مجھے لے کر جارہی ہے یہ اس کا اپنا گھر ہو وہ ایک گھر کے دروازے پر جا کر کھڑی ہوگئی اور بولی دروازہ کھولو میں شمع ہوں اس کا اتنا کہنا تھا کہ دروازہ کھلنے لگا دروازہ کھلتے ہی اس نے اندر قدم رکھ دیئے میں نے اس کے پیچھے قدم رکھ دیئے اور مڑ کر دروازہ بند کرنے والے کو دیکھا تو حیرت وخوف سے میرا دل بجھنے لگا کیونکہ وہاں کوئی نہیں تھا اور دروازہ پہلے کی طرح بند ہو رہا تھا میں سمجھ گیا کہ میں کسی بہت بڑی چال میں پھنس گیا ہوں اب مجھے اس کے جال سے باہر نکلنا تھا اور کیسے نکلنا تھا یہ سوچیں میں سوچنے لگا اس گھر میں داخل ہوتے ہی میں محسوس کرنے لگا کہ میرے قدم خود بخود اس طرف اٹھتے جارہے تھے جدھر جدھر وہ جارہی تھی۔

چند کمروں میں گھسنے کے بعد وہ ایک طرف نیچے اترتی ہوئی سیڑھیوں پر اترنے لگی یہ گول سیڑھیاں تھیں جو نیچے اترتی ہی جارہی تھی اتنی زیادہ سیڑھیاں تھیں کہ میرا دماغ گھومنے لگا لیکن سیڑھیاں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی ایک خیال آیا کہ میں یہاں سے ہی واپس بھاگ جاؤں لیکن پھر میرا تجسس آڑے آ گیا کہ میں دیکھوں تو سہی یہ کون ہے کس مخلوق سے تعلق رکھتی ہے بس اسی سوچ کے تحت میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا تقریباً پندرہ دن تک ہم دونوں ان سیڑھیوں سے نیچے اترتے رہے تب ایک اندھیرے میں ڈوبا ہوا کمرہ دکھائی دیا وہ دکھائی نہیں دیا تھا وہاں جا کر سیڑھیاں ختم ہوگئی تھیں جس کا مطلب تھا کہ اب کمرہ آ گیا ہے میں ایک جگہ رک گیا تو وہ کچھ آگے گئی تو اس نے لائٹ جلا دی ہلکی سی روشنی اس کمرے میں پھیلنے لگی اف خدایا میں اس کمرے میں پھیلی ہوئی وحشت کو دیکھ کر ڈر سا گیا۔ وہاں ہر طرف مکڑیوں کے جالے لٹکے ہوئے تھے اور یوں لگ رہا تھا کہ یہاں کوئی صدیوں سے آیا نہ ہو اور میرا اندازہ ٹھیک نکلا تھا وہ بولی شاہد آج کئی سال بعد میں اس کمرے میں آئی ہوں یہ کمرہ عام کمرہ نہیں ہے بلکہ بہت خاص کمرہ ہے تم بیٹھو میں تمہارے لیے مشروب لے کر آتی ہوں اتنا کہہ کر وہ کمرے کی ایک طرف کو نکل گئی یہ کوئی لکڑی کا دروازہ تھا جس کو اس نے ہاتھ لگایا تھا تو وہ خود بخود کھلتا چلا گیا تھا میرا تجسس اب خوف میں بدل گیا میری سوچیں عجیب سے رنگ وروپ میں مجھے خوفزدہ کرنے لگی تھیں۔ لیکن میں محسوس کرنے لگا تھا کہ میں اب یہاں سے بھاگ نہ پاؤں گا کیونکہ اوپر جاتے تک یہ کچھ بھی کر سکتی ہے کسی کو بھی میرے پیچھے لگا سکتی ہے یہاں سے بھاگنا حماقت کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا میری نظریں ان جالوں کو دیکھ رہی تھی جس پر بڑی بڑی ٹانگوں والی مکڑیاں اپنے بنائے ہو۔ ئے جالوں پر بھاگ رہی تھیں ان قدم اور جسامت عام مکڑیوں سے مختلف تھیں یوں جیسے یہ کوئی خاص مکڑیاں ہوں ان کو بہت اچھے طریقے سے کسی خاص مقصد کے لیے پالا گیا ہو پورا کمرہ ہی وحشت میں ڈوبا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ لو مشروب پیئو تمہارے لیے خاص تازہ لے کر آئی ہوں اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

میں نے ڈرے سے انداز میں اس کے ہاتھ سے مشروب پکڑ لیا یہ گلاس بھی عام گلاس نہ تھا جگ سے بھی بڑا گلاس تھا جس میں سرخ مشروب تھا میں نے اس کو منہ سے لگالیا اور دوسرے ہی لمحے اس کے ذائقے نے مجھے بتا دیا کہ واقعی یہ خاص مشروب ہے کیونکہ وہ مشروب نہ تھا خون تھا انسانی خون میں اس کی خوشبو سے ہی جان گیا تھا کہ یہ مشروب واقعی خاص ہے دو گھونٹ لگانے کے بعد میں نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا جیسے اس نے میری ایک خواہش کو پورا کر دیا ہو میں نے اس سے یہ نہ پوچھا کہ یہ تازہ مشروب ابھی ابھی کس کی جان لے کر بنا کر لائی ہو مجھے یہ بات پوچھنے کی قطعاً ضرورت بھی نہ تھی مجھے آم کھانے سے غرض تھی پیڑ گننے کی نہیں اور پھر وہ جگ نما گلاس میں نے اپنے ہونٹوں کو لگا دیا اور اس وقت اس کو چھوڑا جب تک میں نے اس کو پورے کا پورا اپنے خلق میں نہ ڈال لیا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ حسینہ گہری نظروں سے مجھے دیکھے جارہی تھی میں نے کئی بار اس سے نظریں ہٹانے کی کوشش کی لیکن میری نظریں جھک رہی تھی اس کی نہ جھک رہی تھیں اس کی آنکھوں میں اس وقت کچھ اور ہی دکھائی دے رہا تھا میں سمجھتا جارہا تھا کہ وہ کوئی انہونا کھیل مجھ سے کھیلنا چاہتی ہے۔ کیسی لگی میری مہمان نوازی اس نے مسکراتے ہوئے کہا بہت خوب لیکن کیا میں جان سکتا ہوں کہ مجھے یہاں کس مقصد کے تحت لے کر آئی ہو۔ ہاں کیوں نہیں میں تم کو سب کو بتانے والی ہوں لیکن اتنی بھی جلدی کیا تم کون سا یہاں سے بھاگے جارہے ہو یا میں کون سا بھاگی جارہی ہوں اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور بولی میں کپڑے چینج کر کے آتی ہوں یہ کہہ کر وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

میں ایک مرتبہ پھر ان ہیبت ناک مکڑیوں کے پھیلے ہوئے جالوں کو دیکھنے لگا ان کو دیکھتے دیکھتے یکدم میری نظریں ایک مکڑی پر رک گئی اور ایک شدید جھٹکا مجھے لگا وہ مکڑی اپنے جالے سے لٹکی ہوئی مجھے چھونے کی کوشش کر رہی تھی اف خدایا میں کانپا اور پھر یکدم اپنی کرسی کو دوسری طرف کھینچ لیا میرے ایسا کرنے سے وہ تیزی سے اوپر کی جانب چلی گئی میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے پکڑنا چاہ رہی تھی یہ تو میرے اچھی بات تھی کہ میں نے اس کو دیکھ لیا تھا ورنہ نجانے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی اپنا زہریلہ مادہ میرے جسم میں ڈال سکتی تھی۔ میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اور آنکھیں اسی کو دیکھتی جانے لگی وہ پوری چھت پر پھیلے ہوئے جالوں پر وحشیوں کی طرح چکر کاٹنے لگی میں اس کی۔ بے تابی کو جان گیا تھا وہ کوئی آدم خور مکڑی دیکھائی دی تھی شاید اسے میرے خون کی ضرورت تھی اس کی بے تابی کا یہ عالم تھا کہ وہ جالوں پر موجود مکڑیوں سے الجھنے لگی اور ان کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بکھیرتے ہوئے جالوں سے نیچے پھینکنے لگی کئی مکڑیوں کو اس نے اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے مار ڈالا اب چند مکڑیاں ان جالوں پر رہ گئی تھیں جو اس سے اپنی جان بچانے کے لیے ادھر ادھر بھاگتی جانے لگی لیکن میں اس کی وحشت کو دیکھ چکا تھا میں جان گیا تھا کہ وہ مکڑیاں کبھی بھی اس کے ہاتھوں بچ نہ پائیں گی اور ایسا ہی ہو رہا تھا وہ ان پر چھلانگیں لگا لگا کر ان کو پکڑتی چلی گئی اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نیچے پھینکنے چلی گئی تمام مکڑیوں کو اس نے مار ڈالا اور جالوں پر ابھی تک یوں گھوم رہی تھی جیسے اس کی پیاس بجھی نہ ہو ابھی بھی اس کو تلاش تھی یقیناً وہ وحشی ہو چکی تھی اس کی نظریں بار بار مجھے گھورتی جانے لگیں مجھے اس سے خوف محسوس ہونے اور اتنا خوف کہ میں کرسی سے اٹھ گیا اور اس کمرے کی طرف بھاگا جس میں وہ حسینہ گئی تھی لیکن دوسرے ہی لمحے میں وہاں سے واپس بھاگ آیا وہ اندر کمرے چینج کرنے میں مگن تھی اس نے مجھے دیکھ لیا تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ اس نے ذرا بھی برا محسوس نہ کیا تھا بلکہ اس کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا تھا میں واپس بھاگا ہی تھا کہ اس کی آواز مجھے سنائی دی شاہد۔ میں رک گیا لیکن میں نے دوبارہ اس کی طرف نہ دیکھا ڈرے ڈرے سے ہو کیا بات ہے۔ وہ۔ وہ۔ وہ۔ کچھ نہیں میں نے اپنے خوف کو قابو کرتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دی کچھ تو ہے اتنا کہتے ہی وہ میرے سامنے آ گئی اس کے کپڑے بدل لیے تھے لیکن نہ ہونے کے برابر اس کے کپڑے تھے یہ غالباً نائٹ سوٹ تھا جو اس نے پہن لیا تھا سفید سوٹ جس میں وہ پوری طرح مجھے دکھائی دی۔ اس کے وہ کپڑے خوشبو میں بھیگے ہوئے تھے جس نے یکدم وحشت زدہ ماحول کو مہکا دیا تھا بہت ہی پیاری خوشبو تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

۔ جسے میں سونگھنے لگا میری یہ حرکت دیکھ کر وہ مسکرا دی اور بولی آؤ میرے ساتھ میں تم کو بتاتی ہوں کہ میں تم کو یہاں کیوں لے کر آئی ہوں اتنا کہہ کر وہ ایک تیسرے کمرے کی طرف چل دی اس کمرے کو دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا یوں لگا جیسے یہ کمرہ کسی گزرے ہوئے بادشاہ کا کمرہ ہو وہاں ہر چیز سرخ تھی نیچے موٹے موٹے کارپٹ بچھے ہوئے تھے سرخ رنگ کے چاروں طرف پردے دیواروں کے ساتھ لٹک رہے تھے سرخ صوفے ایک طرف بہت سلیقے سے لگے ہوئے اور سرخ رنگ کا بیڈ تھا جو کمرے کی ایک طرف بچھا ہوا تھا اس کے ساتھ والی دیوار کا پردہ کچھ ہٹا ہوا تھا جہاں باہر دیکھا جا سکتا تھا باہر اندھیرا تھا یقیناً کوئی اور کمرہ ہوگا ایک طرف ٹیبل پڑی ہوئی تھی جس پر کتابوں کی ایک لائن نیچے سے اوپر تک لگی ہوئی تھی میں سمجھ گیا کہ اس کو مطالعہ سے بہت لگاؤ ہے وہ صوفے پر بیٹھ گئی اور مجھے بھی بیٹھنے کو کہا۔

بیٹھو یہاں۔ میں اس کے کچھ دور بیٹھ گیا۔ جی اب بتائیں کہ مجھے یہاں کیوں لے کر آئی ہیں وہ بولی میں کچھ اپنے بارے میں بتانا چاہتی ہوں اور کچھ تمہاری زبانی سننا چاہتی ہوں لیکن مجھ سے کسی قسم کا جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہوگی تم کو میں بھی جو جو بتاؤں گی وہ سب کچھ سچ ہوگیا اتنا کہہ کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔ میں ایک جادوگرنی ہوں۔۔ کیا۔ کیا۔ اس کی بات سن کر میں حیرت سے اچھل پڑا۔ ہاں حیران ہونے یا چونکنے کی ضرورت نہیں ہے میں جو کہہ رہی ہوں ٹھیک کہہ رہی ہوں میں نے اپنے علم کی مدد سے تمہیں دیکھ لیا تھا۔ یہ کچھ دن پہلے کی بات ہے میں کوئی منظر یہاں بیٹھے ہوئے دیکھ رہی تھی کہ یکدم اس منظر میں مجھے تم دیکھائی دیئے تم نے اپنے کندھے پر کسی نوجوان لڑکی کو اٹھا رکھا تھا اور تیزی سے ایک طرف بڑھتے جا رہے تھے میرے اندر تجسس ابھرنے لگا میری نظریں اپنے تمام مناظر کو بھول گئیں صرف تم پر جم گئیں میں سوچنے لگی کہ تم اس نوجوان لڑکی کو کندھے پر اٹھائے کہاں لے جا رہے ہو تمہارا چہرہ بتاتا تھا کہ تم خوفزدہ ہو کسی کے آنے کا تمہیں ڈر ہو تم اپنی رفتار کو بڑھاتے جا رہے تھے تم اس کو کہاں لے کر جا رہے تھے اور اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے تھے میں یہی دیکھنا چاہتی تھی وہ لڑکی مردہ نہ تھی اس کے پیچھے کی طرف لٹکے ہوئے دونوں بازو ہل رہے تھے اور سر کے لمبے بال جھول رہے تھے شہر سے باہر ہی کوئی ویرانہ تھا جہاں تم نے اس کو جا کر کندھے سے نیچے اتار دیا اور زمین پر لٹا دیا میری نظریں مسلسل تمہارا تعاقب کر رہی تھیں میں دیکھ رہی تھی کہ تمہارے چہرے کے خدوخال بدلتے جانے لگے تھے اور تم لڑکی کو گہری نظروں سے دیکھنے لگے اس کے بعد تم اس کی گردن پر جھکنے لگے اور پھر میں نے اس کو تمہارے سامنے تڑپتے ہوئے دیکھا لیکن تم کو اس کی تڑپ سے کوئی غرض نہ تھی تم اس کو جس مقصد کے لیے لائے تھے وہ پورا کرنے لگے وہ دھیرے دھیرے بے بس ہونے لگی اور اس کا گرم جسم ٹھنڈا پڑنے لگا اور پھر وہ بے حرکت ہوگئی تم نے اس کے جسم کو سارا خون اپنی رگوں میں اتار لیا یہ کوئی اہم بات نہ تھی اہم بات یہ تھی کہ میں نے تمہارے گرد کسی سفید کو دیکھا تھا جو تم پر منڈلا رہا تھا اس کا چہرہ واضح مجھے دیکھائی نہ دے رہا تھا وہ کسی سفید دھواں کی مانند تھی جو تمہارے اردگرد چکر کاٹ رہی تھی لیکن حیران والی بات یہ تھی وہ تم کو کچھ بھی نہیں کہہ رہی تھی حالانکہ چاہتی تو تم کو اٹھا کر لے جا سکتی تھی وہ سفید میرے لیے پریشانی کا باعث بن کر رہ گیا میں اپنا علم پڑھ پڑھ کر اس پر پھونکنے لگی میں اس کی طاقتوں کو جاننا چاہتی تھی اور دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کون ہے اور تمہارا اس سے کیا تعلق ہے اور کس قسم کا تعلق ہے میری آنکھیں تجسس سے بھری ہوئی تھیں میں جو کچھ دیکھنا چاہ رہی تھی وہ مجھے دکھائی نہیں دے رہا تھا میں اس کا چہرہ دیکھنا چاہتی تھی اور جاننا چاہتی تھی کہ وہ کون ہے کہاں سے آئی ہے کیوں آئی ہے اور تم سے کیا چاہتی ہے لیکن جب اس نے یکدم تم کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا تو میں سمجھ گئی کہ وہ تم کو جانتی ہے اور تم کو کسی بات کی سزا دینا چاہتی میرے علم نے اور میری سوچ نے اس وقت جو کچھ بھی سوچا تھا اسی طرح ہوا وہ تمہیں اپنے طلسمی محل میں لے گئی یہ محل مجھے اس کے جسم کی طرح سفید دھواں کی طرح دکھائی دیا ہر طرف سفید اور دھندلا دھندلا دھواں تھا جس نے تم کو اور اس کو مجھ سے چھپا لیا تم دونوں اس سفید دھواں میں نجانے کیا کچھ کرتے رہے میں جاننے کی کوشش کرتی رہی لیکن تم مجھے دیکھائی نہ دیئے اس سفید دھواں نے تم

دونوں کو چھپا لیا تھا۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی۔

تم کو یہاں لانے کا مقصد یہی ہے کہ میں جاننا چاہتی ہوں کہ وہ سفید دھواں والی لہراتی ہوئی لڑکی کون تھی اور تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔ اس کی سنائی کہانی مجھے حیران کر دیا واقعی اس نے جو کچھ کہا تھا وہ سب کچھ ٹھیک کہا ایسا ایک مرتبہ ہی نہیں کئی بار ہوا تھا لیکن شاید اس نے صرف ایک ہی ہمیں دیکھا تھا وہ بھی انجانے میں دیکھ لیا تھا کسی اور کو دیکھ رہی تھی کہ ہم اس کو دیکھائی دیے تھے۔ میں نے اس کو اپنی کہانی سنانا شروع کر دی اور کہا میں اس کے بارے میں ابھی تک نہیں جان پایا ہوں کہ وہ پری ہے بھوتنی ہے بدروح ہے یا پھر تمہاری طرح کوئی انسان ہے یہ بات اس نے ابھی تک مجھ سے چھپائی ہوئی ہے اور اس سے میرا کوئی پرانا سلسلہ نہیں ہے یہ ہمارے گاؤں آتی جاتی رہتی تھی اس کی نظروں کا مرکز میں ہی تھا وہ مجھے مارنا نہیں چاہتی تھی مجھ سے کوئی کام لینا چاہتی تھی کوئی ایسا کام جو اس کی طاقتوں کو بڑھا سکے خون پلانے کی لت اس نے مجھے ڈالی وہ مجھے کسی آدم خور درندے کے روپ میں دیکھنا چاہتی تھی جس میں وہ دھیرے دھیرے کامیاب ہوتی چلی جا رہی تھی میں اس کی مسکراہٹ کا غلط مطلب لیتا رہا تھا میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھ سے پیار کرنے لگی ہے لیکن اس کے دل میں میرے لیے پیار نہ تھا جب بھی میں نے خوشگوار موڈ میں دیکھا اسی دن میرے لیے وہ کوئی نئی سزا تجویز کر دیتی اور مجھے اس قدر اذیت دیتی کہ میں تڑپ جاتا شاید وہ جان جاتی تھی کہ میں اس سے پیار کرنے لگا ہوں تبھی وہ ایسا کرتی تھی کہ میں اس سے کوئی بھی ایسی بات نہ کہہ سکوں جو وہ سننا نہ چاہتی ہو۔

میں نے تمام کہانی اس کو سنا دی اور وہ گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی اس کا مطلب ہے تم کو اچھی طرح جان نہیں سکے ہو کہ وہ کون ہے آدم زاد ہے پری بھوتنی ہے یا کوئی بدروح ہے۔ جی نہیں نہ اس نے مجھے اپنے بارے میں بتایا ہے لیکن اتنا میں ضرور جانتا ہوں کہ وہ جو بھی ہے بہت طاقت ور ہے اس کے ایسی ایسی طاقتیں کہ دیکھ کر انسان کانپ اٹھتا ہے ہاں نجانے وہ کون سا کمرہ ہے جہاں وہ مجھے لے کر جاتی ہے اور میں یہ بھی نہیں جانتا ہے وہ دنیا کے کس کونے میں ہے ایک پتھریلی غار ہی اسے کہہ سکتا ہوں جہاں ایک بہت بڑا پتھر کا مجسمہ ہے جس کو وہ پوجا کرتی ہے اسے اپنا خدا سمجھتی ہے وہ کوئی شیطان ہے جس کو وہ پوجا کرتی ہے جب بھی وہاں جاتی ہے اپنا ماتھا اس کے سامنے ٹیک دیتی ہے اور پھر اس سے باتیں بھی کرتی ہے نہ صرف باتیں کرتی ہے بلکہ اس پتھر کے منہ سے آواز بھی نکلتی ہے وہ پتھر حرکت میں نہیں آتا ہے لیکن آواز اس کے اندر سے ہی سنائی دیتی ہے اس نے مجھے مرنے سے روک رکھا ہے ورنہ وہ سفید دھواں نما لڑکی اب تک میری جان لے چکی ہوتی کیونکہ اس کی نظروں میں میں کوئی بیکار انسان ہوں لیکن پتھر کا مجسمہ جانتا ہے کہ میں بیکار انسان نہیں ہوں بہت اہم انسان ہوں میں اس کے لیے کیسے اہم انسان ہوں یہ بات میں نہیں جان سکا ہوں کیونکہ نہ تو میرے پاس کوئی علم ہے نہ کوئی طاقت ہے اور نہ ہی کوئی طلسمی جادو ہے کچھ بھی نہیں ہے لیکن وہ بار بار کہتا تھا کہ اس لڑکے کی حفاظت کرنا اس کو ہاتھ نکلنے مت دینا ہے یہ ایک دن تمہارا بہت بڑا کام کرے گا جو جن بھوت پریاں بدروحیں نہیں کر سکیں ہیں وہ ایسا کیوں کہتا ہے اس نے مجھ میں کیا دیکھ رکھا ہے میں نہیں جانتا ہوں اس لڑکی کا نام ماروتی ہے دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت ہے لیکن دل کی بہت ظالم ہے وہ انسانوں کی دشمن ہے اسے انسانوں کی زندگی سے کوئی بھی پیار نہیں ہے وہ یہی چاہتی ہے کہ تمام انسانوں کا ایک ہی دن میں خون کر دے لیکن شاید وہ ایسا نہیں کر سکتی ہے اگر ایسا کر سکتی تو کب کی وہ ایسا کر چکی ہوتی۔

میری باتیں سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے تم نے کچھ بھی غلط نہ کہا ہے میں چاہتی تھی کہ تم جو بھی کہو سچ کہو اور تم نے ایسا ہی کہا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی کہ میں نے ایک اور اہم بات تو میں کہنا ہی بھول گیا ہوں۔ وہ کیا وہ پرتجسس انداز میں بولی۔ اس کے پاس ایک جاسوس بونا ہے تقریباً ایک ہاتھ سے بھی چھوٹا اس کا قد ہے وہ دنیا بھر کی خبریں اسے لا کر دیتا ہے دیکھنے میں کتاب کی ایک تصویر جیسا دیکھائی دیتا ہے لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے کتنی طاقت ہے یہ میں ہی جانتا ہوں جب اس نے کسی کو اغوا کرنا ہوتا ہے تو ہوا میں اڑتا ہے اور انسان کے ماتھے سے اس قدر زور سے ٹکراتا ہے کہ جیسے کوئی نوک دار پتھر لگتا ہو بس انسان تڑپ کر رہ جاتا ہے اس کی چوٹ اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ انسان سنبھل نہیں پاتا ہے نیچے گر جاتا ہے اور جونہی وہ نیچے گرتا ہے جونہی وہ اپنا کام کر دکھاتا ہے اور انسان پر نیم بے ہوشی سوار ہو جاتی ہے وہ بے حرکت ہو جاتا ہے سنتا سب کچھ ہے لیکن بول نہیں سکتا ہے اور نہ ہی بھاگنے کی اس میں ہمت ہوتی ہے اس کا دماغ پوری طرح مفلوج ہو جاتا ہے وہ بھاگنا چاہے بھی تو بھاگ نہیں سکتا ہے۔ میری یہ بات سن کر وہ اچھل ہی پڑی۔ اب سمجھی میں یہ بات یہی تو اہم بات تھی جو میں جاننا چاہتی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے یہاں تمہیں بلانے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ لیکن تم نے اپنے بارے میں نہیں بتایا ہے کہ تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لائی ہو میری بات سن کر وہ بولی میں نے بتایا ہے ناں کہ میں ایک جادوگرنی ہوں اس کے آگے کچھ بھی نہیں بتا سکتی ہوں کیونکہ میں اتنی بڑی طاقتوں کی مالک نہیں ہوں ابھی نیا نیا کام شروع کیا ہے صرف ابھی میری طاقتیں اتنی ہیں کہ میں یہاں بیٹھ کر جس کو چاہوں دیکھ سکتی ہوں لیکن اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے تم کسی کا خون پیتے ہوئے دیکھا تو تمہارے پاس چلی گئی اور تم کو اپنا خون پلا کر مست کرتی گئی تا کہ میں تم کو اسی مستی میں یہاں لا سکوں اور پھر تم سے تمہارے بارے میں اور اس سفید دھواں والی سایہ کے بارے میں جان سکوں کہ وہ کون تھی اور اس کے پاس کتنی طاقتیں ہیں جو تم نے مجھے بتا دیا ہے۔ کیا اب میں جا سکتا ہوں میں نے کہا تو وہ میری بات سن کر اچھل ہی پڑی اگر تمہیں جانے دینا ہوتا تو یہاں لے کر ہی کیوں آتی۔ تم اب کہیں بھی نہیں جا سکتے ہو۔ اس کی بات سن کر میں پریشان سا ہو گیا لیکن پھر جلد ہی مجھے خیال آیا کہ بقول اس کے اس کے پاس زیادہ طاقتیں نہیں ہیں وہ میری باتوں سے خوفزدہ ہو سکتی ہے یہی سوچ کر میں کہا شمع جی میرا یہاں رکنا تمہارے لیے خطرہ بن سکتا ہے کیونکہ وہ جاسوس بونا یہاں تک آن پہنچے گا وہ بہت تیز ہے قبر کے اندر چھپے انسان کو بھی نکال سکتا ہے اور ہم تو پھر بھی دنیا میں موجود ہیں۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ میری بات پر وہ کچھ خوفزدہ ہوئی تھی اس کا چہرہ کچھ کچھ بجھ سا گیا تھا لیکن جلد ہی وہ سنبھل گئی اور بولی نہیں وہ یہاں نہیں آ سکتا ہے یہاں کوئی بھی میری مرضی کے بغیر نہیں آ سکتا ہے۔ ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔

میں نے اس کو طیش دلواتے ہوئے کہا تم جانو اور تمہارا کام لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ تم کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس سکتی ہو جس طرح میں پھنسا ہوا ہوں وہ ماروتی کوئی معمولی نہیں ہے اس کے پاس بہت سارا جادو ہے ایسا جو کسی کے بھی پاس نہ ہو تم شاید اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہو میں اس کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور اس کی تمام کہانی میں نے تم کو سنا بھی دی ہے وہ ہر روز پتھر کے مجسمے کے سر موم بتیاں روشن کرتی ہے جن کی روشنی بہت خوفناک ہوتی ہے نہ پیلی نہ سرخ نجانے کیسی روشنی ہوتی ہے میری باتیں سن کر وہ وہ مجھے ایسے دیکھنے لگی جیسے کوئی میں نے انہونی بات کہہ دی ہو۔ اس کے چہرے کی رنگت بدلتی جانے لگی تھی اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور بولی۔ نہیں شاید کوئی بھی یہاں نہیں آ سکتا ہے۔ چاہے وہ کتنا ہی طاقت والا کیوں نہ ہو ہر کسی کی اپنی ایک طاقت ہوتی ہے میری طاقتیں گو کہ کم ہیں لیکن میرے پیچھے جو ہاتھ وہ بہت بڑا ہے وہ مجھے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچنے دے گا اس کی اس بات نے مجھے لاجواب کر دیا اس نے بہت گہری بات کر دی تھی واقعی اگر یہ کچھ نہیں کر سکتی تو وہ ضرور کچھ کر سکتا ہے جس سے وہ علم سیکھ رہی ہے میں چپ ہو گیا تو وہ میرے قریب ہو گئی اس وقت اس کی آنکھوں میں سرخی جھلکنے لگی تھی میں سمجھ گیا کہ اسے میرے خون کی طلب ہونے لگی ہے اور پھر ایسا ہی ہوا تھا اس نے اپنے ہونٹ میری گردن پر رکھ دیئے اور سوئی چبھنے کے برابر مجھے درد ہوا اس کے بعد میں مستیوں کے سمندر میں غرق ہونے لگا میں نے ذرا بھی احتجاج نہ کیا وہ میرا خون چوستی رہی اور میں مستی میں ڈوبا اس کو اپنا خون پلاتا رہا اور دھیرے دھیرے میرے اندر کا درندہ بھی سر ابھارنے لگا میں اپنی زبان ہونٹوں پر پھیرنے لگا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں نے ہاتھوں سے اس کے لمبے بالوں کو کھینچ لیا اور اس کا سر اٹھا کر اس کی گردن میں اپنے

دانت گھسیڑ دیئے اور اپنی پیاس بجھانے لگا۔ میری طرح اس نے بھی ذرا حرکت نہ کی شاید جس مستی میں ڈوبا ہوا تھا ویسی ہی مستی اس پر سوار ہو گئی تھی میں چاہتا تھا کہ اس کا آج تمام خون چوس لوں تا کہ یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤں جب حد سے زیادہ میں نے اس کا خون چوس لیا تو وہ ہاتھ پاؤں مارنے لگی خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی لیکن میں اس کو چھوڑنے کے موڈ میں نہ تھا جو میں فیصلہ کر لیا تھا اس پر پورا اترنا چاہتا تھا میں محسوس کرنے لگا تھا کہ میری گرفت اس پر بہت مضبوط تھی وہ ٹھنڈی پڑنے لگی اس کا جسم دھیرے دھیرے بے حرکت ہونے لگا۔ اور اس پر نیم بے ہوشی چھانے لگی میرا مقصد پورا ہو گیا تھا میں نے اس کی گردن سے دانت باہر نکال دیئے اور اٹھ کر بیٹھ گیا ایک نظر اسے دیکھا اس کے ہونٹوں پر میرا خون جما ہوا تھا جبکہ اس کی گردن سے ہلکا ہلکا سا خون بہہ رہا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔

میں نے اس کے بازو کو پکڑ کر دیکھا تو وہ برف کی مانند ٹھنڈا ہو چکا تھا یہی ایک موقع تھا میرے یہاں سے بھاگنے کا میں تیزی سے اٹھا اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا لیکن میں یہ بات بھول گیا تھا کہ اس کمرے میں آدم خور مکڑیوں کے جالے موجود ہیں جونہی میں نے اس کمرے میں قدم رکھا تو بالوں کے اوپر بے چین مکڑی تیزی سے میرے اوپر گری اور جہاں سے اس جادوگرنی نے میرا خون چوسا تھا اپنی تمام کی تمام ٹانگیں اس میں گھسیڑ دیں اس نے یہ عمل اس قدر تیزی سے کیا کہ مجھے سنبھلنے کا اس نے موقع ہی نہ دیا میں درد سے بلبلا اٹھا اور ہاتھوں سے اس کو ہٹانے لگا وہ میرے ہاتھوں میں بکھرنے لگی اس کی چھوٹے چھوٹے ذرے میرے ہاتھوں میں مسلے جانے لگے لیکن میں محسوس کرنے لگا جیسے اس کی ٹانگیں اور سر میرے زخم میں رہ گئے ہوں۔

اس درد کے باوجود بھی میں اوپر سیڑھیاں چڑھتا ہوا جانے لگا۔ سیڑھیاں تھیں کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں اور میں محسوس کر رہا تھا جیسے میرا دماغ ڈوبتا جا رہا ہو ابھی میں اوپر ہی پہنچا تھا کہ میرا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا اور میں وہی گر پڑا پھر میرے ساتھ کیا کچھ ہوا میں نہیں جانتا اتنا جانتا ہوں کہ جب ہوش آیا تو میں اس کے گھر میں موجود نہ تھا بلکہ کسی انجان جگہ پر پڑا ہوا تھا اور وہی مکڑی جس کو میں نے مسل کر نیچے زمین پر پھینکا تھا وہ میرے جسم پر گھوم رہی تھی اس کی نوک دار ٹانگیں میرے جسم میں سوئیوں کی طرح چبھ رہی تھیں وہ پوری طرح میرے خون سے سرخ ہو چکی تھی میں نے اس کو دیکھا تو تڑپ سا گیا اور پھر اپنا ہاتھ بلند کر کے زور سے اس کے اوپر دے مارا وہ میرے ہاتھوں میں ہی چپٹ کر رہ گئی میں نے اس کو ہاتھ کی ہتھیلی میں مسلنا شروع کر دیا اور مسل کر ایک طرف پھینک دیا۔ لیکن میرے پورے جسم میں سوئیاں چبھتی جا رہی تھیں جو مجھے ایک عجیب سے درد میں مبتلا کر رہی تھیں مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کروں۔ درد میں مبتلا زمین پر لیٹے لیٹے مجھے یکدم بونے کا خیال آیا تو میں نے بونے کو پکارنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اب وہی تھا جو میری مدد کر سکتا تھا میرے بار بار پکارنے سے وہ میرے ارد گرد گھومنے لگا میں نے اس کی بے تابی دیکھ لی شاید وہ مجھے ہی ڈھونڈ رہا تھا میری ہی کھوج میں ادھر ادھر بھاگتا پھر رہا تھا مجھے دیکھتے ہی وہ میرے پاؤں کے انگوٹھے پر کھڑا ہو گیا۔ اور گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگا۔ ایک ہفتہ سے میں تمہیں تلاش کر رہا تھا کہاں تھا تو اس کا لہجہ درشت تھا۔ ایک جادوگرنی مجھے اٹھا کر لے گئی تھی میں نے درد میں ڈوبے ہوئے اس کو بتانا شروع کر دیا تو وہ میرے جسم پر چلتا ہوا میری گردن تک آ گیا اور میرے زخم کو دیکھنے لگا کافی دیر تک وہ میرے زخم کو دیکھتا رہا پھر بولا لگتا ہے تمہارے اندر کسی چیز کا زہر گردش کر رہا ہے میں نے اس کی بات سن کر کہا ہاں ایسا ہی ہے ایک زہریلی مکڑی نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا اور اس کے زہریلی ٹانگیں اور زہریلے دانت میرے جسم میں موجود ہیں جو مجھے درد سے بے بس کر رہے ہیں میری بات سن کر وہ بولا میں ابھی اپنی آقا کو جا کر خبر کرتا ہوں اتنا کہہ کر اس نے ایک چھلانگ لگائی اور ہوا میں اڑنے لگا میری نظروں کے سامنے ہی وہ کہاں سے کہاں چلا گیا۔ میرے جسم پر زہریلے آبلہ پے بننے لگے جو پہلے سرخ تھے اور چھوٹے تھے لیکن جوں جوں وہ بڑے ہوتے گئے وہ نیلے ہونے لگے اور ان میں واضح طور پر نیلہ پانی گردش کرتا ہوا دکھائی دینے لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے ہاتھوں میرے جسم میرے بازوؤں میری ٹانگوں اور میرے چہرے پر ایک جیسے ہی وہ آبلہ پے بنتے چلے گئے۔ ان کے بننے کے بعد میرے درد میں کمی ہونے لگی مجھے سکون ملنے لگا اب مجھے اس لڑکی کا انتظار تھا جس کو وہ بونا بلانے گیا تھا وہ چڑیل تھی یا بدروح تھی جو بھی تھی مجھے اب اس کی ضرورت تھی میں جانتا تھا وہ مجھے اس بیماری سے نجات دلائے گی وہ میرا کچھ نہ کچھ کرے گی کچھ ہی دیر میں مجھے سفید دھواں دکھائی دیا وہ آ گئی تھی وہ ایک سایہ کے روپ میں میرے سامنے آئی تھی میں نے اسے دیکھتے ہی کہا میں بہت اذیت میں ہوں مجھے اس اذیت سے باہر نکالو میرا اتنا کہنے کی دیر تھی کہ اس کا ہاتھ ہوا میں لہرایا اور دوسرے ہی لمحے اس نے مجھے بالوں سے پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی ایک طرف لے جانے لگی اس کے ایسا کرنے سے میرے جسم پر پھیلے وہ نیلے آبلہ پے پانی کی طرح بہنے لگے میرا پورا جسم نیلا ہونے لگا وہ بے دردی سے مجھے کھینچتی لے جا رہی تھی وہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتی تھی۔ کافی دیر تک مجھے کھینچتے ہوئے لے جانے کے بعد اس نے ایک جگہ مجھے جا کر پٹخ دیا اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ کر دبانے لگی۔

تو میرے لیے وبال جان بن گیا ہے تیری موت ہی اب میرے لیے بہتر ہے اتنا کہہ کر اس نے پورے پاؤں کا وزن میری گردن پر ڈال دیا میں اس کے پاؤں کے دباؤ میں بری طرح تڑپا چیخوں کی آوازیں میرے حلق میں دب کر رہ گئیں میری سانسیں اکھڑنے لگیں لیکن پھر اس نے خود ہی مجھے چھوڑ دیا وہ تیز ہوا کی مانند ایک طرف کو بھاگی میری سانسیں بے ترتیب ہو چکی تھیں جو دھیرے دھیرے اکھڑتی جا رہی تھیں میں ان کو درست کرنے کی کوشش کرنے لگا اور کچھ ہی دیر بعد میں اپنی سانسوں کو درست کرنے میں کامیاب ہو گیا اور گردن موڑ کر اس طرف دیکھا جس طرف وہ ہوا کی مانند گئی تھی لیکن مجھے دور تک وہ دکھائی نہ دی وہ کیوں گئی تھی میں جان نہ سکا تھا لیکن اتنا سوچ لیا تھا کہ وہ میری دشمن ہے اسے میری زندگی سے کوئی بھی غرض نہیں ہے میں اس کے ہاتھوں صرف ایک کھلونا ہوں اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوں وہ صرف پتھر کے بت کی وجہ سے مجھے مارنا نہیں چاہتی تھی ورنہ کب کا میرا خون چوس چکی ہوتی اسے مجھ سے کوئی غرض نہیں ہے تو مجھے بھی اس سے کوئی غرض نہیں رکھنی چاہیے مجھے اس کے لیے مقابلہ کرنے کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیے مجھے شمع کے پاس جانا چاہیے وہ کم از کم مجھ سے پیار تو کرتی ہے اس کی طرح اذیت تو نہیں دیتی نہ میں اسے سب رازوں سے آگاہ کر دوں گا اور کہہ دوں گا کہ کسی بھی طرح اس پتھر کے بت کو توڑ دو پھر دیکھنا اس کے اندر کتنی طاقتیں بھر جاتی ہیں بس میں نے فیصلہ کر لیا اور زخموں سے چور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

رات گہری ہو چکی تھی چاند نے ایک طرف سے اپنا روشن سر ابھارنا شروع کر دیا تھا کہ مجھے دور سے کسی کا سایہ اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا میری نظریں اس سایہ پر جم گئیں وہ کوئی لڑکی نہ تھی بلکہ کوئی مرد تھا جو بوجھل قدموں سے اپنی سست رفتاری سے چلتا ہوا آ رہا تھا اس نے اپنے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑ رکھی تھی جو اس کے ہاتھوں میں جھول رہی تھی وہ کون تھا اس ویرانے میں وہ کیوں آیا تھا کہیں وہ بھی کوئی جادوگر تو نہیں ہے کہیں وہ بھی اس کا ساتھی تو نہیں ہے میری نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں وہ سست روی سے چلتا ہوا میری طرف ہی آتا جا رہا تھا کچھ فاصلہ پر میں نے اس کو دیکھ لیا کہ وہ کوئی بوڑھا شخص ہے نہایت ہی بوڑھا چلنے سے بیزار جیسے وہ صدیوں سے بیمار ہو اسے دیکھتے ہی میں اس کی طرف اٹھ کر چل دیا تا کہ اس کی مدد کر سکوں اس کے ہاتھ میں وزن ہے اس کو اٹھا سکوں یہ سوچ کر میں اس کے قریب جا پہنچا میں نے قریب پہنچ کر اس کے جھریوں بھرے چہرے کو دیکھا تو میرے منہ سے ایک چیخ نکلتے ہوئے رہ گئی اس کا چہرہ لٹک رہا تھا اور تقریباً فٹ برابر نیچے کو لٹکا ہوا تھا چھوٹی چھوٹی آنکھیں تھیں اور ہونٹ ناک وغیرہ لٹک کر عجیب سا وحشت ناک اور اس کو روپ دیئے ہوئے تھے میرا پورا جسم کانپنے لگا میں جو سوچ کر اس کی طرف گیا تھا وہ سب کچھ میں بھول گیا بس مجھے یاد رہا تھا اس کا بگڑا ہوا چہرہ خوف سے مجھ سے کوئی بات بھی نہ ہو سکی میں کچھ کیا کہتا وہ خود ہی بول پڑا میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ اس کی آواز کا انداز لڑکھڑانے والا تھا جیسے ایک آواز کے ساتھ ہزاروں آوازیں شامل ہوں چند قدم میں ان کے

پیچھے چلا پھر رک گیا کہ نجانے وہ مجھے کہاں لے جائے دیکھنے کو تو وہ ایک انسان ہی دکھائی دے رہا تھا لیکن کیا پتہ وہ بھی دوسروں کی طرح انسانی روپ میں کوئی اور ہی مخلوق ہو میں سوچنے لگا کہ مجھے اس کے پیچھے نہیں چلنا بلکہ اس ویرانے سے نکلنے کے لیے اسی طرف چلنا جدھر سے وہ آیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ راستہ مجھے ویرانے سے باہر لے جائے یہ سوچ کر میں نے اپنے قدم پیچھے کی طرف موڑ لیے تو مجھے اس کی آواز سنائی دی۔

پیچھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے تم یہاں بری طرح پھنسے ہوئے ہو تم بری طرح آتشی مخلوق کے حصار میں پھنسے ہوئے ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ کئی سائے تمہارے آگے پیچھے گھوم رہے ہیں میری شکل سے ڈرو نہیں ہے اس شکل کے بگڑنے کے پیچھے ایک بہت لمبی داستان ہے میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ میں تم کو راستہ دکھاتا ہوں کوئی ایسا راستہ جو تمہیں ان سب سائیوں پر بھاری کر دے گا بابا کی اس بات نے میرے ڈر کو نہ صرف ختم کر دیا بلکہ میرے اندر کوئی نئی طاقت بھر دی میں اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور چلنا شروع کر دیا لاؤ بابا جی یہ جو آپ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے میں اٹھا لوں۔ اتنا کہہ کر میں نے اپنے ہاتھ ان کی طرف بڑھائے تو اس کی لڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی نہیں ہرگز نہیں تم بس چلتے آؤ اس بار ان کا لہجہ درشت ہو گیا تھا میں نے فوری اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اور ساتھ ساتھ چلنے لگا کافی دور جانے کے بعد مجھے چاندنی رات میں ایک جھونپڑی دکھائی دی میں سمجھ گیا کہ یہ ہی بابا کی جھونپڑی ہے اس نے یہاں تک ہی آنا ہے اور ایسا ہی ہوا وہ اس جھونپڑی کے پاس جا کر رک گئے اور پھر وہ جھونپڑی کے اندر چلے گئے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز جھونپڑی کے اندر رکھ دی میں جھونپڑی کے باہر ہی کھڑا رہا۔

میں نے جھونپڑی کا گہری نظروں سے جائزہ لیا اس میں ایک پھٹا پرانا سا بستر نیچے بچھا ہوا تھا اور چند ایک برتن تھے بس یہی کچھ مجھے جھونپڑی کے اندر دکھائی دیا جھونپڑی اتنی چوڑی تھی کہ اس میں دو آدمی آرام سے بیٹھ یا لیٹ سکتے تھے اس کا ایک طرف سے منہ سارا کھلا ہوا تھا کوئی ٹاٹ وغیرہ بنا کر اس نے دروازہ یا پردہ نہیں بنایا ہوا تھا۔ اندر کی ہر چیز مجھے واضح دکھائی دے رہی تھی وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز جھونپڑی میں رکھنے کے بعد جھونپڑی سے باہر آ گئے اور جھونپڑی کی پچھلی جانب چل دیئے جہاں سے وہ کچھ لکڑیاں اٹھائے واپس آئے یہ لکڑیاں یہاں پھیلے ہوئے درختوں کی سوکھی ہوئی شاخیں تھیں جو انہوں نے ایک طرف رکھ دیں اور ان کے پاس ہی بیٹھ گئے میں سمجھ گیا کہ وہ آگ جلانے لگے ہیں میں بھی ان کے پاس ہی لکڑیوں کے پاس بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک پھونک ماری تھی کوئی آگ وغیرہ نہ جلائی تھی ان کی ایک پھونک سے ہی آگ جلنے لگی یہ منظر میرے لیے بہت حیرانگی بھرا تھا میں ان کا لٹکا ہوا چہرہ دیکھنے لگا اور جان گیا کہ یہ کوئی عام بزرگ نہیں ہیں بلکہ بہت پہنچے ہوئے بزرگ ہیں آگ جلنے لگی آس پاس کا ویرانہ روشن ہونے لگا اور ویرانہ میں پھیلی ہوئی سردی کا زور بھی ٹوٹنے لگا بابا جی میں نے بات کا آغاز کیا آپ نے کہا تھا کہ آپ کے چہرے کا بگڑنے کے پیچھے کوئی لمبی کہانی ہے کیا آپ مجھے وہ کہانی سنائیں گے میری بات سن کر وہ کچھ دیر تک خاموش رہے پھر بولے ہاں میں تم اس کی وجہ بتاتا ہوں تا کہ تم بھی پوری زندگی کوئی بھی ایسا کام نہ کر سکو جو میں نے کیا تھا۔ اتنا کہہ کر انہوں نے جلتی ہوئی لکڑیوں کو آگ کے اوپر رکھا جس سے آگ اور تیز ہو گئی تو بولے میں ایک گورکن تھا۔ قبرستان میں ہی رہتا تھا جو گاؤں سے کافی فاصلہ پر اس میں میں اکیلا ہی رہتا تھا اور قبریں کھود کر اپنا وقت گزرتا تھا ایک رات مجھے یوں لگا کہ کوئی قبرستان میں گھوم رہا ہے میں سویا نہ تھا سونے کی کوشش کر رہا تھا میں نے اس کو دیکھ لیا اس کے ہاتھ میں کوئی سفید چیز تھی جو اس نے دونوں ہاتھوں میں اٹھائی ہوئی تھی میں سمجھ گیا کہ یہ کسی بچے کی لاش ہے جو شاید پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس کو آواز دی میری آواز سن کر وہ کانپ گیا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی بچے کی وہ لاش وہاں ہی پھینک کر بھاگ نکلا مجھے بہت حیرانگی ہوئی کہ اس کو کیا ہوا ہے وہ کیوں بھاگا ہے اگر اس نے بچے کو دفن کرنا ہی تھا پھر مجھ سے ملتا میں اس کی مدد کرتا پیسے چاہے وہ نہ دیتا لیکن اپنا مقصد تو وہ پورا کر دیتا مجھے اس کی اس حرکت پر غصہ بھی آیا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہنسی بھی غصہ اس بات پر کہ اسے بھاگنا نہیں چاہیے تھا اور ہنسی اس بات پر شاید وہ مجھے جن بھوت سمجھ کر بھاگ گیا ہے میں کافی دیر تک بیٹھا ہوا سوچتا رہا کہ اب کیا کروں کیا اس لاش کو دفن دوں یا صبح ہونے کا انتظار کروں ہوسکتا ہے کہ وہ دوبارہ کسی کو ساتھ لے کر آجائے مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں کیا کروں اور پھر یہی فیصلہ کیا کہ میں صبح کا انتظار کرتا ہوں مجھے یقین تھا کہ وہ صبح ضرور آئے سو میں اٹھا اور اس لاش کی طرف چلنے لگا جس کو وہ پھینک کر گیا تھا میں نے اس لاش کے پاس پہنچ کر نیچے بیٹھ کر اس کے سر سے کفن اٹھایا تو اس لاش کو دیکھا جو معصوم بچہ ہی تھا لیکن پیدا ہونے والا نہ تھا کچھ سال کا تقریباً پانچ چھ سال اس کی عمر تھی میں نے اس کی لاش کو اٹھالیا اور اپنے کمرے میں لے کر آنے لگا۔

میں چلتے ہوئے محسوس کرنے لگا کہ میرے ہاتھوں کو پانی لگنے لگا تھا یہ بات میرے لیے حیران کن تھی کہ میرے ہاتھوں کو پانی کیوں لگا ہے میں تیزی سے بچے کو اپنے کمرے میں لے کر آیا اور لالٹین جلا کر اس کا کفن ہٹا کر دیکھنے لگا میں نے دیکھا کہ اس کی گردن کٹی ہوئی تھی اف خدایا میں کانپ سا سا اتنے پیارے اور معصوم بچے کو کسی نے قتل دیا تھا اب میں سمجھ گیا کہ وہ شخص بھاگا کیوں تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اس کا قاتل تھا اس نے اس کو مارا تھا اور وہ چاہ رہا تھا کہ وہ خود ہی اسے دفن کردے لیکن میری آواز سن کر وہ بھاگ نکلا میں اس کو پہچان بھی نہ سکا تھا کہ وہ کون تھا گاؤں کا تھا یا پھر گاؤں سے باہر کا تھا میں کافی دیر تک سوچتا رہا پھر یہی سوچ کر بچے کی لاش کو وہیں پڑا رہنے دیا کہ صبح ہوگی تو اس بچے کی لاش کو لے کر گاؤں جاؤں گا اور جس کسی کا بھی ہوا اس کے گھر پہنچاؤں گا اور ساتھ ہی تمام حقیقت بھی بتاؤں گا کہ اس طرح رات کی تاریکی میں کوئی شخص اس کو قتل کر کے قبرستان میں دفنانے لایا تھا لیکن مجھے جاگتا ہوا دیکھ کر اس کو وہیں پھینک کر بھاگ نکلا یہ سوچ کر میں نے جلتی ہوئی لالٹین کو بند کردیا اور نیچے زمین پر ہی لیٹ گیا لیکن اب مجھے نیند نہیں آرہی تھی اس بچے کی لاش اور اس کے قاتل کے چہرہ میری نظروں سامنے گھومتا رہا۔

کافی دیر تک میں انہی سوچوں میں غرق رہا پھر یکدم مجھے ایک جھٹکا سا لگا میں نے محسوس کیا کہ کفن ہلا ہو یہ میرا کوئی وہم نہ تھا حقیقت تھی کہ میں نے کفن کو ہلتے ہوئے دیکھا تھا زندگی میں پہلی مرتبہ مجھے کسی بھی لاش سے خوف آیا تھا ورنہ اس سے قبل میں کبھی نہیں ڈرا تھا کیونکہ میرے نزدیک جو مر جاتا ہے وہ مٹی کا ایک بت رہ جاتا ہے اس سے پھر ڈرنا کیسا لیکن آج سب کچھ الٹ ہو کر رہ گیا تھا ایک مرا ہوا بچہ کفن کے اندر ہل رہا تھا اور بچہ بھی ایسا جس کی کٹی ہوئی گردن میں نے خود دیکھی تھی شاید یہ میرا وہم ہی ہو میں نے جب اس کو دوبارہ ہلتے ہوئے نہ دیکھا تو اسے اپنا وہم سمجھنے لگا ہوسکتا ہے کہ میری آنکھیں بند ہو رہی ہوں اور میں نے سوتے میں یہ سب دیکھا ہو لیکن کچھ دیر بعد ہی کفن دوبارہ ہلا اس مرتبہ اس کے ہلنے کی رفتار تیز تھی میں خوفزدہ ہو کر اٹھ گیا اور جلدی سے بجھی ہوئی لالٹین کو دوبارہ جلا دیا لیکن میرے دل کی دھڑکن حد سے زیادہ تیز ہوگئی تھی چہرہ خوف میں ڈوبا ہوا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے ایک مرا ہوا بچہ یوں دوبارہ زندہ کیسے ہوسکتا ہے لالٹین روشن کرنے کے بعد میں نے اس بچے کی لاش کے پاس رکھ دی اور اس کے چہرے سے کفن ہٹا کر اسے دیکھا تو میرا دل بند ہوتے ہوتے رہ گیا وہ اپنی دونوں آنکھیں کھولے مجھے دیکھنے لگا تھا اس کی آنکھوں میں مجھے ایک سحرانہ چمک دکھائی دی ایسی چمک جو آج تک میں نے کسی کی بھی آنکھوں میں نہ دیکھی تھی اس کے دونوں آنکھیں سفید تھیں لیکن ان میں ایک چمک تھی خوفزدہ کردینے والی چمک۔ خوف سے میں بری طرح کانپنے لگا لیکن اس نے دیکھنے کے علاوہ کچھ بھی نہ کیا بس دیکھتا ہی چلا گیا پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنا ہاتھ اپنی کٹی ہوئی گردن تک لے گیا جونہی اس نے ہاتھ ہٹایا تھا تو اس کا ہاتھ اس کے خون سے بھر گیا تھا وہ اپنے ہاتھ کو خون میں بھیگا ہوا دیکھ کر ذرا بھی پریشان نہ ہوا بلکہ اس نے جو حرکت کی مجھے ڈرا دیا اس نے اپنے ہاتھوں پر لگا ہوا خون چاٹنا شروع کردیا اس کی اس حرکت کو دیکھ کر میں یکدم کمرے سے باہر بھاگ گیا کیونکہ وہ مجھے کسی انسان کا بچہ نہیں لگا تھا کوئی اور ہی مخلوق تھا میں تمام کہانی سمجھ گیا کہ وہ شخص جو مجھے دیکھ کر بھاگا تھا وہ بھی انسان نہ تھا کوئی جن بھوت تھا اور میرے ساتھ ایسا کھیل کھیل کر مجھے بری طرح پھنسا گیا میں نے

قبرستان کے ایک کونے میں جا کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بچہ مجھے کفن سمیت دروازے پر کھڑا تھا اس کی آنکھیں چمک رہی تھی جو میرے خوف کو اور زیادہ ابھار رہی تھیں میں شدید سردی میں بھی پسینہ پسینہ ہونے لگا تھا۔ اور پھر میں نے اپنے خوف کو کم کرنا شروع کردیا کہ اگر اس نے مجھے مارنا ہوتا تو کمرے سے باہر نکلنے ہی نہ دیتا اور اگر میں ڈر کر بھاگ گیا تو گاؤں والوں کے مردوں کو کون دفنائے گا میرا جینے کا سلسلہ کیسے چلے گا یہ سوچ کر میں میں نے خود میں ہمت پیدا کی اور دوبارہ اللہ کا نام لے کر اپنے کمرے کی طرف چلنے لگا وہ دروازے پر ہی کھڑا تھا اس کی آنکھوں کی وحشت ناک چمک ویسی کی ویسی ہی تھی میں اس سے کچھ قدم کی دوری پر جا کر رک گیا اور گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا اسکے لبوں پر ایک مسکراہٹ دکھائی دے رہی تھی ایسی مسکراہٹ تھی جو میری بے بسی کا مذاق اڑا رہی تھی۔

تم کون ہو۔ میں نے ہمت کر کے پوچھا تو میری بات سن کر اس کے حلق سے ایک قہقہہ گونجا قہقہے کی گونج کسی بچے کی نہ تھی بلکہ کسی بڑے آدمی کی سی تھی جس نے مجھے اور زیادہ خوفزدہ کردیا وہ بولا تو سب کچھ جان جائے گا بہت جلد سب کچھ جان جائے گا یہ کہتے ہی اس کی شکل بدلنے لگی وہ اب بچہ نہ رہا تھا بلکہ اس کا جسم اس کا قد بڑھتا جانے لگا اور اس قدر بھیانک بھوت میرے سامنے کھڑا تھا کہ خوف کے کئی جھٹکے مجھے لگے مجھے اپنی سانسیں ڈوبتی ہوئی محسوس ہونے لگیں اس کا چہرہ بہت ہی بھیانک ہوگیا تھا لال سرخ موٹی موٹی آنکھیں سیاہ رنگت اور قد اتنا اونچا کہ مجھے سر اوپر اٹھا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔

اتنا کہہ کر وہ قبریں پھلانگتا ہوا ایک طرف کو چل دیا میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا اس سے قبل میرے ساتھ ایسا کبھی بھی کوئی واقعہ پیش نہ آیا کوئی جن دیکھنے کی بات تو بہت دور تھی کسی کا ہیولہ بھی مجھے دکھائی نہیں دیا تھا یہ پہلا واقعہ تھا جو میں نے دیکھا تھا جس نے میرے اندر تک کو خوفزدہ کردیا تھا۔ اس خوف کا مجھ پر ایسا اثر چھایا کہ میں بیمار ہوگیا لیکن میں جانتا تھا کہ میرا پتہ لینے کوئی بھی قبرستان میں نہیں آئے گا کیونکہ لوگ اپنے مردوں کو دفن کر کے قبرستان کی راہ کو بھی بھول جاتے تھے پھر ہوتا تھا یا پھر ان کے دفن کئے گئے مردے ہوتے تھے بس ایسی ہی میری زندگی تھی جو کئی سالوں سے چل رہی تھی اور اس واقعہ نے میرے اندر گہرا اثر چھوڑنا شروع کردیا میرا قبریں کھودنے سے دل اچاٹ ہونے لگا میں سوچنے لگا کہ میں کوئی اور کام کرلوں لیکن کوئی اور کام مجھے آتا بھی تو نہ تھا سو یہ سوچ کر یہی کام کرتا رہا کہ موت نے تو ایک دن آنا ہی ہے پھر موت سے ڈرنا کیسا اگر میری موت جن بھوتوں کے ہاتھوں لکھی ہے چاہے میں قبرستان میں ہوں یا پھر کسی شہری گنجان آبادی میں ہوں جن بھوت وہاں بھی پہنچ جائیں گے بہتر یہی ہے کہ اپنا کام کرتا رہوں چند دن ایسے ہی بیت گئے وہ مجھے دوبارہ دکھائی نہ دیا میں مطمئن ہونے لگا کہ وہ جہاں سے آیا تھا چلا گیا ہے لیکن ایک رات مجھے اپنے کمرے سے باہر کرچ کرچ کی آوازیں سنائی دیں ایسے جیسے کوئی باہر بیٹھا ہوا کسی چیز کو چبا رہا ہو شاید کوئی کتا ہو جو قبرستان میں گھس آیا ہو اور کسی جانور کی ہڈی چبا رہا ہو یہ سوچ کر میں دوبارہ سونے لگا لیکن اس کی آواز بدستور میرے کانوں سے ٹکراتی رہیں یوں لگا جیسے وہ کوئی کتا نہ ہو کوئی اور ہو میں نے یہ سوچ کر بند دروازہ کھول دیا تو میرے سامنے وہی بھوت ایک جگہ بیٹھا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھوں میں انسانی ڈھانچہ تھا جس کی وہ ہڈیاں چبا رہا تھا میں اس کی وحشت ناک شکل دیکھ کر ایک مرتبہ پھر ڈر گیا لیکن اس نے مجھے کچھ بھی نہ کہا بس ڈھانچے کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے اسے چباتا رہا اور میرے سامنے ہی اس نے پورا ڈھانچہ چبالیا اور پھر اسی طرح قبروں کو پھلانگتا ہوا ایک طرف کو چلنے لگا اور چلتے چلتے وہ ہیولہ بن کر غائب ہوگیا اس کے جانے کے بعد میں سو نہ سکا اب مجھے نیند کیسے آسکتی تھی بار بار اس کی وحشت ناک شکل میری نظروں کے سامنے گھومتی رہی جو مجھے خوفزدہ کئے جا رہی تھی۔

چند دنوں بعد ایک روز وہ پھر قبرستان آگیا اور میرے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانے لگا دروازہ کھٹکھٹانے کا انداز اس کا بہت ہی عجیب تھا یوں جیسے دروازے کو اکھاڑ کر پھینک دے گا کون ہے بھائی میں نے اندر سے آواز دی تو مجھے کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جواب نہ ملا بلکہ دروازہ اور بری طرح سے پیٹا چلا گیا اس سے قبل کہ دروازہ ٹوٹ کر میرے اوپر آن گرتا میں نے تیزی سے اٹھ کر دروازہ کھول دیا اور باہر جھانک کر دیکھا تو مجھے وہی بچہ دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی خوف سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ پہلے کی طرح آج پھر بچے کے روپ میں آیا تھا اس کے دیکھنے کا انداز بہت عجیب تھا اس کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز مجھے سنائی دی میں بھوکا ہوں مجھے کھانے کو کچھ دو میں اس کی اس بات پر ششدر رہ گیا کہ وہ بھوکا کیسے رہ سکتا ہے وہ چاہے تو ایک اشارے سے ہر وہ چیز حاصل کر سکتا ہے جو ہم سوچ بھی نہ سکتے ہوں لیکن اس نے دوبارہ وہی بات کہہ دی میں بھوکا ہوں مجھے کھانے کو کچھ دو میں نے کہا میرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ میرا کمرہ بالکل خالی ہے میری بات سن کر وہ بولا میں تمہارے کھانے کی بات نہیں کر رہا ہوں آؤ میرے ساتھ اس نے یہ کہہ کر ایک طرف کو چلنا شروع کر دیا میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ مجھے کدھر لے جانا چاہتا تھا کہیں میرے خون اور جسم کے گوشت سے اپنی بھوک پیاس تو نہیں بجھانا چاہتا تھا یہ سوچ کر میں بری طرح اور ایک جگہ رک گیا مجھے رکتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی رک گیا اور قہر آلود نظروں سے مجھے دیکھنے لگا اس کے دیکھنے کا انداز بہت ہی خوفناک تھا یوں جیسے ابھی مجھے اٹھا کر کچا چبا جائے گا میں خوفزدہ ایک مرتبہ پھر اس کے پیچھے چلنے لگا اور ایک جگہ جا کر وہ رک گیا یہ کوئی پرانی قبر تھی جہاں وہ رکا تھا میں اس کو رکتے ہوئے دیکھ کر رک گیا تو بولا اس قبر کو کھودو۔

کیا کیا۔ میں برا طرح کانپا۔ ہاں اس کو کھودو اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو مجھے خود ہی کرنا ہوگا اور پھر اس قبر میں اس کی بجائے تجھے دفن کرنا ہوگا اس کی یہ سن کر مجھے موت کی وحشت سے خوف آنے موت نام ہی ایسا ہی اس کی دہشت ہی ایسی ہے کہ اس کا نام سنتے ہی تمام پسینہ میں بھیگ جاتا ہے لیکن میرے پاس کوئی بھی اوزار نہیں ہے وہ سب کمرے میں پڑے ہوئے ہیں میری بات سن کر وہ بولا وہ میں جا کر لے آتا ہوں اتنا کہہ کر وہ میرے کمرے کی طرف چل دیا وہ اس وقت بچہ تھا معصوم بچہ لیکن میں نے اس کی اصل حالت کو دیکھ لیا ہوا تھا کہ اس کا اصل روپ کتنا بھیانک ہے میں اس سے بھاگنا بھی چاہتا تو بھاگ نہ سکتا تھا کیونکہ اگر میں بھاگ بھی جاتا تو اس کا آہنی ہاتھ میری گردن پر ہوتا میں وہاں ہی رکا رہا وہ لمحوں میں ہی میرے قبر کھودنے کے اوزار لے آیا جو اس نے میرے سامنے پھینک دیئے لو اب کھودو قبر۔ میں نے ڈرتے ڈرتے اوزار پکڑے اور قبر کھودنے لگا اور پھر کھودتا ہی چلا گیا وہ پرانی قبر تھی اس کی مٹی بہت پکی ہو چکی تھی بہت محنت طلب کام تھا جو مجھے کرنا پڑ رہا تھا اور وہ میرے سامنے بیٹھا ہوا مجھ سے کروا رہا تھا میں نے ایک گھنٹہ کے محنت کے بعد قبر کو کھود دیا اسکے اندر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا جو اس نے چھلانگ لگا کر پکڑ لیا اور اسی طرح اوپر چھلانگ کر اوپر چڑھ گیا اور ڈھانچہ کی ہڈیاں توڑ توڑ کر چبانے لگا کرچ کرچ کی آوازیں اس سناٹے میں بہت وحشت پھیلانے لگی تھیں میں چلوں اب میں نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا ہاں جاؤ میں کل پھر آؤں گا تم نے ہر روز مجھے قبر سے ایک ڈھانچہ نکال کر دینا ہوگا اور ان کی تعداد گیارہ ہوگی۔ ٹھیک ہے میں نے یہ کہہ کر وہاں سے چلنے کی کی مجھے اس سے بہت خوف آ رہا تھا خوف آتا بھی کیوں نہ وہ کوئی انسان تو نہ تھا جس کو میں کچھ کہتا جس سے میں الجھتا وہ تو ایک پہاڑ تھا بھرپور طاقت والا پہاڑ میں اس کا مقابلہ کیسے کر سکتا تھا ایسا سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ کمرے میں پہنچتے ہی میں نے دروازے کو مضبوطی سے بند کر دیا۔ اس کا خوف مجھ پر گہرا اثر کرتا جا رہا تھا مجھے اپنے اس کام سے نفرت ہونے لگی تھی لیکن اس کی دی ہوئی دھمکی مجھے یاد تھی کہ مجھے گیارہ قبریں کھودنا ہیں اگر نہ کھودوں گا تو پھر وہ میری قبر خود کھودے گا میں یہاں سے موت سے بھاگ سکتا تھا لیکن وہ میری موت بنا ہوا مجھے ہر اس جگہ سے نکال سکتا تھا جہاں جا کر میں نے چھپنا تھا۔

میں ہر روز اس کے لیے ایک قبر کھودنے لگا قبر بھی وہی کھودتا جو وہ مجھے کہتا تھا وہ اس وقت میرے سامنے بیٹھا جب تک میں اس کے لیے قبر سے ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ نکال کر اسے نہ دے دیتا وہ میرے ہاتھ سے ڈھانچہ لے کر میرے سامنے ہی اس کی ہڈیاں توڑ توڑ کر کھانے لگ جاتا اور میں وہاں سے واپس اپنے کمرے میں آ جاتا آج مجھے اس کے لیے

قبریں کھودتے ہوئے اس کے لیے قبروں سے ڈھانچے نکالتے ہوئے گیارواں دن تھا۔ وہ اندھیرا پھیلتے ہی آ گیا تھا اور میں نے اس کے لیے ایک قبر پہلے سے دیکھ رکھی تھی کیونکہ اب یہی ایک قبر پرانی رہ گئی تھی وہ مجھے لیے ہوئے اسی قبر کے پاس لے گیا اور بولا آج تمہارے کام کا آخری دن ہے اور یہ دن میرے لیے بہت اہم ہے میں نے سوچا کہ تمہارے لیے اہم ہوگا لیکن میرے لیے بھی اہم تھا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ وہ آج کے بعد میرے پاس نہیں آئے گا اور یہ میرے لیے بہت خوشی کی بات تھی میں نے پوری رفتار سے قبر کی کھدائی شروع کر دی اور قبر کھودتا ہی چلا گیا جونہی میں نے پوری قبر کھود لی تو اس میں کوئی ڈھانچہ دکھائی نہ دیا بلکہ سفید کفن میں کوئی لاش تھی یوں جیسے اس کو ابھی ابھی دفن کیا گیا ہو اس تازہ لاش کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ اتنا عرصہ بیت گیا ہے اس کو مرے ہوئے لیکن اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا ہے مجھے تجسس ہونے لگا کہ میں اس کو دیکھوں لہٰذا میں نے جونہی اس کے چہرے سے کفن اتارا تو اس کے ہاتھ کفن سے باہر آئے جس نے میرے چہرے کو پکڑ لیا اس منظر سے میرے منہ سے ایک بھیانک چیخ گونجی میں اس کے ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھڑا تا رہا لیکن اس کے ہاتھوں کی گرفت مضبوط تھی وہ میرے چہرے کو کھینچتا رہا اور میرے چہرے کی ہڈیاں ٹوٹتی گئیں میرا جبڑا ٹوٹ گیا میرے چہرے کا گوشت لٹک گیا میرا لٹکا ہوا چہرہ اس کے ہاتھ میں تھا جسے میں چھڑانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا اور پھر قبر سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا میں نے دیکھا کہ میرے سامنے موجود اس بھوت کو آگ لگی ہوئی تھی وہ اپنی آگ میں خود ہی جل رہا تھا شاید اس بزرگ نے اس کو جلا دیا تھا۔

بابا اپنی کہانی سنا کر چپ ہو گئے اور بولے بیٹا۔ یہ کہانی ہے میرے چہرے کی بدصورتی کی اس کے بعد مجھے پر ایسا خوف سوار ہوا کہ میں نے قبرستان چھوڑ دیا اور کسی گاؤں بھی نہیں رہ سکتا تھا کیونکہ مجھے دیکھ کر بچے چیخیں مار مار کر بھاگ جاتے تھے عورتیں مرد سب ہی مجھ سے خوفزدہ تھے سو میں اس ویرانے میں آ گیا اور کئی سالوں سے یہاں ہی ہوں۔ اب میں اپنے اللہ کو یاد کرتا ہوں اور یہی میری زندگی ہے میں کسی کا بھی سامنا نہیں کر سکتا ہوں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم آسیبی کے حصار میں ہو کئی سائیوں کو میں نے تمہارے آس پاس دیکھا ہے ان کی بات سن کر میں نے ان کو اپنی تمام کہانی سنا دی جو جو بھی میرے ساتھ بیتا تھا میں نے ان کو بتا دیا یہ بھی بتا دیا کہ میں انسانی خون پیتا ہوں اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے ایسے لگتا ہے جیسے میں مر جاؤں گا وہ میری کہانی غور سے سنتے رہے پھر بولے۔ میں جان گیا ہوں کہ تم ایک انسان سے درندے بن گئے ہو اگر خود کو سنبھال سکتے ہو تو سنبھال لو میری حالت تم نے دیکھ لی ہے یوں سمجھ لو کہ میرا چہرہ زمانے والوں کے لیے ایک عبرت بن گیا ہے میں تم کو ایک تعویذ دیتا ہوں ہو سکتا ہے کہ میرا یہ تعویذ کچھ کام کر دکھائے کیونکہ میں نے اپنی زندگی طاقتیں اکٹھی کرنے کے لیے وقف نہیں کر رکھی ہے بلکہ مجھے خدا سے خوف آتا ہے کیونکہ جن لوگوں کی میں قبریں تیار کیا کرتا تھا وہ بھی ہماری طرح ایک روز زندہ تھے ہنستے کھیلتے تھے لیکن اب وہ ہڈیوں کے ڈھانچے بنے ہوئے ہیں ہمیں ان ہڈیوں کے ڈھانچوں سے عبرت لینی چاہیے کہ ایک روز ہمارے بھی ڈھانچے بن جائیں گے بابا جی باتوں نے مجھ پر گہرا اثر کیا اور میں نے کہا بابا جی میں بھی اپنی زندگی کو بدلنا چاہتا ہوں آپ میری مدد کریں وہ بولے میں صرف یہ ہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ زندگی بہت عارضی ہے کسی بھی لمحے ہم کو موت کے حوالے کر سکتی ہے بس اگر تم سمجھدار ہو تو سب کچھ جان جاؤ گے۔ اتنا کہہ کر وہ آگ کے گرد سے اٹھے اور اندر جھونپڑی میں گئے اور ایک تعویذ بنا کر لے آئے جو ایک کالے دھاگے میں پرویا ہوا تھا بولے بیٹا یہ پہن لو ہو سکتا ہے اس کا تم پر گہرا اثر پڑے اور تم ان راہوں سے باہر نکل آؤ جن پر تم چل رہے ہو۔

میں نے ان کے ہاتھ سے تعویذ لے کر اپنے گلے میں ڈال لیا اور پھر بابا جی اپنی عبادت میں مشغول ہو گئے اور میں آگ کے سامنے ہی بیٹھا رہا کہ مجھے دور بہت دور سے ایک سفید سایہ آتا ہوا دکھائی دیا وہ سایہ نہ تو ماروتی کا تھا اور نہ ہی شمع کا تھا لیکن وہ جو بھی تھی ایک لڑکی تھی وہ کون تھی میری حسرت بھری نظریں بس اسے دیکھتی جا رہی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ایک انداز سے چلتی ہوئی میری طرف ہی آ رہی تھی وہ کون تھی میں ابھی تک اس کو پہچان نہ سکا تھا وہ مجھ سے دور ہی ایک جگہ پر کھڑی ہوگئی اس کے چہرے پر کوئی نقاب تھا سیاہ نقاب۔ میں بغور اسے دیکھ رہا تھا لیکن پہچان نہ پا رہا تھا اس نے ہاتھ کا اشارہ کر کے مجھے اپنی طرف آنے کو کہا میں نے ایک نظر بابا جی کی طرف دیکھا جو اپنی عبادت میں مصروف تھے ان کو مصروف دیکھ کر میں اٹھا اور اس کی طرف چل دیا قریب پہنچنے پر جونہی میں اس کو دیکھا تو پہچان لیا وہ شمع تھی۔ شمع تم اور یہاں۔ میں نے کہا تو وہ پھیکی سی آواز میں بولی ہاں شاہد کئی دنوں سے تمہیں تلاش کر رہی ہوں لیکن تم ایسے غائب ہوئے کہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دیے میں ہر طرف اپنے علم سے تمہیں تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن میرا علم تک نہ پہنچ سکا دیکھو میری حالت کتنی کمزور ہوگئی ہوں شاہد مجھے تمہاری ضرورت ہے پلیز شاہد میری گردن میں اپنے دانت کھبو دو میں مست ہونا چاہتی ہوں دیکھو کتنی بے بس ہو رہی ہوں مجھے بہت لذت ملتی ہے جب تم میرا خون پیتے ہو وہ ایسے بول رہی تھی جیسے صدیوں کی بیمار ہو نجانے اس کی باتوں میں کیسا اثر تھا کہ میرے اندر کا درندہ اپنا سر ابھارنے لگا کیونکہ مجھے بھی اس کے خون کی لذت مست کر دیتی تھی اور جب وہ میرا خون چوستی تھی تب یوں لگتا تھا کہ جیسے میں ایک بار پھر دنیا میں آ گیا ہوں۔ آج مجھے پتہ چلا کہ جس طرح مجھے اس کے خون نے مست کیا تھا اسی طرح میرے خون کی لذت نے اس کو مست کیا تھا میں نے اسے اشارہ کیا کہ وہ کچھ دور چلی جائے یہاں بابا جی ہیں میرا اشارہ وہ سمجھ گئی اور ایک طرف چل دی میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اس کی چال اس وقت بہت غضب ڈھا رہی تھی اس نے مجھے دیکھنے کے اپنا نقاب ہٹا کر پھینک دیا تھا اس کے کمر تک پڑتے ہوئے سلکی قسم کے بال اس کے وقار کو ہوا دے رہے تھے میرا جی چاہنے لگا کہ ابھی اس کو پکڑ لوں اور پھر میں نے ایسا ہی کیا کہ یکدم اسے پیچھے سے پکڑ لیا اس کے لمبے بالوں کو ہاتھوں میں لے کر اس کو کھینچ لیا اور ساتھ ہی اس نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھا کر گردن میرے سامنے کر دی میرے اندر موجود درندہ پوری طرح بھوکا پیاسا اس کو دبوچ لینے کو تیار تھا میں نے اپنے دانت اس کی گردں میں رکھ کر ہلکا سا زور دیا تو اس کے منہ سے ایک ہلکی سی آہ نکلی اس کے بعد وہ مستی کی دنیا میں کھوتی جانے لگی۔

میں نے اس کو نیچے زمین پر گرا دیا اس کا خون میرے خلق سے نیچے اترا ہی تھا کہ میں بھی اس کے خون کی لذت سے مست ہونے لگا اور نجانے کب تک اس کا خون چوستا رہا اس نے ایک بار بھی احتجاج نہ کیا۔ لیکن جب وہ ٹھنڈی پڑنے لگی تو اس نے ہاتھوں سے میرے بالوں کو پکڑ کر زور سے اوپر کھینچا اور میرے دانت اس کی گردن سے باہر نکل گئے اور دوسرے ہی لمحے وہ بھوکی شیرنی کی طرح میری گردن پر جھکی اور اپنے دانت میری گردن پر رکھ دیئے مجھے بھی ہلکی سی ٹھیس اٹھی اس کے بعد میں مستی کی دنیا میں ڈوبتا چلا گیا۔ جتنا خون میں نے اس کا پیا تھا اس سے کہیں زیادہ اس نے میرا پیا مجھے یوں لگنے لگا جیسے میرے جسم میں جان نہ رہی ہو مجھ پر نیم غنودگی چھانے لگی مجھ میں اتنی ہمت نہ رہی کہ میں اس کو ہاتھوں سے پیچھے ہٹا سکوں صرف خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتا جا رہا تھا۔ کافی دیر تک اس نے میرا خون پیا اور جب اس نے ہونٹ اوپر کیے تو اس کا پورا چہرہ میرے خون سے سرخ تھا۔ وہ گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی میں بے بسی کے عالم میں اس کے سامنے پڑا ہوا تھا اور خالی خالی نظروں سے اسے دیکھے جا رہا تھا وہ میری حالت کو سمجھ گئی تھی وہ جان گئی تھی کہ میں بے بس ہو چکا ہوں۔ سو اس نے میرے بازوؤں سے کھینچ کر اوپر اٹھایا اور پھر اپنے کندھے پر مجھے رکھ کر ایک طرف چلنے لگی میں اس کے کندھے پر جھولنے لگا میں سب دیکھ رہا تھا لیکن کہہ کچھ بھی نہیں سکتا تھا میں سمجھ رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی منتر پڑھ کر آئی ہے ورنہ میں اس کی حالت بری کر دیتا تھا لیکن آج اس نے میری حالت بری کر دی تھی مجھے بے بس کر دیا تھا وہ مسلسل ایک طرف چلی جا رہی تھی اور میں محسوس کرنے لگا تھا جیسے اس میں کوئی غائبی طاقت آ گئی ہو وہ ہوا سی بن گئی اور پھر کچھ ہی دیر میں میں اس کے کندھے جھولتا ہوا اس کے گھر میں موجود تھا گھر کا گیٹ ویسے ہی کھلا تھا جیسے میں نے اس گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا کہ اس کو کھولنے والا کوئی نہ تھا صرف ایک ہیولا تھا جو اس کو کھولتا اور بند کرتا

تھا گھر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ انہی کمروں میں چلتی ہوئی انہی سیڑھیوں پر اترنے لگی جن کی نیچے اترنے کی کوئی بھی تعداد نہ تھی بس اترنا شروع ہوئے تو اترتے ہی جاؤ سیڑھیاں نیچے اترتے ہی مجھے وہ آدم خور مکڑی یاد آ گئی تو میں بری طرح کانپا میرا کانپنا تھا کہ مجھے ہوش آنے لگا۔

چھوڑ دو مجھے میں یکدم چیخا اس نے مجھے ہوش میں آتے ہوئے دیکھا تو مجھے کندھے سے نیچے اتار دیا اور گہری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی اس کے دیکھنے کا انداز ویسا ہی سحرانہ تھا۔ شاہد اچھا ہوا تم ہوش میں آ گئے میں نے تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں وہ پیار بھرے لہجے میں بولی۔ ہاں کرو باتیں لیکن میں نیچے نہیں جاؤں گا نیچے تمہاری وہ آدم خور مکڑی ہے مجھے اس سے بہت ڈر لگتا ہے میری بات سن کر وہ مسکرا دی اور بولی۔ اسے تو تم نے خود اپنے ہاتھوں مار دیا تھا اب اس کمرے میں کوئی بھی مکڑی نہیں ہے میں نے تمام جالوں کو صاف کر دیا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر مجھے کچھ سکون سا ہوا۔ میں نے کہا ہاں بولو کیا کہنا چاہتی ہو میری بات سن کر اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بولی نیچے آؤ وہاں جا کر تم کو سب کچھ بتاتی ہوں اور ایک نئی چیز بھی تم کو دکھاتی ہوں جسے دیکھ کر یقیناً تم کو سکون ملے گا۔ اتنا کہہ کر وہ میرے آگے آگے چلنے لگی اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا سیڑھیاں تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ میں چلتے چلتے سیڑھیاں اترتے اترتے تھک گیا لیکن سیڑھیاں ابھی بھی باقی تھیں۔ وہ مجھ کو کیا نئی چیز دکھانا چاہتی تھی میں سوچنے لگا اور جونہی سیڑھیاں ختم ہوئیں تو میں نے اس کمرے کا جائزہ لیا جو پہلی بار میرے یہاں آنے سے مکڑیوں کے جالوں سے بھرا ہوا تھا لیکن اب وہ وحشت بھرا کمرہ نہ رہا تھا شمع نے اس کو اپنے کمرے کی طرح سنوار دیا تھا اس کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا تھا یوں لگتا تھا کہ میں جیسے کسی خوبصورت کمرے میں آ گیا ہوں۔ واؤ میرے منہ سے یکدم نکل گیا تو وہ میری بات سن کر مسکرا دی اور بولی کیا کمرہ پسند آیا میں نے کہا ہاں بہت زیادہ وہ بولی یہ کمرہ میں نے تمہارے لیے سنوارا ہے۔ کیا مطلب۔ میں نے انجان بنتے ہوئے کہا تو وہ ہاں شاہد میں نے واقعی اس کمرے کو تمہارے لیے سنوارا ہے پہلے دن جب تم سے میری ملاقات ہوئی تھی تو اس وقت مجھے تم سے پیار نہ تھا لیکن جب تم نے میرا خون چوسا تھا تو مجھ پر ایک نشہ سا طاری ہو گیا تھا اسی نشہ نے مجھے تمہارے قریب کر دیا اور اتنا قریب کر دیا کہ میں تمہیں چاہنے لگی تم سے پیار کرنے لگی یوں لگنے لگا جیسے میں تمہارے لیے ہی بنی ہوں اور تم میرے لیے۔ لیکن جب تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے مجھے اپنا آپ اکیلا لگنے لگا پورا گھر سنسان سنسان اور ویران ویران سا دکھائی دینے لگا میں تمہیں تلاش کرنے لگی اپنے تمام منتر آزما لیے لیکن تم مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دیے میں ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنے استاد کے پاس چلی گئی وہ سمجھے کہ شاید میں کوئی ان سے طاقت حاصل کرنے آئی ہوں۔

مجھے پریشان دیکھ کر وہ بولے شمع کیا بات ہے تم بہت پریشان دکھائی دے رہی ہو کیا کوئی تنگ کر رہا ہے اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ میں ابھی اس کو پکڑتا ہوں ان کی بات سن کر میں ایک سرد آہ بھر کر رہ گئی اور کہا استاد جی۔ مجھے کسی نے بہت زیادہ بے بس کر دیا ہے آپ نے کہا تھا کہ میں پوری زندگی کسی سے پیار نہ کروں لیکن میں آپ کی بات پر پوری نہ اتر سکی اور کسی سے پیار کر بیٹھی ہوں کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں اس کو بھولنے کی کوشش کرتی ہوں تو وہ اتنا ہی یاد آتا ہے۔ میری باتیں سن کر وہ آگ بگولہ ہو گئے اور بولے چل اٹھ میرے پاس سے میں نے تمہیں پیار نہ کرنے کی تلقین کی تھی لیکن تم نے وہ کچھ کر دیا جو میں نہیں چاہتا تھا ان کی بات سن کر میں رو دی اور کہا استاد میں تو کسی سے پیار نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن دل تو پاگل ہے یہ رک نہ سکا اور کسی کو چاہنے لگا اور جس کو چاہتا ہے وہ ایک بہت بڑی طاقت کے قبضے میں ہے یوں سمجھ لو کہ وہ اس کی قید میں ہے جو اس کو ہر روز رنگ رنگ کی سزا دیتی ہے مجھ میں اس سے مقابلہ کرنے کی طاقت بھی نہیں ہے۔ وہ علم میں بہت آگے ہے اور میں بہت پیچھے جب کچھ بھی دکھائی نہ دیا تو آپ کے پاس چلی آئی ہوں خدا کے لیے مجھے یوں ناکام واپس نہ کیجیے۔ میں رو دی۔ اور کہا میں اس کے بغیر نہیں رہ سکوں گی اس کی قربت میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے زندگی بھر کا سکون پایا ہے میری طرح وہ بھی ایک انسان ہے اور میری طرح وہ انسانی خون کا رسیا ہے جب تک وہ کسی انسان کا خون نہ پی لے اس کو سکون نہیں ملتا ہے اور میرا بھی حال کچھ ایسا ہی ہے میں نے دھیرے دھیرے ان کو سب کچھ بتا دیا جب انہوں نے یہ جان لیا کہ تم بھی خون پیتے ہو تو ان کا لہجہ ٹھنڈا پڑنے لگا کافی دیر سوچنے کے بعد بولے تم نے میری نافرمانی کر کے سنگین جرم کیا ہے لیکن خوشی اس بات کی ہوئی ہے وہ بھی انسانی خون میں رنگا ہوا ہے میں تم کو ناکام واپس نہیں جانے دوں گا بلکہ تمہیں اس کے قریب کردوں گا اور تم دونوں مل کر پھر وہ سب کچھ کرنا جو کام میں نے تمہارے ذمہ لگا رکھا ہے اور تم ابھی اسے کرنے میں ذرا بھی کامیاب نہیں ہوئی ہو۔ ان کی بات سن کر مجھے سکون سا مل گیا میں خوشی سے جھول سی گئی اور کہا۔

استاد جی۔ وہ کسی کی قید میں ہے کسی کے حصار میں بند ہے وہ جہاں کہیں بھی جاتا ہے وہ اسے وہاں سے جا کر اٹھا لاتی ہے میری بات سن کر وہ بولے تم اس بات کی فکر نہ کرو میں اس کو اس کی قید سے آزاد کروا دوں گا وہ اتنی طاقت والی نہیں ہے کہ میرا مقابلہ کر سکے میرا مقابلہ ابھی تک کوئی بھی نہیں کر سکا ہے۔ اور پھر انہوں نے مجھ سے اس کے رہنے کا ٹھکانا پوچھا اور مجھے تمہاری بات یاد آ گئی تم نے جو کچھ بتایا تھا میں نے ان کو بتا دیا کہ وہ پہاڑوں کے کسی غار میں رہتی ہے جہاں ایک پتھر کا مجسمہ ہے وہ اس کی پوجا کرتی ہے وہ پتھر کا بظاہر تو ایک بت ہے لیکن اس کے اندر سے آواز گونجتی ہے۔ جو اس کو طاقتیں بخشتی ہے وہ ہر روز انسانی خون کے چراغ اس کے سر پر روشن کرتی ہے میری باتیں سن کر استاد جی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر سب کچھ دیکھنے لگے میں جان گئی تھی کہ وہ میرے کام کی گہرائی میں اترنا چاہتے ہیں۔ میرا اندازہ ٹھیک تھا انہوں نے سب کچھ دیکھ لیا اور بولے میں اس کے ٹھکانے تک پا پہنچا ہوں وہ طاقتیں تو رکھتی ہے لیکن اتنی کہ پوری دنیا پر قبضہ کر لے میں تیرے اندر اس جتنی طاقت بھر دیتا ہوں تا کہ تم اس کا مقابلہ کر سکو اتنا کہہ کر انہوں نے ایک تعویذ مجھے پلایا اور ایک تعویذ گلے میں ڈالنے کے لیے دیا میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے اندر کوئی بہت طاقت گھس آئی ہو میری خوشی کا ٹھکانا نہ رہا وہ بولے تیرا محبوب اس وقت ایک ویرانے میں پڑا ہوا ہے اور اس کے پاس کوئی بزرگ ہیں لیکن جب تک وہ بزرگ اس کو تنہا نہیں چھوڑتے تم نے اس کے پاس نہیں جانا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے استاد جی میں آج بہت خوش ہوں آج آپ نے مجھے ڈبل خوشی دی ہے ایک طاقت دگنی کرنے کی اور دوسری مجھے میرے محبوب سے ملانے کی۔

جا شمع بیٹی اڑتی ہوئی اس ویرانے میں پہنچ جا انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا میں نے ان کے ہاتھ کو چوم لیا اور اس وقت میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے یہ آنسو خوشی کے تھے جو خود بخود بہنے لگے تھے میں ان کے در سے باہر نکل آئی باہر اندھیرا تھا سو میں نے ان کا بتایا ہوا منتر پڑھا اور خود پر پھونک ماری تو مجھے ایک جھٹکا سا لگا ایسا جھٹکا کہ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی میں زمین سے اچھلی اور پھر ہوا مجھے اڑانے لگی۔ یہ میری زندگی کا پہلا موقع تھا کہ ہوا مجھے اڑانے لگی تھی ورنہ اس سے پہلے مجھے جہاں بھی جانا ہوتا تھا پیدل چل کر جانا پڑتا تھا اس ہوا نے مجھے اس ویرانے میں جا پھینکا جہاں تم اور وہ بزرگ آگ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے میں نے دور سے ہی تمہیں پہچان لیا اور ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئی کہ بابا جی جب تمہیں تنہا چھوڑیں گے تب میں تمہارے قریب جاؤں گی مجھے کافی دیر تک ان کے اٹھنے کا انتظار کرنا پڑا میں جانتی تھی کہ وہ تم کو تنہا ضرور چھوڑیں گے لہذا جب وہ اندر جھونپڑی میں چلے گئے اور اپنی عبادت میں مصروف ہو گئے تب میں تم تک جا پہنچی۔ شمع نے تمام کہانی سنا دی۔ تو میں نے ایک سرد سی آہ بھری۔ میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ پھر سے بولی۔

شاہد میری جان مجھے کبھی بھی اکیلی چھوڑ کر نہ جانا بہت مشکلوں سے میں نے تم کو حاصل کیا ہے دیکھو میری حالت میں تمہارے بغیر کتنی بے بس ہو چکی ہوں وہ یہ کہتے ہوئے میرے پاؤں میں آن کر بیٹھ گئی تو میں اس کی اس حرکت پر

اچھل ہی پڑا اور اس کو جلدی سے اوپر اٹھا لیا اور کہا شمع۔ تمہاری باتیں سننے کے بعد مجھے بہت زیادہ سکون ملا ہے یوں لگا ہے کہ جیسے مجھے کوئی نئی زندگی مل گئی ہے صرف تم ہی میں بھی تم سے بہت پیار کرتا ہوں میرا پیار بھی تمہارے خون کے نشے سے شروع ہوا تھا۔ تمہارے خون میں نجانے ایسی کیا بات تھی کہ میری تڑپ بڑھتی چلی گئی میرا دل بھی تیری طرف کھینچا جانے لگا تھا لیکن مجھے اگر کسی چیز کا خوف تھا وہ تمہاری اس آدم خور مکڑی کا تھا جس نے میرے جسم میں اپنا زہر ڈال دیا تھا اگر اس لمحے بابا جی کی مدد مجھے نہ ملتی تو شاید میں اپنی زندگی کھو دیتا۔ لیکن تم جانتی ہو کہ ماروتی مجھے کبھی بھی تمہارے پاس نہیں رہنے دے گی وہ کسی بھی وقت یہاں آ سکتی ہے وہ میری دشمن ہی سہی لیکن اس کو میری ضرورت ہے کیوں کہ اس کے شیطان دیوتا نے اسے کہہ رکھا ہوا ہے کہ وہ میرا خاص خیال رکھے میں کہیں اور نہ جانے دے اگر میں کہیں بھی چلا گیا تو مجھے پکڑ کر لے آئے اور تم کو میں نے بتایا ہوا ہے ناں کہ اس کے پاس ایک جاسوس بونا ہے چھانچ کا وہ اس کے سارے کام کرتا ہے وہ یقیناً میری کھوج میں نکل پڑا ہوگا۔ جب میں ویرانے میں پڑا ہوا تھا تو وہ بونا وہاں آ گیا تھا اس نے ہی جا کر ماروتی کو میرا بتایا تھا میرا سنتے ہی وہ تیزی سے ویرانے میں آ گئی تھی اور میرے بالوں سے پکڑ کر کھینچتی ہوئی ایک طرف لے جانے لگی تھی ایک جگہ جا کر اس نے مجھے بری طرح اپنے پاؤں میں مسلا اور پھر میری گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا وہ مجھے مار دینا چاہتی تھی لیکن نجانے اسے یکدم کیا ہوا کہ وہ مجھے چھوڑ کر ایک طرف غائب ہو گئی اور مجھے ایک چیخ سنائی دی اس کے بعد میں کچھ بھی نہ تو سن سکا اور نہ ہی دیکھ سکا۔ اگر وہ مجھے چھوڑ کر نہ جاتی تو ہو سکتا تھا کہ میں اس کے پاؤں کے دباؤ سے مر چکا ہوتا۔ کچھ ہی دیر میں مجھے بابا جی دکھائی دیئے تو میں اپنے زخموں کو بھول گیا اور ان کے ساتھ چلتا ہوا ان کی جھونپڑی تک آ گیا۔

میری باتیں سن کر وہ بولی وہ تمہیں چھوڑ کر نہ گئی تھی ہو سکتا تھا کہ وہ تمہیں مار ڈالتی لیکن میں اس کے سامنے آ گئی تھی۔ کیا کیا تم۔۔۔ میں نے حیرانگی سے اسے دیکھا ہاں شاہد میں۔ وہ مجھے دیکھتے ہی بری طرح بپھرنے لگی میری طرف تیزی سے اور جونہی وہ مجھ سے ٹکرائی تو مجھے ایسا لگا جیسے کوئی بھاری پتھر مجھے لگا ہو بہت مشکل سے میں سنبھلی اور اسی طرح جس طرح وہ مجھ سے ٹکرائی تھی میں بھی اسی طرح اس سے ٹکرائی میرے ٹکرانے کو وہ برداشت نہ کر سکی اور اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی جو تم نے سن لی تھی۔ لیکن میں نے اس کو بھاگنے نہ دیا اس کے بالوں سے پکڑ کر اسے بری طرح قابو کیے رکھا میں اس پر اپنے منتر پڑھنے لگی اور وہ بھی اپنے منتر پڑھتی جانے لگی لیکن میں نے اسے بے بس کر دیا اور ایسا بے بس کیا کہ وہ میرے سامنے گھٹنے ٹیک بیٹھی تم کو میں نے بتایا تھا کہ میں تم کو کوئی ایسی چیز دکھانا چاہتی ہوں جسے دیکھ کر تم حیران و ششدر رہ جاؤ گے وہ چیز وہ ماروتی ہی ہے وہ اس وقت میرے قبضے میں ہے۔ کیا کیا۔۔ اس کی بات سن کر میں بری طرح چونکا۔ ہاں شاہد میں سچ کہہ رہی ہوں آؤ میں تم کو دکھاؤں۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھ گئی میں بھی اٹھ کھڑا ہوا مجھے جیسے اس کی بات پر یقین نہ آیا ہو میں دیکھنا چاہتا تھا کہ واقعی وہ سچ بول رہی ہے۔ یا پھر صرف مذاق کر رہی ہے لیکن اب یقین ہونے لگا تھا کہ وہ مذاق نہیں کر رہی ہے بلکہ سچ کہہ رہی تھی کیونکہ وہ مجھے ماروتی کو دکھانے کو تیار تھی اور میرے آگے آگے چل رہی تھی۔ ایک پوشیدہ کمرہ اس نے کھولا۔ اس کمرے کو میں نے پہلی دفعہ دیکھا تھا یہ کمرہ دوسرے تمام کمروں سے ہٹ کر تھا اور پوری طرح اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس نے باہر ہی سے اندر کی لائٹ جلا دی اور خود ایک کھڑکی کے سامنے کھڑی ہو گئی میں بھی اس کھڑکی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ماروتی میرے سامنے تھی وہ بری طرح زخمی تھی اس کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا اور سفید کپڑے خون سے سرخ ہو رہے تھے۔ اس نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں سحرانہ چمک اترنے لگی جسے دیکھتے ہی میں بری طرح کانپنے لگا۔

(اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے خوفناک ڈائجسٹ کا اگلا شمارہ ضرور پڑھئے۔)

❁❁❁

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غزلیں و نظمیں

غزل

تجھ سے دور ڈیرہ ڈال رکھا ہے
بس تیری یاد سے رشتہ بحال رکھا ہے
تجھ سے دوری ہے اس قدر گراں ہم پر
ایک لمحے کا نام ایک سال رکھا ہے
لوگ پوچھتے ہیں روٹھنے کا سبب مجھ سے
بڑی مشکل سے لوگوں کو ٹال رکھا ہے
میرا گناہ فقط اتنا ہے جاناں
کہ ہر حال میں تیرا خیال رکھا ہے
خوشی کی ہر گھڑی منتظر تیری
میرے لئے تو فقط رنج و ملال رکھا ہے
☆ ---------- اویس رحمٰن سعیدی۔قصور

خواہش

اک دن دیکھنے کو آ جاتے
یہ ہوس عمر بھر نہیں ہوتی
حسن سب کو خدا نہیں دیتا
ہر کسی کی نظر نہیں ہوتی
دل پیالہ نہیں گدائی کا
عاشقی در بدر نہیں ہوتی
☆ ---------- تصور اقبال پردیسی۔گوجرہ

غزل

اس نے پھر میرا حال پوچھا ہے
کتنا مشکل سوال پوچھا ہے
ہچکیوں کا عجیب لہجہ تھا
بات کو ٹال ٹال پوچھا ہے
تم مجھے چھوڑ تو نہ جاؤ گے
واسطے ڈال ڈال پوچھا ہے
آنسوؤں کی زبان میں اس نے
جتنا پوچھا کمال پوچھا ہے
☆ ---------- محمد نعمان۔ہربنس پورہ، لاہور

غزل

بہکے ہوئے سر عام بڑی دیر ہو گئی
ساقی پلا دے جام بڑی دیر ہو گئی
کبھی ہم پے بھی وقت تھا پیتے پلاتے تھے
اب چھوڑے ہوئے یہ کام بڑی دیر ہو گئی
کیسے بھلا دوں تجھ کو ساحل کی ریت پر
لکھتے ہوئے تیرا نام بڑی دیر ہو گئی
کیا بتائیں منظر سورج کے ڈوبنے کا
دیکھے ہوئے کوئی شام بڑی دیر ہو گئی
احباب نے میری منتیں ہزار کیں
پی لیجئے جناب بڑی دیر ہو گئی
دیکھئے میرے گناہ تو فرشتے پکار اٹھے
بہت ہو گیا حساب بڑی دیر ہو گئی
چلو ساغر اب ان کے کوچے چلیں
ان کو کئے سلام بڑی دیر ہو گئی
☆ ---------- محمد نعمان۔ہربنس پورہ، لاہور

اس کے نام کی شمع

اب رات بھر جاگ کر اس کو یاد میں کر لوں
اس سے کا ہوا وعدہ وفا میں کر لوں
وقت کے ساتھ ساتھ زمانے نے رکھ دیا تھا مرہم ان پر
آج انہی زخموں کو پھر سے تر و تازہ میں کر لوں
بے وفا تھا جو مجھے چھوڑ کر چلا گیا
پھر بھی آج اس کے نام کی اک شمع جلا کر میں رکھ لوں
میری زندگی کا اب کوئی بھروسہ تو نہیں رہا
اسی اک لفظ سے آج سمجھوتہ تو میں کر لوں
☆ ---------- محمد واصف۔واہ کینٹ

غزل

میں نے کیا سوچا اور کیا ہو گیا
وہ ذرا سی بات پر خفا ہو گیا
ملی ہے جس کی اتنی بڑی سزا مجھے
ایسا بھی قصور مجھ سے کیا ہو گیا
وعدہ تھا جس کا عمر بھر ساتھ دینے کا
اتنی جلدی کیسے وہ بے وفا ہو گیا
☆ ---------- وسیم اینڈ ابرار۔گگومنڈی

سچیاں گلاں

دل اُکتا گیا اے یار دیاں سنگتاں کولوں
ہن کلیاں رہن نوں جی کردا
مینوں ہجر نے مار مکا چھڈیا
ہن لمیاں چین نوں جی کردا
لنگ گئی عمر خوش آنداں وچ میری
ہن سچیاں کہن نوں جی کردا
☆ ---------- ابرار احمد دکھی۔گگومنڈی

مجھے تم یاد آتے ہو

نگاہ میری ترستی ہے مجھے تم یاد آتے ہو
محبت جب تڑپتی ہے مجھے تم یاد آتے ہو
سما جاتا ہے آنکھوں میں تیرے جذبوں کا بھیگا پن
کہیں بارش برستی ہے مجھے تم یاد تے ہو
زمانے کے سوالوں کو میں ہنس کے ٹال دوں لیکن
نمی آنکھوں کی کہتی ہے مجھے تم یاد آتے ہو
☆ ---------- رئیس ارشد۔شہر خان بیلہ

محبت ہے زندگی

کبھی زندگی کا نام ہے محبت
کبھی موت کا پیغام ہے محبت
کبھی محبت سے ملتی ہے خوشی
کبھی غم کی شام ہے محبت
کبھی محبت آنسو کی بارش ہے
کبھی ہنسی کا جام ہے محبت
کبھی ہے محبت دل کی جلن
کبھی دل کا آرام ہے محبت
کبھی محبت ہے ملن کا روپ
کبھی تنہائی کی طرح بے نام ہے محبت
کبھی محبت ہے بے نام زندگی
کبھی زندگی کہتی ہے میرا نام ہے محبت
☆ ---------- رئیس ساجد کاوش۔شہر خان بیلہ

غزل

کبھی آنسو چھپا چھپا کے روئے
کبھی داستان غم سنا کے روئے
رات کٹی ہے انتظار یار میں
ہم رات بھر تاروں کو جگا جگا کے روئے
پھر وہ نہ آئے رات کا وعدہ کر کے
ہم تمام رات شمع جلا جلا کے روئے
آج رات ان کی آنے کی امید تھی ہمیں
وہ نہ آئے ہم گھر کو سجا سجا کے روئے
☆ ---------- اختر علی۔صوابی

قطعات

کسی کو پیار اتنا دو کہ حد نہ ہو
مگر اعتبار بھی اتنا کرو کہ کوئی شک نہ ہو
وفا اتنی کرو کہ بے وفائی نہ ہو
اور دعا بس اتنی کرو کہ کبھی جدائی نہ ہو

ان دوریوں کو جدائی مت کہنا
ان خاموشیوں کو ناراضگی مت کہنا
ہر حال میں دیں گے ساتھ آپ کا وسیم
زندگی اگر ساتھ نہ دیا تو بے وفا نہ کہنا
☆ ---------- وسیم اینڈ ابرار احمد۔گگومنڈی

غزل

اگر شوق ہوتا لکھنے کا تو میں اپنا خواب لکھتا
تیرے ہونٹوں کو گلاب تیرے چہرے کو چاند لکھتا
بھول کر تیرے پیار میں ساری کائنات کو
تیرے گیسوؤں کی چھاؤں میں اپنا انجام لکھتا
☆ ---------- محمد عمران۔ہربنس پورہ، لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے یہ شعر پسند ہے

تم نے تو پھر بھی سیکھ لئے دنیا کے چال چلن چاہت
ہم تو کچھ بھی نہ کر سکے تجھ سے محبت کے بعد
✪ .... رائے عیس ولی چاہت-جسوآنہ بنگلہ

آج تو تیری یاد میں ایسے کھوئے ہیں اے دوست
جیسے تنہا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے
✪ .... عطاءاللہ شاد- جڑانوالہ

پیار میں میرے صبر کا امتحان تو دیکھو
وہ میری ہی بانہوں میں سو گیا کسی اور کے لئے روتے روتے
✪ .... قمر اعجاز گوندل-گوجرہ

پھول ہیں پھول ہمیں چار سو آتے ہیں نظر
گویا جنت کے نظاروں کی یہ غمازی ہے
✪ .... امیر حمزہ-لاہور

اے میری جان تو جہاں بھی جائے
ہمیشہ جیسے اور سدا مسکرائیو
✪ .... محمد واصف-واہ کینٹ

سکوں کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں مجھ کو
محبت کو سلاتا ہوں تو نفرت جاگ اٹھتی ہے
✪ .... بہادر عار بانی-گھوٹکی

یہی بہت ہے کہ قائم رہے وفا کا دامن ساقی
کوئی کسی کا ہوا بھی ہے عمر بھر کے لئے
✪ .... محمد ثاقب رفیق-عارف والہ

ہم نے محبت کے نشان میں آ کر اسے خدا بنا ڈالا
ہوش تب آیا جب اس نے کہلا کہ خود کسی ایک کا نہیں ہوتا
✪ .... اسد شہزاد-گوجرہ

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غفرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے
✪ .... محمد فاروق-کوٹ رادھا کشن

ہوا جب زور پتوں کو جدا شاخوں سے کرتی ہے
ہمیں تم سے بچھڑ جانا بہت یاد آتا ہے
✪ .... انعام علی-جنڈ

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا
✪ .... اعجاز ساحل-کوٹ رادھا کشن

ٹوٹ جاتے ہیں بکھر جاتے ہیں کانچ کے گھر میں مقدر اپنے
اجنبی تو سدا پیار سے ملتے ہیں بھول جاتے ہیں تو اکثر اپنے
✪ .... محمد فاروق-رحیم یار خان

نہیں مصروف میں اتنا کہ وہاں کا راستہ بھول جاؤں انصر
کوئی جب منتظر ہی نہ ہو تو جانا اچھا نہیں لگتا
✪ .... انصر محمود-مندرہ

تجھ سے محبت کرتا ہوں تیری جان لے لوں گا
اگر ان جھیل آنکھوں کو کبھی پرنم کیا تو نے
✪ .... محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

میرے شکوہ کرنے پر اس نے ہنس کے یہ کہہ دیا ہادی
تم سے وفا کس نے کی تھی جو ہم وفا کرتے
✪ .... عامر شہزاد-گوجرہ

تم غیروں کی بات کرتے ہو ہم نے اپنے بھی آزمائے ہیں
لوگ کانٹوں سے بچ نکلتے ہیں ہم نے پھول سے زخم کھائے ہیں
✪ .... محمد افنان-رکن

گلوں کو بھی نہیں آیا ابھی تک اس طرح کھلنا
صبح جس طرح وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے
✪ .... ثوبیہ کنول-10 چک

محبت کی شام جلا کے تو دیکھو
ذرا دل کی دنیا سجا کر تو دیکھو
تمہیں ہو نہ جائے محبت تو کہنا
ذرا ہم سے نظریں ملا کر تو دیکھو
✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

آج ٹوٹ کر اس کی یاد آئی تو احساس ہوا
اتر جائیں جو لوگ دل میں وہ بھلائے نہیں جاتے
✪ .... عبادت کاظمی-ڈی آئی خان

جن پہ ہوتا ہے دل کو بہت بھروسہ تابش
وقت آنے پر وہی لوگ دغا کرتے ہیں
اور تو لاکھ پڑھتا رہے پیار کے منتر تابش

جن کی فطرت میں ہو ڈسنا وہ ڈسا کرتے ہیں
✪ .... شعیب شیرازی-جوہر آباد

اے اس بستی کے رہنے والے آج دیکھو منہ موڑ کے
ہم پردیسی جا رہے ہیں بستی تیری چھوڑ کے
✪ .... عصمت اینڈ شمسہ-چک شمالی

حوادث سے الجھ کر مسکرانا میری عادت ہے
مجھے ناکامیوں کے بوجھ سے دبنا نہیں آتا
✪ .... محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

دے کر زخم وہ مرہم رکھتا تھا
بن رہا تھا یا واقعی وہ نادان تھا
✪ .... ثقلین ساجد

تیری شراب کا نشہ تو صرف اک رات تک ہے ساقی
تو بھی مدہوش ہو جائے اگر دیکھ لے میرے یار کی آنکھیں
✪ .... عطاءاللہ شاد-اڈا جسوآنہ بنگلہ

اشک بن کے میری چشم تر میں رہتا ہے
عجب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے
✪ .... قمر اعجاز گوندل-گوجرہ

نہ پوچھو ہم سے کوئی بات کہ خوشی اک سوال بن کر رہ گئی ہے
درد اتنے ہیں سینے میں کہ ہنسی اک خیال بن کر رہ گئی ہے
✪ .... بہادر عار بانی-گھوٹکی

تجھے دوستی میں دھوکہ تو میں بھی دے سکتا ہوں
مگر میں انسان ہوں درویش صفت کا میری ذات میں بے وفائی نہیں
✪ .... انعام علی-جنڈ

محبتوں میں جینے والے خوش نصیب ہیں
مانا کہ ہم ان سے دور ہیں لیکن پھر بھی بہت قریب ہیں
✪ .... اعجاز ساحل-کوٹ رادھا کشن

تو نے تو یہ کہا کہ مجھے محبت نہیں ملی چاہت
مجھ کو تو یہ بھی کہنے کی فرصت نہیں ملی
✪ .... رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں
✪ .... محمد افنان-رکن ہٹی

ہم زمانے میں بدنام اس لئے ہیں کاظمی
کہ ہمیں لوگوں کی طرح بدل جانا نہیں آتا
✪ .... عبادت علی-ڈی آئی خان

ان سے کہو کہ میری تقدیر سے کھیلنا چھوڑ دے
ہم تو وہ بدنصیب ہیں جو اگر کفن کی دکان کھولیں تو لوگ مرنا ہی چھوڑ دیں گے
✪ .... ایم فاروق-رحیم یار خان

وعدہ نہ کرو اگر نبھاہ نہ سکو
چاہو نہ اسے جسے تم پا نہ سکو
✪ .... عصمت اینڈ صغریٰ-چک شمالی

یاد آتے ہو تو ہو جاتی ہیں پرنم آنکھیں
کیا تصور میں بھی ستانے کی قسم کھائی ہے
✪ .... شعیب شیرازی-جوہر آباد

کیوں درد ملتا ہے اکثر دل لگانے کے بعد
کیوں یاد آتے ہیں اکثر بچھڑ جانے کے بعد
✪ .... ثقلین ساجد

کون رکھتا ہے اس زمانے میں محبت کا بھرم اے ساقی
ہم کو تو اپنوں نے رلانے کی قسم کھائی ہے
✪ .... بہادر عار بانی-گھوٹکی

یہ آئینے تجھے تیری خبر کیا دیں گے چاہت
آ دیکھ میری آنکھوں میں کہ تو کتنا حسین ہے
✪ .... رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

مت کر اتنا غرور صورت پہ اے حسینہ
ہم تیری صورت پہ نہیں تیری سادگی پہ مرتے ہیں
✪ .... عبادت علی-ڈی آئی خان

چاند کو دیکھا تو یاد آ گئی صورت تیری
ہاتھ اٹھے ہیں مگر حرف دعا یاد نہیں
✪ .... عصمت اینڈ صغریٰ-چک شمالی

اب ان سے ملیں گے تو انہیں خوب رلائیں گے شیراز
سنا ہے انہیں روتے ہوئے لپٹ جانے کی عادت ہے
✪ .... شعیب شیرازی-جوہر آباد

یہ نیند میں ڈوبتی ہوئی آنکھیں مجھے سونے نہیں دیتیں
ذرا ٹھہرو مجھے بھی نیند آ جائے تو سو جانا
✪ .... ثقلین ساجد

چہرہ دل سے دیکھا جاتا ہے خوبصورتی سے نہیں
پیار دوستوں سے کیا جاتا ہے دشمنوں سے نہیں
✪ .... بہادر عار بانی-گھوٹکی

ہستی کو محبت میں فنا کون کرے گا ...... یہ فرض سوا میرے ادا کون کرے گا
ہاتھوں کی لکیروں کو ذرا دیکھ نجومی ...... یہ دیکھ میرے ساتھ وفا کون کرے گا
✪ .... شعیب شیرازی-جوہر آباد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

ایم، لاہور کے نام
کیا لکھ دیا ہے میں نے کہ تم ہو گئے
لاؤ تو اک ذرا میری تحریر سامنے
رضا بلال-لاہور

خرم، راولپنڈی کے نام
رسوا کر دیا مجھے زمانے بھر میں
تیری چاہت نے یہ حال کر دیا زمانے بھر میں
اب تو خوشی پاس نہیں آتی مگر
غموں نے گھیر لیا مجھے زمانے بھر میں
وصی مغل-واہ کینٹ

کے ایس، فیصل آباد کے نام
کیا وہ زمانہ تھا کہ ہم روز ملا کرتے تھے
چپکے چپکے ایک دوسرے کے ہمراہ پھرا کرتے تھے
ہمیں دیکھ کر جو چپ چاپ گزر جاتا ہے
کبھی اس شخص سے ہم پیار کیا کرتے تھے
عطاء اللہ شاد-جڑانوالہ

عمر فاروق، اڈا جسوآنہ بنگلہ کے نام
ذرا سامان رکھ لینا میری پہلی محبت کا
تم سوچ کر. کرنا میری پہلی محبت ہے
اگر جانے کی ضد ہے تو چلے جاؤ مگر سن لو چاہت
جلدی لوٹ کے آنا میری پہلی محبت ہے
رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

ثمر مریز بشیر گوندل، گوجرہ کے نام
کاش کوئی دوستی کا بازار ہوتا
اور اس میں دوست نیلام سر عام ہوتا
میں خریدتا تجھے اپنے آپ کو بیچ کر
پھر تجھے میری دوستی کا احساس ہوتا
قمر اعجاز ثمر گوندل-گوجرہ

AG کے نام
دیں کے وفا کا بدلہ بڑی سادگی سے ہم
تم ہم سے روٹھ جانا اور زندگی سے ہم
شعیب شیرازی-جوہر آباد

کسی دوست کے نام
ملے تھے تجھ سے تو ہم چند ساعتوں کے لئے
مگر یہ زخم دیئے تو نے مدتوں کے لئے
بچھڑ کے تجھ سے یہ محسوس ہو رہا ہے مجھے
کہ فاصلے بھی ضروری ہیں قربتوں کے لئے
محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

شمسہ کنول، چک شمالی کے نام
رابطوں سے نفرتوں کے راستے کم ہو گئے
ایک ایک کر کے دلوں کے فاصلے کم ہو گئے
ترک رسم دوستی ہرگز میرا مسلک نہ تھا
اتفاقاً دوستوں سے رابطے کم ہو گئے
عصمت-چک شمالی

محمد منیر سحری، کراچی کے نام
جو دل جیت لے وہ جگر ہم بھی رکھتے ہیں
جو قتل کر جائے وہ نظر ہم بھی رکھتے ہیں
آپ سے وعدہ ہے مسکرانے کا ورنہ
آنسوؤں کا سمندر ہم بھی رکھتے ہیں
ایم فاروق-رحیم یار خان

سلیم رحمان کے نام
ملے تو ہزاروں لوگ تھے زندگی میں
تم سب سے الگ تھے جو دل میں اتر گئے
ثقلین ساجد

رائے امیر حمزہ، اڈا جسوآنہ بنگلہ کے نام
بہت نام سنا تھا بچپن میں وفا کا

جب جوان ہوئے تو روایت ہی بدل گئی
رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

ارشد محمود فوجی کے نام
حیران نہ ہوا کر یوں میرے یاد کرنے پر
تعلق جن سے دل کا ہو وہ اکثر یاد آتے ہیں
انصر محمود عرف جانی-مندرہ

دوستوں کے نام
ساقی تجھ کو تھوڑی سی تکلیف تو ہو گی
ساغر کو ذرا مقام میں کچھ سوچ رہا ہوں
محمد وقاص احمد حیدر-سہگل آباد

ساجد، منڈی بہاؤالدین کے جنام
جنت کے محلوں میں ہو محل آپ کا
پھولوں کی وادی میں ہو شہر آپ کا
ستاروں کے آنگن میں ہو گھر آپ کا
دعا ہے میری سب سے خوبصورت ہو مقدر آپ کا
محمد افنان-رکن سٹی

ایم این، ڈی آئی خان کے نام
کتنے مجبور ہیں تقدیر کے ہاتھوں فراز
نہ اسے پانے کی اوقات رکھتے ہیں نہ کھونے کا حوصلہ
عبادت کاظمی-ڈی آئی خان

کسی اپنے کے نام
وہ چپ رہتا تھا مگر نگاہیں بولتی تھیں فراز
کچھ لوگ خاموش رہ کر بھی دل جیت لیتے ہیں
رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ

ندیم، پکہ نالہ کے نام
یہ صنم کے رہے نہ وصل کے رہے
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
جسم کے اتنے ٹکڑے ہوئے
نہ کفن کے رہے نہ دفن کے رہے
محمد افنان-رکن سٹی

این کے نام
یہی تھی موت جو تجھ سے بچھڑ کر دیکھی ہم نے
زندگی تو وہی تھی جو تیری محبت میں گزار آئے
ثقلین ساجد

کے ایس، فیصل آباد کے نام
حالات غم سے جانا پگھل جاؤ گے
اک روز آتش عشق میں جل جاؤ گے
کون کسی کو سدا پلکوں پہ بٹھاتا ہے
مجھے معلوم ہے کہ کل تم بھی بدل جاؤ گے
عطاء اللہ شاد-جڑانوالہ

ایس اور آر، گجرات کے نام
میں نے تو سوچا تھا بھول جاؤں گا اسے
پر جب جب یاد وہ آیا خود کو بھول گیا
بس اس خیال سے آنسو چھپا لئے ہم نے
اداس رہ کر کسی کو اداس کیا کرنا
مریز بشیر قمر اعجاز گوندل-گوجرہ

شہزادہ بھیا کے نام
تیری قربت کے لمحے پھولوں جیسے
مگر پھولوں کی عمریں مختصر ہیں
شعیب شیرازی-جوہر آباد

صغریٰ پروین، چک شمالی کے نام
پھول اور بھی ہیں مگر گلاب جیسا کوئی نہیں
بہنیں اور بھی ہوں گی مگر آپ جیسی کوئی نہیں
عصمت رانی-چک شمالی

این کے نام
ہر رات کے چاند پر ہے نور آپ سے، ہر صبح کی اوس کو ہے غرور آپ سے
ہم کہنا تو نہیں چاہتے لیکن، مر جائیں گے رہ کر دور آپ سے
یاسمین سلیم قادری-کراچی

A، پاک پتن کے نام
ہونٹ چہرے پہ اس کے یوں نظر آتے ہیں ساقی
دودھ میں رکھی ہوں جیسے دو پتیاں گلاب کی
محمد ثاقب رفیق-عارف والہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کے خطوط

♥...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ اس مرتبہ زبردست سٹوریوں کے ساتھ آن وارد ہوا سٹوریاں پڑھ کر مزہ آ گیا بیسٹ سٹوریاں جو مجھے زیادہ اچھی لگیں تارعنکبوت، لڑکی بھوت، خون آشام ناگن اور معصوم لاشے تھے۔ اپنا خط پڑھ کر خوشی ہوئی لیکن میں حیران ہوں کہ جتنی زیادہ تحریریں میں بھیجتا ہوں میری اتنی ہی تحریریں کم ہو رہی ہیں۔ (رئیس ارشد-شہر خان بیلہ)

♥...... اکتوبر کا شمارہ پڑھ رہا ہوں اس میں تارعنکبوت خالد شاہان کی بڑی کہانی اچھی رہی اب آگے چل کر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ پھر عمران رشید کی کہانی پڑھی سٹارٹ اچھا ہے تھوڑا سا یہی مسئلہ ہے کہ سٹارٹ تمہارا اچھا ہوتا ہے لیکن پھر کہانی کو بلاوجہ لمبا کر دیا اور پولیس کا رولہ یہ سب تمہاری کہانی کو تھوڑا سا بدمزہ بنا دیتے ہیں۔ باقی گڈ ہے ہر طرف سے۔ پائلوں کی تلاش قمان کی کہانی پر گرفت اچھی تھی لیکن برادر تھوڑی سی اور محنت کی ضرورت ہے۔ پھر next پراسرار بانسری آفریدی کی مجھے یقین ہے کہانی چلنے کے ساتھ یہ مزہ دے گی اور زیادہ اچھی ہو گی۔ پھر شباب شیخ کی خونی ہمسفر دل افروز ٹائپ انداز تھا لیکن ہماری بدقسمتی کہ میرے شمارے میں وہ کہانی آدھی تھی یعنی جب ساگر پر وہ حملہ کرتا ہے تو اس کے آگے کہانی ختم ہو جاتی ہے اور کسی اور کا آغاز ہو جاتا ہے لیکن کہانی کا آغاز اچھا لگا اس کے علاوہ لڑکی بھوت اقراء کی کہانی دو دفعہ شائع ہوئی ہے کچھ اچھی رہی لیکن طلسمی مورتی والا مزہ نہیں رہا۔ اس میں ایک اور بھی کہانی بدی کا خاتمہ اس کے بارے میں آپ لوگ بتائیں گے کہ کیسی رہی انتظار ہے۔ غزلیں کچھ خاص نہیں نہ ہی اشعار وہی پرانے اس کے علاوہ خطوط میں لڑائی جھگڑا کچھ کم رہا چلو کچھ تو بہتر ہوا۔ (محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد)

♥...... ماہ اکتوبر کی خوفناک ڈائجسٹ پڑھی پڑھ کر مزہ آیا سب سے پہلے سٹوریوں میں رائٹر خالد شاہان کی سٹوری پڑھی جس کا نام تارعنکبوت تھا بہت ہی اچھی سٹوری تھی اس کے بعد لڑکی بھوت نمبر دوم نمبر پر اچھی لگی۔ غزلیں اور نظمیں بھی اچھی لگیں خاص طور پر مجھے اپنی غزلیں بہت پسند آئیں۔ (رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ)

♥...... ماہ اگست کا تازہ شمارہ اخبار ہاکر سے طلب کیا۔ اس ماہ خونی تابوت نمبر ٹائٹل کافی جاندار رہا۔ نیا سلسلہ بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام اچھا سلسلہ ہے اور شہزادہ بھائی میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میرے شعر خط سندیسے شائع کئے میں سب لکھنے والوں سے گذارش کرتا ہوں کہ ایک دوسرے کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا کریں۔ اس بار بھی اسلامی صفحہ شائع نہیں ہوا بہت زیادہ دکھ محسوس ہوا۔ اس بار کہانیاں جو اچھی تیں وہ یہ ہیں۔ پراسرار مورتی قسط نمبر 4 اقراء لاہور، خونی تابوت ریاض احمد باغبانپورہ لاہور، پراسرار دھن وارث آصف خان نیازی واں بھچراں، خطرناک بدروح، ایم حسن علی لالیاں، اعزازی موت ایس امتیاز احمد کراچی، لال حویلی کی چڑیل عدنان گوجر خان، کھوپڑی کا رقص راجہ احسان ڈنگہ۔ (رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ)

♥...... اس مہینہ کا خوفناک ڈائجسٹ میرے سامنے پڑا ہے۔ ٹائٹل بہت اچھا ہے اور خوفناک بھی اور اس بار اسلامی صفحہ پا کر بڑی خوشی ہوئی۔ جی تو اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف تو آدم خور حسینہ، ریاض احمد لاہور، ساحر آخری قسط، وارث آصف خان نیازی واں بھچراں، پریمی جن زاید ایم آفریدی، داستان عشق سیما گوجر خان، خون آلود چہرہ ایم شاہد سلمان، طلسمی مورتی اقراء لاہور، ناگن وارث آصف خان نیازی واں بھچراں۔ پسندیدہ شعر اور غزل ایم ایس راحیل مظفر آباد۔ تمام قارئین، رائٹرز اور خوفناک ٹیم کو سلام۔ (رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ)

♥...... خوفناک شمارہ 26 ستمبر کو ملا ٹائٹل بس ٹھیک ہی تھا سب سے پہلے ریاض احمد کی سٹوری معصوم لاشے پڑھی بہت مزے کی تھی اقراء کی کہانی ہمیشہ کی طرح لاجواب تھی نعمان حسن ڈیرہ اسماعیل خان آپ کو خوفناک کی محفل میں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی آپ کی کہانی بہت اچھی تھی کوئی سلسلہ وار سٹوری بھی لکھئے۔ مجھے یہ شعر پسند ہے میں عماد ابڈاللری گوجرہ اور عدنان خان ڈی آئی خان کے شعر لاجواب تھے۔ غزلوں میں عائشہ رحمٰن کبیر والہ بہت لاجواب غزلیں تھیں۔ اپنی غزل دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ہانیہ ملتان کی کمی بہت محسوس ہوئی کہاں غائب ہو جی۔ (سید عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان)

♥...... ماہ اکتوبر کا شمارہ بدستور 15/اکتوبر کو خریدا۔ سرورق پر نظر ڈالی تو ڈری ہوئی رابی خان اور فرزانہ یاسمین کو منہ کھولے دیکھ کر دل کانپ گیا۔ کہانیوں کی فہرست پر نگاہ دوڑائی تو عمران رشید کی کہانی دیکھ کر پڑھنے کا من کیا اور چھلانگ لگا کر عمران رشید کی کہانی پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ واہ عمران بھائی اس بار تو آپ چھائے رہے۔ معصوم لاشے اور بھوت لڑکی بھی چھائی رہی۔ باقی تمام سلسلے اپنی مثال آپ تھے۔ اب آتے ہیں خطوط کی طرف خطوں میں محمد منیر سحری اور عمران رشید کا خط بہت پسند آیا۔ (نوائس فرام نوٹلا)

♥...... ماہ اگست کا خونی تابوت نمبر کافی لیٹ ملا جو میں نے نارنگی میرپور آزاد کشمیر سے خریدا سرورق نارمل تھا۔ اسلامی صفحہ غائب کہانیوں میں نمبر ایک پر خونی تابوت، کنگ آف خوفناک جناب ریاض احمد کی تھی ویلڈن ریاض احمد اتنی اچھی کہانی لکھنے پر۔ دوسرے نمبر پر پراسرار مورتی رہی مس اقرائی کی تحریروں میں دن بدن نکھار آتا جا رہا ہے۔ تیسرے نمبر پر جو کہانی تھی وہ رابی خان کی تھی ڈرتے ڈرتے بہت اعلیٰ رابی۔ تم اور بھی کہانیاں لکھو۔ اعزازی موت ایس امتیاز احمد کی کوشش اچھی تھی چونکہ یہ ایک خوفناک ڈائجسٹ ہے۔ ادھوری پیاس میں کہانی کم اور مسالہ زیادہ تھا۔ پراسرار دھن وارث آصف کی ایک نقل شدہ کہانی تھی۔ باقی کجروی، زندہ آنکھیں، کون، کھوپڑی کا رقص، خطرناک بدروح، خونی جزیرہ، پراسرار مندر، لال حویلی کی چڑیل، کالا علم، شعلہ جادوگرنی یہ تمام کی تمام کہانیاں بہت عمدہ تھیں اور ان تمام کے لکھنے والوں کو مبارکباد قبول ہو میری طرف سے۔ غزلیں نظمیں اور اشعار تمام اچھے تھے۔ خطوط بھی گرما گرم تھے۔ پھول اور کلیاں کو بند کر دینا چاہئے۔ (رابعہ عمر-تھوتھال)

♥...... ماہ اکتوبر خریدا تصویر دیکھ کر تو ایک دفعہ خوف آنے لگا مگر اسلامی صفحہ نہ پا کر افسوس ہوا کہانیوں میں سب سے اچھی کہانی لڑکی بھوت اقراء لاہور کی اس کے علاوہ ریاض باغبانپورہ کی معصوم لاشے اچھی رہی باقی سب کہانیاں اچھی تھیں۔ (حمزہ ارشد-پتوکی)

♥...... خوفناک ڈائجسٹ ماہ ستمبر 2011ء کا تازہ شمارہ اس دفعہ کچھ لیٹ ملا لیکن ٹائٹل بہت زیادہ زبردست خوفناک تھا اسلامی صفحہ پا کر بہت زیادہ خوشی ملی جو کہ سجاد حسن جھولے والا ملتان نے لکھا تھا بہت زبردست تھا۔ کہانیوں میں سیدھے طلسمی مورتی کے پاس پہنچ گئے پلیز اقراء آپی مورتی کو کبھی بھی مالا اور چندا کی دشمن مت بنائیے گا اگلی قسط کا بے چینی سے انتظار ہے۔ آدم خور حسینہ ریاض احمد لاہور، ساحر آخری قسط، وارث آصف خاں واں بھچراں، خون آلود چہرہ ایم شاہد سلمان، تکراری، قاتل کی تلاش انیلہ غزل حافظ آباد، شیطانی ناگن مزمل اکرم منڈی بہاؤالدین، پریمی جن زادی ایم آفریدی، داستان عشق سیما گوجر خان، مظلوم بدروح شہزاد خالق۔ نظمیں صائمہ تبسم، تبسم کوثر، عثمان چوہدری اور یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے میاں محمود احمد لاٹھیانوالہ، عمران جاوید لاہور، یوسف ثانی اور رائے عیس ولی چاہت نازیہ ساہیوال۔ (رائے عیس ولی چاہت-اڈا جسوآنہ بنگلہ)

♥...... اکتوبر کا شمارہ جلدی ہی مل گیا اسلامی صفحہ نہ پا کر کافی دکھ ہوا۔ کہانیوں میں نئی قسط وار کہانیاں دیکھ کر کافی خوشی ہوئی تارعنکبوت قسط نمبر ایک پڑھ کر کافی مزہ آیا جو کہ خالد شاہان نے صادق آباد سے تحریر کی تھی اس کے بعد خون آشام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگن واہ عمران رشید کیا سٹوری ہے پچھلی کہانیوں کی کمیوں کو اس نے پورا کر دیا ہے، زبردست۔ اس کے بعد پائلوں کی تلاش سٹوری اچھی تھی۔ پراسرار بانسری کی قسط نمبر 2 پڑھی مزہ آ گیا اچھی جا رہی ہے۔ اس کے بعد زدگوال، بدی کا خاتمہ، معصوم لاشے، سرکٹی لاش، خونی ہمسفر، پراسرار ناگن اور لڑکی بھوت پڑھا بہت ہی زبردست ٹوریاں تھیں۔ پراسرار بانسری میں ایک سمجھ نہیں آئی کہ دانیال کے پاس نورانی طاقت ہے یا کہ دوسری؟ دو ماہ سے پھول کلیاں شائع نہیں ہو رہے ایسا مت کیا کریں ان کے بغیر رسالہ آدھا سا لگتا ہے۔ سب کے خطوط پڑھنے کے لائق تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سب ایک دوسرے سے ایسے کیوں لڑتے ہیں۔ (عصمت اینڈ شمسہ- چک 9)

♥...... ماہ نومبر 2011ء کا خوفناک ڈائجسٹ چڑیل حسنہ نمبر کا ٹائٹل اچھا رہا سب سے پہلے اسلامیم صفحہ پڑھا جسے عثمان چوہدری ڈڈیال، باقی وقار حسین اور سید تصور شاہ نے تحریر کیا۔ غزلوں کی محفل میں وارث آصف، فرید علی نبی، عفیفہ عندلیب، انیلہ غزل، راجہ عمر اور رابی خان کا انتخاب لاجواب تھا۔ شعری پیغام میں بھی نے اچھا لکھا۔ شعروں میں انعام علی کے اشعار پسند آئے۔ پھول اور کلیاں کی کمی محسوس ہوئی۔ ابھی تک قسطوار سٹوریز ہی پڑھی ہیں دونوں رائٹر اچھا لکھ رہے ہیں۔ ریاض صاحب سے اتنا کہوں گا کہ آپ بھی ایک بار پھر کوئی قسطوار سٹوری لے کر خوفناک میں آئیں۔ مزمل بھائی ہر ماہ اچھی اچھی غزلیں لکھا کرو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام قارئین، شہزادہ بھائی اور خوفناک ڈائجسٹ کی تمام ٹیم کو خوشیوں بھری لمبی زندگی عطا فرمائے۔ (محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں)

♥...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ اکتوبر میرے ہاتھوں میں ہے مطالعے کے بعد پتہ چلا کہ کس کہانی میں کتنا وزن ہے۔ سب سے بیسٹ کہانی اقراء لاہور کی لڑکی بھوت رہی، دوسرے نمبر پر ریاض احمد کی معصوم لاشے پسند آئی۔ پائلوں کی تلاش لقمان حسن ڈیرہ اسماعیل خان کی اچھی کہانی تھی۔ پراسرار بانسری بھی اچھی کہانی تھی۔ مگر میں نے سنا ہے کہ موصوف نے کسی کی دو کہانیوں کو ترتیب دے کر پراسرا بانسری بنا چھوڑا ہے۔ یہ تو اب ایم آفریدی صاحب ہی بتائیں گے۔ تارعنکبوت کو سمجھنے کے لئے بار بار مطالعہ کرنا پڑا۔ رہی بات خون آشام ناگن کی میری سمجھ سے بالاتر تھی۔ بار بار مطالعے سے بھی میں اسے سمجھنے سے قاصر رہا کافی بور کہانی تھی۔ خلچاف توقع انیلہ غزل کا کوئی شعر یا غزل شمارے میں نہیں تھی پتہ نہیں کیوں؟ (شعیب شیرازی- جوہر آباد)

♥...... ماہ نومبر کا خوفناک رسالہ میں نے پڑھ لیا ہے سٹوریوں میں سب سے پہلے نمبر پر خون آشام ناگن جو کہ قسط نمبر ایک کی طرح خوفناک اور پراسرار تھی عمران رشید صاحب کو سب سے زیادہ خوفناک سٹوری لکھنے پر مبارک باد قبول ہو۔ تارعنکبوت جناب خالد شاہان صاحب کی سٹوری قسط نمبر 2 بھی اچھی تھی اس کے بعد پراسرار بانسری دوبارہ سے غائب ہے۔ ان کے علاوہ سمندری عفریت، جنونی، پراسرار ہمسفر اور جن کا بچہ یہ سب سٹوریاں خوفناک تھیں۔ اس بار پھول اور کلیاں بھی غائب تھیں۔ غزلوں میں حرا ناز، رابی خن، عدنان ملک اور راجہ عمر کی غزلیں نئی نئی لگ رہی تھیں۔ اشعار میں رانا محمد عمر حیات، محمد اختر جمال اور رابیعہ ارشد کے اشعار خوب صورت تھے۔ خطوط میں وارث آصف، عبداللہ حسن، ایم عمیر اور وحید علی کے خط اچھی طرز میں لکھے تھے۔ (ایم فاروق-رحیم یار خان)

♥...... ماہ نومبر چڑیل حسینہ نمبر اس مرتبہ کچھ زیادہ ہی انٹرسٹنگ شمارہ تھا جس میں مس اقرا اور ریاض احمد صاحب کی بہترین سٹوریز شامل تھیں۔ عمران قریشی فرام کوئٹہ کی سمندر عفریت بھی اچھی سٹوری تھی۔ (رئیس صدام حسین ساحل-سٹی خان بیلہ)

♥...... ماہ نومبر چڑیل حسنہ نمبر میں فرسٹ صفحہ پر اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا جبکہ سٹوریز میں انجام انتقام ساحل دعا بخاری، پراسرار ہمسفر ریاض احمد، جن کا بچہ اقرا فرام لاہور اور کالا ناگ ظفر اقبال فرام پتوکی کی ہٹ سٹوریز تھیں۔ (رئیس ساجد کاوش-سٹی خان بیلہ)

♥...... ماہ اکتوبر کا شمارہ خوفناک ڈائجسٹ ملا جس میں اپنی کہانی نہ دیکھ کر افسوس ہوا ہے تقریباً پانچ ماہ پہلے ایک کہانی مظلوم روحیں کے نام سے لکھ کر بھیجی تھی جو آپ نے ابھی تک شائع نہیں کی ہے بہر حال نمبر آنے پر شائع کر دیں۔ باقی آپ سے گلہ ہے کہ آپ میرا پورا خط شائع نہیں کرتے ہیں۔ باقی تمام ہی رائٹر بہت اچھا لکھتے ہیں تمام رائٹروں کو میری طرف سے اچھا لکھنے پر مبارک باد قبول ہو۔ (محمد ذاکر ہلاں- آزاد کشمیر)

♥...... ماہ نومبر کا شمارہ یکم نومبر کو ملا اپنے کو پن تحریریں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کافی حوصلہ افزائی بہت دوستوں نے فون کئے یہ سب آپ کی کرم نوازی ہے۔ کہانیوں میں اپنے شہر کے اسد شہزاد کی کہانی اچھی لگی سب کی سب اپنی مثال آپ تھیں۔ شاعروں میں مسکان فاطمہ کنگن پور اریبہ ارشد منڈی بہاؤالدین کے پسند آئے۔ حماد ظفر چینی رئیس صدام حسین سٹی خان بیلہ، محمد فاروق اینڈ اعجاز احمد کوٹ رادھا کشن نعیم راج کنگن پور آپ کا پڑھنے کو کچھ نہ ملا پلیز لکھا کریں۔ (قمر مریز بشیر گوندل- گوجرہ)

♥...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ اس مرتبہ دل کو بہت اچھا لگا کیونکہ اس میں میری بہت سی چیزیں شائع ہوئی تھیں اور اس میں قاضی وقار حسین، عثمان چوہدری اور سید تصور شاہ کا لکھا ہوا اسلامیم صفحہ بھی قابل دید تھا اور اس میں پراسرار ہمسفر اور جن کا بچہ اور مظلوم دوشیزہ نامی سٹوریز بی قابل تعریف تھیں اور غزلوں میں ساجد کاوش صاحب چھائے ہوئے تھے انہیں اچھا لکھنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ (رئیس ارشد- ریاض)

♥......نومبر کا شمارہ جلدی ملا ٹائٹل بہت خوفناک تھا۔ کہانیوں میں ریاض احمد کی سٹوری بہت اچھی تھی۔ میرے خیال میں نجمہ کو معاف کر دینا چاہئے۔ واہ ایس امتیاز احمد کیا کہانی تھی۔ خونی بدروح بہت اچھی کہانی تھی اور کالا ناگ، مظلوم دوشیزہ، جنونی، جلتی آنکھیں اچھی اور بہترین کہانیاں تھیں اور خوفناک ڈائجسٹ جیسا دنیا بھر میں کوئی رسالہ نہیں۔ خون آشام ناگن بہت بور کہانی تھی۔ (رضا بلال- لاہور)

♥...... ماہ اکتوبر کا لڑکی بھوت نمبر خریدا گھر آ کر کھولا میرے فیورٹ رائٹر عمران رشید کی قسط وار کہانی خون آشام ناگن بہت بہت اچھی لگی۔ پراسرار بانسری بھی بہت اچھی لگی۔ (بہادر عار بانی بلوچ- گھوٹکی)

♥...... ماہ نومبر کا خوفناک ڈائجسٹ چڑیل حسینہ نمبر گھوٹکی سے خریدا۔ سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا ایمان تازہ ہو گیا اس کے بعد عمران رشید صاحب کی نئی کہانی خون آشام ناگن کی قسط نمبر 2 پڑھی بہت اچھی لگی۔ اس کے بعد تارعنکبوت خالد شاہان کی پڑھی بہت زبردست بھائی آپ کی کہانی بہت اچھی ہے۔ باقی کہانیاں گزارے لائق تھیں۔ اس کے بعد غزل کی محفل میں پہنچے تو واہ بھئی غزل ساری کی ساری اچھی تھیں۔ انجام انتقام کی کچھ سمجھ نہیں آئی۔ خیر ساحل دعا بخاری کی اچھی کوشش ہے ویلڈن۔ اس بار گلدستہ خوفناک سے گم تھا اس کا افسوس ہے۔ (بہادر عار بانی بلوچ-گھوٹکی)

✿

میری اجڑی ہوئی دنیا بسا کر کیا کرو گے تم
یہاں ہر سو اندھیرا ہے اجالے کیا کرو گے تم
میں ہوں تاریک راہوں کی مسافر تم نہ سمجھو گے
میری پلکوں سے دکھ کے باب چن کر کیا کرو گے تم
تھکا ہارا ستارہ ہوں میرا نہ آسمان کوئی
میری یادوں کی شمعوں کو جلا کر کیا کرو گے تم
ہمیشہ سے میرے ساتھی رہے ہیں درد و غم بینا
میری بے کیف ہستی کو بسا کر کیا کرو گے تم
☆------------ شاہد نواز- گوجرہ

غزل

یہ یار نہیں کب پیار ہو
بس یاد رہا تجھ کو پیار ہوا
جب پیار ہوا ب بھول گیا
اک یاد رہا بس نام تیرا
مجھ کو یاد رہا بس ساتھ تیرا
کچھ سالوں بعد وہ ملے
میں پوچھ بیٹھا کیا حال تیرا
☆------------------------ وسیم اینڈ ابرار- منڈی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوپن

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

یہ کوپن کاٹ کر ہمیں ارسال کریں ہم آپ کا شعر "خوفناک ڈائجسٹ" میں شائع کریں گے۔
اس کوپن میں اپنا پسندیدہ شعر لکھ کر ہمیں ارسال کریں۔ شعر معیاری ہو غیر معیاری شعر شائع نہیں کیا جائے گا۔

نام ________ شہر ________ فون نمبر ________

میرا بہترین شعر

____

____

مکمل پتہ ________

____

خوفناک ڈائجسٹ کوپن

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے شعر لکھا گیا ہے اس کا نام و مقام

نام .... شہر ....

شعر ....

....

....

....

شعر بھیجنے والے کا نام .... شہر ....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk